استفسارات

پروفیسر احمد رفیق اختر

فہرست

یہ کتاب استادِ محترم کے ساتھ سات نشستوں پر مشتمل ھے جو کہ درج ذیل ھیں۔

مجموعاً 223 سوالات و جوابات

نوٹ 1 > معزّز قارئین! دورانِ مطالعہ اس کتاب میں اگر آپ کسی قسم کی زیر، زبر، پیش، حرف، لفظ، جملہ، محاورہ یا لغت کی غلطی یا نا مناسب تحریر کو نوٹ کریں تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں۔ اس تعاوّن پر پیشگی شکریہ ادا کرتا ھوں۔

نوٹ 2 > دورانِ قلمبندی مجھے کچھ جگھوں پر استادِ محترم کی کہی ھوئی بات سمجھ نہیں آئی جس کو میں نے سرُخ روشنائی میں تحریر کر دیا ھے، لہذا جس کسی کو بہتر سمجھ ھو وہ خود یا استادِ محترم سے رابطہ کر کے اس کی درستگی کی بھی اطلاع کریں۔ شکریہ

رابطہ کے لیئے:

صلاح الدین میر miristhere@yahoo.cm

شبیر احمد چوھدری: info@alamaat.com

فون نمبر: 3012 595 – 51 – 92 +

ھاؤس نمبر 143 – اے،

سٹریٹ نمبر 12، چکلالہ اسکیم 3،
راول پنڈی، پاکستان۔

سب تعریفیں خدائے بزرگ و برتر کے لیئے جس کی ذاتِ لامثال انسانی احاطہ و تخیل سے وری' الوری' ھے اور بے پایاں درود و سلام اس ذاتِ اقدسؐ پر جن کی مدح و توصیف خود خالقِ کائنات کا وظیفہ ھے، حقیقت یہ ھےکہ بجز ذاتِ خداوندی انؐ کی مدح سرائ کا حق ادا نہیں ھو سکتا۔ میں اپنی زندگی ک سب سے بڑی خوش بختی تصور کرتا ھوں کہ مجھے اپنے استاذِ مکرم پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب کی عوام الناس کے ساتھ سوال و جواب ک نشستوں پر مشتمل "استفسارات" کے عنوان سے تخلیق قلم و قرطاس کے حوالے کرنے کا شرف حاصل ھو رہا ھے۔ حقیقت یہ ھے کہ میں اس سعادت کو زندگی کا حاصل سمجھتا ھوں۔

؎ گر قبول افتد زھے عزّ و شرف

اس تخلیق کا محرک تشنگانِ علم کا استادِمحترم سے رابطے کا وہ پیہم اصرار تھا جس کے نتیجے میں سنڈے لائیو Sunday Live کے نام سے سوال و جواب کی ماھانہ نشستوں sessions کا اھتمام کیا گیا۔ اس دوران online streaming کے ذریعے دیارِغیر میں مقیم جوئیندگانِ علم کو استادِمکرم کے ساتھ براہِ راست ابلاغ کی سہولت بھی فراھم کی گئ۔

استفسارات میں متلاشیانِ حق کے لۓ علم و آگہی کا ایک ایسا نادر ذخیرہ ھے جس کی روشنی سے اُن کے قلوب و اذھان کے بہت سے حجاب اُٹھ جایں گے۔ موضوعات کے اعتبار سے یہ سوال و جواب انتہائ اھمیت کے حامل ھیں جن میں گہرائ بھی ھے اور گِیرائ بھی، جن میں الہیاتِ جدیدہ کی تشکیلِ نو کے نقش و نگار بھی ھیں اور اُمتِ مُسلمہ کی تغمیرِ نو کی فِکری اور نظریاتی اساس کے خدوخال بھی۔ استفسارات فِکرِاستاد کا تسلسل ھی نہیں بلکہ اس کے اکتشاف سے عہدِحاضر کے سلگتے ھوۓ مسائل پہ استاذالعصر کے فِکری اِرتقاء کے ان گنت پہلوؤں کی نقاب کشائ بھی ھو گی۔

اس ضِمن میں یسری مڈیکل کالج کی انتظامیہ کے لیئے تشکر و امتنان کا اظہار نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی ھو گی جنھوں نے کمال شفقت سے کام لیتے ھوۓ کالج آڈیٹوریم فراھم کیا۔ ان تعلیمی سیشنز sessions کی کامیابی سے انعقاد میں یقیناً اُن کی بے پایاں عنایت شامل ھے۔

یکے از نیازمندانِ پروفیسر صاحب

انجم محمود گیلانی

11 فروری 2011ء

استاذِ عصر

کیا لکھوں اور کیسے لکھوں _ _ _ اُس شخص کے بارے میں کہ جو عبارت کے احاطے میں ھی نہیں آتا _ _ _ کہ جس کے بارے میں لکھنا یابولنا شروع کریں تو الفاظ کم پڑ جاتے ھیں۔ خیالات کے اُمڈتے ہوئے سیلاب کو سمیٹنا ناممکن ہو جاتا ھے، اُن کی شخصیت کے کس پہلو سے بات شروع کروں اور کس پر ختم _ اور پھر بھی نہ جانے کتنے پہلو ایسے رہ جائیں جن کا احاطہ نہ ہو سکے۔ اور پھر یہ کہ کوئی تو پہلو اُن کی شخصیت کا ایسا بھی ہو کہ جو دیگر پہلوؤں کی نسبت کم مضبوط اور کم روشن ہو۔ مگر ایسا ھے نہیں۔ اس شخص کے بارے میں لکھتے ہوئےہچکچاھٹ صرف مجھے ھی درپیش نہیں بلکہ ھر وہ شخص اس امتحان سے گزرا ھے جس نے یہ جسارت کی ھے۔ ممتاز مُفتی جیسا ثقہ قلمکار بھی یہ حق ادا نہ کر سکا اور حق ادا بھی کیسے ہو کہ وہ شخص گر معجزہ نہیں تو معجزہ سے کم بھی نہیں کہ جس کی زندگی کا ایک ایک سانس خالقِ کائنات کے ساتھ کسی نہ کسی طرح جڑا ہوا ھے۔ کہ جس نےترجیحات کے فلسفے کو ازسرِ نو زندہ کرتے ہوئے خدا کو انسان کی ترجیحِ اوّل قرار دیا۔ کہ جس نے اپنی زندگی کو خدا کے لیے وقف کیا تو اس کا حق ادا کردیا اور جس نے اس مالک اُلملک کی تسبیح ک ٹھانی تو نہ صرف خود بلکہ لاکھوں دیگر افراد کو اس سعادت کا حقدار ٹھہرادیا۔ اور جس نے اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ متشابہات جیسے موضوع پر جُراتِ خیال کا مظاھرہ کیا اور جو اسلامی تاریخ کی وہ پہلی شخصیت ھے کہ جس نے حروفِ مقطعات کی بنیاد پر علم الاسماء کی ایک باقاعدہ شاخ متعارف کرائ اور اسماء کو ان کی صفات بخشتے ہوئے اس علم کو سائینسی بنیادوں پر استوار کیا اور جس پر اللہ رپ العزت کا اتنا کرم ھے کہ اسے اپنا نام بتا کر مزید کچھ بتانے کی ضرورت نہیں رھتی کہ وہ خود یہ کام کر دیتاھے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر سے پہلے بہت بڑے علماء اور فضلاء گزرے ھیں لیکن پروفیسر صاحب کو یہ امتیاز حاصل ھے کہ جو علم اللہ نے انھیں عطا کیا ھے وہ مشاہد پہلے کسی بھی شخص کو حاصل نہیں ہوا۔ علم الاسماء کے بارے مین کہا جاتا ھے کہ محی الدین ابنِ عربیؒ کو اس کی سن گن تھی اور وہ اس کی مختلف جہات سے واقف تھے مگر یہ حقیقت ھے کہ انھوں نے اس علم کا عملی شکل میں کبھی جامع مظاھرہ نہیں کیا، جبکہ پروفیسر صاحب روزانہ سینکڑوں لوگوں سے ملاقاتوں کے دوران اس علم کے ذریعے انھیں نہ صرف اسماء الحسنیٰ' دیتے ھیں بلکہ ان کی شخصیات کے مختلف باطنی پہلوؤں کے بارے میں انھیں آگاہ بھی کرتے ھیں۔ ان کی بیماریوں کا علاج بھی انھی اسماء اور مسنون دعاؤں کے ذریعے تجویز کرتے ھیں۔ نوجوانوں کی شادیوں کے سلسلے میں وہ اسی علم کی بنیاد پر یہ بتادیتے ھیں کہ کونسا نام آپ کے لیئے موزوں ہو گا اور یہی اصول نوزائیدہ بچوں کے نام رکھنے پر بھی منطق کرتے ہوئے لوگوں کے لیئے آسانی کا باعث بنتے ھیں۔

وہ کہتے ھیں کہ کسی شخص کا نام ھی اس کی زندگی کا پروٹوکول ھے۔ اس کے نام میں اس کی زندگی کے نشیب و فراز، مزاج، بیماریاں، رزق اور دیگر تمام پہلو پوشیدہ ھوتے ھیں اور یہ کہ کچھ ناموں کی کچھ کے ساتھ موانست اور کچھ سے مخاصمت ھے۔ باھمی موانست والے یکجا ھونگے تو امن اور سکون رھے گا اور مخاصمت والے اکٹھا ھونگے تو لڑائ اور فساد۔ یہ وہ Basic Categories کا علم ھے جو اللہ تعالیٰ' نے پروفیسر صاحب کو عطا کیا ھے۔ یہ اتنا مسحور کن علم ھے کہ دیکھنے والا انگشتِ بدنداں رہ جاتا ھے۔ ھم جس شخص کو سالوں ساتھ رھنے کے باوجود بھی نہیں جان سکتے پروفیسر صاحب اس کا نام سن کر ھی جان جاتے ھیں۔ وہ کہتے ھیں کہ لوگوں کو اسمائے ربانی دینے کے لیئے ضروری تھا کہ میں ان کے باطن کو جان سکوں۔ اللہ نے مجھے یہ علم اس لیئے دیا کہ میں لوگوں کی اپنے بارے مین کہی ہوئ باتوں سے دھوکہ نہ کھاؤں اور ان کا صحیح تجزیہ کر سکوں۔

قرآن کے ان الفاظ کے مطابق کہ اللہ کے بندے کائینات کے اسرار و رموز پر بھی غوروفکر کرتے رھتے ھیں۔ پروفیسر احمد رفیق کائیناتی علوم پر خاص دسترس رکھتے ھیں اور اس سلسلے میں ہونے والے سائینسی تحقیقی کام پر گہری نظر رکھتے ھیں۔ Cosmology ان کا پسندیدہ مضمون ھے۔ Big Bang کے بارے میں اکثر بیان کرتے رھتے ھیں۔ امریکہ جانے سے پہلے میں نے پوچھا تو کہنے لگے کہ Cosmology پر کوئ تازہ ترین کتاب ملے تو لیتے آنا۔ وہ سائنسی تحقیقات سے قرآن کے حقائق کو ثابت کرتے ھیں۔ ان کے الفاظ میں قرآن کتابِ تحلیق ھے اور سائنس کتابِ تحقیق۔ خلائ تحقیق پر بھی خاص نظر رکھتے ھیں، ایک دفعہ میں اور ایک اور شخص پروفیسر صاحب کو ملنے کے لیئے گوجر خان گئے، یہ صاحب Space Technology کے شعبے سے منسلک تھے اور پی ایچ ڈی کر رھے تھے۔ پروفیسر صاحب حیران کن طور پر ان کے ساتھ دو گھنٹے تک صرف اسی شعبے کے حوالے سے گفتگو کرتے رھے۔

پروفیسر صاحب علم کی تمام شاخوں پر دسترس رکھتے ھیں اور شاید یہی وجہ ھے کہ ان کی محفل میں سوال کرنے کی آزادی ھوتی ھے۔ کوئ شخص کوئ بھی سوال اٹھاسکتا ھے اور پروفیسر صاحب انتہائ خندہ پیشانی سے اس کا جواب دیتے ھیں کیونکہ وہ کہتے ھیں کہ علم سوال سے ھے۔ حضرت عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ' نے اتنا علم کیسے دیا؟ فرمایا میں سوال بہت کرتا تھا۔ پروفیسر صاحب سوال کرنے والے کو بہت پسند کرتے ھیں۔ سوال کتنا بھی اُوٹ پٹانگ یا پست علمی کی بنیاد پر کیا گیا ھو وہ اس کا جواب اتنے ھی علمی انداز اور جامعیت کے ساتھ دیتے ھیں۔ ایک عام عالمِ دین یا دانشور اور پروفیسر صاحب کی محفل کا یہ بنیادی فرق ھے کہ یہاں سوال کرنے والا سوال کرتے ھوئے گھبراتا نہیں اور جواب دینے والا اس خوف میں مبتلا نہین ھوتا کہ کوئ سوال ایسا نہ آجائے جس کا جواب اس کے پاس نہ ھو۔ آج تک کبھی ایسا نہ ھوا۔ یہ اللہ کا انعام نہیں تو اور کیا ھے !!!

پروفیسر صاحب کا کمال یہ ھے کہ قرآنی اصول " لم تقولون مالا تفعلون " کے تحت وہ جو بھی کہتے ھیں پہلے اس کو خود اپنے اوپر لاگو کرتے ھیں۔ حضر بایزید البسطامیؒ فرماتے ھیں کہ میں نے تیس سال مجاھدہ کیا، میں نے علم اور اسکے مطابق عمل کرنے سے کسی اور چیز کو اپنے لیئے مشکل نہ پایا۔ پروفیسر صاحب اس مشکل ترین کام کو بھی بآسانی انجام دیتے ھیں۔ اگر لوگوں کو تسبیح کرنے کے لیئے کہتے ھیں تو خود ان سے کہیں زیادہ ذکرِ الٰہی' کرتے ھیں۔ اگر لوگوں کو توازن کی تلقین کرتے ھیں تو خود ان ک زندگی اس کا ایک بہترین نمونہ پیش کرتی ھے۔ لوگوں کو اگر نارمل اور سادہ زندگی کا سبق پڑھاتے ھیں تو خود سادگی اور Normalcy کی بہترین مثال ہیں۔جہاں مخلوقِ خدا کے ساتھ وقت گزارتے ھیں وھاں اپنے اھلِ خانہ کے ساتھ شاپنگ کے لیئے بھی جاتے ھیں۔ وہ عام لوگوں کی طرح زندگی گزارتے ھیں حالانکہ وہ عام نہیں اور یہی ان کے لیئے مشکل کام ھے کہ غیر معمولی ھوتے ھوئےبھی عام لوگوں کی طرح زندگی گزاریں۔ لیکن یقین جانیئے کہ وہ یہ مشکل کام بھی کامیابی سے کر رھے ھیں اور اس سب کچھ کی وجہ صرف اور صرف علم ھے۔ کیونکہ

وہ کہتے ھیں کہ علم کی دو بنیادی خصوصیات ھیں، اپنی ترجیحات اور حدود کو متعین کرنا۔

ضبط و تحمل اگر کسی نے فی زمانہ سیکھنا یا دیکھنا ھو تو کسی اتوار کو گوجرخان کا قصد کرے، تین چارسو لوگ اپنے گونا گوں مسائل لے کر اس راہؔ سلوک کے مسافر سے ملتے ھیں اور اس کے ماتھے پہ ایک شکن نہین پڑتی۔ خواتین اپنے گھریلو مسائل سے لیکر اپنے بچوں کی شادیوں کے مشوروں تک ان سے پوچھتی ھیں اور ایک ایک سوال باربار دھراتی ھیں مگر اس شخص کا تحمل ھے کہ خدا یاد آجاتا ھے۔ وہ ایک ایسا سمندر ھے جہاں ھر شخص آتا ھے اور اپنے غم اور پریشانیاں اس میں ڈال کر چلا جاتا ھے۔ وہ کسی کو اس کے گنہگار ھونے کا احساس نہیں دلاتا بلکہ اسے اللہ کی رحمت کی امید دلاتا ھے۔ ڈھارس بندھاتاھے، دلاسہ دیتاھے۔

فہمِ قرآن کی بات کی جائے تو انسان حیران ھو جاتا ھے کہ جو فہم اور ادراک انہیں نصیب ھوا ھے وہ گذشتہ کئ صدیوں میں شاید ھی کسی کو حاصل ھوا ھو۔ بڑے سے بڑے مسائل کی گتھیاں وہ آنِ واحد میں قرآن اور حدیث کی روشنی میں سلجھا دیتے ھیں۔ قرآن پاک تلاوت ان کا معمول ھے اگرچہ وہ صرف و نحو کے تکنیکی مراحل سے نہیں گزرے لیکن جن لوگو ں نے انہین تلاوتِ کلامِ پاک کرتے سنا ھے وہ ان کی خوش الحانی پر ضرور گواھی دینگے۔ پروفیسر احمد رفیق اختر کا میری نظر میں ایک اور بڑا کارنامہ یہ ھے کہ انہوں نے اسلام کو انتہائ آسان بنا کر پیش کیا ھے۔ ریاضی یا فزکس کے کسی فارمولے کیطرح وہ ایک Thesis استوار کرتے ھیں اور دو تین Steps کے بعد ایک سائنسی نتیجے پر پہنچ کر مسّلے کا حل پیش کر دیتے ھیں جو انتہائ آسان اور قابلِ عمل ھوتا ھے۔ یہی وجہ ھے کہ ان کے ملنے والے جب آتے ھیں تو ان کے ذھنوں پر مسائل کا ایک بارِگراں ھوتا ھے مگر جب واپس جاتے ھین تو برگِ گُل کی مانند ہلکے پھلکے ھوتے ھیں۔ کمال یہ ھے کہ خوف پریشانی اور نااُمیدی کے اس دورِابتلا میں کوئ تو ھے کہ جو ھزاروں لوگوں کے لیئے راحت، اُمید بلکہ زندگی کی شمعیں روشن رکھنے کا باعث ھے۔

قرآن کا اس آیت " یوثرون علی انفسھم ولوکانا بہم خصاصتہ " (وہ دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ھیں اگرچہ خود انہیں اس کی حاجت ھو) کے مصداق پرو وفیسر صاحب لوگوں کیلیئے اپنا آرام، وقت اور پیسہ تک قربان کردیتے ھیں۔ اکثر دیکھا ھے کہ لوگ ایسے اوقات پر بھی ان کے پاس آجاتے ھیں کہ جو ان کے آرام یا فیملی کا وقت ھوتا ھے مگر وہ کمال مہربانی کرتے ھوئے ان سے نہ صرف ملتے ھیں بلکہ انہین اپنی بے آرامی کا احساس بھی نہیں ھونے دیتے۔ بیسویں گھرانے ایسے ھیں جن کی وہ چپکے سے مالی امداد کرتے ھیں اور سب سے بڑی بات کہ ان کی عزتِ نفس کا ھر حال میں خیال رکھتے ھیں۔

شناختِ خداوند ان کا بنیادی موضوع ھے اور اسلام کو وہ اس منزل تک پہنچنے کے لیئے واحد راستہ گردانتے ھیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ باقی مذاھب، نظریات اور ان کے اِرتقاء پر ان کی نظر نہیں بلکہ حقیقت یہ ھے کہ مختلف نظریات اور مذاھب کا تقابلی جائزہ لینے کے بعد ھی اسلام کی حقانیت کے نتیجے تک پہنچے ھیں۔ وہ مغرب کے مذھبی اور غیر مذھبی نظریات کو اچھی طرح پرکھ چکے ھیں۔ خدا اور مذھب کے خلاف مغرب کا پروپیگنڈا اُن کی نظروں سے اوجھل نہیں۔ مثلاً گزشتہ برس انہوں نے لاھور کے لیکچر میں تفصیل سے اُن اعتراضات کا جواب دیا ھے جن میں آین سٹائین کہتا ھے کہ I do not believe in personal God اور یہ بھی کہ I am a deeply religious non-believer مغربی دانشور مذھب کو عزت دیئے جانے کے بھی خلاف ھے اور کہتا ھے کہ Privileging of religion ھی سب مسائل کی جڑ ھے۔ عصر حاضر کا سب سے بڑا ملحد رچرڈ ڈاکنز (Richard Dawkins) تو مذھب کو ضیاع اور ایک فضول چیز کے ساتھ extravagance کہتا ھے اور یہ بھی کہ فطرت کسی فضول چیز کو اپنے ھاں برداشت نہیں کر سکتی۔

نوبل انعام یافتہ فزکس کا استاد Steven Weinberg مذھب کے بارے میں یوں رقمطراز ھے کہ Religion is an insult to human dignity. آج کے دور میں مغربی پروپیگنڈا کا منہ توڑ جواب علمی سطح پر کوئ دے رھا ھے تو وہ پروفیسر احمد رفیق اختر ھیں۔ پروفیسر صاحب کے ھاں اعلیٰ قسم کی حسِ مزاح بھی پائ جاتی ھے۔ وہ سمجھتے ھیں کہ راہِ سلوک کے مسافر کیلیئے حسِ مزاح کا ھونا لازم ھے کہ اس کی بدولت وہ لوگوں مین مسکراہٹیں بکھیرتا ھے ان کے غم بانٹتا ھے اور پریشانیوں کو کم کرنے کا باعث بنتا ھے۔ ان کے ھاں مزاح انتہائ اعلیٰ اور ارفع معیار کا ھوتاھے کہ جس سے ھر شخص مخظوظ ھوتا ھے۔ پروفیسر صاحب انتہائ نرم خُو ھیں۔ غُصّہ تو کبھی انہیں چھو کر بھی نہ گزرا ھو۔ وہ کہتے ھیں کہ انہیں یاد نہیں پڑتا ھے کہ آخری دفعہ انہیں غُصّہ کب آیاتھا۔ ایک دفعہ میں نے پوچھا کہ آپ کو غُصّہ کیوں نہیں آتا؟ کہنے لگے بہت آتا تھا بلکہ ھمارے جینز Genes میں انتھا کا غُصّہ ھے مگر تسبیح کے اثرات سے زائل ھو گیا ھے اور پھر انہوں نے حدیثِ رسولؐ سنائ جس کا مفہوم یہ تھا کہ اللہ نرمی کرنے والا ھے، نرمی کو پسند کرتا ھے، نرمی پر دیتا ھے، سختی پر نہیں دیتا۔ میں نے پروفیسر صاحب سے ایک بار یہ بھی پوچھا کہ آپ لوگوں میں اتنی محبت کیسے بانٹتے ھیں کہ ھر شخص آپکے خلوص کا اسیر نظر آتا ھے، کہنے لگے کہ اِس حدیثِ رسولؐ نے ھمیشہ رھنمائ کی کہ لوگوں سے محبت کرنا نِصفِ عقل ھے اور پھر ھمیشہ رسول اللہؐ کا نمونہ سامنے رھا کہ جو مرقعٔ خلوص و محبت تھے۔ وہ نبی کریمؐ کی ذات کو نمونۂ کامل گردانتے ھیں اور ان سے بے پناہ محبت رکھتے ھیں۔ اُن کا کہنا ھے کہ جس طرح خدا کی ذات کے ساتھ کسی کو شریک ٹھرانا شرک ھے اسی طرح رسول اللہؐ کے ساتھ محبت میں کسی کو شریک کرنا شرک ھے۔ وہ کہتے ھیں کہ نبی کریمؐ کائنات کے سب سے بڑے دانشور ھیں اور جب تک معیارِ عقل و نظر لگتے رھیں گے محمد رسول اللہؐ کی خاکِ پا کو بھی کوئ ذھانت نہیں پہنچ پائےگی۔

پروفیسر صاحب خدا کو بے دلیل ماننے یعنی Blind Faith کے سخت خلاف ھیں اور قرآن ھی کے ذریعے اس کا جواب دیتے ھیں کہ بدترین جانور میرے نزدیک وہ ھیں جو علم و عقل سے کام نہیں لیتے، اندھوں اور بہروں کی طرح میری آیات پر گرتے ھیں اور پھر قرآن کی ھی ایک اور آیت کا حوالہ دیتے ھیں کہ جو ھلاک ھوا وہ دلیل سے ھلاک ھوا اور جو زندہ ھوا وہ دلیل سے زندہ ھوا۔ وہ عقل سے کام لینے پر اکساتے ھیں کہ عقل ھی سب سے بڑاذریعہ ھے شناختِ خداوند کا۔ یہاں بھی وہ حضرت ابو ھریرہؓ کی روایت کردہ طویل حدیث سے استنباط کرتے ھیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ھے کہ میں نے عقل سے زیادہ بہتر، خوبصورت اور افضل کوئ مخلوق نہیں بنائ۔ میں تیرے سبب لوں گا اور تیرے ھی سبب دونگا اور یہ کہ میں تیرے ھی سبب پہچانا جاؤنگا۔ پروفیسر صاحب دنیا میں رہ کر اس کے مسائل کا سامنا کرتے ھوئے راہِ حق پر چلنے کے حق میں ھیں اور ترکِ دنیا کے سخت خلاف۔ وہ کہتے ھیں جہاں ٹسٹ نہیں وھاں رزلٹ نہیں۔ وہ خود اس ٹسٹ سے روزانہ گزرتے ھیں اور سر خرو ھوتے ھیں۔ سینکڑوں پریشان حال لوگوں سے ملتے ھیں اور انہیں کہتے ھیں کہ اللہ اپنے بندوں کو آزماتا ضرور ھے مگر تنگ نہیں کرتا۔ نوجوانوں کے لیئے بالخصوص اور عام مسلمانوں کیلیئے بالعموم ان کا پیغام یہ ھوتا ھے کہ جو مرضی

کرو، تفریحات میں وقت گزارلو، ٹی وی دیکھ لو، کرکٹ کھیل لو مگر تمہارے سامنے ترجیحات واضح ہونی چاھیں اور پھر دیگر ترجیحات کے ساتھ پوری زندگی کی بھی ایک ترجیح ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اصل بات بے رنگ ہونا ہے جس صورتحال سے بھی گزرنا پڑ جائے تو گزرو مگر اس کا رنگ قبول نہ کرو، رنگ اگر قبول کرو تو صرف صبغتہ اللہ۔

پروفیسر صاحب پر ابوالحسن نوریؒ کی تصوف کی تعریف صادق آتی ہے کہ تصوف آزادی و جوانمردی، ترکِ تکلف و سخاوت اور دنیا کا مال راۂ حق مین خرچ کرناھے۔ آزاد ہونا دراصل یہ ہے کہ انسان خواہشِ نفس سے آزاد ہو جائے اور پروفیسر صاحب کے ہاں ہمیں یہ چیز واضح نظر آتی ہے کہ وہ دنیا کے مرغوبات سے اوپر اٹھ چکے ہیں ۔ اسباب کا ہونا یا نہ ہونا ان کیلئے بے مغنی ہو چکا ہے۔ یوں حضرت بایزید البسطانیؒ کے قول کے مطابق پروفیسر صاحب ولی اللہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ ولی کسے کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ ولی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ' کے اوامر و نواھی پر صابر ہو۔ پروفیسر صاحب کے ہاں کوئ خوف ہے اور نہ حزن No fears no frustrations یہ بات ان کو جاننے والے لوگ جانتے ہیں کہ انہوں نے کبھی ان کے ہاں کسی قسم کا ڈپریشن دیکھا اور نہ محسوس کیا۔

صحو Sobriety اور سکر Ecstasy کی بحث میں وہ صحو کو افضل سمجھتے ہیں اور حضرت جنید بغدادیؒ کے قول پر یقین رکھتے ہیں کہ صحو کا ایک قطرہ سکر کے سمندر سے اعلیٰ' اور افضل ہے۔ نفس کے اشکالات اور ان سے نبردآزما ہونے کے بارے میں پروفیسر صاحب کی گفتگو سننے کے لائق ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہوائے نفس پر قابو پانا شناختِ خدا کے سفر میں انتہائ ضروری ہے کیونکہ حدیثِ رسولؐ کے مطابق سب سے زیادہ خوفناک چیز جس سے میں اپنی اُمت کے متعلق ڈرتا ہوں وہ خواہشِ نفس کی پیروی اور لمبی آرزو ہے۔ سیدِ ہجویرؒ کے مطابق خواہش کا چھوڑ دینا بندے کو امیر کر دیتا ہے۔ سیدِ ہجویر علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخشؒ کا ذکر آیا ہے تو بتانا مناسب ہو گا کہ پروفیسر صاحب انہیں اپنا استاد تصوّر کرتے ہیں اور ان کا کہنا ہے کہ اولیاء اللہ، صوفیاء اور اھلِ اللہ میں سیدِ ہجویرؒ سے بڑا استاد اور دانشور انہوں نے نہیں دیکھا۔ " کشف المحجوب " کے بارےمیں وہ کہتے ہیں کہ یہ کتاب میں نے پڑھی نہیں بلکہ مجھ پر بیت گئ ہے۔ پروفیسر صاحب اپنے اسی رشتہ کے سبب اپنے آپ کو بھی صوفی، بزرگ، ولی اللہ یا سابقوں اور لاحقوں سے مزین ٹائٹل سے بلوائے جانے کے بجائے ایک استاد کہلوانا پسند کرتے ہیں۔

میں نے اپنی زندگی میں ان سے زیادہ مہمان نواز اور بہترین میزبان نہیں دیکھا۔ کہتے ہیں کہ اللہ کو دو چیزیں بہت پسند ہیں، حُسنِ کلام اور حُسنِ طعام یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے مہمانوں کیلئے بہترین کھانوں کا اھتمام کرتے ہیں۔ نِت نئ ڈشیں بنوا کر اپنے گھر آنے والوں کو پیش کرتے ہیں، سوتے بھی بہت کم ہیں۔ پوچھنے پر ایک بار بتانے لگے کہ تین یا ساڑھے تین گھنٹے سو لیتا ہوں۔ تسبیح اتنی زیادہ ہے، پھر مخلوقِ خدا کو بھی خاصا وقت دینا ہوتا ہے۔ رات کو اُٹھ اُٹھ کر تسبیح پوری کرتے ہیں۔ ایسے میں نیند کہاں اور آرام کہاں!

پروفیسر صاحب خدا کے بہت قریبی اور بے تکلف دوست محسوس ہوتے ہیں، وہ اس سے باتیں کرتے ہیں، اس سے اپنے سوالات زیرِ بحث لاتے ہیں۔ گلے شکوے ہوں تو وہ بھی اُسی سے کرتے ہیں، کسی بھی سلسلے میں مدد درکار ہو تو فوراً اُسی سے رابطہ کرتے ہیں۔ لگتا یوں ہے کہ وہ عرفانِ ذاتِ حق کے تمام مراحل عبور کرتے ہوئے شناختِ خداوند کی منزل پا چکے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ نے اُن کو وہ مرتبہ عطا کردیا ہے جو عصرِ حاضر میں کسی کو حاصل نہیں کیونکہ حود اُن کے بقول تمام مراتب شناخت کی بنیاد پر ہیں اور یہ بھی کہ خدا سے باتیں کیئے بغیر انسان پورا انسان ھی نہیں بنتا۔ اُن کے نزدیک تصوّف صرف اور صرف جستجوئے خداوند ہے۔ بہترین عقل و شعور کیساتھ بہترین عمر میں ترجیحِ اول (یعنی اللہ تعالیٰ') کا انتحاب تصوّف ہے۔ پروفیسر صاحب کو غالب کا یہ شعر بہت پسند ہے کہ وہ اُن کے فلسفہء ترجیحات کی بہترین عکاسی کرتا ہے۔

ے گو میں رھا رھینِ ستم ھائے رُوزگار

لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

پروفیسر صاحب کا شعر و شاعری سے بھی خاصا شغف رہا ہے بلکہ وہ خود بھی شاعری کرتے رہے ہیں۔ جان ملٹن کی " پیرا ڈائز لاسٹ " کا ترجمہ بھی وہ کر چکے ہیں کہ جس کے بارے میں ناقدین کا خیال تھا کہ اس کتاب کا اس قدر خوبصورت ترجمہ ہو نہیں سکتا تھا انہیں ہزاروں اشعار آج بھی یاد ہیں اگرچہ وہ حصولِ ترجیحِ اول کے سفر میں شعر کہنے کو ایک عرصہ پہلے خیر باد کہہ چکے ہیں اور ان کے اشعار سارے کے سارے چرائے جاچکے ہیں۔ پروفیسر صاحب کو قدرت نے بلا کا حافظہ عطا کیا ھے Photogenic memory کا لفظ اُن پر صادق آتا ھے۔ ایک بار جو چیز انہوں نے پڑھی پھر وہ بھولی نہیں، یہی وجہ ہے کہ نویں دسویں جماعت تک وہ مشرق و مغرب کے تمام علوم، کتب احادیث، فلاسفہء یونان وغیرہ بقول حود اُن کے "چاٹ" چکے تھے اور اُن کا تجزیہ کرکے اپنے نتائج اخذ کر چکے تھے۔

میری نظر میں پروفیسر احمد رفیق اختر بلا مبالغہ اس دور ھی کی نہیں بلکہ گذشتہ ھزار سالوں کی سب سے بڑی علمی شخصیت ہیں کہ جو نہ صرف علمی روایت پر دسترس رکھتی ہے بلکہ مستقبل کا بھی پتہ دیتی ہے۔ جو علم اور فہم اللہ کی ذات نے انہین بخشا ہے وہ شاید ھی کسی کو بخشا ہو۔ اس لحاظ سے وہ استاذ الف ثانی بھی ہیں۔ دوسری طرف چونکہ دنیا کی زندگی میں بھی اب ہم "وقتِ عصر" سے ھی گزر رہے ہیں اور اختتام کی جانب رواں دواں ہیں اس لیئے میں انہیں استاذِ عصر بھی کہتا ہوں اور پھر عصر کے معنی زمانہ کے بھی ہیں اس لیئے وہ اس زمانے کے بھی سب سے بڑے استاد ہیں۔

زیرِ نظر کتاب " استفسارات " کے لیئے پیش لفظ لکھنا میرے لیئے زندگی کے سب سے بڑے اعزاز کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ ممکن بھی اس لیئے ہوا کہ پروفیسر صاحب کا حکم تھا ورنہ اپنے استاد کے بارے مین چند الفاظ لکھنے کا بھی حوصلہ کم از کم مجھ میں نہیں تھا۔ ایک ذرہِ زمیں، آفتابِ زمانہ کا کیا تعارف کرائے گا۔ اس کتاب میں بنیادی طور پر سوال و جواب پر مشتمل نشستوں کو شامل کیا گیا ہے اور مقصد یہی تھا کہ لوگوں کے پاس یہ کتاب ایک ریفرنس بک کے طور پر موجود ہو اور وہ جب چاھیں اس سے روز مرہ کے مسائل پر استفادہ کر سکیں۔ اس کتاب کا بہت بڑا کریڈٹ محترم شبیر احمد چوھدری، انجم گیلانی اور ان کی ٹیم کو جاتا ہے کہ جنھوں نے اپنی شبانہ روز محنت کے سبب اس کتاب کو حقیقت کا روپ دیا۔ مجھے یقین ہے کہ " استفسارات " کہ جس کا نام بھی پروفیسر صاحب نے خود تجویز کیا ہے متلاشیانِ علم و حکمت کے لیئے آگہی اور عرفان کا بہت بڑا ذریعہ بنے گی اور یوں علم کی شمعیں فروزاں کرنے کا سفر جاری رہے

گا۔ آخر مین دعا ھے کہ ربِ کائنات ھمیں اپنی ترجیحات کو درست کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی زندگیوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں ازسرِ نو ترتیب دینے کے قابل بنائے اور یہ دعا بھی کہ اے خدا میری عزت کے لیئے کافی ھے کہ میں تیرا ھی بندہ ھوں اور میرے فخر کے لیئے کافی ھے کہ تو ھی میرا پروردگار ھے، تُو بالکل اسی طرح ھے جس طرح میں چاھتا ھوں مجھے بھی اسی طرح بنادے جس طرح تُو چاھتا ھے۔ آمین ثم آمین

؎ سپردم تو مایہء خویش را

تو دانی حسابِ کم و بیش را

اسرار احمد کسانہ

اسلام آباد، 01 فروری 2011

أ. سوالات و جوابات کی نشست – 09 محرم الحرام، گوجرخان [46 سوالات]

سوال نمبر 001) واقعہ کربلا کے اسباب کیا تھے؟ زمینی اور آسمانی حقایق کی روشنی میں کیا گریز کی کوئ ایسی صورت نہیں تھی کہ تاریخِ اسلام کے اوراق اہل بیت کے خون سے سرخ ہونے سے بچ جاتے؟
جواب:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رَّبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِيرًا

میرا خیال یہ ھے کہ اس کی وہ value شاید زندہ نہیں ھو سکتی جس کو ھم سمجھتے ھیں زندہ ھونا چاھیئے۔ بات یہ ھے کہ اللہ نے کہا کہ انسانوں پر چار پانچ قسم کی آزمائشیں ھر صورت آئیں گیں اور ھر بندے پر آئیں گیں۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَىۡءٍ۬ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ۬ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٲلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٲتِ‌ۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّـٰبِرِينَ (١٥٥) سُوۡرَةُ البَقَرَة
اور (دیکھو) ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنادیجیے ۔ سورہ نمبر 2، البقرہ (آیت نمبر: 155) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

خوف اور نقصان، بال بچوں کا نقصان، اموال کا نقصان اور عزت کا بحران، ھر آدمی پر یہ مراحل گزرتے ہیں اور اللہ تعالی کی طرف سے کچھ نہ کچھ آزمائش درپیش ھوتی ھے۔ مگر بِشَىۡءٍ۬ بہت تھوڑا تھوڑا، ان مصائب و آلام میں سے کچھ نہ کچھ ھم پہ ضرور گزرتا ھے۔ عام مشاہدہ ھے کہ ھم میں سے بیشتر لوگ ایک single المیئے پر حواس باختہ ھو جاتے ہیں۔ ذرا سا ضرر چُھو جائے تو ان کی حالت دیدنی ھو تی ھے۔ محض کیفیات ذات کی آزمائش پہ اکثر لوگ بلبلا اٹھتے ہیں۔ حزن و ملال میں وہ اس قدر بے چارگی کے مظہر ھوتے ہیں کہ آہ و فغاں ان کا روز مرّہ کا معمول بن جاتا ھے۔ اس معاملے میں چھوٹے بڑے کی کوئی تحصیص نہیں، بلکہ ہمیں اگر کوئی مرحلۂ آزمائیش درپیش ھو تو ھم دست بستہ دعا کر رھے ھوتے ہیں کہ وہ کسی بڑی تکمیل کو پہنچے بغیر واپس لوٹ جائے۔

بےشمار لوگ اپنے نفس کی وسعت کو ھی نہیں جانتے۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفۡسًا إِلَّا وُسۡعَهَا (٦٢) سُوۡرَةُ المؤمنون
اور ہم (تو) کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ کام نہیں کہتے۔ سورہ نمبر 23، المومنون (آیت نمبر: 62) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

جب ذرا سی بھی صعوبت آلگے تو چیخنا چلانا شروع کر دیتے ہیں، پھر کبھی لوگوں سے مدد کی التجا کرتے ہیں اور کبھی بزرگوں کی دعائیں لیتے نہیں تھکتے۔ ھر وقت ان کے اضطراب کا یہ عالم ھوتا ھے کہ گویا اس المئیے سے زندہ نہیں بچ کر گزریں گے۔ عصر حاضر کو ھم

age of fears and frustration

کہتے ہیں۔ محض ایک ذرا سا خوف لگنے سے بندوں میں عجیب و غریب امراض پیدا ھو رھے ہیں، کسی کے گردے فیل ھو رھے ہیں تو کسی کو شوگر ھو رھی ھے، کسی کو ھائپر ٹینشن ھو رھی ھے تو کسی کا ذہن توجہ کے دائرے سے نکل جاتا ھے، اور کوئ balance سے ھی نکل جاتا ھے۔ اس لحاظ سے اگر آپ شہادتِ حسینؓ کو دیکھو تو آپ کو اس کی عظمت کا صحیح اندازہ ھو گا۔ ایسا تو نہیں ھے کہ تاریخ انسان میں پہلے heroes گزرے ھی نہیں ہیں، جیسے ابھی 300 کی فلم چل رھی ھے، اسی طرح Homer نے بہت بڑا ایک epic ڈرامہ لکھا ھے، poetry میں، غالباً اس کا نام Horasho تھا، جس نے ایک بہت بڑا لشکر روکے رکھا اور پھر اپنی جان بھی دے دی۔ ان تاریخی کرداروں میں ایک بہت بڑا ھیرو کارتھیج کا Hannibal تھا جس نے بہت دیر تک Roman empire کو خطرے میں ڈالے رکھا۔ مرنے پر آیا تو پھر اس نے خود کو رومیوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ تو تاریخ ایسے Singular act of bravery سے بھری پڑی ھے جن کو ھم بہت بڑے ھیروز مان سکتے ہیں، مگر بنی نوع آدم کے تمام Heroic characters میں کربلا کے شہید کو ایک لحاظ سے فیصلہ کن برتری حاصل ھے۔

ایک بہت بڑا سوال جو ھمارے ذہن میں اٹھتا ھے کہ ایسے دورِ ابتلاء میں اگر کسی کا بچہ ساتھ ھوتا یا اس کی بیوی ساتھ ھوتی تو کیا پھر بھی وہ اسی دلیری سے کام لیتا یا کسی مصلحت پر آمادہ ھو جاتا؟
The question is that Hussain[AS] is very different.

اگر ایک طرف ھمیں بہت خوفناک عنصر یہ نظر آتا ھے کہ ان کے عزیز و اقارب، ان کے دوست احباب سارے کے سارے ان کا ساتھ چھوڑ گئے تو دوسری طرف وہ سارے لوگ اپنے وعدوں سے منحرف ھو گئے جنہوں نے امامِ عالی مقامؓ سے بڑے اھم عہدوپیمان باندھ رکھے تھے۔ ادھر

میدان کربلا میں جبر و استبداد کی نوعیت اتنی جان لیوا اور اتنی مکمل تھی کہ He[RA] had no way out واحد متبادل حل یہ تھا کہ حسینؓ کسی بھی وقت مصالحت کر سکتے تھے۔ مگر سوال یہ ھے کہ کیوں نہیں کی؟ یہ المیّہ ھمیں بھی درپیش ھے مگر ھم حسینؓ کی آزمائش سے نہیں گزر سکتے۔ اگر کوئی شخص انفرادی سطح پہ مجھے کہے کہ میری بات مانو ورنہ آپ کو سزا ملے گی، شاید انفرادی حیثیت میں برداشت کا حوصلہ رکھتے ھوئے میں انکار کی جرأت کر لوں مگر جب پورے خاندان کی بقا اور سالمیت کا سوال ھو یا کسی ایسے خطرے کا احتمال ھو کہ آپ کے انفرادی عمل کا خمیازہ آپ کے لواحقین کو بھی بھگتنا پڑے گا تو مجھے یقین ھے کہ شاید میں یہ حوصلہ نہ رکھوں اور جانتے ھوئے بھی کہ سچ کیا ھے میں شاید باطل کا ساتھ دوں۔

حسینؓ کے زمانے مین بھی یہ المیّہ اپنے عروج پر پہنچا ھوا تھا۔ فی الحقیقت حسینؓ ایک علم کے وارث تھے، ایک tradition کے وارث تھے، ایک مثالی گھرانے کے فرد تھے، اللہ کے رسولؐ کے نواسے تھے اور نسل در نسل family to family باپ سے، نانا سے، دادا سے اعتقاد کی ایک ایسی سطح ان تک پہنچتی تھی جو عام انسانوں کو نصیب نہیں ھے تو ان کے پاس کسی قسم کی کوئی گنجائش نہیں تھی کہ وہ اپنے مسلک سے بد عہدی کرتے ھوئے اپنے آباؤ اجداد کے انتہائی خوبصورت اور پختہ ترین شکل اعتقاد سے گریز کر سکیں۔ دوسری طرف دیکھنا یہ ھے کہ ان کے پاس گریز کی صورت کیا تھی؟ صرف ایک تھی اور وہ حضرتؓ نے باربار ان کے سامنے رکھی کہ اگر تم بیعت نہ لو تو میں اپنے ھر حق سے دست بردار ھونے کو تیار ھوں۔ مگر اُن کو بیعت پر اصرار تھا اور اِن کو صرف بیعت سے گریز تھا۔ اگر دیکھا جائے کہ آخر انہیں بیعت سے گریز کیوں تھا؟ اس سوال کا بھی بہت سادہ جواب ھے کہ یہ کوئی فرضی یا چھپی ھوئی حقیقت نہیں تھی کہ یزید فاسق و فاجر تھا، حتی' کہ یہ بات اُس کے کلام اور اُس کی عادات سے بھی ظاھر تھی، مروّجہ بی تھا (اُس کی بدکرداری کے دستاویزی ثبوت موجود تھے) اور عوام الناس کا بھی یہ ایمان تھا کہ یزید بحثیتِ امیر انتہائی فسق و فجور کا شکار ھے، بلکہ حافظِ شیراز نے جب اپنی غزل لکھی کہ

ــہ الاَ یُا ایّہاُ الساقیِ ادر قاسم و نہ وِلہا   کہ عشق آساں نمُودِ اوّل ولے اُفتادِ مشکلا

اے ساقی شراب ڈال پیالوں میں۔۔۔۔ توحافظ کے بارے میں شاید یہ بات مشتبہ ھو کہ وہ شراب پیتا تھا یا نہیں پیتا تھا مگر اصل میں یہ یزید کا شعر تھا اور بادشاہ ھونے کی حیثیت میں نہ صرف شراب نوشی کا ایک اقرار تھا بلکہ اس کے زنا کا سارا اقرار بھی موجود تھا۔ یہ اقرارات فرضی بھی نہیں تھے practical تھے۔ اب ان اقرارات کے ساتھ حسینؓ کا بیعت سے انکار کرنا بڑا واضح تھا۔ یہ قرین از قیاس ھے کہ اگر یہ بات حسینؓ کے علم میں نہ ھوتی تو اسے benefit of doubt دے دیتے۔۔۔۔ "چلو یارو اچھا ھی ھو گا، برا نہیں ھو گا۔۔۔۔ چلو میں اس کے ساتھ اتفاق کر لیتا ھوں" مگر چونکہ اس وقت یہ اتنا مصدقہ علم تھا کہ تمام لوگ بڑے چھوٹے ھر کوئی اس پر مکمل یقین رکھتا تھا۔ اس لیئے

حسینؓ کو بھی اس کا پورا یقین تھا کہ یہ جو بادشاہِ وقت ھے ان تمام امراض کا شکار ھے تو وہ اس کی ریاست میں رھنے کو تیار تھے مگر بیعت کرنے سے اس لیئے گریزاں تھے کہ ان کے لیئے اپنی پوری روحانی، علمی، ذھنی شخصیت کو اس کے تابع کر دینا ناممکن تھا۔ اس لیئے وہ بیعت نہیں کر سکتے تھے There was no reason اگر وہ بیعت کرتے تو پھر دنیا کا اصول جدا ھو جاتا۔ دنیا کا اصول یہی ھوتا کہ پھر جس طرح کوئی صاحبِ جبر یا قدر کہے آپ کو ھر قیمت پر اس کی متابعت کرنی چاھیئے۔

مزید برآں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ تاریخِ انسان میں یوں تو بہت ھیروز گزرے ھیں مگر بعض اوقات ھم ٹائم دیکھتے ھیں، زمان و مکاں دیکھتے ھیں کہ اگر ایک شخص پہ آج مصیبت آتی ھے پھر پانچ سال بعد آتی ھے یا دس سال بعد آتی ھے تو اس کی تکلیف میں تخفیف کا پہلو نکل آتا ھے، اس کے صدمے کا span light ھو جاتا ھے، بیچ میں کچھ وقفہ مل جاتا ھے، امن مل جاتا ھے تو بندہ یہ سوچ کر خود کو دلاسہ دے لیتا ھے کہ چلو تھوڑی سی مصیبت میں نے آج سہی ھے، کل پھر آسانی ھے، لیکن یہاں بھی حسینؓ کے معاملے میں صورتِ احوال بالکل مختلف نظر آتی ھے۔ آپؓ پہ دس دنوں کے اندر ایک head کی آزمائش نہیں آئی بلکہ بغیر کسی وقفے کے آپ کو بیک وقت سارے heads سے آزمایا گیا۔

وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَىۡءٍ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ خوف کی آئی، **وَٱلۡجُوعِ** بھوک پیاس کی آئی، **وَٱلۡأَنفُسِ** کیفیاتِ ذات کی آئ **وَٱلثَّمَرَٰتِ** بال بچوں کی آئ، عزت و توھین کی آئ، تمام کی تمام آزمائشیں بڑے تھوڑے سے وقفے میں اکٹھی ھو گئیں۔ اگر آپ scientifically دیکھو تو اُن کی intensity کتنی بڑھ جاتی ھے؟ میں سوچتا ھوں کہ کتنی زیادہ intensity ھو گئی ھو گی؟ ایک intensity اگر آپ دس پہ پھیلاتے ھو تو کرب و بلا کی کتنی height ھو جاتی ھے کہ تمام بلائیں جمع ھو کر دس دنوں میں ھو جائیں۔ جہاں تک way out کی بات ھے تو There is no way out جو واحد way out وہ حسینؓ مان نہیں سکتا اور نہ اس کا ایمان اسے اجازت دیتا ھے۔ مین اس سارے منظرنامے کو جبر و قدر کے ایک آفاقی پسِ منظر میں دیکھتا ھوں۔ میرا خیا ل ھے کہ اس وقت اگر حضرت حسین علیہ السلام زمین پر حالتِ جنگ میں تھے تو آسمان پر بھی شاید ایک maximum battle ھو رھی تھی۔ جیسے شیطان نے اللہ سے کہا کہ مجھے ایوب علیہ السلام پر اثر دے، مجھے اس پر گرفت دے تو اللہ نے دے دی اور پھر حضرت ایوب کو بارہ سال تک کوڑھ برداشت کرنا پڑا مگر وہ آزمائش انفرادی نوعیت کی تھی، آٹھ یا بارہ سال انہوں نے جو اذیت سہی وہ شخصی تھی، ان کے اہل و عیال اور عزیز و اقارب اس سے مستثنی' تھے، اگرچہ ان کے چار تچے فوت ھو گئے مگر قتل نہیں گئے اور پھر ان کی بیوی کو بھرپور خدمت کرنے کا موقع ملا۔ گویا اگرچہ شیطان کو پوری قدرت دی گئ مگر وھاں ایک singular local problem تھا۔

مگر حضرتِ امامؓ کے معاملے میں ایک فرد سے ھٹ کر ایک پورا مسلک خطرے میں پڑ گیا، جب شیطان نے اللہ سے اجازت مانگی (میرا خیال ھے) تو اللہ نے اسے دی ھو گی کہ حسینؓ میرا ایک مخلص کیا ھوا بندہ ھے، صاحبِ اخلاص ھے اس لیئے اس کے پائے استقامت میں لغزش نہیں آسکتی یعٰنی ایک طرف پانچوں heads کی آزمائش بلند کی گئ اور اس کا پورے کا پورا اختیار شیطان کو دیا گیا تو دوسری طرف اللہ نے صبر کی ایک accomplishment بتائ کہ میرا بندہ اتنا صبر والا ھے اور اتنے یقین والا ھے کہ اپنے سر پہ موجود تمام تر بوجھ کے باوجود اپنے یقین کو قائم کھے گا۔ تُو اس کے عزم اور ارادے کو جھکا نہیں سکے گا اور وہ ذھنی طور پر سلامت رھے گا۔ سب سے بڑی بات ھے ذھنی طور پر سلامت رھنا Even in his last speech جو حضرت حسینؓ نے کی، حیران کن بات ھے کہ ان کے لہجے میں کوئ کمزوری نہیں، ان کے انداز میں کوئ begging نہیں ھے۔ وہ ایک بڑے شاندار اور تناور مرد کی طرح کھڑا ھے جسے اپنا اللہ بالکل سامنے نظر آرھا ھے۔ کسی بندے کا تقدیر سے اتنا زیادہ راضی ھونا بہت مشکل امر ھے، کوئ گلہ نہیں، کوئ شکوہ نہیں اور وہ جانتے بوجھتے ھوئے اپنی تقدیر کے انجام کو بڑی سلامتئ ذھن کے ساتھ جاتے ھیں۔ تو اس لحاظ سے میرا خیال یہ ہے کہ حسینؓ منفرد ھے۔ He has always a choice وہ کسی بھی مرحلے پہ بیعت کر سکتے تھے، ان کے پاس عذر بھی موجود تھا، جان کا، عزت کا، مال کا، بھوک پیاس کا۔ اس کے باوجود وہ اختیاراً ایک ایسی value کے ساتھ کھڑا تھا ایک ایسا ماڈل جو شاید دنیا میں نہ پہلے پیش آیا نہ بعد میں پیش آئے گا۔

Therefore, we call Him[RA] a singular person جس میں اللہ تعالی' نے ایک Maximum height of a character اور patience show کیا۔ آپ کہو کہ کیسے تھا؟ میرا خیال یہ ھے کہ وہ حق الیقین تک پہنچے ھوئے شخص تھے جنہیں اپنا خدا بھی نظر آرھا تھا۔ غالباً جو چیز وہ (یزید کے لشکری) نہیں دیکھ رھے تھے وہ آپؓ کے مشاھدے میں تھی۔ حسینؓ کو شاید ملائکہ بھی نظر آرھے تھے اور اللہ بھی دکھائ دے رھا تھا۔ حتی' کہ جو آخری act انہوں نے کیا وہ اتنا متحمل اور اتنا sober act نظر آتا ھے کہ بجائے کسی بڑی worry کے وہ اپنی دو رکعات کی نماز پوری کرنے کی worry کر رھے تھے۔ and that is something very very special میرا نہیں خیال کہ اس سے بڑی مثال ھمیں تاریخِ عالم میں کسی اور اقدار کے ھیروز میں نظر آتی ھو۔

سوال نمبر 002) جنگِ جمل کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ یہ جنگ اصحابِ رسولؐ کے درمیان لڑی گئی۔ آپ اس بارے میں کیا سمجھتے ھیں؟

جواب: اصحابِ رسولؐ کا لفظ ھی غلط ھے، اصحاب تو نکلے ھی نہیں تھے مگر کچھ لوگ ذاتی تعلقات کی وجہ سے ایک دو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے یا حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھے (دونوں بزرگوں کی شدید قسم کی غلط فہمی کیوجہ سے) اس وقت تک چونکہ حضرت معاویہ نے خلافت کا کوئی Claim نہیں کیا تھا، نہ وہ حکومت کا کوئی Claim کر رھے تھے۔ بظاھر قاتلینِ عثمانؓ کا جو قصاص تھا وہ مسئلہ درپیش تھا، اس لیئے ھم یہ کہہ سکتے ھیں کہ جنابِ علیؓ جو خلیفہء برحق تھے، جو ٹائم ان لینا چاھتے تھے، اس کے خلاف یہ ایک خاندانی بغاوت تھی۔ یہ سب کچھ اپنے ایک رشتے دار کے انتقام کیلیئے ھو رہا تھا۔ ھمیں اس پس منظر کو نہیں بھولنا چاھیئے کہ قبل ازاسلام بنواُمیہ کے خاندان میں اقتدار کی خواھش چلی آرھی تھی۔ بنو اُمیہ اپنے آپ کو ھی جنگی کمان کا اھل سمجھتے تھے، انہیں لیڈرشپ کا زعم تھا۔ اس کے پیچھے ایک خاندانی Claim بھی نظر آتا ھے۔ اس کے باوجود ھم اسے خلافت کے Target کیلیئے جنگ نہیں سمجھتے اور صحابہِ رسولؐ میں سے اگرچہ عمار بن یاسرؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عمر بن عاصؓ اس میں شریک تھے اسکے باوجود ھم اس کو اصحابؓ کی جنگ نہیں کہہ سکتے most of the people جو اس میں شریک تھے اُن میں بہت کم صحابی تھے۔ جن مسلمانوں نے اس جنگ میں شرکت کی اُن میں زیادہ تر نو مسلم تھے۔ بلکہ اصحاب نے شاید اس قسم کی کسی جنگ میں حصہ لینا مناسب ھی نہیں سمجھا۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت قریب تھی تو پہلی دفعہ اصحابِ مدینہ باھر نکلے اور کہا کہ " ھم نے بڑی بڑی جنگیں جیتی ھیں آپ ھمیں اجازت دیں کہ ھم ان فتنہ و فساد کرنے والوں کو بھگادیں " تو حضرت عثمانؓ نے ان کو اللہ کے رسولؐ کا واسطہ دیا اور کہا کہ میں نہین چاھتا کہ میری خاطر اصحابِ رسول کا خون بہے۔ تم اپنے گھروں کے دروازے بند کر کے بیٹھ رھو اور فتنہ و فساد کے وقت باھر نہ نکلو۔

حضرت عثمانؓ نے اس طریقے سے قسم دے کر انہیں واپس بھیج دیا۔ اسکے بعد اصحاب کی ایک تواتر سے Policy تھی کہ وہ اس قسم کی جنگوں میں سرے سے شریک ھی نہیں ھوتے تھے۔ لوگ سمجھتے ھیں کہ یہ اصحاب کی جنگ تھی ایسے تو بالکل بھی نہیں تھا۔ جنگِ جمل میں جضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا نام لیا جاتا ھے۔ حضرت علیؓ کی طرف سے بھی وھی دو صجابیؓ ھیں۔ وھاں بھی اس نوعیت کی جنگ کا کوئی امکان نہیں پایا اور اسے اصحاب کی جنگ نہیں کہا جا سکتا، جہاں پینتیس، چالیس ھزار کا لشکر ھو وھاں ایک دو صحابی کی شرکت سے اسے اصحاب کی جنگ نہیں کہا جا سکتا۔

سوال نمبر 003) سر تاریخ میں دس ہزار صحابہ کی شہادت کی روایت ملتی ھے اور دس ہزار اگر شہید ھوتے ہیں تو اس تناسب سے لڑنے والوں کی تعداد کا مجموعہ کیا بہت زیادہ نہیں نکلتا ؟

جواب: نہیں صاحب میرا نہیں خیال کہ اس سے اتفاق کیا جاسکے۔ دراصل ھمارے پاس اس قسم کی صرف history موجود ھے مگر اصحابِ رسولؐ کے کوئی targeted نام نہیں ھیں۔

Maximum number of the companion of the Prophet pbuh was counted on the day of Bait e Rizwan

تو وہ تین ھزار اور کچھ تھے۔ اس میں اگر فرض کرو بعد کے وقت کو بھی add کر لیا جائے تو پانچ ھزار یا سات ھزار کے قریب اصحابِ رسولؐ تھے جن میں پھر جنگوں میں شہید بھی ھوئے۔ ان میں اصحابِ بدر بھی تھے، اصحابِ اُحد بھی تھے، I don’t think so کہ ان کی تعداد کے حوالے سے یہ مفروضہ صحیح ھے، کیونکہ کل ملا جلا کے شاید دس ھزار تک تو صحابیوں کی تعداد ھی نہ پہنچتی ھو۔ البتہ اصحاب کی دو لسٹیں ضرور بنیں گیں، ایک وہ صحابہؓ جنھوں نے حضورؐ کو دیکھا، مگر اصحاب کی اگر definition دیکھیں تو وہ اصحابِ مدینہ ھی بنتے ھیں کہ جنھوں نے حضورؐ سے بائیس سال تربیت لی اور سیکھا پڑھا۔ اسطرح وہ اصحاب جنہیں زیارتِ رسولؐ کا شرف حاصل ھوا، اُن کو یہ benefit تو ضرور ھے مگر وہ تعلیم و تربیت شاید ان کو نہیں نصیب ھوئی۔

سوال نمبر 004) آپ نے خلفاء کی شہادتوں کا جو پس منظر بیان کیا، اس میں ایک تاثر خلفائے راشدین اور اس سسٹم کے حوالے سے یہ پایا جاتاھے کہ یہ ایک عارضی نظامِ حکومت تھا۔ حضورؐ سے لے کر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ تک کوئی باقاعدہ نظامِ حکومت انہوں نے نہیں دیا؟

جواب: جی میں آپ کا سوال سمجھ گیا ھوں، اس میں مجھے ایک western مورخ کی Opinion بہت پسند آئی کہ تین اصحاب کی شہادت یہ بات ظاھر کرتی ھے کہ خلافت کا جو سسٹم تھا وہ بڑا کمزور اور indefensible تھا۔ یہ بات سچ بھی ھے کیونکہ قرآنِ حکیم میں اللہ کے رسولؐ کو اللہ نے کہا

" وَٱللَّهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِۗ [سُورَة المَائدة - 67] " (اور اللہ آپؐ کو لوگوں سے بچائے گا)

تو پہلے حضورؐ Guard رکھتے تھے مگر جب یہ آیتِ مبارکہ قرآنِ حکیم میں اتری تو حضورؐ نے Guard معطل کر دیئے۔

The same was not true about his companion

اصحابِ رسولؐ نے یہ سمجھا کہ ھمارے لیئے بھی اس آیت کا اطلاق ھے کہ اللہ تعالی' ان کو بھی لوگوں سے بچائے گا، تو انہوں نے سنتِ رسولؐ پر عمل کرتے ھوئے guard معطل رکھے۔ مگر درحقیقت یہ حکم آپؐ کیلیئے مخصوص تھا۔ آیت کا لہجہ بھی یہ بتاتا ھے کہ اے اللہ کے رسولؐ اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا۔

" وَٱللَّهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ ٱلنَّاسِ [سُورَة المَائدة - 67] " کے تحت اللہ کے رسولؐ نے جو guard رکھے ھوئے تھے وہ معطل کردیئے۔ بعد کے اصحابؓ نے بھی معطل رکھے جسکی وجہ سے یہ سارے حادثے رونما ھوئے، خاص طور جب مدینہ کے اندر لوگوں کا رش بہت بڑھ گیا، مفتوحہ قوم کے قیدی آنے لگے، اب یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ ان کے دلوں میں رنج نہیں ھوگا یا ان لوگوں نے اپنے دکھ نہ اٹھائے ھوں گے جن کی جائیدادیں، گھر بار، بیوں بچے سارا کچھ چلا گیا اور انہیں غلامی نصیب ھوئی، تو ظاھر ھے ان کے دلوں میں جذباتی مخالفت کی شدت قائم ھو گی۔ پھر انہوں نے کئی ایسے کھیل بھی دکھائے اور اسلام مین کئ تکلیف دہ situations بھی پیدا ھوئیں۔

جہاں ھمارے تین بڑے اصحاب شہید ھوئے مگر اس کیساتھ ساتھ معاویہؓ دمشق کے Governor تھے۔ آپ کو یاد ھو گا کہ ایک دفعہ لوگوں نے امیر المومنین سے گلہ کیا کہ معاویہ guards رکھتے ھیں۔ حضرت عمرِ فاروقؓ نے انہیں بلوایا، کوڑے مارے اور کہا کہ معاویہؓ لوگوں کو انکی

ماؤں نے آزاد جنا تھا تم نے کب سے انکو غلام بنالیا؟ یہ بڑا مشہور جملہ ہے حضرت عمرِفاروقؓ کا، تو معاویہؓ نے کہا کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں بتاوں جس قسم کی زندگی آپ بسر کرتے ہو اگر اس قسم کی زندگی میں وہاں بسر کروں تو اگلے ہی دن کوئی نہ کوئی اُٹھے گا اور مجھے قتل کر کے چلا جائے گا۔ حضرت معاویہؓ کا موقف تھا کہ وہ لوگ رومن اور یونانی بادشاھتوں کے عادی ہیں اور عام طور پر اُن کے محلات پر اُن کے حفاظتی دستے تعینات ہوتے ہیں، اسلیئے میں نے بھی اپنی جان کیلیئے یہ تحفظ اختیار کیا۔ حضرت عمرؓ ان کی argumentsسے agree کر گئے اور ان کو guard رکھنے کی اجازت دے دی، مگر اپنے لیئے یہ اہتمام ضروری نہیں سمجھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ چاھیئے تو یہ تھا اس موقع پر وہ agree کر کے اپنے لیئے بھی guard رکھتے مگر انہوں نے اپنے لیئے نہیں رکھا، حضرت معاویہؓ اجازت دے دی۔ مدینہ سے باھر اس رحجان کی اجازت دے دی۔ تو معاویہؓ Throughout safe رھا یا یزید safe رھا، اس کی وجہ ان کی وھی حفاظتی انتظامات تھے جو انہوں نے باھر کی قوموں سے لیئے ہوئے تھے، جو خلافت میں شاید ممکن نہ تھا، اس لیئے امیر معاویہؓ کبھی خلیفہ نہیں بن سکے۔

اب یہ جو تاثر ہے کہ خلافت ایک عارضی نظامِ حکومت تھا، تو اس کے بارے میں سچ پوچھو تو میرا خیال ہے کہ شاید خلافت قائم ھی نہ ہوتی، جب حضورؐ رخصت ہوئے تو عین ممکن تھا کہ باقی مسلمان مل کر کسی قبیلے کے سردار کو سربراہ بنالیتے، دو چار جنگیں ہوتیں اور Shift over میں کوئی نہ کوئی بادشاہ بن ھی جاتا، اس طرح یے چینی تو نہیں گزرنی تھی، مگر آنے والے وقتوں کیلیئے خلافت کچھ معیاری systems دے گئ یا یوں کہہ لیں کہ Initial processing ہو گئ۔ اگر آنے والے مسلمان کبھی چاھیں تو ایک قسم کا یہ Forty years model create کیا گیا، تا کہ اگر تمہیں ضرورت پڑے اور تحفضات موجود ہوں تو حضرت ابوبکرؓ کی طرح چن لو اور بعض اوقات اگر خلیفہ وقت اپنے آپ کو کمزور جانتا ہو تو اس کے لیئے بھی پیش بندی کر دی گئ، جیسے Neville Chamberlain کی حکومت نے Winston Churchillکو چن لیا۔ انہیں جنگ کے زمانے میں پتہ چلا کہ

Churchill is a strong prime

تو اس طرح سے چن لیا۔ مگر آپ دیکھو democracy میں اسکی مثالیں ھمارے پاس موجود ہیں۔ جب جنگ ختم ہوئ تو ساتھ ھی Churchillکو یہ کہہ کر اتار دیا گیا کہ وہ Civil کے لیئے موزوں نہیں ہے۔ اسطرح حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور حضرت عثمانِ غنیؓ کے درمیان مشاورت قائم ہوئ جسے

Togetherness of the elites

کہتے ہیں۔ ھر elite کے پیچھے مدینے کا ایک پڑا طبقہ تھا۔ چھ آدمیوں کی جو مجلس قائم ہوئ اس میں سب سے زیادہ respectable اور لوگوں میں popular افراد شامل تھے۔ حکومت سازی کا یہ ایک طریقہ تھا، آج کے تناظر میں سمجھو کہ Elite کی حکومت قائم کی گئ۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کا انتخاب ہے یہ general ہے۔ اس میں غیر ممالک سے بھی نمائندے آئے ہوئے تھے اور ساری اسلامی دنیا کے نمائندے بھی موجود تھے، انہوں نے آپس میں مل کے مشاورت کی اور حضرت علیؓ کو چن لیا۔

These are four methods which were demonstrated in the beginning of the muslim history

کہ آنے والے مسلمان ان میں سے کوئ بھی طریقہ چن سکتے تھے۔

اب فرض کرو آج کے زمانے میں اگر مسلمان democracy چنتا ہے تو democracy اسلام میں پہلے آ چکی ہے۔ حضرت علیؓ کے انتخاب میں democratic set up آچکا ہے۔ اگر ھم یہ کہیں کہ اسی ھزار منتخب نمائندے create کریں اور ان کا چناؤ facilitate کرے leader کو، تو وہ طریقہ بھی آ چکا ہے۔ اسی طرح فرض کو کہ ملک بہت بڑے بحران میں ہو اور ھماری نگاہء انتخاب کہے کہ یہ elite ہے، جیسے مہدی کا تصور ہے تو یہ طریقہ بھی دوبارہ آجائے گا، جب ھم ایک شخص کو جا کے request کریں گے کہ آپ قیادت سنبھالیں۔ تو یہ نظامِ حکومت جسے ھم خلافت کہتے ہیں

It was not supposed to last longer, it wasn’t supposed

یہ جاری رہ ھی نہیں سکتی تھی۔ مگر وقت کیساتھ ساتھ خلافت واپس آتی ہے۔ جس حکمران کو جو انداز پسند آیا وہ revive ہوتا رھا جیسے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو خلیفہء خامس کہتے ہیں۔ وقت کیساتھ ساتھ ھم نے دیکھا کہ دنیا میں بعض ملکوں میں ایسے بادشاہ آتے رھے جنہوں نے خلفا کی متابعت کی، جنہوں نے انصاف کیا۔ کچھ حضرت عمرؓ کی طرح ہوئے، کچھ حضرت ابوبکرؓ کیطرح ہوئے۔ ھم دیکھتے ہیں کہ نظامِ خلافت perception کے طور پر تھا۔ factual happening کے طور پر نہیں تھا۔ ان چالیس میں آپ کو چار قسم کے نظاموں کا ایک ماڈل دے دیا گیا تا کہ آنے والے مسلمان ان میں سے کوئ بھی طریقہ اختیار کر لیں۔

سوال نمبر 005) پرو فیسر صاحب حضرت عائشہؓ کی کم عمری میں شادی کو western intellectuals خاصہ criticize کرتے ہیں، آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: دیکھو اس میں ایک تو یہ تاثر practical لحاظ سے بالکل احمقانہ سا ہے۔ biologically, practically عمر کا تو میں نہیں کہہ سکتا مگر اتنا یقینی ہے اور سب لوگ جانتے ہیں کہ جب اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ کی شادی ہوئ تو اس وقت وہ بالغہ نہیں تھیں

She had not reached to the age of maturity

چنانچہ نکاح کے باوجود ان کی شادی کو معطل کر دیا گیا، اسی لیئے ان کو گھر میں رکھا گیا۔ تین یا چار سال بعد جب شادی ہوئ تو اس بناء پر ہوئ

Now she had become a mature woman

اب پہلا question یہ ھے جو میں generally پوچھتا ھوں کہ آخر ھمارے پاس اس قسم کی کیا reason ھے کہ آپؐ ایک نابالغ سے شادی کرتے There is no sense in it ایک عورت تھی جس کے ساتھ نکاح ہوا مگر وہ بالغ نہیں تھیں تو نکاح کو معطل کر دیا گیا، رخصتی مغطل کر دی گئ اس وقت تک کہ جب تک وہ بالغ نہیں ھوئیں۔ اب کوئ اگر دنیا کا reasonable مرد ھو تو مجھے یہ بتائے یا کوئ بھی قانون ھو کہ ایک بالغ لڑکی کی شادی تو کسی کے ساتھ بھی ھو سکتی ھے۔

باقی رہا عمر کا تفاوت کہ عمر میں توازن نہیں تھا۔ بہت سارے لوگوں کو یہ بات بڑی کم سمجھ آتی ھے کہ حضرت عائشہؓ اللہ کا انتخاب تھیں، رسول اللہؐ کا نہیں تھیں۔ ھمارے پاس حدیثِ رسولؐ ھے کہ اے عائشہؓ جبرائیلؑ نے تمہیں ایک نوزائیدہ بچے کی شکل میں مجھے دکھایا اور میں حیران تھا کہ میں نے اس کا کیا کرنا ھے، جب جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ آپ کی بیوی ھیں تو میں بڑا حیران تھا کہ میں نے اس کو کیا کرنا ھے، پھر میں نے سوچا اللہ کی مرضی۔ جب ھم اللہ پہ آتے ھیں تو ھر آدمی اپنے آپ کو مجبورِمحض محسوس کرتا ھے۔ اب اللہ کے رسولؐ کیا کہتے کہ مجھے اس سے اللہ کیوں بیاہ رہا ھے؟ اس لیئے آپ نے فرمایا کہ جو اللہ کی مرضی اور پھر وہ پوری بھی ھو گئ۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے انتخاب کی حکمت بھی ھمیں اللہ کے قانون سے نظر آتی ھے۔ دراصل تمام دیگر اُمہات المومنینؓ سے صرف سترہ حدیثیں مروی ھیں، جبکہ دین کا ایک چوتھائ حصہ جو conjugal life پہ ھے، میاں بیوی کے رشتے ناطوں اور personal تعلقات پہ ھے وہ حضرت عائشہؓ کے وجودِ بابرکات کے طفیل رہتی دنیا تک پہنچایا گیا۔

آپؐ سے قبل جو خواتینِ محترماتؓ حضورؐ کے نکاح میں تھیں وہ بڑی عمر کی تھیں

Either they were married before

اور ان میں کوئ باکرہ نہیں تھیں، جو تھیں وہ اس قابل نہیں تھیں۔ آپؐ کے انتخاب کی واحد حکمت یہ تھی کہ اللہ تعالی' نے ایک بڑی تازہ اور Fresh memory چنی، جو اللہ کے رسولؐ سے بڑا اُنس رکھتی تھیں، محبت رکھتی تھیں اور اُنہوں نے خدا کے رسولؐ کی ایک ایک بات copy کرنا اپنی زندگی کا اصول بنا رکھا تھا۔ اس حقیقت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ھے کہ خالی اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے چار ہزار، پانچ ہزار احادیث مروی ھیں۔ چاھے اپنا ھو یا غیر ھو مسلمانوں کے ھر طبقے کے پاس عائلی زندگی پر اگر کوئ واحد authority ھے تو وہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی ھے۔ اس ضمن میں حضورؐ کی ایک حدیث موجود ھے کہ دین کا ایک چوتھائ حصہ حمیراؓ کے پاس ھے اور اتنا زیادہ پاس ھے کہ بڑے سے بڑے اصحابِ رسولؐ بھی جب عائلی زندگی پر کوئ مسلہ پوچھنا چاھتے تھے تو صرف ایک واحد authority اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ تھیں۔ تو اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اُم المومنینؓ کے انتخاب میں یہ تفاخر موجود ھے کہ اللہ نے انہیں اپنے دین کی ترویج کیلیئے چنا۔ اگرچہ وہ نبیہ نہیں تھیں مگر صدیقہ تھیں اور اتنی بڑی صدیقہ تھیں کہ اپنے خلاف بھی کوئ بات ھوتی تو اس کو بھی بغینہ بیان کردیتی تھیں۔ جب بھی کبھی remarks میں حضورؐ نے کوئ ناراضگی بتائ تو وہ بھی بیان کردی۔

آج نسلِ مسلمان اور تمام انسان کے پاس وہ روایات بطور ھدایت موجود ھیں جنمیں ایک عورت نے حیران کن حد تک اتنی صداقت اور ایمان داری سے کام لیا ھے کہ ایک ایک بات انہوں نے آپ کو بتادی۔ میاں بیوی کے تعلقات میں اتنی خوشگواری جو کبھی کسی مولوی کے ذھن میں آ ھی نہیں سکتی۔ مثال کے طور پر اُم المومنینؓ فرماتی ھیں کہ جب میں جوان تھی تو میں نے حضورؐ سے کہا کہ آئیں ایک دوڑ لگے، تو صحن کافی کشادہ تھا، پھر ھم نے دوڑ لگائ اور حضورؐ آگے نکل گئے، تو میرے دل میں رھا، پھر حضورؐ آخر جب بوڑھے ھونے لگے تو پھر میں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ آج پھر دوڑ ھو جائے اور پھر میں آگے نکل گئ، حضورؐ نے کہا اچھا ھوا حساب برابر ھو گیا۔ اسی طرح جب حضرت عائشہؓ نے ایک اُم المومنینؓ کے خلاف بات کہی تو حضورؐ نے کہا کہ عائشہؓ تم نے ایسی بات کہی ھے کہ اگر سمندر کے پانی میں ملادی جائے تو کڑوا ھو جائے۔ اُم المومنینؓ نے پوری دیانت داری کیساتھ یہ بات بھی لکھی ھے اگرچہ وہ ان کے خلاف جاتی تھی۔ تو حضرت عائشہ صدیقہؓ کا انتخاب پورے کا پورا الہیاتی اور بامقصد تھا۔ اس میں کسی بھی sexual liberation کا کوئ تعلق نہیں تھا۔ آپ دیکھیں کہ حضرت عائشہؓ کا کوئ بچہ نہیں ھوا، گویا ان کو پیدا ھی پڑھانے کیلیئے کیا گیا تھا۔ یہ جو حضورؐ کی حدیث ھے کہ زمانے میں چار عورتیں معزز ھیں،

حضرت سارہؑ زوجہ حضرت ابراھیمؑ، حضرت آسیہؑ زوجہ فرعون، حضرت مریمؑ اور حضرت خدیجہؓ

مگر اے **عائشہ**ؓ تیری مثال ان میں ایسے ھے جیسے ثرید کو باقی کھانوں پر۔ یہ مثال بڑی لطیف اور خوبصورت ھے کہ ثرید سب مل جل کر کھاتے ھیں اور ثرید عرب کا سب سے popular کھانا ھے۔ طعامِ ثرید میں باقی دنیا بھی آپ کے ساتھ شریک ھوتی ھے، تو ثرید سے مراد حضرت اُم المومنینؓ کے علم میں تمام دنیا کا شریک ھونا اور پوری اُمتِ مسلمہ کا اپنی ماں سے وہ ذخیرہء علم لینا بھی شامل ھے، جواُم المومنینؓ نے بعد میں دیا۔ اُم المومنینؓ ایک اور تفاخر کا بھی اظہار کرتی تھیں، وہ کہا کرتی تھیں کہ مریمؑ کی عصمت کی گواھی اللہ نے ایک نوزائیدہ بچے سے دلوائ اور میرا فخر یہ ھے کہ اللہ نے خود مجھ پر گواھی دی۔ مگر گواھی کیساتھ ساتھ یہ مت بھولیئے کہ وھاں بھی اللہ نے اپنا مقصد پورا کیا اور جو تعلیم رہتی دنیا کیلیئے دینی تھی وہ بھی حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ کے واسطے سے سورۃ نور کی دس آیات کیی شکل میں دی۔ اس لحاظ سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا تفاخر، علم اور انکا مقام بہت ممتاز نظر آتا ھے۔

سوال نمبر 006) پرو فیسر صاحب حُبِ جاہ کو تھوڑا سا explain کر دیں۔

جواب: ھر حال میں خودپسندی اور خودنمائ کی کوشش و خواہش جس سے انسان کا نفس اپنے آپ کو بہتر گردانے اور اپنی تعریف و توصیف، اپنے مرتبے، تغظیم اور ستائش کے ضمن مین خود کو مترفع محسوس کرے۔ حبِ جاہ کی بہت ساری صورتیں اور بھانت بھانت کے طریقے ھیں مثلاً عزت سے، مال سے، لوگوں کی تعریف سے یا اقتدار سے، جاہ طلبی کی ھوس میں یہ فرق نہیں دیکھا جاتا کہ تعریف کی بنیاد کیا ھے؟ ھمارے تعارف میں تعریف آنی چاھیئے، چاہے مال، اقتدار یا پھر ظلم سے ھی کیوں نہ آئے۔ گویا اپنی ذات کو اجاگر کرنے کیلیئے یا محترم اور معزز بننے کیلیئے کسی بھی چیز کا آسرا لینا اور اپنے آپ کو باقی ماندہ لوگوں سے بہتر سمجھنے کی کوشش کرنا حبِ جاہ ھے۔ آپ کہو گے اس میں حبِ جاہ کہاں سے آئ؟ جب کوئ شخص کسی کی تعریف کرتا ھے تو لا محالہ وہ بڑا خوش ھوتا ھے۔ جیسے آپ کسی پیر فقیر سے کہیں کہ حضرت آپ کی دعا سے میرے کام بن گئے، تو وہ نہ صرف خوش ھو گا بلکہ تعریف و توصیف کو اپنا حق سمجھے گا کہ سبحان اللہ میں تو ھوں ھی اس قابل، تو اس طرح اس کی بہت ساری صورتیں ھو سکتی ھیں۔ ھر انسان میں حبِ جاہ کی کوئ نہ کوئ صورت موجود ھوتی ھے۔

سوال نمبر 007) جبرائلؑ سے جب نبی کریمﷺ نے عمر کے بارے میں پوچھا تھا، تو انہوں نے بتایا اس ستارے کے بارے میں ... تو وہ ایک لمبا ھی سلسلہ بنتا ھے، لیکن حضرت ابراھیمؑ کے بارے میں بھی حضورﷺ کی ایک حدیث ھے، میں ان کی دعا ھوں۔

جواب: وہ تو خیر ایک زمینی وقت کے حوالے سے ھے مگر جب جبرائلؑ کی باری آئ گی تو ھم آسمانی ٹائم کو calculate کریں گے، البتہ جب حضرت ابراھیمؑ کی باری آے گی تو ھم زمینی ٹائم calculate کریں گے۔ اس اعتبار سے فرق تو بڑا پڑ جاۓ گا کیونکہ وھاں تو ستر ھزار سال بعد ایک ستارہ پیدا ھوا تھا۔ جبرائیلِ امینؑ کے بقول میں نے آپ کی پیدائش سے پہلے اسے ستر ھزار مرتبہ دیکھا تھا۔ وہ تو خاصا ٹائم بن جاتا ھے، مگر حضرت ابراھیمؑ کی دعا کے لحاظ وقت شمار کیا جاۓ گا جب انہوں نے کعبہ کی بنیاد رکھی، حرمین کی بنیاد رکھی تو اپنے بیٹے کیساتھ مل کر دعا مانگی۔ اس دعا کا ذکر قرآنِ حکیم کے پہلے پارے میں ھے۔

رَبَّنَا وَٱبۡعَثۡ فِيهِمۡ رَسُولاً مِّنۡهُمۡ يَتۡلُواْ عَلَيۡهِمۡ ءَايَـٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلۡكِتَـٰبَ وَٱلۡحِكۡمَةَ وَيُزَكِّيهِمۡ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ (١٢٩)سُوۡرَةُ البَقَرَة
اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر ان ہی میں کے ایک ایسے پیغمبر بھی مقرر کیجیئے جو ان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کردیں. بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرت کامل الانتظام. (١٢٩) ۔ سورة نمبر 2، البقره (آيت نمبر: 129) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

کہ جب حضرت ابراھیمؑ نے دعا مانگی کہ میں اولاد میں سے انھی میں سے (چونکہ آپﷺ حضرت ابراھیمؑ و اسماعیلؑ کی اولاد میں سے تھے) ایک ایسا نبی پیدا کر جو میں طرح تیری آیات سناۓ، ان کو علم و حکمت عطا کرے اور ان کو پاک کرے۔ ماشاء اللہ خالی حضوراکرمﷺ کی صورت میں ھی نہیں بلکہ اصحابِ رسولﷺ کی شکل میں بھی وہ دعا قبول ھوئ۔ اگر دیکھا جاۓ تو جب حضرت ابراھیمؑ کو اللہ نے تمام آزمائشوں سے آزما لیا اور کہا کہ

" . . . قَالَ إِنِّى جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًاۖ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة " 124]"

کہ اے ابراھیمؑ آج سے ھم نے تمہیں نسلِ انسانی کا امام مقرر کیا۔ حضرت ابراھیمؑ نے کہا

" . . . قَالَ وَمِن ذُرِّيَّتِىۖ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة " 124] " (کہ اے اللہ میری اولاد کا کیا بنے گا؟) تو اللہ تعالی' نے فرمایا:

" . . . قَالَ لَا يَنَالُ عَهۡدِى ٱلظَّـٰلِمِينَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة " 124] " (کہ جو ان میں سے ظالم ھو گا اس سے ھم عہدوپیمان نہیں باندھیں گے)

جو تم سے بندھا ھوا ھے۔ اس کا مطلب یہ ھو ا کہ حضرت ابراھیمؑ کی اولاد میں سے اللہ تعالی' نے ان کے ساتھ مستقل قیامت تک یہ پیمان باندھا ھوا ھے کہ جو ظالم نہین ھوں گے وھی اُمتِ انسان کے امام ھونگے۔ یہ بات پھر اللہ کے رسولﷺ میں ظاھر ھوئ، اصحابِ رسولﷺ میں ظاھر ھوئ اور پھر ان سادات میں ظاھر ھوئ جن کو جملہ مسلمان اپن امام مانتے ھیں۔ پھر ان کے توسط سے عظیم الشان فتوحاتِ اسلامیہ ھوئیں۔ جہاں جہاں اسلام پھیلا ان کے توسط سے پھیلا، جہاں جہاں وہ لوگ گۓ اپنے وقتوں کے امام ھوۓ۔ یہ وعدہ اب بھی اولادِ ابراھیمؑ میں ھر شخص کو پہنچے گا جو ظالم نہیں ھو گا۔ یہودی اس وعدہ کے ثمرات سے ھمیشہ محروم رھے، کیونکہ وہ بدترین ظالم ثابت ھوۓ۔ انہوں نے سب بڑا ظلم یہ کیا کہ رسولِﷺ خدا کو پہچاننے سے انکار کر دیا۔

سوال نمبر 008) سر حروفِ مقطعات پر روشنی ڈالیۓ۔

جواب: اسماء کے بارے میں کچھ latest چیزیں میرے علم میں آئ ھیں، جسکی وجہ سے میں تھوڑا سا زیادہ چوکنا ھو گیا ھوں کہ اس کا linkage پہلے بھی موجود تھا مگر وہ عمومی طور پر لوگوں کے علم میں نہیں آیا۔ Archaeological department نے پرانے اسماء اور پرانی تہذیبات کے جو symbols نکالے ھیں لوگوں نے کبھی ان پر غور نہیں کیا۔ لوگوں نے ھمیشہ ان کو پراسرار علوم سمجھا یا علم کی شناخت نہ ھونے کیوجہ سے ان کو نظر انداز کیا مگر میرے نزدیک یہ Knowledge of basic categories ھے۔ جب انسان نے کلام کرنا شروع کیا تو پورا کلام ایک دم سے نہیں آیا، لفظ پورے یکبارگی نہیں آۓ۔ تو Transfer of symbols سے language میں جو سب سے پہلے اسماء آۓ وہ یہی تھے۔

مثال کے طور پر جو " **ط** " کا symbol ھے یہ اس وقت پیدا ھوا جب wheel ایجاد ھوا۔ تو wheel کا مطلب آسانی بنتا ھے۔

" **ہ** " مطلب ھے کہ ایک آدمی کھڑا ھے جس کے دونوں ہاتھ اوپر ھوا میں بلند ھیں اور وہ پکار رھا ھے۔

اب جب آپ نے سورۃ " طہ " پڑھی تو اس کا مطلب یہ ھے کہ ایک ایسا مرد ھے جو گائیڈ ھے، مصلح ھے، ریفارمر ھے جو دونوں ہاتھ کھڑے کر کے آپ کو بلا رھا ھے کہ یہ آسانی کا رستہ ھے۔ اب آپ قرآن پڑھو تو آپ کو مطلب اور بھی زیادہ واضح ھو جاتا ھے۔

" طه (١) مَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ لِتَشۡقَىٰٓ (٢)[سُوۡرَةُ طٰه] " کہ میں نے مشقت کیلیۓ آپ کو رستہ نہیں دیا یہ آسانی کیلیۓ ھے یعنی

In the beginning

جیسے wheel ایجاد ھوا اور اس (موجد) guide نے ان کو بتایا کہ یہ آسانی کا رستہ ھے، اسی طرح پیغمبرانِ علیہ الصلوۃ و السلام ھیں جو پہلے پیدا ھوۓ۔ انہوں نے بالکل اس مرد کیطرح پرانے ضمن میں جو symbols ھمارے سامنے ھیں کہ دونوں ھاتھ کھڑے ھیں اور لوگوں کو پکار رھا ھے کہ اس راستے کی طرف آو اس میں آسانی ھے تو اب سمجھ آتی ھے کہ وہ physical symbols نہیں تھے بلکہ اخلاقی اور روحانی symbols تھے، جنکی مدد سے لوگوں کو مختلف صورتوں میں guide کیا گیا۔

شاید اس طریقہ سے پہلے language transfer کی گئ۔ یہ مت بھولیۓ کہ language کا جو gene ھے یہ صرف ستر ھزار سال پرانا ھے۔ ستر ھزار سال سے پہلے اس gene کا سراغ کسی بھی مخلوق میں نہیں ملتا۔ ان باریخی حقائق سے ثابت ھوتا ھے کہ زبان کی ترقی کا ارتقائ سفر چالیس ھزار سال پہ محیط ھو۔ آپ اندازہ کر سکتے ھین کہ ان لوگوں کے لیۓ وہ وقت کتنا مشکل ھوگا جنھوں نے مافی الضمیر کے اظہار کیلیۓ اتنا عرصہ فقط علامتوں پہ انحصار کیا اور صرف symbols میں گزارا۔ اس دوران ایک ایک symbol اپنی جگہ پہ بہت زیادہ

اهمیت کا حامل ہوگا۔ اسی طرح پھر ان میں وہ ابتدائی symbols خصوصی اهمیت کے حامل ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ' نے quote بھی کیا ہے۔

سوال نمبر 009) آپ نے ہر Category کا کیسے اندازہ لگایا؟ ان کو Apply کیسے کیا؟ اس سارے عمل کے مدارج کیا تھے؟
جواب: It is very difficult to answer this question because I had no guide اس ضمن میں سوائے دوچار احادیث کے میرے پاس کوئی نقشِ رابگذر نہیں تھا۔ میرے سامنے حضرت ابنِ عباسؓ کی ایک حدیث تھی اور مسندِ اهلِ بیت سے ایک روایت تھی۔ لیکن شاید سب سے زیادہ میرے لیئے موثر وهی حدیث تھی جو حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے مابین ایک مکالمے کے دوران بیان ہوئی۔ جب امیر المومنین حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا ۔۔۔ " یہ کیا ہے کہ بعض لوگ بہت نیک ہوتے ہیں مگر ہمارے دل ان کو نہیں جاتے، اور بعض لوگ اتنے اچھے نہیں ہوتے ہیں مگر ہم ان کی دوستی پسند کرتے ہیں " تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اے امیر المومنینؓ میں نے یہ بات اللہ کے رسولؐ سے پوچھی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب روزِ اول ارواح کے جوڑے بنائے گئے تو اللہ تعالیٰ' نے کچھ کی کچھ میں موانست ٹھرادی، اور کچھ کی کچھ میں مخاصمت ٹھرادی، جب وہ زمین پر آتے ہیں تو اسی نسبت کے تحت ردِعمل ظاہر کرتے ہیں۔

اب دیکھو جب میں اسماء کو study اور ان کی ترتیب و ترکیب کا بغور مشاهدہ کر رہا تھا تو مجھے تمام اسماء ان combinations میں نظر آئے جو symbols of Quran میں ہیں۔ بحثیتِ مجموئی ان کی چودہ categories بنتی ہیں اور ان کے علاوہ ہمیں کسی category کا علم نہیں ہے اور ان کے سوا کوئی ارواح نہیں جن کی موانست یا مخاصمت ٹھرائی گئ ہے۔ بعض اوقات اسماء آزمائش کےلیئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ فرض کیجئے

" **ط** " سے کوئی نام شروع ہوتا ہے اور اسکی بیوی کا نام " **س** " سے شروع ہوتا ہے، تو ہم کہتے ہیں یہ جوڑا perfect ہو گیا کیونکہ یہ Quranic combination میں آ گئے ہیں۔ مگر جب ان میں پہ آزمائش آئے گی تو

" **م** " اُن کے بیچ میں سے گزرے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ " **م** " کی " **س** " سے مخالفت مگر " **ط** " سے اسکی بھی محبت ہو گی۔ تو یہ ایک ھی جگہ rift پیدا ہونا شروع ہو جائیگی۔ کون غالب آئے گا اسکا فیصلہ اسم کرے گا۔ " **م** " غالب آئے گی، " **س** " پیچ میں سے شکست کہا جائے گی۔

سوال نمبر 010) مگر سر جیسے آپ فرمارھے ہیں کہ اس کا ڈیٹا موجود نہیں ہے تو پھر عام آدمی کیسے سیکھ سکتا ہے؟ اگر آپ نے اس کو اگر اداراتی شکل نہ دی تو آنے والے وقتوں مین کیا پھر یہ راز میں نہیں چلا جائے گا؟
جواب: جیسے میں نے ابھی عرض کیا کہ جونکہ ایک بہت ھی personal achievement ہے تو میں اس کو authority نہیں بنانا چاهتا، اگر کھل کے کہو تو سچ یہ ہے کہ میرے اندر تجسس تھا، فکر تھی، میں نے ڈھونڈنا چاھا اور میں نے ایک linguistic level پر اور اپنی understanding level پر ایسی صفات ڈھونڈ لیں جو بعض اسماء کو دی جاسکتی ہیں پھر ان کو demonstrate کرتے ہوئ جن کی تصدیق ہوئی انکو رکھ لیا اور جنکی تصدیق نہیں ہوئی انکو چھوڑ دیا۔

سوال نمبر 011) سر ایک دفعہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ Physical علم ہے مگر یہ کیسا physical علم ہے جو آگے transfer نہیں ہو سکتا؟
جواب: میرا جو لیکچر متشابہات پر آگے آرہا ہے، میں اُس میں اِس کو draft کروں گا۔ اب فرض کرو دو چار اصول جاننے کی بناء پر تم لوگ اس کو اگر پریکٹس کرنا شروع کردو تو اس کا حشرکیا ہو گا، وہ یقیناً اچھا نہیں ہوگا۔ اصول تو مرتب کیئے جاسکتے ہیں مگر یہ خالی physicalعلم نہیں ہے، کیونکہ اسکا زیادہ واسطہ mental attitude سے ہے۔ اب ایک آدمی کو جب تک پورا علم نہ ہو تو وہ ہمیشہ غلطی کرے گا۔

سوال نمبر 012) لیکن سر کچھ لوگ جو اس کو پریکٹس کررھے ہیں اُن کے سامنے معیار تو کوئی بھی نہیں؟
جواب: (مسکراتے ہوئے) پریکٹس کر کون رہا ہے؟ پریکٹس تو دو چار دعویدار کر رہے ہیں۔

سوال نمبر 013) سر جیسے فرمارھے ہیں کہ میرا کوئی گائیڈ نہیں تھا اسی طرح اپ اُن کے بھی یہی دعوے ہیں۔
جواب: اُنہوں اے شاید کہیں سے سن گن لے لی ہو گی۔ میں اس لیئے کہتا ہوں کہ میں نے کسی صورت بھی اس embarrassment کے طور پر قطعی اختیار نہیں کیا۔ I needed to know it بلکہ سچ پوچھیے تو میرا سوال اللہ سے یہ تھا کہ کیا پورا قرآن همارے سمجھنے کیلیئے نہیں ہے؟ کیا ہم اسی طرح گزر جائیں گے؟ اگر ہم نے بعض چیزوں کے مطالب پر غور کیئے بغیر گزر جانا ہے تو پھر آپ بتا دیتے کہ ان آیات پہ غور کرو ان آیتوں پہ غور نہ کرو۔ شاید کچھ اسطرح ہم گزارہ کر لیتے۔ مگر جب پورا قرآن همارے بیئے ھی ہے تو همیں کچھ نہ کچھ اس کی سن گن تو ہونی چاهیئے۔

اللہ سے یہ سوال کر کے میں کوئی فوری حل نہیں چاهتا تھا، جیسے میرے دوستوں نے فوری حل تلاش شروع کر دیئے ہیں۔ میں سوچتا رہا غور کرتا رہا مگر میں نے اس پہ اپنا کوئی build thesis نہیں کیا۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ' نے مجھے اسکے کچھ clues بخشنے شروع کیئے۔

I started arranging them

اسکے بارے میں اگر مختصراً آپ کو بتاوں تو ہر اسم جو کسی نام کے ساتھ وابستہ ہے وہ اپنی basic qualities کو confirm کرتا ہے۔ اب میرئے بہت سارے احباب غلطی سے اس کے ذریعے طاقت طلب کر رہے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ اس علم کی بناء پر ہم بڑے بڑے فیصلے دے سکتے ہیں مکر سوال یہ ہے کہ پھر هماری اپنی علمیت کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یوں نہیں ہے کہ آپ نے سات میں سے ایک سچ بولنا ہے اور چھ جھوٹ بولنے ہیں۔ تو پھر Where the authority of a teacher lies? کیونکہ انہوں نے زندگی میں کبھی غور نہیں کیا ہوتا، انہوں نے کوئی خاص observation نہیں کی ہوتی، انہوں نے سیکھا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ وہ محض سنی سنائی values کو exercise کر رہے ہیں۔

سوال نمبر 014) Is it a basically one time phenomena?

جواب: No it is all time. It is a life time phenomena

میں نے ایک دفعہ کہا تھا شاید وہ ایک فضول بات تھی یا غلط سا دعوی' تھا۔ میں نے کہا تھا اگر کوئی اسکا صحیح ماہر ہو تو وہ زندگی سے لیکر اسکے مرنے تک کے مراتبِ وقت اور آزمائش دیکھ سکتا ھے اور ان کے attitudes بھی return کر سکتا ھے۔

سوال نمبر 015) آپ دیکھ سکتے ھیں؟

جواب: نہیں، Perhaps I would never like to know

سوال نمبر 016) پروفیسر صاحب یہ کیا ھے کہ ایک بندہ آ کر بیٹھتا ھے اور آپ اسکے اندر جھانک لیتے ھیں، یہ کیا چیز ھے؟

جواب: اس کا تعلق اگر کسی مراقباتی یا غیر معمولی چیز سے ھوتا تو مجھے بالکل پتا نہ لگتا کیونکہ آپ کا الہام اور مراقبہ کسی بھی وقت غلطی کر سکتا ھے۔ چونکہ اسکا تعلق شاید انتہائی دقیق علمی شناخت سے ھے اسلیئے مجھے دھوکہ نہیں ھوتا۔ علم تو ھر جگہ اپنی observation پوری کرتا ھے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص مجھے نہیں سمجھ آرھا، مجھے کنفیوژن ھے تو میں اس کے باپ دادا کا نام پوچھ لوں گا یا اسکی نانی دادی کا نام پوچھوں گا، وہ بھی صرف آسانی کیلیئے تا کہ اگر کوئی genetic disturbance آئی ھو تو میں اسے جان سکوں۔ یہ کام اتنا آسان ھوتا ھے کہ اگر آپ لوگوں کے پاس پورا background موجود ھے تو

This will become a very easy job.

ایمانداری سے میں سمجھتا ھوں کہ میں نے اپنی مشقت بچانے کیلیئے یہ علم استعمال کیا۔

لوگ جھوٹ بولتے ھیں، لوگ مجھ سے بڑی الٹی سیدھی باتیں کرتے ھیں، وہ سمجھتے ھیں کہ درویش کو دھوکہ دینا آسان ھے، درویش تو خیر فضول سا لفظ ھے، وہ سمجھتے ھیں کہ استاد کو دھوکہ دینا زیادہ آسان ھے۔ اگر ایسے لوگ آئیں گے تو میں کیا کر سکتا ھوں۔ مجھے پتا تو لگ جاتا ھے کہ کیا موصوف کہہ رھے ھیں لیکن میں چپ کر جاتا ھوں

If they are not ready to tell the truth then why should I tell them the truth

کسی شخصیت کے مسائل کی جانکاری میں لوگوں کا یہ رویہ ایک بڑا مسلہ ھوتا ھے۔ میرا خیال ھے کہ جو لوگ پریکٹس کر رھے ھیں، وہ بہت بڑی غلطی کے مرتکب ھو رھے ھیں کیونکہ اسکی سزا بڑی کڑی ھے۔ آپ دیکھو کہ ایک عام آدمی روزمرہ زندگی میں جو فراڈ کرتاھے اس کیلیئے شاید معمولی سزا ھے، مگر جو اللہ کے نام پر وجاھت طلبی کیلیئے فراڈ کرتا ھے اسکی سزا سخت ھوتی ھے۔ پھر خدا یہ نہین چاھے گا کہ انکی حماقتیں آگے بھی جاری رھیں۔ یہ ٹی وی پر بیٹھ کر کرنے والی بات نہیں ھے۔ لوگوں کو مرعوب کرنے یا اپنے تفاخر کیلیر ایسی باتین کرنا انتہائی مذموم سمجھا جائے گا۔ باقی اللہ بہتر جانتا ھے۔

سوال نمبر 017) اکتشاف بھی ھوتا ھے اس میں؟

جواب: (مسکراتے ھوئے) اکتشاف اور کیا ھوتا ھے۔ مسلہ تو یہ ھے اور کشف کیا ھوتا ھے۔ اگر آپ پوری اکتشاف کی اول و آخر تک ھسٹری پھرولیں، یہی نہیں پوری نسلِ انسان کی تاریخِ اکتشاف پھرولیں تو غالباً کسی کو اس کے اندر کی کوئی بات بتادینا سب سے بڑا کشف ھے۔

سوال نمبر 018) ڈاکٹر خالد ظہیر صاحب کو کسی نے آپ کے بارے میں بتایا کہ اسطرح آپ نام سن کر شخصیت کے متعلق بتا دیتے ھیں اور سوال پوچھا کہ کیا یہ ممکن ھے؟ تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ یہ اس وقت تک ممکن نہین جب تک پروفیسر صاحب کے پاس جن نہ ھو، تو کیا واقعی آپ کے پاس جن ھے؟

جواب: خاصا دلچسپ سوال ھے۔ اتفاق کی بات میں آپ کو بتاوں میں نے جنات کو کبھی اس قابل ھی نہیں سمجھا کہ انسان ان سے کوئی اس قسم کا علم اخذ کر سکیں۔ اسکے برعکس میرا خیال یہ ھے کہ وہ کمتر مخلوق ھیں اور ھم بہتر مخلوق ھیں۔ اللہ نے ھمیں اعزاز بخشا ھے اور ھمیں اپنی بہتری کےلیئے اپنے سے بہتر کی طرف رجوع کرنا چاھیئے۔ انسان کیلیئے بہتر اسکا اپنا پیغمبرؐ اور اپنا خدا ھے۔ ملائکہ بھی اس قابل نہیں کہ ھم ان سے علم سیکھیں تا آنکہ وہ اللہ کے حکم سے ھمیں کوئی شناخت دیں۔ مرا تو زندگی بھر جنات کی طرف دھیان نہیں گیا۔ ھاں اکثر اِرد و گِرد ایک آدھ بڑے جن کو محسوس کیا ھے (قہقہہ) بات یہ ھے کہ جن بڑی عجلت میں ھوتا ھے۔

Does he has capacity to learn it is a very difficult question, if I look at them البتہ میں سمجھتا ھوں کہ شیطان دنیاوی تجربات کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ ماھرِ نظر ھے، کیونکہ حضرت آدمؑ سے لیکر اب تک وہ ھمارے بہکاوؤں میں شریک ھے، ھمارے نقائص میں شریک ھے، ھمارے دجل و فریب میں شےیک ھے، ھماری خواھشات میں شریک ھے۔ اگر وہ file work کرتا ھے اور میرے خیال میں وہ ضرور file work ھو گا تو اسطرح اس کی لائبریری دنیا کی سب سے بڑی لائبریری ھونی چاھیئے۔ فرض کرو کہ اسے پتا لگتا ھے کہ ایک شریف بندہ مرنے کی کوشش کر رھا ھے، اگر میرا اور آپ کا نام وہ سن لے تو میرا خیال ھے وہ ناموں پر جائے گا، وہ کہے گا کہ ذرا اس کا نام دیکھنا، یہ فلاں فلاں بندہ ھے، پہلے وہ ساری فائلیں اٹھا کے میرے پاس لانا۔ کس کس چکر میں یہ پھنسے تھے، کس کس چکر میں پھنسیں گے، اسکے لیئے یہ کام بڑا آسان ھے۔ ھمیں بھی بڑا آسان ھے وہ bait پھینکنا جو پہلے سے اس کے تجربے میں ھے۔ تو میرا خیال اتنا file work شیطان ضرور کرتا ھے۔ اسلیئے اللہ کہتا ھے کہ شیطان تمہیں دیکھ لیتا ھے تم اسے نہیں دیکھ سکتے، تو اگر ھم نہیں دیکھ سکتے تو میرا advantage میرے اللہ کے پاس ھے۔ مجھے پتا ھے کہ اگر دو غیاب کی قوتین ھیں، ایک شیاطین اور جنات ھیں اور ایک اللہ اور ملائکہ ھیں، تو مجھے پورا یقین ھے کہ جب غیاب کی قوتیں ھمارے خلاف جاتیں ھیں تو وہ غیاب کی قوتیں ھمارے حق میں ھوتی ھیں۔ مجھے جنات سے آج تک کوئی خاص دلچسپی نہیں ھوئی۔ ھاں اگر کبھی ملاقات ھو گئ تو آپ کو بتادیں گے۔

سوال نمبر 019) پروفیسر صاحب جو لوگ دنیا سے جا چکے ھیں، کیا ان کے ناموں کی بنیاد پر آپ ان کے درجات دیکھ سکتے ھیں؟

جواب: نام تو سب کے ایک سے ھوتے ھیں، کوئی گیا کوئی آیا۔ اس کےلیئے تو problem نہیں ھے۔ مگر سب سے بڑا عنصر یہ ھوتا ھے کہ چاھے بے ترتیب ھو پھر بھی بنیادی طور پر کوئی نام برا نہیں ھے۔ دیکھنا یہ ھوتا ھے کہ ان کی بے ترتیبی کو جب آپ جوڑتے ھیں scramble game کی طرح جس میں آپ جملوں کو جوڑتے ھوئے حرف اٹھاتے ھو اور اس طرح ایک بامعنی حملہ بن جاتا ھے۔ انسانی کا ئنات بھی scramble کی طرح ھے۔

اس میں ایک clue ھوتا ھے اور وہ clue ھے اللہ کی ذات۔ نام اگر کوئی بھی ھو، اگر دس ابوبکر ھیں تو دس ابوبکر صدیقؓ نہیں کیونکہ ادھر اللہ اور اس کے رسولﷺ کی شفاعت اور کرم شاملِ حال ھوتا ھے۔ عزیز دوستو! میرا خیال ھے کہ بدترین ناموں کی الرجی allergy اللہ کے ناموں سے درست ھو جاتی ھے۔ میں جو بھی تسبیحات دیتا ھوں ان کے پسِ منظر میں یہی سوچ کار فرما ھوتی ھے۔ انسان کا خلاصہء حیات یہی ھے کہ اس کی درماندگی اور بیماری، اس کا فتنہ اور آزمائش اگر کسی نام سے درست ھو سکتے ھیں تو بلاشبہ وہ اللہ کا نام ھے۔

سوال نمبر 020) سر یہ جو کہا جاتا ھے کہ قیامت کے قریب علم اٹھا لیا جائے گا۔ اب جب کہ قربِ قیامت ھی ھے تو آپ فرمائیں کہ اللہ کیسے علم کو اٹھائے گا؟

جواب: میرے خیال میں اس کی بنیادی وجہ یہ ھے کہ قرآن کی تعلیمات سے بہت زیادہ digression واقع ھوئی ھے، جس میں انسانی ذھن نے بڑے کمالات حاصل کیئے۔ یونانی فلاسفہ آئے پھر رومن اور قومِ ھنود و یہود نے بڑے بڑے عالم پیدا کیئے۔ علم کی ترقی کے ارتقائی سفر میں کئی بڑے بڑے scientific researcher پیدا ھوئے۔ انسان کا ذھن فطری طور پر بڑا متجسس ھے۔ وہ شروع میں فلاسفہء یونان سے متاثر ھوا اور پھر logic ، منطق، فلسفہ، حکمت، اور سائینسز سے متاثر ھوتا چلا گیا۔ نسلِ انسان کے نئے نئے انکشفات نے مسلم دانشور کو شاید موقع ھی نہیں دیا کہ وہ قرآن کو ساتھ لے کر چل سکے۔ اسطرح فلسفہ اور مذھب، اور سائنس اور مذھب میں تطابقت پزیری کا عمل مفقود ھو کر رہ گیا۔ قرآنِ مجید جو درحقیقت کتابِ تخلیق تھی، اگر ھم قرآن فہمی کے کسی مناسب درجے پہ ھوتے تو شاید اس کی اساس پر کوئی نظامِ فکر تشکیل دینے میں کامیاب ھو جاتے۔ ادھر سائنسز آگے بڑھتی رہیں اور اس کا منطقی انجام یہ ھوا کہ ھم پیچھے رہ گئے۔ حتی' کہ ھمارے ھاں علم میں جو بڑے معزز نام چلے آتے ھیں، مین جب ان کی approach دیکھتا ھوں تو مجھے حیرانی سی ھوتی ھے کہ

Why did they consider Quran as the last word of wisdom and knowledge?

اس کی وجہ یہ ھے کہ اس وقت کے شواھد قرآن کی کچھ آیات کے خلاف تھے۔ انہوں نے قرآن کا دفاع کرنے کی بجائے ان شواھد کا دفاع کیا۔ اس طرح انہوں نے اپنی تاویلات کو inverted avert کر دیا۔ مطالب کچھ اور بنتے تھے انہوں نے اس کے مفاھیم کچھ اور نکالنے شروع کردیئے۔ جس کی وجہ سے ھم تک جو قرآن کی تفاسیر پہنچی ھیں ان میں کوئی logical sequence نہیں ھے۔ بلکہ ساری آیات defensibleنظر آتی ھیں۔

اب ایک آزاد مسلمان کی حیثیت سے جب میں غیر جانبداری سے علم کی فکری جہتوں کا جایزہ لیتا ھوں تو مجھے حیرت ھوتی ھے کہ دنیا میں کوئی ایسا علم نہیں، کوئی ایسا دانشور نہیں ھے جسے قرآن پہ اعتراض ھو۔ اعتراض تو دور کی بات ھے ابھی دنیا قرآن کی کچھ آیات کے کھلنے کی منتظر ھے۔ انشاء اللہ وہ اگلے زمانوں میں کھلیں گئیں۔ ایک بڑی سادہ سی بات پتا نہیں لوگوں کو کیوں سمجھ نہیں آتی کہ اللہ تو اولِ کائنات کی بات کرتا ھے، آخرِ کائنات کی بات کرتا ھے، وہ آخرِ حیات کی بات کرتا ھے۔ جبکہ اللہ تو وہ ھے جو ابتدائے دنیا کی بات کرتا ھے، انتہائے دنیا کی بات کرتا ھے، پہلے دن کی تخلیق کا ذکر کرتا ھے، آخری دن کی تباھی کا ذکر کرتا ھے۔

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ ٱللَّطِيفُ ٱلْخَبِيرُ (١٤) [سُوۡرَةُ المُلک : 14]

تو کیا بیچ میں وہ بے خبر ھوگا؟ یہی وہ سوال ھے جس کے بارے میں ھم کم ھی غور کرتے ھیں۔ جانتے ھو میرے نزدیک سب سے زیادہ حیران کن بات کیا ھے؟ ایک مسلمان کا یہ احمقانہ رویہ کہ خدا اس سے کم جانتا ھے۔ آپ زبان سے کہو نہ کہو آپ کا دماغ یہی کہتا ھے۔ اللہ کو ان بیچ والے سالوں کے بارے میں چنداں خبر نہیں، یا جو اس وقت امریکہ میں researches ھو رھی ھیں اللہ ان سے لا علم ھے۔ آپ کا کیا خیال ھے کہ NASAN ترقی کے بہت سارے زینے طے کر گئ ھے اور اللہ ذرا پیچھے رہ گیا ھے، یا یہ کہ روسیوں نے کیمونزم کا فلسفہ دیگر کمال کردیا جبکہ اللہ کو تو پتا ھی نہیں تھا۔ برسوں کے ذھنی جمود کے زیرِ اثر ھماری سوچ کے انداز ایسے عجیب و غریب رھے کہ ھم دین کو اللہ سے بہتر انداز میں interpret کر سکتے ھیں۔

اب برِصغیر میں دیکھو جو بھی اٹھتا ھے وہ دانائے روزگار ھے، امیرِ جماعت ھے، اسی طرح مذھبی جماعتوں کا بھی مینا بازار سجا ھوا ھے، ان دانشورانِ عصر نے اپنے طور پر مذھب میں کچھ ڈھنگ دیدیئے ھیں حالانکہ علمی طور پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ھے۔ rigidity والے کہتے ھیں ھم تو ابتدائی form of religion پہ قائم ھیں۔ کچھ لوگ انتہائی form of religion کے سرے سے قائل ھی نہیں ھیں۔ کچھ لوگ کہتے ھیں کہ دین اس سے آگے جاتا ھی نہیں ھے۔ کچھ لوگ اسے out of date سمجھتے ھیں، پورے دین کو out of date سمجھتے ھیں۔ کچھ لوگ کہتے ھیں کہ یہ معاشرے کو آگے چلانے کے لیئے بے سود ھے۔ کچھ لوگ کہتے ھیں کہ دین اس زمانے مین محض ایک عقیدے کے طور پر تو رکھا جاسکتا ھے لیکن practical life کے طور پر نہیں رکھا جا سکتا۔ آج کے دور میں اللھکے دین پر اِشتباہ کے بہت زیادہ پہلو کھڑے ھو گئے ھیں۔ سب سے زیادہ حیران کن بات یہ ھے کہ یہ شکوک و شبہات باھر والوں کے نہیں بلکہ ھم مسلمانوں کے اپنے ایمان کا حصہ ھیں۔ مسلمانوں کی اس کم فہمی اور ذھنی پسماندگی کا اصل سبب یہ ھے کہ ھم قرآن کو الہامی کتاب تو مانتے ھیں لیکن ھمیں اس کے الفاظ و مضامین سے زیادہ سائنسی حاصلات پہ یقین ھے۔ اس ساری بحث کے تناظر میں اپنے آپ کو میں بہت نالائق سمجھتا ھوں لیکن میرا خیال ھے کہ قرآنِ حکیم اتنی خوبصورت اور اتنی واضح کتاب ھے کہ واقعتاً اس میں کوئی شک کی گنجائش ھی نہیں ھے۔ ماشاہ اللہ اتنا شاندار علم اور اتنا progressive knowledge اتنی انتہا کی approaches (اپروچیز)،

I am not crazy about telling you that I read so much of the Quran.

میں صرف یہ کہتا ہوں کہ چاھے دیبا ایک سو برس پرانی ہو جائے تب بھی ایک نارمل آدمی کو نارمل ترحمے کے ساتھ قرآن کی جو understandings ملتی ھیں وہ بھی آج کے دور سے advance ہوں گیں اور تمام سائنسز سے زیادہ جدید ہوں گیں۔ سیدھی سی بات ھے کہ ابھی بھی ھمارا اعتقاد عہدِماضی کے متروک شدہ نظریات سے آگے نہیں بڑھ سکا، جیسے دیکھو ناں ھم لوگ ابھی تک ایک کائنات کی ابتداء میں بیٹھے ہوئے سکڑ رہے ھیں، سردی لگ رھی ھے ھمیں، گائنات وہیں ٹھنڈی کھڑی ھے ابھی۔

اے بندگانِ خدا! زندگی ھر لحظہ نت نئے آفاق کی حدوں کو چھورھی ھے، جدید سے جدید تر قوانین نکل رہے ھیں۔ billions اور trillions of stars ھمارے اردگرد بکھرے پڑے ھیں، یہ تو ابھی ایک کائنات ھے اور قرآن میں تو وہ کہہ رہا ھے کہ ایسی تو سات زمینیں ھیں، سات کائناتیں ھیں، تو آپ پھر اُس عظمت اور اپنی حقارت کو کہاں adjust کرو گے؟ مزید برآں وہ آج بھی کہہ رہا ھے، قرآن اٹھا کے دیکھ لو

" . . . وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ ٱلسَّحَابِ . . . [سُورَةُ النَّمل : 88]

کہیں تم گمان کرتے ہو کہ پہاڑ کھڑے ھیں یہ تو چل رہے ھیں، وہ تو کہہ رہا ھے کہ پہاڑ سرمئی بادلوں کی طرح بھاگ رہے ھیں۔ اب مجھے یہ بتاؤ سائنس بھی ثابت کر چکی ھے کہ پہاڑ چل رہے ھیں یا بھاگ رہے ھیں، مگر آپ ذرا سروے لے جانا اور ان (علماء) سے پوچھنا کہ آیا پہاڑ کھڑے ھیں یا چل رہے ھیں؟ تو آپ کو hundred per cent کا جواب ملے گا کہ کھڑے ھیں۔ hundred per cent کہیں گے کہ پہاڑ کھڑے ھیں۔ یہاں تک کہ آج کا عالم بھی اگر یہ آیت پڑھے گا ناں کہ

" وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ ٱلسَّحَابِ " تو وہ جواب میں کہے گا اس کا مطلب ھے کہ ابھی تو پہاڑ کھڑے ھیں لیکن قیامت کے دن چلیں گے۔ آپ تفاسیر اٹھا کر لے آؤ سب میں یہی لکھا ھے۔ اب اس عقل کو آدمی کہاں لے جائے؟

This is such a non-adjustable understanding of the muslims with the Aaya of Quran.

ان کو دیکھتے ہوئے خیال آتا ھے کہ شاید اگلے زمانوں میں قرآن واقعی اٹھالیا جائے گا۔

سوال نمبر 021) سر کیا زمانہء آخر میں اللہ کے قوانین میں تبدیلیاں لائی جائیں گیں؟ مثلاً غلامی کی شرعی حیثیت کے بارے میں بعض علماء کا خیال ھے کہ عہدِ حاضر میں غلامی کا تصور متروک ہو چکا ھے۔

جواب: میں آپ کو مثال دیتا ہوں، کل میں غامدی صاحب کی تقریر سن رہا تھا، بڑے شوق سے سن رہا تھا، بڑے عالم جو ھیں۔ وہ غلامی کے موضوع پر اپنی رائے دے رہے تھے۔ میں بیٹھا دل میں سوچ رہا تھا کہ ابھی وہ کوئی اچھی argument دیں گے، نہیں دیں گے، لیکن وہ جو مثالیں دے رہے تھے ایسے لگتا تھا جیسے غلامی کے بارے میں میں انہوں نے کچھ جانا ھی نہیں۔ اب قرآنِ حکیم میں ایک بات واضح ھے کہ اللہ تعالیٰ نے غلامی کو ختم نہیں کیا، برسوں تک چلتی رھی، مسلمان حکمرانوں کے زمانوں میں چلتی رھی، حتیٰ کہ غلاموں کے قبولِ اسلام کے باوجود حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور میں یہ مسلہ پوری شدّ و مد کے ساتھ درپیش رہا۔ سوال یہ ھے کہ غلامی کی رسم ختم کیوں نہیں ہوئی؟ بنیادی وجہ جو بھی رھی ہو مگر حقیقت یہی ھے کہ قرآن نے رسمِ غلامی کو ختم نہیں کیا۔ اس سلسلے میں ھمارے پاس کوئی واضح دلیل اور ایسا قانون نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہو کہ تم غلامی ختم کرنے کی کوشش کرو یا اسے ختم کردو۔ ھاں یہ کہا جاسکتا ھے کہاللہ تعالیٰ نے غلاموں کے لیئے بہترین سلوک کا بندوبست کیا۔ ان کی خدمات کا اور ان سے بہتر رویے کا ذکر کیا اور انہیں آزاد کرنے پہ بڑا ثواب رکھا ھے۔

Gradually society was moving toward this way.

کہ جی غلام رکھنا، غلام نہ رکھنے سے زیادہ مشکل ھے۔ ممکن ھے کہ صاحبِ ایمان یا خوفِ خدا رکھنے والے مسلمان لونڈیوں اور غلاموں کو چھوڑ بھی دیتے ہوں، مگر یار ایک معمولی سی بات کسی کو سمجھ نہیں آتی، میں اب ان کو کیسے scholar تصوّر کروں کہ نیک بختو وہ ایک صدی کا خدا نہیں ھے۔ پہلے بھی ھزار ھا برس تک وھی خدا رہا ھے، آگے بھی وھی ہوگا۔ خدا نے جب بھی کسی امت کی غلامی کا ذکر کیا، بطور سزا ذکر کیا۔ اس نے کہا کہ اس موسیٰؑ میں نے مناسب سمجھا کہ قومِ عالین کو رسوا کروں، تو جا اور ان کو تباہ کر۔ گویا مغرور قوموں کو جب سزا دی، یہودی کو جب پیغمبروں کو قتل کرنے کی سزا دی تو کہا کہ ان کی بیٹیاں زندہ رکھی جائیں اور ان کے بیٹے قتل کر دیئے جائیں۔ بیٹیاں زندہ رکھنے کا کیا مطلب ھے؟ تا کہ غلام بنیں اور ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس پہنچے۔ خدا کے عذاب کا ایک طریقہ قوموں کو غلام بنانا بھی ھے۔ لامحالہ پہلے بھی یہ سلسلہ چلتا رہا اور اب تک چل رہا ھے۔ میرا بنیادی سوال یہ ھے کہ کون ھے جو یہ کہے کہ آئندہ غلامی نہیں آئے گی؟ کون ھے جو خدا کے سوا آئندہ آنے والی centuries کو جانتا ھے اور یہ گمان کرے کہ آج اگر

21st Century میں نہیں رکھے گئے تو آئندہ بھی نہیں رکھے جائیں گے؟

میں اس کے ڈانڈے سیاسی غلامی اور معاشی غلامی کے ساتھ ملانے کی کوشش نہیں کر رہا۔

No, no, I exactly talk about slavery and I say how do you know?

تمہیں کیسے پتا ھے کہ اللہ کل کلاں کو جب اکھاڑ پچھاڑ کرے گا، اس دنیا کو برباد کرے گا تو غلامی اور آقائی کا دستور پھر سے شروع نہ کرے گا۔ اللہ کون جانتا ھے؟ وہ صاحبِ جبر و قدر ھے، وہ جب چاھے ظالموں، بت پرستوں اور حد سے گزرنے والوں کی سزا غلامی کی صورت میں رکھ سکتا ھے۔

Simple answer to this question is that nobody knows God and Allah is not of a century, He is not God of one century or a part of a century. He knows from the beginning to the end.

فرض کرو اگر قیامت تک آگے آنے والے برسوں میں اگر دس دن بھی کسی قوم کی غلامی کے ھیں تو بھی خدا کی آیت قائم رھے گی۔ وہ وھیں رھے گی۔ وہ کہیں نہیں جا سکتی۔ یہ ایک سیدھا سادھا اصول تھا جو ھمارے بیشتر علماء کو کبھی سمجھ نہیں آیا۔ بہت سارے مسائل پر ھمارے teachers کی approach انتہائی local ھے۔

اب ایک اعتراض یہ ھے کہ جی لونڈی استعمال ھوتی ھے۔

What are the taking about?

لونڈی کے استعمال میں تمہارے اس سارے مسلے کا کیا دخل ھے؟ تم لونڈی چھوڑ دو گے اگر اس کے استعمال کی آیت نہ لکھی ھوتی؟

Best of all that lets be very clear, lets be very factual

کہ اگر کوئی جنگ ھو اور تمہاری عورتیں لونڈیاں بن جائیں تو لوگ ان کو چھوڑ دیں گے؟ خداوندِ کریم کا حکم نہیں ھے اس لیئے چھوڑ دیں گئے۔ یا وہ تمھیں چھوڑ دیں گے جو تمہارے قرآن پر یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں چھوڑ دیں گے؟ سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ خداوندِکریم فقط کوئی پرانے اندازِجنگ میں involve نہیں ھے۔ یہ آج بھی ھو گا، کل بھی ھو گا۔ فاتح جب بھی جائیں گے یہی سب کچھ کریں گے، ابھی کل کی بات ھے، 1857 ء کے بارے میں یہ لکھا ھوا ھے کہ جب انگریزوں نے دلی پر قبضہ کیا تو ستر ھزار شرفاء عورتوں نے کنوؤں میں کود کر جانیں دیں اس لیئے کہ

They did not want to be polluted or molested by the Gorkhas

(گورکھے انگریزوں کے حلیف تھے)۔

مسلہ بڑا سادہ سا ھے کہ اللہ تعالیٰ' انے کہا

" إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَـٰنُكُمْ [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 24] "

جس چیز کے تم مالک ھو اس کے استعمال پر کوئی پابندی نہیں۔ اگر تم نے ایک گھر پر قبضہ کر لیا، اس کے سامان پر قبضہ کرلیا، یا ایک عورت پر قبضہ کر لیا، ایک مرد پر قبضہ کر لیا (غلامی کے Status پر) تو اب وہ مرد جس پر آپ نے قبضہ کیا ھے، کیا وہ آپ کے لیے لکڑی نہ کاٹے گا؟ آپ کے لیئے چولھا نہ جلائے گا؟ کیونکہ اب اس کا رزق کیا ھے؟ گولی، مرنا؟ Do you think وہ اپنی جان بچانے کے لیئے آپ کی dictationقبول نہیں کرے گا؟ کرے گا ناں؟ تو آپ کی ملکیت متصور ھو گا۔ کیا وہ عورت جس کے بارے میں بڑے سوالات کر کے آپ

romantic answers

پیدا کر رھے ھو۔ یار اس کے پاس کھانا کھانے کا Chance ھوا اور اس کے بعد زندگی گزارنے کا chance ھوا تو

Do you think she will refuse to co-operate during sex?

اس بنا پر کہالہامی کتابوں میں لکھا ھوا آیا ھے۔ یہ ھو نہیں سکتا۔ یہ غیر منطقی اور نا ممکن سے اعتراضات ھیں۔ خدا نہ کرے مگر فی الحقیقت سچ یہی ھے۔ البتہ یہ سوال بھی نکلتے ھیں اور یہ بھی ممکن ھے کہ کوئی فاتح اپنا طرزِعمل مروّجہ چلن سے جدا رکھے، لیکن ایسا اسی صورت میں ھو سکتا ھے جب اس میں human conduct اپنے پورے کمال کو پہنچتے ھیں۔ میرے نزدیک تو اس کا سادہ سا جواب ھے، آپ کہو

Yes whatever God has said is true

انسان بھی ویسے ھی کرے گا جیسے اللہ خاھتا ھے۔ انسان کا behaviour دھرا یا مخالف نہیں ھوتا اللہ انسان بنا بیٹھا ھے اور اسے پتا ھے یہ کیا کرے گا، اس کے مطابق اُس نے حکم دیئے ھیں۔

سوال نمبر 022) آپ کی تشریح تو صحیح ھے مگر کیا یہ حضرت عمر فاروقؓ کے اس قول سے نہیں ٹکراتی کہ ماؤں نے جنہیں آزاد جنا ھے تم انہیں غلام کیسے رکھ سکتے ھو؟

جواب: اس میں سب سے بڑا پرابلم ھمیں حضرت عمرؓ کی اس situation کا ھے جس میں آپؓ نے یہ تاریخی جملہ بولا کہ ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ھے، ورنہ تو حضرت عمرؓ کا اپنا غلام بھی موجود تھا۔ رداصل موقع محل کی مناسبت سے اس جملے کے مفہوم میں فرق پڑے گا۔ حضرت عمرؓ یہاں آزاد لوگوں کی بات کر رھے ھیں۔ جب حاجت مند لوگ حضرت معاویہؓ سے ملنے جاتے تھے اور آگے سے دربان انہیں ملنے نہیں دیتا تھا۔ اگر اس صورت میں غلام بھی جاتا تو یہ

application of the direct instructions to the caliph

کے زمرے میں شمار ھوتا، حضرت عمرؓ اپنے گورنر سے مخاطب ھیں کہ تمہارا کام تو امیر غریب سب کو ایک طرح سے deal کرنا ھے مگر تم نے ان کو وقت کی قید اور رسمی بندشوں میں رکھا ھوا ھے۔ تم لوگوں کے مسائل نہیں سنتے ھو۔ وھاں اگر غلام بھی جائے گا تو اس پہ یہی قول صادق آئے گآ کہ ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا ھے۔ کیونکہ ایک مسلم ریاست میں غلام کا سٹیٹس اور اس کا پروٹوکول ایک آزاد شہری کی حیثیت سے ھوتا ھے اور مسلم ریاست کا فرض ھے کہ امیروں کے ساتھ یکساں طور پر اس کے حقوق کے تخفظ کوی یقینی بنائے۔

میری نظر میں اس دنیا کا کوئی ذی روح آزاد نہیں ہوتا، اسی لیئے مجھے Voltaire کی بھی اس بات پہ اعتراض ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی آدمی بھی آزاد نہیں پیدا ہوتا۔ وہ آخر کسی کے ہاں پیدا ہوتا ہے، کسی معاشرے میں جنم لیتا ہے، سارے موروثی اثرات لے کر پیدا ہوتا ہے، پھر آپ بہت کچھ acquire کرتے ہیں۔ تو

I have already mentioned it in many lectures

کہ آدمی پر تین اثرات ہوتے ہیں، ایک تو genetic ہوتے ہیں، ایک اس کے parental ہوتے ہیں اور پھر اس کے acquired بھی ہوتے ہیں۔ ان تین قسم کے اثرات کے زیرِ اثر انسان کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے مذکورہ بالا قول کا مطلب یہ ہے کہ حاکمِ وقت پہ لازم ہے وہ اپنے دروازے بلا تفریق سب کےلیئے کھلے رکھے۔ میں اگر صاحبِ اختیار ہوں تو فرائضِ منصبی کا تقاضا ہے کہ میں لوگوں کو دھتکارنے سے پرہیز کروں۔ میں نے ہر ایک کی داد رسی کرنی ہے۔ وہاں اگر میں تخصیص کروں گا تو اس کا مطلب ہے کہ میں کچھ کو غلام اور کچھ کو آزاد سمجھوں گا۔

سوال نمبر 023) پروفیسر صاحب آپ کو knowledge ہے کیا اس کی logical foundation بھی ہے اور کیا قرآن و سنت سے اس کا استخراج اور استنباط کیا جا سکتا ہے؟
جواب: میں سب سے پہلے دیکھتا ہوں کہ قرآن کے مخالف کوئی رائے تو نہین ہے یا کسی حدیث سے تو نہیں ٹکراتی؟ کبھی کبھی انفرادی سطح پہ شاید دو چار عادات اس کے خلاف نظر آتی ہیں اور ان کی تصیح شاید ممکن ہوتی ہے۔ جیسے فرض کرو اگر سگریٹ ھی پینا ہے، میں آپ کو بتاتا ہوں

luckily for me and for many of such absurd people

چونکہ اس کے مطلق کوئی واضع ھدایت نہیں ہے اور اس کو حرام اور حلال کسی مسلے میں شریک نہیں کیا گیا، نہ ھی مکروہ اور نہ ھی مکروہِ تنزیھی میں شمار کیا گیا ہے، اس لیئے ھم فائدہ اٹھا لیتے ھیں مگر باقی معاملات میں احتیاط کرنا پڑتی ہے۔

سوال نمبر 024) سر میرا سوال آپ کی ذات کے حوالے سے نہیں بلکہ علم الاسماء کے حوالے سے تھا؟
جواب: دیکھو اس کی میں کوئی تصدیق تو نہیں کر سکتا مگر میں اس میں آپ کو یہ کہ سکتا ہوں کہ

This is my opinion on this subject and people are not bound to follow it. It is my personal opinion

یہ ایک رائے ھی ہے۔ اس کے متعلق مجھے قطعاً کوئی دعوی نہیں ہے۔ میں بہت سارے مسائل میں جب قرآن میں بھی رائے دینے لگتا ہوں تو بھی ایک اصول ملحوظِ خاطر رکھتا ہوں۔ مثلاً میرا ایک لیکچر تھا لاھور میں، میں نے Cosmos پر opinion دینی تھی، تو میں نے پہلے کہہ دیا تھا کہ آپ کا agree لازم نہیں ہے۔

This is a point of view over here, I'll always expect some good theorist in physics or some very good scholars of genetic may come up one day and say " Professor you are wrong the fact is like this" تو I have to acknowledge it anyway

ھم اس علم میں جو guess work کرتے ھیں وہ اتنا

against the general opinion

یا

against confirmed opinion

نہیں ہونا چاھیئے۔ مثال کے طور پر اگر زمین گول ہے اور ایک آدمی اٹھ کر یہ فتوی' دے کہ نہیں صاحب زمین چپٹی ہے تو وہ اور قسم ک رائے سمجھی جائے گی اس کی وجہ یہ ہے کہ ھزاروں بچے، بڑے اور بوڑھے صبح و شام ٹی وی پہ زمین کو دیکھ رہے ھیں اور وہ گول دیکھ رہے ہوتے ھیں۔ اب اگ کوئی اٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مذھبی بتایا گیا ہے کہ زمین چپٹی ہے تو یہ بڑا فضول سا عمل ہو گا۔ تو

I don't think so

کوشش یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی نئی چیز ہے جس کے بارے میں کوئی رائے ہو سکتی ہے، کوئی شرعی مسلہ یا کچھ بھی

We can form an opinion just like other people form theoretically, we can form that this is the way we look at the things

مگر جیسے یہ علم ہے (علم الاسماء) جس کی آپ بات کر رہے ہو، اس کے بارے میں نہیں سمجھتا کہ مخلوقِ خدا کو اس قسم کا کوئی Challengeدیا جا سکتا ہے یا لیا جا سکتا ہے۔ This is my opinion ہاں اگر کوئی اور مآخذِعلم نکل آئے، جس سے لوگ کہیں کہ وہ اس سے زیادہ مصدقہ اور فکر انگیز ہے، اور وہ کہیں کہ پروفیسر صاحب آپ غلط ہو، ھمیں تو اس طریقے سے بہتر رھنمائی مل جاتی ہے تو پھر میری رائے سے اتفاق کرنے کی پابندی تو پہلے بھی کوئی نہیں ہے۔

سوال نمبر 025) سر اگر کوئی آ کر اپنا نام غلط بتا دیتا ہے تو؟
جواب: This is his problem not mine.

سوال نمبر 026) پھر آپ اس کو Judgement کیسے دیں گے؟
جواب: میں اس کی شکل بھی تو دیکھ رہا ہوتا ہوں نا۔ اگر کوئی میرے سامنے آ کے بتائے گا تو فضول ھی حرکت کرے گا۔کیونکہ جو کچھ میں اسے بتاؤں گا اس کے بارے میں سچ ہو گا، چاھے اس کا نام کچھ بھی ھو۔

سوال نمبر 027) پھر آپ اس کی Face reading پر چلے جائیں گے؟
جواب: درجاتِ فراست مختلف ھوتے ھیں۔ فرض کرو اگر میں نہ دیکھوں اور بتاؤں تو اس میں درجۂ فراست جو ھے اس میں چہرہ تو شامل نہیں ھو گا تو فضول کوشش کر رھا ھے۔ میں نے اسے دیکھ لیا ھے، دیکھنے کا رتبہ ذرا زیادہ ھوتا ھے۔

سوال نمبر 028) اسی لیئے آپ کچھ لوگوں کے بارے میں کہتے ھیں کہ ان کو لے آئیں؟
جواب: ھاں جی۔ وہ اس وجہ سے ھوتا ھے کہ بعض اوقات جب ھم نام دیکھتے ھیں تو اس کی جو intensity ھے کسی چیز کو سمجھنے کے لیئے اس کا مشاھدہ کرنا بہتر ھوتا ھے۔ پرانے علوم میں فراست چہرے پہ جاتی ھے۔ فراست کے جو مآخذ ھیں چہرے اور ھاتھ پاؤں کے فیچرز ھین بلکہ پورے کے پورے features of body پہ جاتے ھیں۔ یہ فراست، نظرکی فراست کہلاتی ھے، جس سے میں کام لے رھا ھوں وہ عقل کی فراست ھے۔ یہ refinement ذھنی ھے مگر جب اس کے ساتھ ساتھ چہرہ دیکھا جائے گا تو وہ اس سے تھوڑا بڑھ کر ھے۔ مگر پھر بھی ھم کہتے ھیں کہ وہ دھوکہ دے سکتے ھیں۔ دیکھو ناں! آج کل psychology میں ایک scale لگاتے ھیں جسے ھم lie scale کہتے ھیں۔ Lie Scale کو اگر آپ پہلے سے جانتے ھو، تو آپ بڑی آسانی lie scale کو دھوکہ دے سکتے ھو۔اگر آپ کو پتا ھے lie scale میں یہ سوال ھوتے ھیں اور آپ check کر رھے ھیں، تو ان سوالوں کو بدل دیں اور جوابوں کو بدل دیں تو lie scale بیچارہ کیا کرے گا۔ So یہ (عقل کی فراست کا طریقۂ کار) اتنا direct ھوتا ھے کہ اگلے بندے کو جھوٹ کا سہارہ لینے کی یا غلط بیانی کرنے کی گنجائش نہیں ھوتی، اس لیئے اس میں نتائج hundred per cent سچائی تک پہنچتے ھیں۔ سو فیصد تک تو خیر نہیں البتہ جتنے فیصد تک صحت کے امکانات ھوتے ھیں۔

سوال نمبر 029) سر آپ کے سامنے اگر کسی کا نام لیا جائے کہ تسبیح دے دیں تو آپ کہتے ھیں کہ وہ نہیں پڑھے گا اس کا کیا مطلب ھیتا ھے؟ آپ کس بنیاد پہ ایسا کہتے ھیں؟
جواب: عمر اور مزاحمتِ اسماء کی وجہ سے بعض اسماء میں انتہا درجے کی مزاحمت پائی جاتی ھے۔ عمر اور مزاحمتِ اسماء کی وجہ سے بسااوقات میرا گمان ھوتا ھے کہ کچھ لوگ شاید تسبیح نہ کر سکیں، اسکے علاوہ اس میں ماحول اور مشاغل کا بھی بہت عمل دخل ھوتا ھے۔ بعض اوقات ایسے لوگوں نے تسبیح پڑھی ھے جن کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ نہیں پڑھین گے لیکن وہ پڑھتے ھیں۔ بلکہ آج کی generation کو دیکھتا ھوں تو کہتا ھوں کہ اللہ تعالی' نے اس نسل کو بخش دیا ھے۔ یقین مانو آج کے نوجوانوں کو جب دیکھتا ھوں، یہ لڑکے دیکھتا ھوں تو مجھے ان سے بہت اُنس پیدا ھوتا ھے، کیونکہ یہ بہت ھی رجوع کرنے والے لوگ ھیں، انہوں نے جس انداز سے تسبیح شروع کی ھے اور جس انداز سے انہوں نے خدا کو جاھا ھے، ھمارے زمانے میں ایسا نہیں تھا۔ سچی بات ھے۔

سوال نمبر 030) آپ کا personality کے بارے میں بتانا یا باقی judgement تو ھمیں پتا ھے لیکن کہا جاتا ھے کہ آپ خوابوں کی تعبیر پہ بھی دسترس رکھتے ھیں جیسے ایک خاتون نے کتاب میں لکھاھے کہ کیسے آپ ٹیلیفون پر اس کے خواب کی تعبیر بتاتے ھیں اور وہ shock ھو جاتی ھے تو dreams کے بارے میں آپ نے کب اور کیسے سیکھا؟
جواب: یار بات یہ ھے کہ جب آدمی کو پڑھنے لکھنے کا خبط ھو تو وہ ھر چیز ھی پڑھ لیتا ھے۔ میرا خیال ھے کہ میں اس معاملے میں خبطی سا تھا کہ میں سڑک کے کنارے سے ریاضی کی کتاب کا پرچہ بی اگر پڑا ھے تو اسے اٹھا کر پڑھ لیتا تھا۔ Naturally آپ دیکھو ناں

Perhaps, I was very young

میٹرک میں تھا تو میں نے اساتیر الاوّلین بھی پڑھی ھوئی تھیں، طلسمِ ھوشربا بھی پڑھی ھوئی تھی، وہ شاید آٹھویں میں پڑھی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ بخاری شریف بھی پڑھی ھوئی تھی۔ اس کے ساتھ Havelock Ellis کا literature بھی پڑھا ھوا تھا، تو بہت مدتوں ایک بہت بڑا خلا تھا جس میں ھر قسم کی چیزیں اپنی اپنی جگہ پڑھتا رھا۔ بعد مین جب تھوڑا بڑا ھوا During my graduation میں اکثر اپنے آپ کو کہتا کہ یہ مین نے کیا بیوقوفوں والا کام کیا، ھر جگہ کچھ نہ کچھ گند، ترکّ پڑھ رکھا ھے، کچھ اچھی چیزیں بھی پڑھی ھوئی تھیں۔ اب آ کے مجھے خیال آتا ھے کہ That was all needed جو variety میں deal کر رھا ھوں مختلف احباب کی، دوستوں کی، اس سے مجھے احساس ھوتا ھے اس کا ایک ایک لفظ ضروری تھا۔

سوال نمبر 031) سر یہ جو جو نام ھوتے ھیں ان کی بھی categories آپ آگے دیکھ رھے ھوتے ھیں، جیسے ثوبان نام ھے یا ٹوٹا ھوا نام ھے یا تین حصوں میں ھے، احمد دو حصوں میں ھے، اس طرح یہ بھی آپ دیکھ رھے ھوتے ھیں اس کا بھی کوئی effect ھوتا ھے بندے کے اوپر؟
جواب: ھر single syllable دیکھ رھا ھوتا ھوں، اس کی عمر، مدت دیکھ رھا ھوتا ھوں، اس کے time effect دیکھ رھا ھوتا ھوں، اس کے ماضی اور حال کے اثرات دیکھ رھا ھوتا ھوں کہ یہ آدمی کس ذھنیت سے شروع کرے گا؟ کس رحجان تک پہنچے گا، سارا دیکھ رھا ھوتا ھوں۔

سوال نمبر 032) مگر سر آپ within a second statement دے دیتے ھیں، وہ اتنی جلدی کیسے دیتے ھیں؟
جواب: شاید سیکنڈ بھی زیادہ ھے۔ اسکی سپیڈ نہیں ھے۔ اس کو کسی سپیڈ میں شماد نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے نہیں پتہ خیال کی رفتار کیا ھے؟ مگر 86,000 km/second روشنی کی رفتار ھےاور خیال بھی تو روشنی کی طرح ھے۔ میرے خیال سے شاید اس کی سپیڈ زیادہ ھو، تو اسی لیئے میں یہ سمجھتا ھوں کہ سارے کام شاید

May be in billionth of second

میں ھو جاتے ھوں مگر پھر اس کو لفظ دینے میں وقت لگتا ھے۔ غالباً آپ جسطرح کمپیوٹر پہ کام کر رھے ھو اور دیکھ رھے ھوتے ھیں کہ اس کی functioning آپ کی کارکردگی سے کتنی compatible ھے۔ بعض کمپیوٹر اس لیئے برے لگتے ھیں کہ سٹارٹ ھی بڑی دیر کے بعد ھوتے ھیں۔ میرے خیال میں کمپیوٹر بھی اس انتہا کو پہنچ رھے ھیں کہ ادھر آپ کے منہ سے لفظ نکلے اور ادھر سے جواب آجائے۔ کمپیوٹر

بھی یقیناً اس انتہا کو جائے گا، آج نہیں تو کل پہنچ جائے گا۔ میرے خیال میں کمپیوٹر کا بہت بڑا کمال یہ ہو گا کہ انسانی ذہن کی waiting کا دورانیہ کم ہو جائے۔ میرا خیال یہ ہے کہ اس کی ٹِک ٹِک سے بھی نجات مل جائے گی۔ مجھے یقین ہے انشاء اللہ کہ دو چار سال تک آپ براہِ راست جملہ بولو گے اور کمپیوٹر نتائج نکال دے گا۔ بلکہ ہو سکتا ہے کسی حد تک ان خطوط پہ کام ہو رہا ہو۔ مگر ابھی تو بڑی چڑچڑاھٹ یہ ہوتی ہے کہ آپ یہاں key دباتے ہو اور انتظار کرتے ہو کہ کب آن ہو، کب کھلے۔ اتنا انتظار دماغ نہیں کرتا، وہ کھلا ہوتا ہے، ہر وقت کھلا ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جب آپ سو رہے ہوتے ہیں تب بھی یہ کھلا ہوتا ہے۔ تب کس اور کام میں لگا ہوتا ہے------ حسین خیالوں میں۔

سوال نمبر 033) پروفیسر صاحب حکمرانوں کے خلاف خروج کے بارے میں جو شرائط ہیں بڑی سخت ہیں اور کیا جو شرائط ہیں ان کی بنیاد پر حکمرانوں کو Advantage حاصل نہیں ہے کہ اگر وہ غلط کام بھی کرتے رہیں تو آپ خروج نہیں کر سکتے۔

جواب: خروج کی نوعیت یہ نہیں ہے۔ دراصل اُمت کی عمر افراد کی عمر سے زیادہ ہوتی ہے اس لیئے اُمت اگر کسی کو نالائق اور غیر فطری حکمران سمجھتی ہے تو حدیث یہ ہے کہ

You can wait till they go off

مگر جب جلدی کروگے تو یہ تباہ کر دے گا، پوری اُمت کو برباد کر دے گا۔ تو اصل میں اس میں Makeup of the Ummah اور اُمت کے بندوبست کو اور ملکی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیئے یہ ایک precautionary statement ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حکمران اگر برا ہو تو انتظار کر لو، خود ھی مر کھپ جائے گا۔ ھم نے آٹھ سال انتظار کیا پرویز مشرف چلا گیا، اب جلا گیا ہے، دفع ہو گیا ہے، اب یہ لوگ ہیں، اگر ھم ان کے خلاف تحریک شروع کردیں کہ یہ لوگ (جنہوں نے ان کی جگہ لی ہے) ان سے بدتر لوگ ہیں۔ اسطرح تو ایک لامتناھی سلسلہ چل نکلے گا۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی چلے جائیں گے، تمہاری عمر زیادہ ہے ان کی عمر کم ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ

It is matter of time

کہ اُمت کی عمر زیادہ ہوتی ہے، وقت زیادہ ہوتا ہے اور ان کی عمر کم ہوتی ہے، افراد کی کم ہوتی ہے۔

سوال نمبر 034) اچھا سر یہ جو آپ حروف کو دیکھ رہے ہوتے ہیں تو یہ پاکستان کا جو نام ہے، کبھی آپ نے اپنے knowledge کے حوالے سے غور کیا ہے کہ آیا یہ نام suit کرتا ہے یا change ہونا چاھیئے تھا یا اس کا کوئی effect ہے پاکستان پر؟

جواب: ساری برائی اسی کے نام کی وجہ سے ہے۔ دیکھا اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تھا کہ زیادہ مقدس نام نہ رکھا کرو۔ اچھا پاکستان ہے، کیا پاک لوگوں کی جگہ ہے یا خبیث لوگ ہوں گے یہاں۔ مگر بہرحال ھم نے ساٹھ برس اس کی زمین کے بدترین آثار دیکھے ہیں۔ اللہ کو آخر کہیں نہ کہیں تو رحم آ ھی جائے گا، کبھی نہ کبھی تو اس کی رحمت جوش میں آئے گی --- " چلو دفع کرو جو برائی دیکھنی تھی دیکھ لی تو There is always a change اب تبدیلی کی ہوا چل پڑی ہے۔ پاکستان اسی طرح ہے جیسے مدینہ منورہ۔ دونوں کا مطلب ایک ھی ہے، پاک لوگوں کی جگہ۔ وہ شروع سے پاک تھا حضورؐ کے آنے سے پاک ہوا۔ حضورؐ جب وھاں ہیں اس کو ناپاکی چھو ھی نہیں سکتی۔ ھم جعلی پاکباز تھے، ھمیں ناپاکیاں چھو گئیں۔ امید ہے کہ وہ وقت آئے گا، انشاء اللہ کہ ھم اصلی پاکستانی کہلوائیں گے۔

سوال نمبر 035) پروفیسر صاحب یہ جو تصوف کے مختلف سلاسل ہیں اور ان کے ساتھ جو متعلقین ہیں ان کو جب ھم دیکھتے ہیں تو ان کی تربیت میں character building کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی جاتی۔ کیا انہوں نے اپنے کردار کو محدود کر لیا ہے؟

جواب: Pity them ان میں ہے ھی کچھ نہیں۔ یہ خالی خولی کھوکھا سازی ہے۔ ظاھر ہے کچھ مال بھی تو ہونا چاھیئے بیچ میں۔ مال ہے کوئی نہیں دوکاندار بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ سلاسل کو نہ تعلیم کی فکر ہے نہ رحجان کی فکر ہے۔ البتہ عقیدتوں کی فکر ہے اور عقیدت میں میرا خیال ہے کہ کبھی بھی natural block نہیں بنتے۔ ایک دوسرے کی مخالفت ہے۔ ایک سلسلہ کہے گا ھم اس سلسلے سے بڑھ کر ہیں۔ دوسرا بھی ایسا ھی راگ الاپ رہا ہو گا۔ یعنی بین السلسلاتی کشمکش شروع ہے، اور اس کشاکش کی وجہ سے کشت و خون کے بھی کافی سلسلے نکلے ہیں۔ جہاں تک میرا مشاھدہ ہے کہ اب تک بدقسمتی سے I can not callہو سکتا ہے میری اپنی ذاتی کوتاھی ہو، مجھے کوئی بندہ ملا نہ ہو لیکن میں نے سلاسل میں کوئی صاحبِ نظر دیکھا ھی نہیں ہے۔ سچی بات ہے۔

سوال نمبر 036) اس سے تصوف کا جو institution ہے وہ damage نہیں ہو رہا ہے؟

جواب: تصوف کبھی بھی institution نہیں رہا۔ جیسے مذھب کا کوئی institution نہیں ہے اسی طرح تصوف کا بھی کوئی institution نہیں ہے۔ یہ تو نیّات کی specialization ہے۔ اس لیئے اسکو institution کے ذریعے حاصل بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سوال نمبر 037) صوفی کون ہوتا ہے؟

جواب: صوفی کوئی بھی نہیں ہوتا۔ صوفی وہ بندہ ہے کہ خدا کے لیئے اخلاص رکھتا ہے اور پوری ھمت سے آگے بڑھنا چاھتا ہے مگر جو مجبور بھی ہے۔ اس وجہ سے اس میں تعلیم بھی یہی ہے کہ جو چیز مجھے تنگ نظری کیوجہ سے سمجھ نہیں آتی، میں اپنے سے بہتر کردار سے جا کر پوچھ لیتا ہوں۔ This is all mysticism.

سوال نمبر 038) چاھے وہ کوئی بھی ہو جو ان چیزوں پہ پورا اترتا ہو؟

جواب: ہاں! کوئی بھی ہو۔ وہ انگریز بھی ہو سکتا ہے، ہو سکتا ہے کہ میں کسی اشکال پہ جما ہوں اور اس کا حل مجھے کسی غلط آدمی سے مل جائے۔ حضرت سیدنا ھجویریؒ کو دیکھا، وہ فرماتے ہیں کہ میرے دل پہ ایک ایسا انقباض تھا کہ میں اِدھر اُدھر بہت ساری جگہوں پہ گیا لیکن میرا انقباض حل نہ ہوا، پھر جب میں ایک ایسے درویشوں کے گروہ سے ملا جو بالکل جعل ساز اور کھانے پینے والے لوگ تھے۔ انہوں نے مجھ پر taunting کی حالانکہ میں جانتا تھا کہ میں اصلی ہوں اور وہ جھوٹے ہیں، تو مجھ پر ملامت کا جو دباؤ پڑا اس کا وجہ سے میری گرہ کشاہ ہوگئی۔ تو ہو سکتا ہے کہ کسی کافر سے آپ کے دل کی گرہ کشادہ ہو جائے، کیونکہ وہ علم کی تلاش میں نہیں ہے، آپ ہو۔

سوال نمبر 039) پروفیسر صاحب آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ ایک رواج سا چل نکلا ہے تکفیر کا، جو کوئی اٹھتا ہے دوسرے کو کافر قرار دے دیتا ہے؟
جواب: بڑی بدقسمتی ہے! تکفیر میں اس وقت تک جائز نہیں سمجھتا جب تک آپ کسی سے ایک سوال نہ کر لو کہ کیا خدا کو مانتے ہو؟ کیا خدا کے سوا بھی کسی کو مانتے ہو؟ کیا اللہ ایک ہے یا دو ہیں؟ اگر تین سوالوں کا جواب اثبات میں دے کہ اللہ ایک ہے اور میں اسی کی عبادت کرتا ہوں تو اس پر کفر کا فتوی' نہیں لگے گا۔

سوال نمبر 040) قادیانی بھی تو اس کو مانتے ہیں؟
جواب: ہاں مگر قادیانیوں کا مسلہ یہ ہے کہ وہاں اُمت کا اجماع ہو چکا ہے۔ جہاں اُمت کا اجماع ہو وہاں فرد کی رائے کم ہوتی ہے۔ تو چونکہ ان کا فیصلہ اجماع نے کیا ہوا ہے اس لیئے وہ کافر ہیں۔ اجماع کسی امیر طبقے یا قبیلے کر طرف سے نہیں ہوتا، پوری اُمت یک یہ ایک مجموعی دین ہوتی ہے۔ اگر کوئی انفرادی حیثیت میں کسی کو خطرہ میں ڈالتا ہے تو وہ غلط کرتا ہے۔ ویسے قادیانیوں کو کافر ثابت کرنے کے لیئے بڑا کام نہیں کیا گیا، یہ خوارج کی طرح ہیں۔ جسطرح وہ بڑے متقی، بڑے عبادت گزار تھے مگر اجماع جماعت مسلمین نے انہیں اُمت سے خارج کر دیا، اسی طرح یہ خوارج کی طرح حد میں آتے ہیں۔ اجماع نے انہیں اپنے اندر سے خارج کر دیا ہے کہ یہ مسلمان نہیں ہیں۔

سوال نمبر 041) ذاتی طور پر آپ کچھ گنجائش رکھتے ہیں؟
جواب: (نفی میں سر ہلاتے ہوئے) ذاتی طور پر میں ان کو سب سے نالائق ترین school سمجھتا ہوں جو انتہائی پست درجے کی ذھانتوں کے مالک تھے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ مٹھی بھر اغراض کے پابند لوگوں نے اسے احتیار کیا۔ I don't find any act of wisdom in themعقل و دانش تو بہت دور کی بات ہے شاید وہ کامن سینس سے بھی عاری لوگ ہیں۔ یہ ایک classical scholastic قسم کا معمولی علم رکھنے والا سکول تھا۔ جس کو مذہب کی کسی اعلی' اغراض سے کوئی تعلق نہیں تھا اور جن کا مطمعِ نظر محض دنیاوی مراتب کا حصول تھا۔ انگریزوں نے ان لوگوں کو دل کھول کر نوازا، ان کو offices دیے، ترقی، فوقیت اور عزت دی۔ لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ دنیاوی وجاھت مذہبی صحت کا ایک ثبوت ہو سکتی ہے۔ اس لیئے کچھ لوگ مرزائیہ سے منسلک ہو گئے۔

سوال نمبر 042) پروفیسر صاحب اگر آپ کی life پہ نظر ڈالی جائے تو کیا آپ مطمئن ہیں اور کیا آپ کہہ سکتے ہیں You're successful man اور دوسری بات یہ ہے How would you like history to remember you?
جواب: اس قسم کی تو میری کوئی خواھش نہیں ہے۔ مجھے ایک خاتونِ محترم نے جو شاید ایک سفیر کی خاتونِ خانہ تھیں، انہوں نے کہا کہ کچھ لکھ جاییئے رھتی دنیا تک قائم رھے گا، تو مجھے بڑی ھنسی آئی تھی، میں نے اس خاتون سے پوچھا کہ بھئ موھنجو دڑو یا ھڑپہ میں بھی کسی شاعر کا کلام یا کتاب نکلی ھے؟ میرا کیا، آپ مرے جگ پر لو I am not interested when I leave world should remember me مگر سوائے وہ دل جو اللہ کی یاد سے معمور ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرا اس قسم کی کسی خواھش سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ میں آپ کو ایک دلچسپ بات بتاؤں، میں سمجھتا رھا کہ کیمونسٹ بڑے اچھے اور بڑے matter of act قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ میں کیمونسٹ کے انکار کو بڑی ستائشی نظروں سے دیکھتا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ کم از کم دو کشتیوں کا مسافر تو نہیں ہے، میرا خیال تھا کہ وہ ایک رنگا اور یک طرفہ ہے، جیسے میں ہوں، میرے پاس خدا کے اعتبار کے سوا کوئی چارہ نہیں، تو میں کیمونسٹ کی بہت قدر کرتا تھا کہ وہ ایک انکار پر مسلسل قائم تو ہے، اس میں مساوات اور حوصلہ ہے۔

میں نے ایک دفعہ موزے تنگ کی ایک کتاب پڑھی، جس میں اس کامریڈ کے آخری جملے کچھ اسطرح تھے کہ میری ساری جدوجہد اس لیئے ہے کہ ایک ھزار سال کے بعد جب کوئی قوم گزرے اور مجھے دیکھے تو کہہ اٹھے اس نے انسانی فلاح و بہبود کے لیئے بہت بڑا کام سرانجام دیا تھا۔ مجھے بڑی ھنسی آئی کہ یہ بے وقوف بھی رومانٹک نکلا۔ میں اس خواھش کو romantic habit کہتا ہوں کہ پیچھے نام چھوڑ دینا، یہ کردینا، وہ کر دینا۔

This is continuity of very morbid romanticism in man

جس دنیا نے نہیں رہنا، جن بندوں نے نہیں رھنا، جن قبروں نے نہیں رھنا، جن مزاروں نے نہیں رھنا، جس زمین نے نہیں رھنا، اس پہ میں کیا نام چھوڑنے کی کوشش کروں۔ ہاں شاید تھوڑی بہت کوشش کر رھا ہوں کہ آگے کوئی سہولت مل جائے اور ساتھ کوئی سفری الاؤنس بھی مل جائے، آگے جا کر کوئی اچھا سا مکان مل جائے، بس وہاں بھی تھوڑی گپ شپ ہوتی رھے۔ میرا اس دنیا سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ When I have to leave this world.

سوال نمبر 043) قائدِاعظمؒ جیسی کوئی خواھش ہے؟ جیسے انہوں نے کہا تھا کہ جب میں خدا سے ملوں تو وہ کہے Well done Mr. Jinnah
جواب: Yes you know I have done my job.

میں آپ کو ایک بات بتادوں کہ جو میرا اپنا نقطہء نظر ہے ناں، اس کے مطابق

I think I have completed basics. I have not done that job which God has written about my faith and I don't know about this but I have done that job which was supposed to be done by me.

جوانی سے میں فلسفہء ترجیحات کا قائل ہوں اور میں نے اپنی اولین ترجیح کو ڈھونڈھنے اور طلب کرنے میں اپنا کام پورا کردیا۔ اس سے مجھے تسلی ہے کہ میں نے کم از کم ایک کام پورا کر لیا ہے کہ میں خدا کو اپنی ترجیحِ اول مانتا ہوں۔ اب آتی ہے ترجیحات کی maintenanceکی بات تو اس حوالے سے میں ایک وعدہ آپ سے ضرور share کروں گا جو میں نے پہلی ھی شب کو اللہ سے کیا تھا، ایسے ھی کسی اضطراب کی حالت میں، میں نے کوشش کی تھی، میں نے اللہ سے کہا تھا جہاں تک اخلاص ہے میں آپ کو offer کروں گا۔ جہاں تک میری بہترین ذھنی صلاحیتیں ہیں آپ کا اعتراف کروں گا۔ جہاں تک ممکن ہوا میں آپ کو پہچاننے کی جدوجہد کروں گا، مگر میں مضبوطی کا دعویدار نہیں ہوں۔

So I am no like those people

جنہوں نے سخت محنتیں کیں اور اپنے نفس پہ اتنا تشدد برداشت کیا۔ ہم لوگ اس دنیا کے باسی ھیں، نہ ہم اکیلے ھو سکتے ھیں، نہ پہاڑوں پر جاسکتے ھیں، نہ برف زاروں پر مشقتیں اٹھا سکتے ھیں، نہ صحراؤں کی حدت سہہ سکتے ھیں، رھنا اسی دنیا میں ھے، دیکھنا اسی دنیا میں ھے۔

I will try to be as moderate as possible but I can't promise you any strength of the character.

وہ میرا خیال ھے کہ وہ معاھدہ من و عن registered ھے اور recorded ھے۔ میرا خیال ھے (مسکراتے ھوئے) ھم دونوں جانب سے اس کا مکمل احترام کیا جا رھا ھے۔ الحمداللہ، تب سے لیکر اب تک اللہ کی ذات کے بارے میں کوئی شائبہ تک میرے دل میں نہیں پیدا ھوا۔ میں دعوی' نہیں کرنا چاھتا۔

But I think I am one of the greatest believer and with truth of God and I have arguments for that.

باقی جو انسانی رسائل و مسائل ھیں، یہ تحصیلاتِ علمیہ کا سفر ھے جو تادمِ مرگ جاری رھتا ھے۔ جہاں تک راہِ شناخت کا تعلق ھے تو اس میں، میں کسی کو مقدس نہیں مان سکتا اور نہ ھی تقدس کو میں راہِ طریق مان سکتا ھوں۔ میرا خیال ھے کہ کمزوری ھی طریقہء شناخت ھے۔ دیکھو صاحب میں جب کراٹے (karate) کو تھوڑا سا exercise کر رھا تھا تو وھاں سیکھایا جاتا تھا۔

hardness is not the rule, softness is the rule.

یہ کراٹے کا اصول ھے، آپ مسل کو اکڑا کر ایک سخت مکا تو مار لو گے مگر ھاتھ کو باقی کاموں کے قابل نہیں چھوڑو گے۔

so you have to be flexible

زندگی میں بعض اوقات آپ کو توازن ٹوٹنے کے قریب پہنچ جاتا ھے۔ آپ نے کبھی لکڑی کا گڈا دیکھا ھے، پرانے زمانے میں مداری لوگ اس کا تماشہ دکھایا کرتے تھے۔ ایک اونچے سے پیڈسٹل pedestal کے اوپر لکڑی کا گڈا اِدھر اُدھر گھومتا کرتا تھا، تو وہ گردش کرتے ھوئے کافی نیچے آ جاتا تھا لیکن پاؤں نہیں چھوڑتا تھا۔

I wish that the people should stay moderate and flexible.

مگر ان کے پاؤں اپنے مقامِ یقین سے اکھڑنے نہیں چاھئیں۔

That's what my idea of faith is

کہ انسانوں کی خطا انہیں اللہ سے مایوس نہ کردے۔ کیونکہ یہ سب سے بڑا احمقانہ طرزِعمل ھے. آپ اگر سوچو تو وہ تمام گناہ جانور کرتے ھیں جو انسانوں میں بڑے بدنام سمجھے جاتے ھیں۔ کبھی آپ غور کرو تو آپ کو پتا چلے گا کہ تمام جنسی بدترین گناہ جو انسان سمجھتا ھے وہ شاید کتوں میں، بلیوں میں، مرغے مرغیوں میں پائے جاتے ھیں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے ھوتے ھیں۔

then why don't you mind them?

آپ کا کیا مطلب ھے جب آپ ایک مرغے کو اس کے بچوں کے درمیان بھی چھوڑ دیتے ھو، اس کی بیٹیوں کے درمیان بھی، ماؤں کے درمیان بھی چھوڑ دیتے ھو، کبھی آپ نے سوچا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ھو؟ دراصل آپ سمجھتے ھو کہ اس میں کوئی عار نہیں

They have freedom and licence, they can do any ting because they do not know

اسی طرح آپ جانوروں میں کبھی یہ نہیں دیکھتے کہ کہیں یہ اس کا بیٹا تو نہیں ھے جس سے آپ اس کا بچہ لینے کی کوشش کر رھے ھیں؟ because we know they know not اسطرح جو ھم سے اوپر بیٹھا ھوا ھے He knows we know not تو ھم اپنی جتنی محرومئ علم کے گلہ گزار بنیں گے اتنا اللہ کا کرم اس کی تعلیم کی صورت میں آتا رھے گا۔

And if we consider we are perfect, we are knowledgeable, we know everything we have finished the gateways of incoming knowledge, then we are dead (we are no more).

تو میں چاھتا ھوں آپ زندہ رھو، زندگی میں سیکھنے، پڑھنے، جاننے کے لیئے، دیکھنے کے لیئے زندہ رھو۔ emotion کبھی بھی long living نہیں ھوتا۔ خدا سے بڑا حقیقت پسند کوئی نہیں ھوتا، ورنہ وہ دنیا کو، اس باطل دنیا کو، مصنوعی دنیا کو، جس کو سارے چیخ چیخ کر کہتے ھیں، مذھب والے، تصوف والے، وہ یہ نہیں کہتا

" رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَـٰذَا بَاطِلاً [سُوۡرَةُ آل عِمرَان: 191] " (میں نے اسے باطل تخلیق نہیں کیا)

اسی سے حقائق کا پیڑن نکلتا ھے اسی سے morbid romanticism نکلتا ھے۔ اسی سے emotional diversions نکلتی ھیں۔ زمین ھی سے ھم اللہ کے ایک انتہا درجے کے اعلی' ترین عقل و فہم کے معیارات میں سے فہم و فراست کی بخشیش چاھتے ھیں۔ یہ ٹھیک ھے کہ کوئی خدا کی طرح نہیں ھوتا مگر خدا چاھتا ھے کہ کچھ ن کچھ ھم اس کی طرح ھو جائیں۔

سوال نمبر 044) پروفیسر صاحب ایک طرف آپ خود اسماء کا علم exercise کرتے ہیں لیکن میں پچھلے آٹھ سالوں سے دیکھ رہا ہوں کہ واضح طور پر کسی اور کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: میرے رحجان میں نہ تو کسی قوت کا حصول تھا نہ میں کسی خصووی مہارت کا خواہاں تھا۔ میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں جو شاید بڑی ذاتی نوعیت کی ہے۔ شروع میں، میں نے knowledge of occult کا بڑا گہرا مطالعہ کیا اور تقریباً سارا occult پڑھ ڈالا۔ ان علوم میں occult knowledge کی ساری شاخیں آ جاتی ہیں، جس میں سحر، Numerology, Palmistry, Shamanism, Lamaism, Astrology وغیرہ اور تمام وہ حیران کن علوم جو لوگوں کے لیئے بڑی حیرت کا باعث بنتے ہیں۔ میں سب کو بڑی محنت سے پڑھنے کی کوشش کرتا رہا مگر ان تمام علوم میں ایک چیز بڑی غیر تسلی بخش تھی۔ ایک تو ان علوم میں ابلاغ کے لیئے کسی نہ کسی چیز کا آسرا چاھیئے۔ آپ نے جو کچھ بھی کرنا ہے آپ کچھ دوسری چیزوں کو mix up کر کے ہی کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں ایک law برتنا بڑا ضروری تھا جسے

law of willing suspension of disbelieve

کہا جاتا ہے۔ آپ کو کچھ نہ کچھ belief suspend کرنا پڑتا ہے، جب تک آپ اپنا تنقیدی اعتبار معطل نہیں کرتے آپ کو ان پر اعتماد نہیں آتا۔ اصل میں ان میں سچائی بہت جزوی، محدود اور عارضی ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ دس میں سے دو بندے پامسٹ کے پاس جائیں تو کہیں میرے بارے میں اس نے ٹھیک کہا ہے مگر پھر جائزہ لیں تو عقد کُھلے کہ اس نے کچھ بھی ٹھیک نہیں کہا۔ اکثر اوقات ہم اپنی درپردہ خواھشات کے ہاتھوں خودفریبی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اگر میری خواھش ہے کہ میں باہر جاؤں اور وہ کہے جی کہ آپ باہر چلے جاو گے تو ایک دم اس بات پر یقین کرلیتا ہوں۔ تو میں وہاں اپنے تشکیکی اندازِ فکر سے رضاکارانہ طور پہ دستبردار ہو جاتا ہوں۔ میں اسے یہ نہیں کہتا کہ تجھے کیسے پتہ ہے؟ کیسے جاؤں گا؟ کیوں جاؤں گا؟ میرے تو کوئی اسباب نہیں۔ میں حقیقت کی تلاش میں ضرور تھا لیکن ان علوم میں partial حدود کو دیکھتے ہوئے مجھے ایسی سچائی کی تلاش تھی جس میں medium ختم ہو جائے۔ جس میں کوئی داخلی چیز اور کوئی آسرا شامل نہ ہو۔

If I am little different from others then I should be a little different from others.

میں اس آسے پہ نہ رہوں کہ میں نے کوئی حساب کتاب کرنا ہے۔

I should be directly informed about whatever the information is secondly, it should be very true and very certain

مگر میں نے اس میں غلطی کا ایک امکان رکھا، میری اپنی خطا کی گنجائش اور انسانی غلطی کا امکان کہ جو میں اس کی understanding میں کر سکتا ہوں میری اپنی کوئی نہ کوئی رائے mix up ہو سکتی ہے۔ بعض اوقات جذبات کیوجہ سے ہم اپنے نتائج پہ اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ میں سوچتا تھا کہ علم غلط نہ ہو، استاد غلط ہو سکتا ہے۔

in all the knowledge

شبانہ روز کی تحقیق و جستجو کے بعد میں نے ایک قانون وضع کیا کہ اس نوعیت کے باقی تمام علوم انسان سے کمتر ہیں۔ آپ کے فہم و اداراک پہ منحصر ہے کہ آپ انہیں کیا رنگ دیتے ہیں۔ آپ کی فراست ان علوم کو حقیقت کا شبہ دیتی ہے جو فی نفسہ حقیقت نہیں ہیں۔ اس کی مثال آپ کو میں دیتا ہوں۔

Since you used to exercise a lot of knowledge

تو ایک دفعہ ایک مولوی صاحب میرے پاس آ گئے۔ میں نے ان کے سراپے میں نظر ڈالی تو inner میں پستول لگا ہوا تھا۔ سر پر پگڑی بندھی ہوئی تھی مجھے کہنے لگے کہ جی ہم بڑی دور سے آئے ہیں، آپ کا بڑا نام سنا ہے تو آپ ہمارے بارے میں کچھ بتائیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تم نے ا غوا کیا ہے۔ پولیس تمہارے پیچھے ہے، تم ڈرتے پھر تے ہو، وہ جھکا اور جھک کر میرے پاؤں لیئے اور بولا جیسا سنا تھا ویسا ھی پایا۔ کہا اب یہ بتائیں کس کا اغوا کیا ہے؟ میں نے کہا ایک لڑکا اغوا کیا ہے۔ اس کے بعد تو سمجھیں کہ جی ساری مزاحمت ختم ہو گئ۔ اب اگر سچ پوچھو تو اس میں ہاتھ کی لکیر کا اتنا دخل نہیں تھا۔ ہاتھ کی لکیر صرف یہ بتا رہی تھی کہ ذھنی طور پر وہ بہت رومانٹک اور morbid ہے۔ باقی لکیریں بڑی گہری اور شدید ذھنی دباؤ کی آئینہ دار تھیں۔ ہاتھ میں بس اتنا کچھ تھا باقی اس کے سراپے کا عمل دخل تھا۔ میں نے دیکھا کہ مولوی نے پستول لگائی ہوئی ہے۔ بادی النظر میں وہ شاطر سا لگتا ہے۔ میں نے ادھر ادھر سے اغوا کے بارے میں سن رکھا تھا۔ جب میں نے اغوا کی بات کی تو وہ ٹھیک نکلی۔ اغواء کے ساتھ ظاھر ہے مخالفت بھی ہو گی۔ اس نے پوچھا کس کا اغوا؟ میں نے سوچا یار کتنا بے وقوف آدمی ہے اگر لڑکی اغوا کی ہوتی تو پوچھنے کی کیا ضرورت تھی، ضرور اس نے لڑکا اغوا کیا ہے، میرا وہ اندازہ بھی سو فیصد صحیح نکلا۔ بعد میں، میں نے سوچا کہ اس میں علم کتنا تھا اور فراست کتنی تھی؟ اس وقت میری عمر بمشکل انیس بیس سال تھی۔

ایسے بہت سارے تجربات و حوادث سے چونکہ میں سارے occult کی نوعیت اور حقیقت جان چکا تھا۔ یہ علوم فی نفسہ اتنے اھم نہیں ہوتے جتنا انسان نے اپنی عقل ان میں قید کر رکھی ہے۔ مگر مجھے ایسا علم نہیں چاھیئے تھا۔ مجھے ایسے علم کی تلاش تھی جو سچائی پہ مبنی ہو، جس میں غلطی کا احتمال نہ ہو، جہاں اگر غلطی ہو تو میری طرف سے ہو۔ جب میں اسماء کیطرف آیا اور اسکے میں نے حیران کن اثرات دیکھے اور ان میں اتنا بڑا ربط دیکھا تو مجھے شدت سے احساس ہوا کہ میرا علم بہت کم ہے۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ جسطرح آپ دیکھو شطرنج میں مہرے تو صرف بتیس ہوتے ہیں لیکن ان کی چالیں more than billions تک جاتی ہیں۔ اسماء بالکل شطرنج کے مہروں کی طرح ہوتے ہیں۔ اب ایک آدمی کا ایک billion سے زیادہ امکانات کا سوچنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ اور وہ بھی آنِ واحد میں

I practiced that you can know only one thing.

کیونکہ لوگ محدود ہیں۔ اپنی خواہش اور آرزو میں محدود ہیں۔ اب آپ دیکھو میں اس کی ایک مثال آپ کو دیتا ہوں، جسکا تعلق کم از کمآپ کی فراست سے ہے اور فراست ہی مرکزی کردار ادا کرتی ہے۔ پچھلے مہینے امریکہ سے ایک پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈاکٹر آ گئے۔ وہ مجھ سے کہنے لگے ۔ ۔ ۔ " جی ۔ ۔ ۔

I don't believe that you know all these things

میں نے آپ کی کتابیں پڑھی ہیں

He was consultant in Psychology

وہ مجھے کہنے لگا کہ مجھے نہیں یقین آتا۔ میں اسی لیئے آپ کے پاس آیا ہوں۔ میں پوچھنے آیا ہوں کہ یہ کیا شے ہے؟ پھر بولا یہ تو کسی abnormal situation کے تحت ہی ممکن ہے۔ normalcy میں یہ ممکن نہیں ہے، تو میں نے کہا یار ابھی ہم دونوں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تو مجھے چیک کر لے میں تجھے چیک کر لیتا ہوں۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ نارمل کون ہے؟

If you could point out abnormality in me I will very very happy.

میں خود بہت تنگ ہوں کہ یار کہیں آپ کی کوئی چیز abnormal نہ ہو۔

So we had half an hour talk

اور ٹھیک آدھے گھنٹے کے بعد وہ ھنسنے لگا کہ

I don't see any abnormality

میں نے کہا کہ but I see abnormality وہ بڑا پریشان ہوا اور پوچھا کہ وہ کیا؟ میں نے کہا یار دیکھو تم نے Psychology میں P.H.D. کی ہے۔ امریکہ مین ایک ھسپتال میں تم کنسلٹنٹ ہو

As a rule, as a normal as a regular normality I should have expected

کہ تم مزید اس پہ ریسرچ کرو گے اور مزید محنت کر کے تم کوئی کتاب چھوڑ جاؤ گے۔ تم مسلمان ہو تھوڑی سی محنت کر کے علمِ نفسیات میں behaviourism conduct کا کوئی نیا قانون اخذ کر لو گے، جس سے تمہاری عزت ہوتی، میری عزت ہوتی، تم اُمتِ مسلمہ کے ایک سائنس دان کے طور پر پہچانے جاتے، اس کے برعکس تم نے کیا کیا ہے؟ کہ بجائے اس کے تم اُدھر جاتے، تم سیاست جیسی خرافات میں گھسنے کا ارادا رکھتے ہو، تم لیڈر بننے کے لیئے پاکستان آ رہے ہو۔ تو اس نے کہا How, How, How you know this? How did you know this? میں نے کہا بس میں جانتا ہوں۔ تو اس نے کہا یہ سچ ہے میں تو عمران خان سے ملنے آیا ہوں، اس کی پارٹی میں شمولیت کے لیئے۔

میں یہ بتانا چاھتا ہوں کہ اس علم میں کوئی کمی نہیں but I can make mistake آپ کے سوال کے پسِ منظر میں گزارش ہے کہ اس علم میں انسانی سوچ کے امکانات اتنے زیادہ ہیں کہ میں سوچ رہا ہوں تم میں سے ایسا کون ہے جو اتنے امکانات کے لیئے زندگی وقف کر سکے؟ ویسے بھی یہ ابتدائی زندگی کا کام ہوتا ہے، اب عمر کے اس حصے میں اگر آپ باقی زندگی پڑھنے لکھنے میں گزار بھی دو

I consider you as a somebody who reads and studies

مگر کیا کچے پکے نتائج پر کوئی decision دینا، آدھی دنیا آپ کو غلط کہے، اس کے بعد آپ سچ بول دیں۔ کیا یہ wise ہے؟

Why not you wait for a time in which you can speak the right thing?

سوال نمبر 045) وہ تو صحیح ہے مگر پھر بھی معیار تو ھمارے سامنے نہیں ہے، معیار hidden ہے۔ کس وقت ہم اس position میں ہوں گے کہ جب ہم فیصلہ کر سکیں کہ اب موزوں ہے؟

جواب: Well, until and unless you keep on asking the questions

آپ کو بہت سارے اسماء ملتے ہیں۔ فرض کرو آپ مجھ سے کچھ پوچھتے ہو یاکوئی بات سنتے ہو تو آپ کہتے ہو کہ اس کا کیا مآخذ ہے؟ میں آپ کو مآخذ بتاتا ہوں، یہاں یہاں سے میں نے استنباط کیا ہے، اور یہ اس کا مآخذ ہے۔ ویسے اس علم کا سب سے بڑا مآخذ قرآنِ مجید ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ قرآن نے اس لفظ کو کتنے معنوں میں استعمال کیا ہے؟ اور کہاں کہاں قرآن نے اس کو کن کن معنوں میں استعمال کیا ہے؟ میں سب سے پہلے کم از کم وہ اسماء علیحدہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں کہ کس اسم کو کس حال میں اللہ نے استعمال کیا ہے اور کس کیفیت کے لیئے استعمال کیا ہے؟ اس کے بعد اسے generality پہ پریکٹس کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ ہر ایک فرد کی شکل و صورت سے لے کر اس کے چھوٹے چھوٹے روّیوں کو سنبھالتا ہوں۔ سب سے بڑی بات ایک odd روّیے پر یقین رکھنا ہے۔ عام طور پر تمام لوگ drawing room culture کا مظاھرہ کرتے ہیں۔

They show you what they are not? You have to look for an odd chance where they behave and do.

سوال نمبر 046) پروفیسر صاحب کیا علمائے دین کا حکمرانوں کے قریب جانا یا ان کے ساتھ interact کرنا صحیح ہے اور اگر نہیں تو پھر حکمرانوں کو سیدھا راستہ کون بتائے گا؟

جواب: تصوف میں بادشاہوں کے ساتھ ملنے یا ان کے ساتھ تعلقات رکھنے کی گنجائش سہروردیہ شیوخ نے نکالی تھی۔ ویسے بادشاہوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض اوقات وہ تھوڑے بہت دیندار، عبادت گزار اور نیک طبع ہوتے ہیں اگر انہیں عالمانہ بات چیت سننے کا شوق ہو اور وہ حصولِ علم کا بھی رحجان رکھتے ہوں تو ان کے ساتھ ابلاغ کرنے میں شاید کوئی قباحت نہیں ہے۔ مگر عموماً اس میل ملاپ سے علم کی رسوائی ہوتی ہے۔ It is natural اس لیئے صاحبانِ علم کو اربابِ اختیار سے دور ھی رھنا چاھیئے۔ بلکہ اصول بھی شاید یہی ہے۔ آپ اس مسلے کا ایک پہلو دیکھیئے، آج کلا نواز شریف ہوں یا گیلانی صاحب تو وہ چھوٹے چھوٹے سیاسی فائدے کے لیئے ان گلیوں میں بھی گھس جاتے ہیں جہاں کوئی نہیں جاتا۔ کسی گوالے کی بھینس مر گئ تو وہاں فاتحہ پڑھنے چلے جاتے ہیں اور اگر کسی آدمی کی چھت گر گئ تو CM صاحب وہاں پہنچے ہوں گے۔ حکمران دن رات ذاتی اشتہا، حبِ جاہ اور سیاسی مقاصد کے حصول کے لیئے ایسی اُوٹ پٹانگ حرکتیں کرتے پھرتے ہیں۔ تو اگر وہ اہلِ علم کے پاس چلے جائیں تو کون سا آسمان ٹوٹ پڑے گا۔ اصولاً تو چاھیئے کہ وہ زیادہ انکسار کے ساتھ اہلِ علم کے پاس جائیں اگر نہیں جاتے تو بھی جائیں۔ مگر اہلِ علم کا یہ رویّہ نہیں ہونا چاھیئے کہ چونکہ وہ نہیں آتے تو علم سکھانے کے لیئے ہم ان کے پاس چلے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ کسی صاحبِ اقتدار کا انتظار کرنا اہلِ علم کے لیئے زہرِ قاتل ہے۔

پہلی نشست کا اختتام

ب۔ سوالات و جوابات کی نشست – 27 جون، 2010 یسری میڈیکل کالج [27 سوالات]
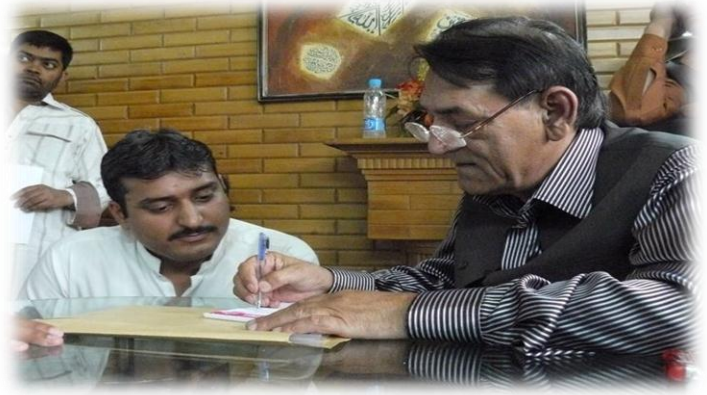
سوال نمبر 047) کیا ایمان کا تعلق نیکی یا بدی سے ہے؟ مسلمان کے لیئے جنت یا دوزخ کا فیصلہ نیکی یا بدی کی تعداد پر ہو گا یا ایمان کی وجہ سے؟
جواب:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رَبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِيرًا

یہ جو سوال ہے

Technically it has to do nothing with religion

ہم دراصل مذہب کو ایک چلنے کا رستہ کہتے ہیں اور اس کو perhaps اس لیئے speciality حاصل ہے کہ دنیا میں چلنے کے بہت سے رستے ہیں مگر مذہب اُس رستے کو کہتے ہیں جو خدا کی طرف جاتا ہے۔ مذہب جب خدا کی طرف جا رہا ہو، آج کل کے پسِ منظر میں اگر دیکھیں تو مکمل مذاہب میں کہیں خدا کی تلاش مقصودِ نظر یا مطلوب ھی نہیں ہے تو پھر آپ خود سوچیں کہ مذہب کس طرف جا رہا ہو گا۔ اگر تمام مذاہب کے لوگ local prejudices یا surroundings کے شکار ہو جائیں اور اصل غرض و غائیتِ مذہب جو ہے وہ مذہب سے نکل جائے تو پھر یہ ایک formation ہے، ایک institution ہے، جو اپنے ھی اندر بغیر کسی head کے طاقتور ہو رہا ہے۔ مذہب دراصل نام ہے life کی ترجیحات کو مرتب کرنے کا۔

اگر Buddhist کو خدا ملتا ہے تو مجھے بڑی خوشی ہو گی، اگر کرسچن کو ملتا ہو گا تو مجھے بڑی خوشی ہو گی، کسی ھندو کو مل جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ وہ کس دیوتا تک پہنچ جائے۔ مگر مصیبت یہ ہے جو مذہب کا وارث ہے، جو صاحبِ مذہب ہے، جسے آپ اللہ اور خدا کہتے ہیں اس نے اپنے رستے کو مخصوص کر رکھا ہے۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر محمد رسول اللہؐ تک شریعتیں بدلتی چلی آتی ہیں مگر مذہب کا مقصد ایک رہا اور وہ تھا خدا تک پہنچنا۔ اب آپ خود بتائیے ایک شخص پیدا ہوتا ہے، مذہبی گھرانے میں ہوتا ہے، اُس کا ایک مسلک بھی ہے، سلوک ہے، قائدہ بھی ہے، قرینہ بھی ہے مگر اس کے باوجود وہ قبر تک خدا سے شناسا نہیں ہوتا۔ آپ ایسے مذہب کو کیا کہو گے؟ تو فطری طور پر مذہب کی کچھ precincts ہوتی ہیں۔ مذہب کا سب سے بڑا قانون تفکر، غور و فکر اور علم ہے۔ حیرانی کی بات یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے لوگ ایک blind faith کا تعصب رکھتے ہیں، blind faith کا خیال رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جیسے آباؤاجداد نے ہمیں کوئی value دی ہے، اس کو adhere کرنا بڑا کمال سمجھا جاتا ہے۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ طرزِفکر مردود ہے۔ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا بلکہ چونکہ قرآن مجید میں اللہ بار بار اھلِ کفر کو ایک طعنہ دیتا ہے کہ اگر تم سوچتے سمجھتے تو تم اپنے آباؤاجدا کے مذہب کو ترک کردیتے، اگر تم غوروفکر رکھتے تو تم اللہ کی شناحت کو پا لیتے۔ کتنی بدقسمتی کی بات ہے آپ سمجھتے ہو کہ جو اللہ اھلِ کفر کو طعنہ دے رہا ہے، وہ آپ کو طعنہ نہیں دے سکتا ہے کہ

؎ میراث میں آئی ہے تمہیں مسندِ ارشاد

کیا تمہیں ماں باپ سے اسلام مل گیا تو تم سمجھتے ہو کہ تم وارثِ مذہب بن جاؤ گے؟ کیا سمجھتے ہو کہ صرف ایک لفظ، صرف ایک لفظ کے ایمان سے جس میں خیال کی کوئی قوت نہیں کوئی intellectual commitment نہیں ہے۔ اس کے بغیر تم اللہ کے بڑے محبوب بندے سمجھے جاؤ گے تو خداوندِ کریم کوئی نا انصافی نہیں کرتا۔ دیکھو پیدائش سے لے کر قبر تک ہم سفر طے کرتے ہیں۔ جب ہم quarantineمیں پہنچتے ہیں، اُس galaxial highway کو پہنچتے ہیں، جسے آپ قبر کہتے ہیں، بظاھر تو بڑی عجیب و غریب بڑی ڈراؤنی شے لگتی ہے۔ but the fact is کہ

it is the gateway to the galaxies

آپ جہنم کی Galaxy کو نکل جاؤ یا جنت کی Galaxy کو کو نکل جاؤ گے، وھاں آپ سے چھوٹا سا سوال کرتے ہیں، جیسے پاسپورٹ چیک Checkہوتا ہے، وھاں بھی ایک سوال ہوتا ہے کہ **مَن ربُّكَ** تمہارا رب کون تھا؟ جب یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ **مَن ربُّكَ** جب تک آپ نے properlyاللہ پر غور نہیں کیا ہوتا، commitment نہیں کی ہوتی تو آپ کبھی بھی استحکام سے جواب نہیں دے سکتے۔ آپ کہتے ہو " میرا رب ۔۔۔ شاید ۔۔۔

" لَآ إِلَـٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ " اللہ خود کہتا ہے کہ بہت سارے لوگ کہیں گے ہاں سنا تو تھا، ایک کلمہ تو تھا

" لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ " سنا ھے کوئی رب تھا، کوئی اللہ تھا، کوئی کائنات کا مالک تھا مگر میں نے زیادہ غور نہیں کیا۔ تو اللہ خود جواب دیں گے کہ میرے بندے نے جھوٹ کہا، اس نے کبھی میری طرف رغبت ھی نہیں کی، اس نے کبھی میرا سوچاھی نہیں، یہ دنیا کے مشاغل میں اسطرح گم رھا ھے کہ اس کو کبھی خیال ھی نہیں آیا کہ ساری زندگی کی ایک High serious priority تھی، وہ کیا تھی؟

خواتین و حضرات!

Entire life is meant for the settlement of your general priorities

اتفاق کی بات ھے کہ زندگی کے ھر مرحلے میں priorities جدا جدا ھوتی ھیں۔ آپ بچپن سے جب بڑھیں تو کبھی تعلیم آپ کی ترجیح ھوتی ھے، کبھی شادی ترجیح ھوتی ھے، اور کبھی بچے ترجیح ھوتے ھیں۔ آگے بڑھ کے آپ کا استحکام آپ کے political rise آپ کی ترقیاں اور عزت آپ کی ترجیحات ھوتی ھیں۔

The priorities change with pattern of life

مگر جب ان local priorities سے ھم ھٹ کے دیکتھے ھیں تو پوری انسانی زندگی کی ایک ترجیح ھے اور اس کے بارے میں اللہ تعالی' نے بڑی وضاحت سے کہا کہ میں نے عقل و شعور اور ھدایت اس لیئے بخشی ھے کہ

" هَلۡ أَتَىٰ عَلَى ٱلۡإِنسَٰنِ حِينٌ مِّنَ ٱلدَّهۡرِ لَمۡ يَكُن شَيۡـًٔا مَّذۡكُورًا [سُوۡرَةُ ٱلدَّهۡر / الإنسَان: 1] " (کہ میں نے عقل و شعور، ھدایت و زندگی صرف اس لیئے بخشی ھے کہ چاھو تو مجھے مانو، چاھو تو میرا انکار کر دو)

آپ نے دیکھا لفظ چاتے میں " اِمّا " میں کوئی physical element نہیں آتا جب آپ " اِمّا " کا لفظ استعمال کرتے ھو تو اس میں کوئی وجود کی لذت نہیں آتی، یہ ایک خیال ھے، ایک تصور ھے، اگر چاھو، اگر سوچو، اگر مانو، تو چاھو تو مجھے مانو، چاھو تو مجھے ترک کر دو۔ یہ

pure intellectual guess

ھیں۔ آپ مذھب کو چھوڑ دیجیئے، تمام مذاھب کو چھوڑ دیجیئے تو ھی آپ کو ایک فیصلہ کرنا بڑتا ھے۔ زندگی میں ایک فیصلہ کرنا پڑتا ھے اور وہ فیصلہ آج کے دنوں میں بڑے شدید رحجانات میں تبدیل ھو گیا ھے کہ

Whether we have to be secularist whether we have to be religionist

مگر اس سے بھی آگے بڑھ کر ھم نے زندگی اور کائنات کے بارے میں ایک سوچ رکھنی ھوتی ھے کہ ھم اس زندگی اس کائنات اس دنیا کی حاکمیتِ اعلی' کے کسی ایسے سبب کو جانتے ھیں یا جیسے مشرقی اور مغربی جدید ترین تصورات ھیں کہ یہ ھمارے ایک progressive attitudes ھیں، یہ Neo Darwinian techniques جس کے ساتھ کائنات شاید بگڑتی بگڑتی ایک استحکام پا گئ اور ھماری زندگیاں بھی اس طرح (کسی ترتیب میں) آجائیں گئیں۔

آپ اگر غور کرو تو مغربی دانش کدوں سے آتا ھوا ایک جملہ پوری ویسٹرن ذھانت کو ظاھر کردیتا ھے کہ

we only live once

ھم تو بس ایک ھی مرتبہ آئے ھیں، جینا ھے، زندگی ھے، موت ھے، اس کے بعد بھلا بوسیدہ ھڈیوں میں بھی کبھی جان پڑے گی۔ دیکھا اللہ تعالی' pre guess کرتا ھے قرآنِ حکیم میں ھر دور کے تفکر کو، خدا پہلے سے جانتا ھے کہ انکار کرنے والے کا تصور کیا ھوگا؟ کیا سوچ ھو گی؟ تو وہ کہتا ھے کہ یہ اھلِ کفر جو ھیں اور یہاں اھلِ کفر سے مراد وہ اھلِ کفر نہیں جو گلی کوچے میں ریوڑیاں بانٹتے پھرتے ھیں۔ یہ وہ ھیں جو رسل ھے، وِٹ کانسٹائن ھے، جو برگساں ھے، جو نشٹے ھے، جو فٹشے ھے، جو دنیا کے تصوراتی ماحول کو leadership دیتے ھیں۔ خدا ان کے بارے میں بات کرتا ھے کہ یہ لوگ کہتے ھین کہ وقت ھمیں زندہ رکھتا ھے اور وقت ھمیں مارتا ھے۔ بھلا مرنے کے بعد ھم جیئں گے؟ بھلا بوسیدہ ھڈیوں میں جان پڑھے گی؟

It is very very unscientific, naturally it is absurd

ان کے پس منظر سے اس موجودہ ماحول کا یہ نکلنا کہ

We only live once is a very natural outcome of the philosophy of the west. Unluckily, we do believe in the philosophy of west

مگر ھمیں خوف یہ کہتا ھے، صدیوں سے جو ھمارے اعصاب پر اللہ کا ایک بھوت سوار ھے ھم اس سے بھی ڈریں۔ So you have to make a very clear decision کیا خدا ایک زندہ، حقیقی، متحرک، فعال مالکِ کائنات ھے اور کیا ھم اس کے ماننے والے ھیں؟ اس نفاق کی جو ھمارے دل میں رھتا ھے کہ ماننا اللہ کو ھے اور جاننا تہذیبِ مغرب کو ھے، اعمال اپنے نفس کے مطابق کرنے ھیں۔ کیا ھم یہ کرنا چاھیں گے یا ھم واقعتاً وجودِ الہی' کو ایک مکمل وجود تسلیم کرتے ھوئے اس پہ یقین رکھیں گے؟ آپ کا کلمہ جو ھے یہ لفظ عمل کو جانے کا نام ھے، ھم سب کلمہ پڑھتے ھیں

" لَآ إِلَٰهَ إِلَّا ٱللَّهُ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ ٱللَّهِۚ "

مگر تمام ایمان literal سے پریکٹیکل کو جانے کا نام ھے۔

If I do believe in a God, if I do believe in a Prophet [pbuh]

میں پیغمبر کو پیغمبر کیوں مانتا ہوں؟ کیا اس لیئے کہ چودہ سو سال پہلے عرب کے کسی صحرا میں ایک عقل مند انسان نے ایک گروھی فکر کی بنیاد رکھی تھی؟ میں اس لیئے نہیں مانتا ھوں۔ میں اس لیئے مانتا ھوں کہ میں انہیں کائنات کی ذھین ترین شخصیت کے طور پر جانتا ھوں، میں انہیں اسطرح مانتا ھوں کہ انہوں نے اس مشکل ترین، اعصاب شکن مرحلہء فکر میں میری رھنمائی کی اور مجھے ایک حقیقتِ عظمیٰ' کی نشاندھی کی، میں اس لیئے مانتا ھوں کہ اس کے علاوہ میں کسی اور کی زبان و خیال و قول پر اعتبار نہیں کر سکتا۔ کبھی آپ نے حج پہ غور کیا ھے؟ کبھی دیکھا کہ حج کیا ھے؟ کبھی آپ نے دیکھا کہ آپ کتنے سکولوں میں بٹے ھوئے ھیں؟ کتنے خیالوں میں تقسیم ھیں؟ مذھب اپنی simplicity کو جاتا ھے۔ جب آپ وھاں جاتے ھو تو آپ کو پتا لگتا ھے کہ خدا اور رسولؐ کے سوا کچھ بھی نہیں ھے۔ کبھی آپ نے غور کیا حج کے معنی پر؟ یہاں آپ پتا نہیں کن گروھوں میں بٹے ھوتے ھیں، کون سے اسکولوں کی چاردیواریوں نے آپ کو گھیرا ھوتا ھے، کتنے تعصّبات آپ کے سینوں میں ھوتے ھیں؟ مگر جب آپ کعبہ جاتے ھو حج کو جاتے ھو religion simplify ھونا شروع ھو جاتا ھے۔

ultimately that simplification indicates

کہ یہ اللہ ھے، وہ اس کا رسولؐ ھے، تیسرا کوئی بندہ اس میں شامل نہیں ھوتا، کیونکہ باقی تمام احباب کی عزت و حرمت اللہ اور رسولؐ کے باعث ھے۔ ھمیں باقی تمام لوگ عزیز ھیں، ھمیں خدا کے سارے وہ بندے عزیز ھیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کو عزیز ھیں۔ مگر یہ religionنہیں ھے، religion ادھر ھی جائے گا جیسے آپ کعبہ کو جاتے ھو تو آپ complication سے ھوتے ھوئے ایک انتہائی simplification کو جا رھے ھوتے ھو۔ آپ کو پتا لگتا ھے کہ

Religion means only believing in God and religion means only believing in Prophet pbuh

اللہ آپ کو توفیق دے تو ایمان ایک انتہائی ذھنی فیصلہ ھے، یہ شاید رسمی اعتبار سے پہلے آتا ھے، یہ رسوماتِ دین سے بھی پہلے آتا ھے۔ ایمان جو ھے رسوماتِ دین سے بھی پہلے آتا ھے۔ آپ کی رسومات میں کوئی کمی بیشی رہ سکتی ھے، آپ کی نماز میں کمی بیشی رہ سکتی ھے، آپ روزے ترک کر سکتے ھو، بہت سارے اعمال کم پڑھ جاتے ھیں۔ خواھش تو میری بھی بڑی ہے کہ راتیں تہجّد میں گزاروں لیکن میں کر نہیں سکتا ھوں، خیال ھوتا ھے، خواھش ھوتی ھے، میں کر نہیں سکتا کیونکہ خیال اور عمل میں بڑا فاصلہ ھوتا ھے۔ مگر جو خیال مضبوطی سے اپنے تصدیقی لمحات پہ قائم ھو اور جس خیال کو یقین ھو کہ اس میں نظر ثانی کی کوئی گنجائش نہیں۔

خواتین و حضرات! یاد رکھیئے آپ کی زندگی مین ھر تصور revision میں اور re-decision میں جاتا ھے۔ مگر جب آپ کی commitment intellectual ھو گی، سوچی سمجھی ھو گی، علمی ھو گی، دانشورانہ ھو گی تو آپ اسے ھزار مرتبہ revise کرو آپ کی قوتِ ارادی مجروح نہیں ھو گی، کمزور نہیں پڑے گی اور اسی کا نام ایمان ھے۔

By the way politically also I may repeat the words of Quaid e Azam

اس وقت تک کوئی کام نہ کرو جب تک خوب اچھی طرح سوچ نہ لو، سو مرتبہ سوچ لو مگر جب سوچ لو تو پھر اس پر بار بار نظرِثانی نہ کرو۔ That what آپ بتاؤ وہ اچھا مسلمان تھا یا کوئی اور اچھا مسلمان ھو سکتا ھے جس نے کم از کم خدا کے اصول کو اتنی سختی سے تھاما ھوا تھا کہ فیصلہ نہ کرو، سوچو، غور کرو، سو مرتبہ سوچو مگر جب فیصلہ کر لو تو ایک قوم ایک فردِواحد کیطرح اس فیصلے کے پیچھے کھڑی ھوا جائے۔ ایمان کا بعینہ یہی تقاضا ھے، آپ نے ایکا پوری زندگی کے مراحل کو طے کرنا ھوتا ھے۔ خوب اچھی طرح سوچو، اللہ پر احسان کرنا چھوڑ دو اور مسلمانی کے دعوے چھوڑ دو، غور کرو، سوچو اگر واقعتاً آپ کو اللہ پہ اعتبار ھے، اللہ کے رسولؐ پہ اعتبار ھے تو پھر آئیں بائیں شائیں سے کام نہیں چلے گا، پھر پوری زندگی اس کے توسط سے گزرے گی، انہیں کے نام سے گزرے گی، انہیں کے نام سے ھماری صبح طلوع ھو گی، انہیں کے نام سے شبِ ھجراں طے ھو گی اور شبِ وصال بھی طے ھو گی۔ خدا وندِ کریم ھمیں توفیق بخشے کہ ھم اچھے ایمان کے مالک بنیں۔

سوال نمبر 048) Sir, we have an online question from Canada, what would be most pragmatic ways to lessen the negative impacts of basic human wants of security, human control, approval and uniqueness on conditioning?

جواب: Well, technically, this is a match between what man thinks about himself and what is supposed to think by Almighty Allah. All these things which are given to us or which are mentioned in this particular question, they only mean one simple thing that how can a man get away from his wishful thinking and his daily necessities and his protective attitudes and thoughtfulness about future. This is long distance between a real faith and living faith. The problem is that we have lesser faith in God and have more worries about these things.

رسولِ اکرمؐ کا ارشاد ھے کہ طولِ عمل سے بچو

I don't know when a child is born to human society

ھم کہتے ھیں، ھم اسے ڈاکٹر بنائیں گے، فلاسفر بنائیں گے، دانشور بنائیں گے۔ مجھے اکثر خیال آتا ھے کہ انہوں نے کتنی آسانی سے اپنے تصور میں تک مشت پچیس سالوں کا احاطہ کر لیا ھے۔ میں سوچتا ھوں کہ جس زندگی میں اگلے لمحے کا کوئی پتا نہیں ھے

How is it possible that we should plan so long?

لمبی پلاننگ وہ کرتا ھے جس کا خدا پر اعتبار کم ھو

and the person who believes in God live day to day moment to moment

بہت بڑے صوفیاءکرام میں سے ایک بڑے اعلی' درجے کے صوفی نے کہا کہ احتساب یہ نہین ھے کہ جو آپ لوگ سال کے بعد کرو یا بیس سال کے بعد، احتساب یہ ھے کہ میں اپنے منہ سے ایک جملہ کہہ کے رکتا ھوں اور سوچتا ھوں کہ میں نے ٹھیک کہا یا غلط کہا؟ پربلم یہ ھے کہ

Whatever the words have been written by my very dear friend in Canada, most probably there are two schemes which are made in this universe, one about a human individual by God and the one the individual makes by himself. The distance between the two schemes

ایک وہ جو لوحِ محفوظ پہ اللہ نے لکھی ھے اور ایک وہ اسکیم جو میں اپنے گردوپیش سے خود اپنے بارے میں بناتا ھوں۔ جب دونوں تدابیر میں فرق ھو گا تو

We suffer through anxiety, depression, chaotic, insomnia and all those modern most possible fanciful diseases written by the western pharmacopeia.

یہ سارے کے سارے عجیب و غریب مظاھر ھمیں اردگر اس لیئے نظر آتے ھیں کہ ھمارا جو تصور ھے اپنی ذات اپنے تحفظات کے بارے میں وہ اس حرف سے دور ھے، اس ورق سے دور ھے اور اس مالکِ کائنات کے تحریر شدھ اندازے سے دور ھے۔ جتنا فاصلہ آپ کے خدا اور آپ کے اندازوں میں بڑھے گا اتنا ھی انسان پریشان حال اور درد مند رھے گا۔

خواتین و حضرات! مجھے ایک بات آپ بتادیں کہ اگر واقعی آپ کو اللہ پہ اعتبارھے، آپ اللہ کو کوئی اوٹ پٹانگ قوت سمجھتے ھیں، آخر اس نے کوئی دس پندرہ بلین یا ٹریلین لوگ زمین پر بھیجنے تھے تو آپ کا خیال یہ ھے کہ وہ ایک ٹریلین لوگوں کو نیچے بھیج کر نہ پانی دیتا، نہ خوراک دیتا، نہ اسباب دیتا نہ گندم اگاتا، نہ چنا اگاتا، یہ ساری چیزیں کیا انسان نے بنائی تھیں اور آپ کو تو آج کی دنیا میں تھوڑی بہت عقل آ گئی،

Perhaps artificial intelligence

نے آپ کو اتنا مغرور کردیا کہ آپ یہ سمجھنے لگے کہ ھم اپنے آقا و مولا پہ بھی کمند ماردیں گے۔ مگر مجھے کوئی ایسا scientific rule بتا دیجئے کہ اگر اسباب موجود نہ ھوتے، اگر دنیا میں پہلے سے اسباب موجود نہ ھوتے تو آپ جو چھ سات ارب لوگ جو کرہِ ارض پر موجود ھیں کیسے زندہ رھتے۔ اگر اللہ نے پانی موجود نہ رکھا ھوتا تو آپ پیاسے نہ مرجاتے اور اگر پانی پینے کے قابل نہ ھوتا تو بھی آپ زندہ مر جاتے۔ اگر آپ نے زمینی کاشت کی تو کیا آپ نے کاشت کرنی سیکھی ھے؟ کیا آدم علیہ السلام کو کسی نے سکھایا ھے۔ میں نے ایک دفعہ

Prof. Ian Edgar (Anthropologist)

سے پوچھا کہ یار مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ایک بچہ برسوں میں سنِ بلوغت کو پہنچتا ھے، آج تک میں نے یہ نہیں دیکھا کہ کوئی ایک آدھ اٹھتے ھی کلمہ پڑھنا شروع کردے۔ آخر عمر لگتی ھے، سوچنے سمجھنے کی، غور کرنے کی، دانشوری کی عمر ھے۔ جوانی بالکل ھی ایسی ھوتی ھے کہ خدا اور رسولؐ یاد ھی کم آتے ھیں پھر آ گے بڑھ کے بال بچوں میں گئے پھر بڑھاپا آیا۔

Sans teeth, sans eyes, sans, taste, sans every thing

دانت گر گئے، کان رہ گئے، گوڈے گٹے سارے رہ گئے پھر اللہ کا خیال آتا ھے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی جب routine of life یہ ھے کہ ھم بڑی دیر کے بعد کہیں رشی منی آشرم اختیار کرتے ھیں۔ یہ پہلے انسان کو کیا ھوا تھا کہ بقول بابائے انتھروپالوجی

The first ever Home sapiens were homo religious

یہ کیسے ھو گیا؟ انسان حواس پاتے ھی، زندگی پاتے ھی سب سے پہلے خدا کا کیسے سوچ سکتا ھے؟ تو میں نے اس سے کہا یار تمہیں کوئی خیال نہیں آتا کہ کوئی alien interference ھوئی ھو، کوئی آسمانوں سے پیغام آیا ھو . . . " دیتے ھیں جواب آخر، اٹھتے ھیں حجاب آخر " کوئی کسی انسان نے پکارا ھو، کسی انسان کے دل میں ڈالا گیا ھو، کسی تصور میں کوئی جھلک آئی ھو، اس کائنات کے مالک کی یا اس نے کوئی ویژن دیکھایا ھو، کوئی نمائندہ اس کے پاس آیا ھو، کوئی پیغمبر آیا ھو، کوئی فرشتہ آیا ھو تبھی یہ زندگی آ گے بڑھی ھے ورنہ تو It is impossible کہ پہلے انسان کو سمندر کے یا دریا کے کنارے نہ اتارتا تو نہ پانی نصیب ھوتا نہ مچھلی کھانے کو ھوتی۔ اس لیئے تو وہ قسم کھاتا ھے۔

" وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ [سُورَةُ التِّين : 1] "

اسی لیئے وہ قسم کھاتا ھے کہ اگر یہ ابتدائی اسباب دستیاب نہ ھوتے تو زمین پہ زندگی کی افزائش ممکن نہ تھی۔ آج بھی سنا ھے انجیر پیٹ کے کینسر کا بھی علاج بنتی ھے، سنی سنائی ھے،

I don’t know but it is one of the best food for the stomach

آج بھی سنا ھے کہ اس زمانے میں جو پہلا آدم آیا ھو گا اسے زیتون نہ ملتا، انجیر نہ ملتی تو وہ زندگی کوئی MacDonald کے برگر کے سہارے تو نہین گزار رھا تھا۔ ابھی تو ابتدائی ترین زندگی تھی اور اس کی نگہداشت کے لیئے خداوندِ کریم نے پہلے سے اھتمام کر رکھا تھا۔ اگر آپ غور کرو تو قرآنِ حکیم کی یہ آیت جو دعوی' کرتی ھے

" وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيۡتُونِ [سُوۡرَةُ التِّين : 1] "

اس کا اصل مطلب یہ ھے کہ اے لوگو جب تمہارے پاس زندگی بسر کرنے کے لیئے کچھ بھی نہیں تھا، جب تمہارے پاس کوئی خوراک نہیں تھی، کوئی طریقہء خوراک نہیں تھا، تمہارے پاس بقائے حیات کا کوئی ذریعہ نہیں تھا تو میں خدا ھوں جس نے تمہارے لیئے زیتون سے تیل امر انجیر پیدا کی تا کہ تم زندگی کو آگے بڑھاؤ۔

خواتین و حضرات! میرا خیال ھے کہ

Only question is that how much we trust in God?

ایک صاحب مجھ سے کہہ رھے تھے کہ ھم اللہ پہ بڑا اعتبار کرتے ھیں۔ وہ کہنے لگے یہ جو آپ تسبیح پڑھتے ھیں مجھے تو یہ بڑی فضول سی لگتی ھے، ھمیں تو ویسے ھی اللہ پہ بڑا اعتبار ھے۔ میں نے جواب دیا آپ خوش نصیب ھو، ھم کمزور لوگ ھیں، ھمیں یاداشت پہ بھروسہ نہیں ھے، اسلیئے ھم تشبیح کرتے ھیں۔ صبح و شام کاروبارِ زندگی میں مصروف، الجھنوں میں مصروف، اللہ بھول جاتا ھے پھر جب اللہ بھول جاتا ھے تو پرجیحات میں نقص پڑ جاتا ھے۔ نہ میں فرشتہ، نہ میرا کوئی بھائی فرشتہ، نہ ھم پیغمبر، ھمارا کوئی rank ھی نہیں ھے۔ نہ تابعین میں نہ تبع تابعین میں، کوئی لفظ لکھا ھوا تو ھمارے لیئے آیا ھی نہیں ھے، سوائے ھمارے پیغمبرِقدسیؐ کے وہ آنسو جو زمانہء آخر کے مسلمانوں کے حق میں بہے ھوئے ھیں، سوائے ان آنسوؤں کے جو پندرہ سو برس پہلے ان کی چشمِ مبارک سے ھمارے لیئے بہے ھیں۔ جب وہ تشریف فرما تھے تو اُنؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہؐ ھم سے کوئی گستاخی ھوئی؟ فرمایا نہیں تم سے گستاخی نہیں ھوئی میں تو ان مسلمانوں کا سوچ کے رو پڑا ھوں جو تمہارے بہت دیر کے بعد آئیں گے، نہ انہوں نے مجھے دیکھا ھو گا، نہ سنا ھو گا، مگر پھر بھی تمہاری طرح ایمان لائیں گے۔ تو اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہؐ کیا وہ ھماری طرح ھوں گے؟ فرمایا نہیں کچھ عادتیں ان کی اپنی ھوں گی اور کچھ تمہاری طرح ھوں گی۔ ظاھر ھے اب آبِ شیریں اور نانِ جویں والے لوگ تو نہیں رھے، اب تو برگر والے لوگ ھیں، کچھ عادتیں ھماری اپنی ھیں۔ مین تو سمجھتا ھوں کہ اللہ تعالی' نے ھمیں توفیق بخشی ھے اگر ھم

Natural particle of faith

کے مالک ھو جائیں، نیچرل، ایک بالکل رواں، متحرک، چشمہء آبِ شیریں کی طرح تو رحمتِ پروردگار سے ھمارے دل یقین اور اخلاص کے دولت سے منور ھو جائیں۔ آپ کو پتا ھے کیا فرمایا رسول اللہؐ نے، ذرا اپنی زندگیوں کا جائزہ لے لو۔ کون سا survival اور کون سی ترقی اور کون سی بزدلی اور کون سی حکومت یہ سب افسانے ھیں۔ ذرا اس حدیث کے مطابق اپنی زندگیوں کا جائزہ لو، فرمایا کہ اللہ نے دوزخ اس پہ حرام کر دی جس کی آنکھ سے اُس کے لیئے ایک آنسو نکلا، اس کے لیئے دوزخ کی آگ حرام کردی کہ جس کی آنکھ سے اللہ کےلیئے ایک آنسو نکلا۔

خواتین و حضرات!

It’s very open offer

کہ اپنی زندگی کو پرکھو، جانچو، دیکھو، پتا نہیں کتنی بار ھم کراھے ھوں گے، کتنی بار ھم روئے ھوں گے، کتنی بار ھماری آرزؤں نے ھمیں بھگایا ھو گا، ھم نے اشکِ رواں کے سیلاب بہائے ھوں گے اپنی خواھشاتِ نفس کی بدولت مگر ایک آنسو جو اللہ کے لیئے نکلے وہ آپ کو دوزخ سے نجات دیتا ھے۔

" وَلَا تَهِنُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ . . . [سُوۡرَةُ آل عِمرَان : 139] " (سستی نہ کرنا غم نہ کرنا)

" . . . وَأَنتُمُ ٱلۡأَعۡلَوۡنَ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان : 139] " (میں عزت و جلال کی قسم کھا کے کہتا ھوں کہ ایمان والو تم ھی غالب ھو اگر ایمان والے ھو)

سوال یہ ھے اگر ھم غالب نہیں ھیں تو کوئی نہ کوئی نقص تو کہیں ھو گا ناں۔ شاید ھم ایمان والے نہیں ھیں۔

I am sorry to say, I can say the same about myself and I want to you to think

کہ ھم اگر غالب نہیں ھیں تو یقیناً ھم ایمان والے نہیں ھیں۔

We should look back and look at our priorities, sort out our priorities. Life is nothing

یہ ثوابِ زندگی، یہ تخیل، یہ ڈراوے یہ دھمکیاں، آپ کو پتا ھے کہ شیطان کیا کرتا ھے؟

" إِنَّمَا يَأۡمُرُكُم بِٱلسُّوٓءِ وَٱلۡفَحۡشَآءِ وَأَن تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ مَا لَا تَعۡلَمُونَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 169] "

اور کیا کرتا ھے؟ ڈراتا ھے، ایک طرف ترغیب دیتا ھے، ایک طرف خوف دلاتا ھے، بھوک سے ڈراتا ھے، رتبوں کے چھن جانے سے ڈراتا ھے اور یہ کہتا ھے کہ پتا نہیں کل کیا ھو گا مگر کل کس کا ھے؟ اگر میں آج اللہ کا ھوں تو کل کس کا ھوں؟ کبھی آپ نے غور کیا اگر آپ کے پاس اللہ موجود ھے اگر آپ کے دل میں خدا کا اخلاص موجود ھے۔ میرا وارث تو کل بھی ھے، میرا وارث تو میرے مرنے کے بعد بھی وھی ھے، میرا مالک وھی ھے۔

Why should we succumb by our ugly mundane desires?

کہ ہم اس کا اعتبار چھوڑ دیں۔

بات اور کوئی بھی نہیں ہے، بات صرف اعتبارِ ذات خدا ہے۔ maybe ہم پکارتے ہیں اسے کہتے ہیں کہ we believe in you مگر غور کرو سوچو کہ کیا ایک دن بھی ایسا گزرا جب میں اللہ کی خاطر اللہ کی خوشنودی کی خاطر اسباب کو ترک کیا ہو۔ ایک دن بھی ایسا گزرا، آپ ایک دن ایسا گزار کر دیکھو کہ جب آپ کو حاجت ہو، آپ کو کسی چیز کی شدید ترین خواھش ہو اور آپ اللہ پہ یہ اعتبار کرو کہ اے پروردگار میں نے اپنے اختیارات تیرے حوالے کئے

" لا حول ولا قوت الا باللہ " تو آپ یقین جانو کہ حضورِ گرامئ مرتبتؐ نے فرمایا جس انےیہ کہا کہ اے اللہ تو میری قوت و خیال اور ارادہ ہے، میں نے سب بچھ تیرے حوالے کیا تو رسول اللہؐ کا ارشادِ گرامی ہے کہ جنت اس کے لیئے فرض ہو گئی، جنت اس کے لیئے فرض ہو گئی۔ یہ جنت اور دوزخ کے ڈراوے بہت معمولی ہوتے ہیں اور اسی طرح ھماری زندگی کی ضروریات کے تمام ڈراوے ھمارے لیئے بہت ھی ناقص ہوتے ہیں۔

If we trust in God we certainly flourish on earth and in heavens, may Allah be with us.

سوال نمبر 049) You often state that make God to your top priority, I am ready to accept it however, in all your books and videos lectures you have not mentioned how I should do that and what should I do afterwards?

جواب: میرا خیال ھے کہ آپ نے کبھی غور نہیں کیا ہو گا، میری تو تمام گزارشات procedures پہ مبنی ہوتی ہیں کہ

How can we make Allah as top priority?

بات یہ ھے کہ دماغ سے ایک چیز محو نہیں ہوتی، میں نے جب یہ کہا Allah is my top priority تو میں نے ذھنی طور پر ایک order دے دیا۔ میں نے اپنے ذھن کو کہہ دیا کہ آج کے بعد اللہ میری ترجیحِ اول ھے مگر پتا مجھے بھی ھے کہ اگر اصحابِ رسولؐ کو بائیس برس لگے اپنی top priority مکمل کرنے میں تو مجھے پھر کم از کم جوالیس سال تو لگنے چاھیں ناں۔ تو پوری زندگی ترجیحِ اول کی پرداخت کے لیئے ہوتی ھے، مگر ایک آسان سا طریقہ مجھے اللہ نے دے دیا ھے، میں کہتا ہوں کہ اس طریقے سے آپ اپنی ترجیحات کو اگر establish نہیں کر سکتے تو maintain ضرور کر سکتے ہیں، وہ یہ ھے کہ اگر میں چلتا پھرتا، اٹھتا بیٹھتا ہوں تو خدا کو صبح شام یاد کر لیتا ہوں

فَسُبۡحَـٰنَ ٱللَّهِ حِينَ تُمۡسُونَ وَحِينَ تُصۡبِحُونَ (١٧) وَلَهُ ٱلۡحَمۡدُ فِى ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظۡهِرُونَ (١٨) سُوۡرَةُ الرُّوم
سوتم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت۔ (١٧) اور تمام آسمان اور زمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے اور بعد زوال اور ظہر کے وقت۔ (١٨) ۔ سورۃ نمبر 30، الروم (آیت نمبر: 17، 18) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

کہ صبح، دوپہر، شام اگر اٹھتا بیٹھتا میں اگر دن رات کے کناروں پر، سورج کے طلوع و غروب پر، اگر میں خداوندِ کریم کو ذھناً نہ سہی لفظ ھی اسے یاد کر لیتا ہوں تو مجھے یہ یقین ہوتا ھے کہ وہ مجھے غافلین میں شمار نہیں کرے گا۔ دیکھئے ناں! قرآنِ حکیم میں اللہ فرماتا ھے کہ

" انَ ٱلۡفَجۡرِ إِنَّ قُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡہُودًا [سُوۡرَةُ بنیٓ اسرآئیل / الإسراء: 68] "

صبح کا قرآن ھمارے پاس حاضر کیا جاتا ھے۔ اب اس سے زیادہ خوبصورت بات کیا ہو سکتی ھے کہ صبح کا قرآن اللہ کے پاس حاضر کیا جاتا ھے، نماز کی شکل میں، قرآن کی صورت میں، تسبیحاتِ الہیہ' کی شکل میں، پھر آپ دوپہر کو آئے سستی کے وقت میں پھر تھوڑا سا آپ نے اللہ کو یاد کیا اور کہا میں نے سستی کے باوجود اے مالکِ کریم تھوڑے سے دانے تو آپ کی یاد کے ڈال ھی دیے ہیں۔ پھر آپ عصر میں آئے جلدی میں پڑے ہوئے تھے، نماز پڑھی، چلتے پھرتے پھر دو دانے تسبیح کے ڈال دیئے۔ تو اصل میں تسبیح " یادِ الہی' " کو اللہ تعالی' نے top priorityقرار دیا، نماز کو قرآن کو ذکر کرتے ہوئے اپنی یاد کو سب سے بڑی چیز قرار دیا ھے۔

" ٱتۡلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيۡكَ مِنَ ٱلۡكِتَـٰبِ . . . "

کہ اے لوگو! کتاب کی تلاوت کرو، تمہیں اوامر و نواھی سے واقفیت ہو گی، کس چیز سے منع کیا میں نے، کس چیز کو میں نے کرنے کو کہا اور

" . . . وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَۖ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِۗ . . . "

نماز قائم کرو، یہ تمہیں بیحیائی اور منکرات سے روک دے گی

" . . . وَلَذِكۡرُ ٱللَّهِ أَكۡبَرُ "

لیکن اللہ کا ذکر اور اللہ کی یاد تو بہت بڑی بات ھے۔ اس حوالے سے مجھے حضرت امربن عاصؓ کی ایک دعا یاد آ رھی ھے۔ جب وہ وفات پانے لگے تو انہوں نے بڑی عجیب و غریب دعا مانگی تھی۔ بڑی حسبِ حال ھے اسی لیئے آپ کو سنا رھا ہوں کہ اے مالک و کریم تم نے ھمیں بہت ساری باتوں کے کرنے کا حکم دیا۔ ھم نے بہت ساری باتیں ان میں سے نہیں کیں۔ آپ نے بہت ساری باتوں سے ھمیں منع کیا اے مالک کریم ھم نے اس کے

ٱتۡلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيۡكَ مِنَ ٱلۡكِتَـٰبِ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَۖ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِۗ وَلَذِكۡرُ ٱللَّهِ أَكۡبَرُۗ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ مَا تَصۡنَعُونَ (٤٥) [سُوۡرَةُ العَنکبوت: 45]
جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے آپ اسے پڑھا کیجیئے اور نماز کی پابندی رکھیے بے شک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہےاور اللہ کی یاد بڑی چیز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔ (٤٥) [ترجمہ اشرف علی تھانوی]

باوجود وہ باتیں کیں، مگر عذر کوئی نہیں ھے۔ ھم گناہ گار ھیں اور تو بخشنے والا ھے۔ یہ ھر انسان کے ساتھ ہو گا، ھر انسان کے ساتھ ہو گا کہ بہت ساری باتیں ھمیں اللہ کرنے کو کہتا ھے، ھم ان میں سے ساری باتین نہین کرتے ھیں۔ بقدرِ استطاعت ھم کچھ نہ کچھ کر لیتے ھیں۔ بہت ساری باتوں سے ھمیں منع کرتا ھے مگر ھم نے کبھی

hundred per cent records establish

نہیں کیۓ۔ اس لیۓ کوئی نہ کوئی باتین رہ جاتی ھیں کہ ھم ممانعت سے کوئی نہ کوئی بہانے ڈھونڈ لاتے ھیں۔ مگر تسبیح ایک ایسی چیز ھے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا

" فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَٰسِكَكُمْ فَٱذْكُرُواْ ٱللَّهَ كَذِكْرِكُمْ ءَابَآءَكُمْ [سُوۡرَةُ البَقَرَة: 200] " (جب تم کام کاج ختم کر لو نا تو اللہ کو ایسے یاد کرو جیسے ماں باپ کو یاد کرتے ہو)

and this is maintenance of that priority

کہ میں اللہ کو ایسے یاد کروں، دن میں، صبح میں، آتے جاتے ھوۓ، جہاں مجھے تھوڑا سا ٹائم مل جاۓ میں خدا کو یاد کراتا رھوں کہ اے اللہ میں نے کھانا کھایا، پانی پیا، تیری نعمتیں گنیں، میں نے ھر چیز کی مگر تجھے نہیں بھولا مین اپنی مصروفیاتِ دنیا کے باوجود تجھے نہیں بھولا۔ اور کیا خوبصورت شعر غالب نے کہا ھے کہ

؎ گو میں رھا رھینِ ستم ھاۓ روزگار　　　لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رھا

اس کے علاوہ priority کی maintenance کا کوئی اور طریقہ اور ذریعہ نہیں،

" ٱتْلُ مَآ أُوحِىَ إِلَيْكَ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَلَذِكْرُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ ۗ وَٱللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ (٤٥) [سُوۡرَةُ العَنکبوت: 45] "

مگر ھماری یاد تو بہت بڑی بات ھے۔

سوال نمبر 050) برائی میں احساسِ گناہ اور نیکی میں احساسِ پارسائی دامن گیر رھتا ھے۔ تربیتِ نفس کے لیۓ کوئی عملی طریقہ تجویز کر دیں۔

جواب: دیکھو اس میں فہم و ادراک کی کسوٹی پہ ایک باریک سا فرق ھوتا ھے۔ اگر آپ نیکی کو معمولی سمجھو اور برائی کو بڑا سمجھو تو یہ فرق مٹ سکتا ھے، اگر آپ خطا کے زیادہ conscious ھو جاؤ تو ھمارے ھاں یہ فکر دامن گیر ھوتی ھے کہ احساسِ گناہ guilt نہ پیدا ھو جاۓ کیونکہ یہ احساس عقل کو کھا جاتا ھے۔ شدید تعصّبات عقل کو کھا جاتے ھیں۔ کیا آپ جانتے ھیں کہ توبہ کے مطالب کیا ھیں؟ شیخ جنیدؒ اور خواجہ ابوالحارث المحاسبیؒ ایک محفل میں تشریف فرما تھے۔ خواجہ ابوالحارث المحاسبیؒ، محاسبہ کے بہت بڑے ولی تھے۔ یہ واقعہ خاص طور پہ خواتین کے لیۓ ھے کہ ماشاءاللہ آپ کے ھاں اتنی درخشندہ مثالیں موجود ھیں۔ ایک خاتون نے جنیدؒ کو سوال بھیجا کہ اے شیخِ وقت اگر ھم گورنمنٹ کے لیمپ کی روشنی میں کوئی کتاب پڑھ لیں تو جائز ھے کہ نہیں؟ جنیدؒ بڑے حیران ھوۓ اور پوچھا کہ آپ کون ھیں؟ یہ اتنا عجیب و غریب سوال کہ گورنمنٹ کے لیمپوں میں ھم کوئی کتاب پڑھ لیں۔ آپ نے پوچھا کہ آپ ھیں کون؟ تو خاتون نے جواب دیا کہ میں ابوالحارث المحاسبیؒ کی بہن ھوں۔ جنیدؒ نے کہا تیرے لیۓ نا جائز ھے۔ جب تقوی' کے یہ معیار exhibit ھوں تو میرا خیال ھے کہ جائز و نا جائز بڑے کڑے ھو جاتے ھیں۔

خواتین و حضرات! خدا کو انسان کی جو چیز سب سے زیادہ پسند ھے وہ کمزوری ھے۔ انسان کی کمزوری اللہ کو بڑی پسند ھے بشرطیکہ اس کمزوری میں توبہ اور رجوع کا رحجان ھو اور وہ رحجان آپ کو اللہ کی طرف لے جاۓ۔ اللہ کے ھاں یہ سب سے بڑی خوبی ھے۔ اللہ کے نزدیک انسانی زندگی کا پورا سفر دو چیزوں پر مشتمل ھے۔ خطا کرنا اور توبہ کرنا، باقی رسم و رواج ھیں۔ اصل افسانۂ حیات بس یہی ھے، جیسے وہ کہتے ھیں کہ

؎ سُنی حکایتِ ھستی تو درمیاں سے سُنی　　　نہ ابتداء کی خبر ھے نہ انتہا معلوم

تو اگر آپ نے ابتدا اور انتہا کی خبر لینی ھو تو simple ھے کہ خطا کرنا، توبہ کرنا اور اللہ کا یقیناً بخش دینا۔ یہ انسان کی زندگی کا مکمل سفر ھے اور میری بھی یہی آرزو ھے کہ آپ اپنے آپ کو نرم رکھو۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ نرمی چیزوں کو خوبصورت کر دیتی ھے اور جس چیز سے نرمی نکل جاۓ وہ بدصورت ھو جاتی ھے۔ اس لیۓ اپنے آپ کو نرم رکھو، خطا و نسیاں کو اپنا شعار سمجھو اور نیکی کو غیر معمولی عمل نہ سمجھو۔ نیکی آپ کی normal human activity ھے آپ غلطی سے اسے نیکی کا نام دے دیتے ھو، نیکی ایک normal human activity ھے۔ اب دیکھو ناں! ایک بیچارہ اندھا کھڑا ھے، پاس سے کوئی نوجوان گزرتا ھے، وہ اسے سڑک کے پار کرادیتا ھے اور کم از کم ایک سو ایک مرتبہ شام تک دھراتا ھے کہ میں نے نیکی کی ھے۔ کیا یہ نیکی ھے؟

This is just a human service, this is what you should do, this can happen to you if you are blind

تو آپ اس کو نیکی نہ سمجھا کرو۔ نیکی ایک روٹین ھے، human expression ھے۔ آپ انسان اس لیۓ ھو اگر آپ کو اولادِ آدمؑ کہا جاۓ، انسان کہا جاۓ تو جتنے اچھے کام آپ سرانجام دیتے ھو وہ نیچرل ھیں۔ اسی طرح جو آپ غلط انجام دیتے ھو ان کو آپ غلطی اور گناہ کہہ سکتے ھو۔ سو نیکی

is not important in the eyes of wise people

بلکہ کسی بڑے بزرگ نے کہا ھے کہ چھوٹے لوگوں کی نیکیاں بڑے لوگوں کا گناہ ھوتی ھیں۔ اس لیۓ کہ چھوٹے دماغ چھوٹی سے چھوٹی نیکی پر تفاخر کرتے ھیں، چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بہتر سمجھتے ھیں اور اس کو جتلاتے ھیں۔ عجز و انکساری کے ساتھ یہ دعا مانگنے کی بجاۓ کہ اللہ میاں آپ نے ھمیں اس عمل کی توفیق بخشی، ایسے اعمال اور بڑھا، تا کہ آپ ھم سے راضی ھوں، ھم تو اس سے غرور پالتے ھیں۔ خیر کے طنطنے سے زیادہ dangerous کوئی چیز نہیں ھے۔ یہ یاد رکھنا کہ اللہ نے خیر اور شر دونوں کو فتنہ کہا ھے، دونوں کو آزمائش کہا ھے۔ خالی شر کو فتنہ نہیں کہا۔ کیا خوبصورت مصرع ھے اقبال کا۔ ۔ ۔ ؎ گفتہ کہ خیر او نہ شناسی ھمیں شراست

اگر آپ خیر سے شر نہیں نکال سکتے تو یقیناً آپ کی عقل کا زیاں ہے، اگر آپ شر سے خیر نہیں نکال سکتے تو بھی آپ کی عقل کوئی بہتر نہیں ہے۔ انسان وہ ہے جو خود غرضی سے تاک میں رہے اور غلطی سے اچھائی ڈھونڈے اور پھر اچھائی سے انکسار ڈھونڈھے تو پھر آپ کو کوئی پرابلم پیش نہیں آئے گا۔

سوال نمبر 051) Why do we occasionally get the feelings that our cries and prayers do not reach our God?

جواب: کل ھی میں نے ایک حدیث سنائی، اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا اس آدمی کے بارے تم کیا کہتے ہو کہ جو پریشان حال ہے، جس کے کپڑے گرد آلود ھیں، اس کا چہرہ مٹی مٹی ہو رہا ہے اور وہ پکار رہا ہے میرے مالک! میرے رب! میرے آقا! مگر اس کا کھانا حرام ہے، پیسہ حرام ہے، لباس حرام ہے، اب بتاؤ اگر کثرتِ حرام اتنی ہو تو وہ لفظ جو ہم خدا کے حضور ادا کرتے ھیں، ان میں پاکیزگی کہاں سے آ سکتی ہے؟ یہ یاد رکھنا کہ اللہ کے ھاں اگر بڑا حرام ہے تو اس کا جز بھی حرام ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آپ پورا سور کھا جاؤ تو حرام ہے اور اس کی ایک بوٹی لے لو تو حلال ہو گی۔ یہ علیحدہ فقہی conditions ھیں جس میں یہ امکان پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر حرام بھی خالص حرام ہے اور حلال بھی خالص حلال ہے، اس لئے ھمیں کوشش کرنی چاھیئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ

" وَكَانَ ٱلۡإِنسَـٰنُ عَجُولاً (١١) [سُوۡرَةُ بنیٓ اسرآئیل / الإسرَاء: 11] "

ہم بڑے عجلت پسند ھیں، اگر قبولیتِ دعا میں ھمیں کوئی پرابلم پیش آتا ہے تو اس کی ایک بنیادی وجہ ہے، وہ میں آج آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں اور اگر یہ اصول آپ کی زندگی میں قائم ہو جائے تو آپ کبھی زندگی بھر ایک لمحے کے لئے بھی خدا سے مایوس نہیں ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ جب علمی فضیلتوں کو تقسیم کرتے ھیں تو ہر چھوٹا دانشور چاھتا ہے، اگر اس میں انکسار ہے کہ علمِ مزید کے لیۓ میں کسی بڑے دانشور کے پاس جاؤں یا میں اس سے بھی بڑے دانشور کے پاس جاؤں حتی' کہ کوئی ایسی منزل آجائے کہ مجھے احساس ہو کہ اس سے آگے کوئی علم دنیا میں موجود نہیں ہے، تو پھر ظاھر ہے آگے میں خدا سے طلب کروں گا، اس کے دور سے ھدایت تلاش کروں گا۔ اصول یہ ہے کہ آپ جب اللہ کو علمِ کل جانتے ہو، خالقِ علم مانتے ہو، خالقِ عقل مانتے ہو تو پھر اس کو یہ استحقاق کیوں نہین دیتے کہ وہ آپ کے لئے بہتر سوچے، اسے یہ advantage کیوں نہیں دیتے۔ جب آپ کی بات نہیں مانی جاتی تو آزردگی، تلخی ارو بیچارگی آپ کے چہرے پہ نمایاں ہو جاتی ہے اور گلہ گزار طبیعت ہے کہ باربار ایک ھی بات کہے جا رہے ھیں کہ یا اللہ تو سنتا کیوں نہیں، تو سنتا کیوں نہیں مگر اس کا اصول قرآن میں درج ہے۔

" وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ ۔ ۔ ۔ "

(کسی چیز سے تم کراھت کھاتے ہو اور اس میں تمہارے لئے خیر ہوتی ہے)

" وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمۡ ۔ ۔ ۔ "

(اور کسی چیز میں تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے۔)

" ۔ ۔ ۔ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ "

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے

" كُتِبَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡقِتَالُ وَهُوَ كُرۡهٌ لَّكُمۡ وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ خَيۡرٌ لَّكُمۡ وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيۡـًٔا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمۡ وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ (٢١٦) [سُوۡرَةُ البَقَرَة " 216] "

جہاد کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے اور وہ تم کو (طبعاً) گراں (معلوم ہوتا) ہے اور یہ بات ممکن ہے کہ تم کِسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمہارے حق میں خیر ہو اور یہ (بھی) ممکن ہے کہ تم کسی امر کو مرغوب سمجھو اور وہ تمہارے حق میں (باعثِ)خرابی ہو. اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم (پورا پورا) نہیں جانتے۔ (٢١٦) [ترجمہ اشرف علی تھانوی]

اگر آپ کو پتہ ہو کہ جس چیز سے، جس دعا سے آپ محبت رکھتے ہو اس میں آپ کے لئے شر ہے اور جس چیز کا آپ برا منا رہے ہو اس میں آپ کے لئے خیر ہے اور اللہ بہتر جاننے والا ہے تو آپ کو اللہ سے کبھی بھی قبولیتِ دعا کی آزردگی نہیں ہو گی۔ انشاء اللہ تعالی' العزیز You must understand کہ جب دعا delay ہو جائے۔ ویسے وہ دعا بڑی جلدی قبول کر لیتا ہے۔ آپ کو حضرت عمر فاروقؓ کا ایک قانون بتا دیتا ہوں، فرمایا اللہ درود کو ہر حال میں قبول کرتا ہے، تو ایسے کیا کرو کہ جب کوئي دعا مانگنی ہو، پہلے بھی درود پڑھ لیا کرو اور آخر میں بھی درود پرھ لیا کرو، تو ظاھر ہے کہ package ignore نہیں ہو سکتا۔ آپ درود ادھر پڑھ کے دعا مانگ لیا کرو پھر ایک درود پڑھ لو، تو فرمایا کہ اس نے ھر حال میں درود قبول کرنا ھوتا ہے، بیچ میں دعا بھی نکل جائے گی۔

سوال نمبر 052) اللہ تعالی' سورہ البقرہ میں ارشاد فرماتا ہے کہ حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ، پاکیزہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: تھوڑی دیر پہلے میں نے حلال اور حرام پر تھوڑی سی گفتگو کی تھی۔ پاکیزہ اور طیب جس معنی میں ھم لیتے ھیں یا سمجھتے ھیں تو وہ چھنی ھوئی چیز جیسے آٹا چھننا ہے، اس قسم کي کوئی شے نہیں ہے۔ بعض اوقات ھم Lack of understanding کی وجہ سے ھم ان اعمال کو hyperbolic یا مبالغہ آمیز کر دیتے ھیں جو اللہ کے نزدیک معمولی ھوتے ھیں۔ جیسے قرآنِ حکیم میں جب یہ آیت اتری کہ

" إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٲبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 222] " (بے شک اللہ توبہ کرنے والوں سے اور پاک رھنے والوں سے محبت رکھتا ہے)

تو اصحابِ رسولؐ کو فکر ھوئی کہ طاھر کیا ہے؟ اگر آپ لفظی طور پر جائیں تو ھم طاھر کو ایک مبالغہ امیز لفظ سمجھتے ھیں کہ جو ایک بڑا لفظ ہے۔ جس میں بہت بری طہارت involve ہو گی۔ شاید اس میں باطن شامل ہو جائے۔ شاید اس میں اخلاق شامل ہو جائے مگر جب رسول اکرمؐ سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ یہ مطاھرین کون ھوتے ھیں؟ فرمایا جو ڈھیلے کے بعد آبِ دست لیتے ھیں، کیونکہ اس وقت ڈھیلے کا رواج تھا۔ اس کے بعد کسی نے گھر آ کے اپنے آپ کو دھویا، استنجاء کیا پانی کے ساتھ تو یہ طاھر ہو گیا۔ اسی طرح طیّب سے مراد بھی کوئی exceptional physical condition نہیں ہے۔ وہ احساس کہ آپ نے ایک اچھی محنت کی اور جو رزق کمایا وہ محنت کے مطابق تھا۔ آپ نے کسی سے کوئی ناجائز مراعات نہین لیں اور آپ نے اس کا پورا حق ادا کیا۔ جس رزق کو آپ نے کمایا وہ طیّب ہے۔

سوال نمبر 053) تخلیلِ نفسی میں ذکر سے افضل کیا کوئی عمل ھے؟

جواب: فکر! دیکھو اللہ تعالیٰ' نے آپ کو قرآنِ مجید میں qualify کردیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ' نے خود فرمایا کہ دو چیزیں لازم ھیں، ابتدائے حال میں، جب کوئی آدمی تسبیح وغیرہ کرتا ھے، جیسے عام طور پر ھم میں سے بہت سارے لوگ تسبیحات کرتے ھیں، مگر ان کے ساتھ ان کی ذھنی flights نہیں چلتیں یا پھر وہ غور و فکر کے عادی نہیں ھوتے تو وہ ایک درجہء استدلال تک نہیں پہنچتے۔ جیسے عام طور پر بہت سے لوگ تسبیحات کرتے ھیں، یہ وظیفہ اس کام کے لیئے، یہ وظیفہ اس کام کے لیئے تو بسااوقات وظیفہ وہ کام نہیں کرتا۔ جب وہ کام نہیں ھوتا تو ھم کہتے ھیں کہ یا وظیفہ غلط ھے یا بتانے والا غلط ھے یا شاید پھر اللہ ھی کوئی نہیں ھے۔ تو یہ فکر ساتھ چلتی ھے۔ ذکر کے ساتھ جب تک فکر نہ چلے تو ایک

complete harmonious mental state

پیدا نہیں ھوتی۔

" ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَـٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِى خَلْقِ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان : 191] "

بلکہ فکر ھی ذکر کی متحرک ھوتی ھے۔ سب سے پہلے آپ کا خیال، آپ کا ایک emotion، ایک اخلاص آپ کو اللہ کی طرف لے جاتا ھے۔ پھر آپ کے خیالات آپ کو اللہ کی طرف لے جاتے ھیں۔ پھر وہ آپ کی زبان تک پہنچ کے ذکر ھو جاتے ھیں۔ جب آپ ذکر شروع کرتے ھین تو ذکر کی فضیلتیں واپس آ کے آپ کے خیالات کو مصفّی کرتی ھیں اور پھر آپ کے gene تک جا کے ان کی ترتیب سنوارتی ھیں۔ اس لیئے پہلے ھمیں سب سے پہلی بات جو خدا کے لیئے ضروری ھے، وہ وھی ھے جو شیطان کے جواب میں اللہ نے کہی ھے کہ اے شیطان مجھے پتا ھے، جیسے شیطان نے دعویٰ' کیا کہ تو نے اس خبیث کو میرا حریف بنایا، اس کمزور، اس مٹی کے کھنکتے ھوئے گارے کی مخلوق کو میرا حریف بنایا جبکہ میں چمکتے ھوئے شعلوں کی پیداوار تھا۔ میں نیلی سلگتی ھوئی آگ کے عروج سے پیدا ھوا تھا، میں کتنا مصحفّی' اور پاک تھا اور تو نے اس مٹی والے کو اس

" صَلۡصَـٰلٍ كَٱلۡفَخَّارِ [سُوۡرَةُ الرَّحمٰن: 14] "

والے کو، اس بدبودار کیچڑ کے جرثومے کو مجھ سے بہتر بنایا۔ تو خداوندِکریم سے اس نے اجازت مانگی اور کہا کہ دیکھو میں اس کے آگے سے آؤں گا، پیچھے سے آؤں گا، دائیں سے آؤں گا، بائیں سے آؤں گا، اوپر سے آؤں گا، نیچے سے آؤں گا، میں ھر حال میں تیرے بندوں کو گمراہ کروں گا۔

" أَغۡوَيۡتَـهُمۡ "

میں ان کو پڑوی سے اتار دوں گا۔ سیدھے رستے پہ چلتے ھوئے ان کو پگڈنڈیوں پہ ڈال دوں گا۔ ان کو گمراہ کروں گا۔ اللہ نے کہا ھاں تو کرے گا، ایسا کر کے دیکھ بھی لے، مگر ایک بات یاد رکھنا میرا اور بندے کا ایک تعلق ھے، تو جو مرضی کرلے تو اس بندے کو کبھی گمراہ نہیں کر سکے گا

" إِلَّا عِبَادَ ٱللَّهِ ٱلۡمُخۡلَصِينَ [سُوۡرَةُ الصَّافات : 160] " (جن کے دلوں میں ایک ذرہ برابر اخلاص ھبی میرے لیئے موجود ھے)

خواتین و حضرات! مسلم کی حدیث ھے، آپ جانتے ھیں کہ قیامت کا دن کافی پرآشوب ھو گا، ان میں سے کچھ ھمارے بزرگ بچ بھی جائیں گے۔ اسی طرح کچھ بڑی خوبصورت داڑھیاں، سرمئی آنکھیں اور بڑی شاندار پگڑیاں اور جتنے خلہ و زربفت و کمخواب ھیں، فرشتے ان کو لے کے جنت کو جارھے ھوں گے، تو آواز آئے گی . . .

" اے فرشتگانِ فلک ان کو جہنم میں پھینک دو "

بڑا dramatic trauma پیدا ھو جائے گا۔ اس traumatic effect پہ فرشتے کچھ بوکھلا جائیں گے،کہیں گے اے پروردگار ان کے نامہء اعمال کی نیکیاں لکھ لکھ کر شرقاً غرباً ھمارے کاغذ ختم ھو گئے ھیں اور آپ ارشاد فرما رھے ھو کہ ان کو جہنم میں پھینک دو۔ تو کہا میرا اور میرے بندے کا ایک معاملہ ھے جسے صرف میں ھی جانتا ھوں، اور وہ ھے اخلاص۔ اگر ایک ذرہ برابر آپ کے دل میں اخلاص ھے تو یقین کرو قیامت تک شیطان اور اس کی ذریّت آپ کو کبھی پریشان نہ کر پائے گی۔ آپ یقیناً اپنی منزلِ عاقبت تک بڑی خوبصورتی سے پہنچیں گے۔ ھاں دعا لازم ھے۔ اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ پہ اپنا گمان اچھا رکھو۔

ایک ولی اللہ بہت اللہ سے ڈرایا کرتے تھے، ھمیں بھی بڑا ڈرایا جاتا ھے اللہ سے، کہ اللہ سے ڈرو، ڈرو، ڈر کے کانپتے رھو۔ وہ بھی ایسے ھی اللہ کے ولی تھے بہت ھی ڈرا کرتے تھے۔ ڈرتے ڈرتے ایک دن مر گئے، جب مر گئے تو کسی دوسرے ساتھ کے ولی نے دیکھا، بھلا سناؤ کیا بنِیاں (کیا بنا)؟ اس دیس میں کیا ھوا؟ کہا بس اللہ میاں نے بلایا، بڑے غضب کی آنکھ تھی ان کی اور میں ان کے سامنے پیش ھوا، اللہ نے کہا تجھے میری ساری صفات میں خوف ھی یاد تھا۔ چلو اب یہاں بھی ڈرتے رھو۔ اللہ کے رسولؐ کا ارشاد ھے کہ اے لوگو اللہ پہ گمان اچھا رکھو اور جس کا گمان اچھا ھوا، اللہ اس کے گمان کے مطابق اس کو نوازے گا، پھر فرمایا یہ دعا مانگتے رھا کرو

" ٱللّٰهمّ ثَبِتۡ قَلۡبِی عَلی دِینَا " اے اللہ اپنے دین پہ ھمارے دل کو سلامت رکھنا،

اور یہ دین کیا ھے؟ اللہ پہ گمان کیسا ھونا چاھیئے؟ میں تو آج تک حیران ھوں، میں ھزار مرتبہ وہ حدیث پڑھوں تو میرے دل کو تسلی نہیں ھوتی کہ اتنی خوبصورت بات میں نے بڑے سے بڑے دانشور سے نہیں سنی جو عرب کا ایک صحرانشین بدو کہہ گیا تھا۔ جب وہ رسولِ اکرمؐ کے پاس حاضر ھوا تو اس نے پوچھا یا رسول اللہؐ قیامت کے دن حساب کون لے گا؟ فرمایا . . . " اللہ خود "۔ وہ ھنسا اور ھنس کے چل دیا۔ جب وہ ھنسا اور چل دیا تو رسولؐ کو بڑا تعجب ھوا، اصحاب کو بڑا تعجب ھوا، فرمایا اس کو ذرا واپس بلانا۔ جب واپس بلایا تو اس سے پوچھا کہ میاں ھنسنے والی کون سی بات تھی اس میں؟ یعنی اس میں خوشی والی کیا بات تھی؟ تو اب ذرا اس بدو کا جواب سنیئے، اس نے کہا

. . . یا رسول اللہؐ ہم نے دیکھا ہے کہ زندگی میں جب کوئی عالی ظرف حساب لیتا ہے تو بڑی نرمی سے لیتا ہے، تو اللہ سے بڑا عالی ظرف کون ہو گا؟ تو مجھے یقین ہے کہ میرا کوئی حساب نہیں ہو گا۔

خواتین و حضرات! یہ وہ گمان ہے اللہ کے بارے میں، میں تو حیران ہوں کہ میرا خیال ہے کچھ نوازشوں کو اللہ اتنا مہربان تھا، آپ خود سوچو کہ خداوندِ کریم نے کیا کیا؟ آپ اس کے بارے میں سنتے رہتے ہیں کہ وہ رحمتوں والا ہے، کرم والا ہے، رحیم ہے، کریم ہے۔ ہمیں کیا پتا وہ کیا ہے؟ ہم نے زندگی میں اس کو دیکھا تھوڑا ھی تھا۔ ہم تو زمین پر حادثات دیکھتے چلے آئے ہیں، ہمیں کیا پتا ہوتاکہ وہ کس قسم کا رحمان اور رحیم ہے؟ تو پھر اس نے محمدؐ رسول اللہ کو تخلیق کیا، پھر وہ طرزِ پیغمبرانہ اور پھر وہ اندازِ رسولِ اکرمؐ، پھر وہ محبت اور انس، وہ کرم، وہ نوازش وہ سلوک جو اللہ کے رسولؐ نے اپنی زندگی میں لوگوں سے کیا۔ ذرا سوچو تو سہی کتنی محرومیں سے وہ سایہء رحمتِ پروردگار اٹھا۔ ماں نہیں، باپ نہیں، جس چیز پہ آسرا کرنا چاھا زندگی کے لیئے وھی اللہ نے اٹھالی اور اتنی محرومیوں سے اٹھا ہوا ہمارا رسولِ رحمتؐ زندگی پھر خدا کے بندوں کے لیئے، جانوروں کے لیئے، پرندوں کے لیئے سایہء رحمتِ پروردگار رھا۔ اب یہ ثبوت تھا جو اللہ نے کہا کہ رحم کرنے والے اپنی زندگی کی مجبوریوں سے فیصلے نہیں دیتے، جو کرم کرنے والے ہوں وہ یہ گلہ نہیں کرتے کہ اے اللہ ہمیں تو نے کچھ نہیں دیا تھا۔ ہم لوگوں کو کیوں دیں؟ اللہ کے رسولؐ کی زندگی یہ بات بتاتی ہے کہ ہزار محرومیوں کے باوجود اس شحصِ کریمؐ نے پوری کائنات کو ایسا حسنِ وجود بخشا ہے، ایسی رحمت بخشی ہے جو تصورِ انسان سے بالا ہے، جو ابنارمل نہیں ہے، وہ اتنا نارمل انسان ہے کہ یہ تین چیزیں اکٹھی ہو جاتی ہیں (ان کی ذاتِ اقدسؐ میں) اللہ کی رحمت، اعلیٰ' ترین علم اور بہترین خصلتیں، اور رؤفیّت و رحیمیّت، ساری کی ساری اعتدال میں ہیں۔ اس اعتدال کی سب سے بہتر مثال محمد رسول اللہؐ ہیں۔

سوال نمبر 054) اگر کوئی خاتون لاعلمی میں ابارشن کرائے اور اسے بعدمیں پتہ چلے کہ یہ قتل ہے، پھر وہ سچے دل سے توبہ کر لے تو کیا اس کے لیئے معافی ہے؟

جواب: سب سے پہلے تو جو انہوں نے لفظ لاعلمی استعمال کیا تو لاعلمی قطعاً قابلِ سزا نہیں ہے بلکہ ساری دنیا کے قوانین میں اور اسلام کے شرعی قونین میں بھی اگر کوئی فرق ہے تو آپ دیکھیں گے دنیاوی Law ہمیشہ ایک جملہ بولتا ہے کہ

Ignorance of law is no excuse

ساری دنیا کا قانون اسی جملے پر قائم ہے،

but with God and in the law of Islam, ignorance of the law is an excuse.

اس سے مراد یہ لیا جاتا ہے کہ آپ لاعلم ہیں، آپ کو پتا ھی نہیں۔ آپ دیکھو اس کے بارے میں قرآنِ حکیم میں لکھا ہے کہ میں اے آج تک کسی قوم کو برباد نہیں کیا، اللہ کہتا ہے میں نے آج تک کسی قوم پر تباھی نہیں بھیجی، جب تک کہ پلہے رسول نہین بھیج لیئے، جب تک ان کو پہلے تعلیم نہیں دے لی، ان کو بتا نہین دیا کہ صحیح اور غلط کیا ہے۔ اس وقت تک وہ اللہ کے عذاب کے کبھی بھی حقدار نہیں ہوتے۔ اسی لیئے اللہ کے نزدیک

ignorance is very much excusable

میں آپ کو ایک اور بات بتادوں آپ نے بہت کم یہ مسلہ سنا ہو گا کہ

There are parents who waste their children deliberately with planning

ان کو دئیت دینی پرتی ہے۔ جب کوئی ایسا کر گا تو وہ بچے کی دئیت دے گا اور سکہ رائج الوقت دے گا۔ یہ فقہی مسلہ ہے کہ

If some parents deliberately do not want a child

اور وہ ضایع کرتے ہیں تو انہین دئیت دینی پڑتی ہے، سکہ رائج الوقت میں۔ ان پہ بچے کے قتل کا نہیں دئیت کا حکم ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ توبہ کے بارے میں کوئی بدگمانی نہ کرو، جس نے توبہ کی اور ارادہ کیا کہ دوبارہ یہ خطا نہیں کروں گا، چاھے وہ پھر خطا کرے، مگر جس نے سچے دل سے توبہ کی اور ارادہ کرلی کہ وہ پھر خطا نہیں کرے گا، وہ ماں کے پیٹ سے تازہ جنا گیا۔ اس پر کوئی الزام نہیں ہوتا۔ یہی اللہ اور اس کے رسولؐ کا فیصلہ ہے۔

سوال نمبر 055) پروفیسر صاحب اس میں یہ بھی ھوتا ہے کہ کتنی عمر کا بچہ ہو، پہلے چار ماہ میں یا اس کے بعد؟

جواب: The only thing is

کہ جیسے حضورِ اکرمؐ نے فرمایا کہ چالیس چالیس دن کے وقفوں کے ساتھ جاب اس میں روح پیدا ہو جائے تو اس میں recognition ہوتی ہے۔ روح سے پہلے شاید بہت سارے لوگ جو ہیں تازہ تر مسلے کے مطابق وہ ایک فزیکل وجود کو ماننے سے انکار کرتے ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ جب ایک female egg ایک male sperm کو conceive کر لیتا ہے تو بہر حال وہ زندگی کی ایک شکل form ہوتی ہے اور اس پر ہم موت کا حکم نہیں لگا سکتے۔ اس لیئے بہتر قانون وہ ہے جو میں نے ابھی آپ کو بتایا ہے کہ اگر کوئی ایسی کمی بیشی آپ کے ذہن میں ہو تو آپ اس کی دئیت دو۔

سوال نمبر 056) آپ اپنے لیکچر کا آغاز ہمیشہ رَبِ اَدۡخِلۡنِی مُدخَلَ والی دعا سے ھی کیوں کرتے ہیں؟

جواب: اصل میں بات یہ ہے کہ

Right from the very beginning I thought I was not worth talking about God

ویسے تو ہم بحث و مباحثہ میں بہت ساری باتیں ایسی کرتے تھے

it was late in sixty seven

کہ میں ایک سراغ میں لگا ہو تھا، ایک علم کی تلاش میں تھا کہ جس میں hundred per cent truth کی expectation ہو۔ چاھے میں پاؤں یا نہ پاؤں، یہ علیحدہ بات ھے کہ میں سو فیصد نہ پاؤں، ستر فیصد پالوں مگر میں ایک اسے علم کی تلاش میں تھا جس کے متعلق میں کہہ سکوں کہ اس میں سو فیصد سچائی موجود ھے۔ دیکھیئے بعض علوم استادوں سے نیچے رہ جاتے ھیں، بعض علوم ایسے ھیں جو حتم ہو جاتے ھیں اور پھر کوئی نیا، برا استاد آ کر اس میں کوئی نئ توجیہہ اور نئی تاویل کے ذریعے اس کو آگے بڑھاتا دیتا ھے۔ مگر بعض جگہ استاد ھمیشہ ھی علم کے سائے میں رھتے ھیں اور وہ اس علم کی Ultimate height کو نہیں پہنچ پاتے۔ یہ وہ علوم ھیں جو خدا سے منسلک ھیں۔ nobody can ever claim کہ ھم نے اللہ کی اس تعلیم کو مکمل حاصل کر لیا ھے جو وہ ھمیں دینا چاھتا ھے۔ بعض دنیاوی علوم ھیں استاد علم پر حاوی ھوتے ھیں اور خدائی علوم میں علم استادوں پر حاوی ھوتا ھے۔

This is a main difference if you understand

تو پھر میں نے سوچا کہ اگر فرض کرو آپ کسی کو پڑھاتے لکھاتے ھیں تو

I was not willing to teach, frankly telling you

بہت عرصہ سے میری زندگی کا یہ خودغرضانہ سا شعار رھا کہ اپنے لیئے زندگی گزارو کافی ھے، خود آپ عذاب سے بچو

ؔ اگر کج رو ھیں انجم آسماں تیرا ھے یا میرا   مجھے فکرِ جہاں کیوں ھو جہاں تیرا ھے یا میرا

مگر بعد میں جب پتا نہیں کس سزا کے طور پر مجھے خلق کی مصاحبت بخشی گئ تو پھو میں نے اللہ سے ایک عرضداشت کی کہ اگر ایسا ضروری ھے تو

" رَبِّ أَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاْجْعَل لِّی مِن لَّدُنكَ سُلْطَـٰنًا نَّصِیرًا [سُوۡرَةُ بنیٓ اسرآئیل / الإسرَاء: 80] " آخری حصہ پر میرا بڑا دباؤ تھا کہ اے مالک و کریم پھر مجھے دلیلِ غالب عطا فرما۔

سوال نمبر 057) پروفیسر صاحب حدیثِ رسولؐ کا مفہوم ھے کہ پیشن گوئی کرنے والا جہنم میں جائے گا۔ ھم تاریخ میں حضرت نعمت شاہ ولیؒ کو اس ضمن میں کافی معروف دیکھتے ھیں اس طرح آپ بھی گاھے بگاھے پیشن گوئی فرماتے ھیں۔ اس بارے میں وضاحت فرما دیجیئے؟

جواب: ایک تو آپ نے quote بڑا غلط کیا ھے، ایسی کوئی حدیث میرے علم میں نہیں ھے۔ ھارون الرشید صاحب یہاں تشریف فرما ھیں، میں ان سے درخواست کروں گا کہ آج جا کے ڈھونڈھیں۔ اصل میں یہ کاھنات اور جنات کی باتوں کے بارے میں ھے کہ جتنے بھی پیغمبرانِ حق ھیں سب نے پیش گوئیاں فرمائیں ھیں۔ حضرتِ دانیال کے مکاشفات، حضرتِ یوحنا کے مکاشفات، حضرتِ اذائیل کے مکاشفات پھر حضرت محمدؐ کی کچھ احادیث کو ھم پیش گوئی بھی نہیں بلکہ زندہ معجزات سمجھتے ھیں۔ تو اصل میں authority دیکھنی ھوتی ھے کہ کیا جو پیشن گوئی ھے اللہ کی طرف سے آ رھی ھے یا پیشن گوئی کسی شیطانی اکتساب کی وجہ سے آ رھی ھے۔ جیسے اللہ کے رسولؐ نے ایک بات کہی جو صرف پیش گوئی کے بارے میں ھی نہیں بلکہ سب سے بڑی بات یعنی شگون کے بارے میں ھے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا شگون لینا اچھا نہیں ھے مگر برا شگون لینا شیطان کی طرف سے ھے، اچھا شگون لینا اللہ کی طرف سے ھے۔ تو میں کوئی پیشن گوئی نہیں کرتا۔ آج تک میں نے قطعاً کوئی اپنی طرف سے پیشن گوئی کبھی quote نہیں کی، اور نہ ھی میں پیشن گوئی سمجھتا ھوں، بقولِ سیدا شیخِ عبدالقادر جیلانی " مخبرِ صادقؐ کی اطلاع سمجھتے ھیں "۔ ھمیں جو اللہ کے رسولؐ نے بتایا میں اسے پیش گوئی نہیں کہہ سکتا۔ وہ تو فیصلے ھیں، کائناتی فیصلے ھیں۔ وہ لوحِ محفوظ کی عبارت (writing) ھے اس میں کوئی تحریف نہیں ھو سکتی۔ بعض لوگ ان کو مانتے ھیں بعض نہیں مانتے ھیں۔ آپ دیکھو بہت پہلے کی بات ھے کہ دجال کی پہچان کے بارے میں اللہ کے رسولؐ فرمایا کہ دجال ایک ملک میں داخل ھو گا اور ایک ھاتھ سے اس پر آگ پھینکے گا اور دوسرے ھاتھ سے اس پر روٹی پھینکے گا۔ تو اگر آپ نے افغانستان میں دیکھا ھو تو بعینہ یہ علامات ھمیں ھوتی نظر آتی ھیں۔ میں افغانستان میں (امریکی حملے کے دوران) اس وقت حیرت زدہ رہ گیا جب اللہ کے رسولؐ کی یہ حدیث یوں پوری ھوئی کہ

American bombers were bombing also and throwing food also at the same time

تو اتنا exactly میں نے حدیث کو پورا ھوتے دیکھا۔ اس کو مین پیش گوئی کیسے کہہ سکتا ھوں؟ ابھی کل کی بات ھے، میں ایک حدیث کے بارے میں بہت فکرمند تھا۔ میں نے دوست احباب سے بات بھی کی، میں نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آرھی کہ اللہ کے رسولؐ کے اس قولِ مبارک میں کیا حکمت پوشیدہ ھے؟ کیا میں اس حدیث کو شک و شبہ کی نظر سے دیکھوں؟ میں اس کے بارے میں کچھ مزید مواد ادھر ادھر سے دیکھ رھا تھا۔ وہ حدیث یہ تھی کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ " مسلمان جب قسطنطنیہ کی فتح سے فارغ ھوں گے اور انہوں نے ابھی ہتھیار لٹکائے ھوئے ھوں گے تو خبر آئے گی کہ دجال نکل آیا ھے "۔ تو میں سوچتا تھا کہ قسطنطنیہ سے مراد ترکی ھے، جیسے پہلے ایک شہر کا نام بولتے تھے تو اس سے مراد ایک ملک ھوتا تھا۔ اس وقت ایک شہر اصفہان کا مطلب ایران تھا۔ اب ھمیں پتا ھے کہ

Turkey was such a good friend of Israel

ان میں اتنی محبتیں تھیں، سولہ دفاعی معاھدے تھے۔ میں اکثر سوچا کرتا تھا کہ Constantinople تو سلطان محمد فاتح کے ھاتھوں فتح ھو چکا ھے، اب کون سی ایسی چیز ھے جو اللہ کے رسولؐ نے فرمائی ھے؟ حدیث پہ بھی مجھے شبہ نہیں تھا۔ میں نے بہت غور کیا، پھر میں نے اسے pending ڈال دیا کہ چلو وقت آیا تو پتا چل جائے گا۔ مگر جب یہ freedom flotilla کا واقعہ آ گیا تو روزِ روشن کی طرح مجھ پہ عیاں ھو گیا۔ اب میں اس حدیث کو آگے بڑھا سکتا ھوں، interpret کر سکتا ھوں۔ وہ یہ کہ ترکی آنے والے وقتوں میں ضرور بدلہ لے گا، اسرائیل کو ضرور مارے گا۔ وہ وقت دور نہیں جب اسرائیل اس کے ھاتھوں سے مرے گا تو اس کا حمایتی اس کا جدِ امجد دجالِ عظیم اس

کی حمایت کے لیئے Middle East میں داخل ہوگا اور جنگِ عظیم سوم کا آغاز ہو جائے گا۔ یہ نہیں پتہ کہ آج ہے کہ کل مگر ہو گا ایسا ہی، اب وہ حدیث بالکل واضح ہو گئی ہے۔

Turkey will never forget the insult it has already taken from the Israel

سرِدست ترکوں نے اس سے سولہ معاھدے منسوخ کر دیئے ھیں۔ انہوں نے ان بائیس ترکوں کا بدلہ ضرور لینا ھے۔ ترک مرنے والے مسلمان ھیں، مارنے والے مسلمان ھیں۔ وہ ھماری طرح کبھی کسی کے غلام نہیں رھے۔ اس لیئے یہ واقعہ بالکل واضح ہو گیا ھے کہ

any time anything can happen between Turkey and Israel in middle east.

ہم پیچھے آنے والے مسلمان ھیں۔ اس کے بعد ھماری باری ھے۔

سوال نمبر 058) پروفیسر صاحب آپ نے فرمایا ھے کہ ھم بچے کی پیدائش کے وقت اس کے future کے متعلق کبھی نہ سوچیں، یہ ڈاکٹر بنے گا، انجینئر بنے گا۔ اس کا مطلب ھے کہ ھم اپنے future کو بہتر بنانے کے لیئے سوچنا بند کر دیں۔ کیا اچھی امید بھی رکھنا نیکی نہیں ھے؟

جواب: صاحب! آپ بہت زیادہ guess نہ لگایا کریں۔ میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں تھا۔ اب دیکھو ناں! آپ فرض کرو یورپ میں حساب کتاب سے ان کو الٹرا ساؤنڈ میں بتا دیتے ھیں بچی ھے یا بچہ ھے۔ وہ لوگ کہتے ھیں کہ آپ اس کا نام رکھ دیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نام نہیں رکھتا ہوں، جب تک بچہ پیدا نہیں ہو گا میں نام نہین رکھ سکتا۔

because between the cup and lips there are many slips

اب جب تک کوئی چیز واضح نہیں ہو جاتی بیحثیتِ مسلمان میرا خیال یہ ھے کہ میں اللہ پہ شرط نہیں رکھنا چاھتا۔ میں انتظار کروں گا کہ جب بچہ پیدا ہو جائے گا تو میں اس کا نام رکھوں گا۔ میں یہ آپ کو attitude کا فرق بتا رھا تھا۔ مگر کوئی سوچ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر کوئی آدمی پہلے سوچ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں، نہ اللہ کی طرف سے نہ ھماری طرف سے، البتہ اگر آپ انشاء اللہ کہو اور ماشاء اللہ کہو تو پھر اس کی کوئی گارنٹی ھے مگر ابھی بچہ پیدا نہیں ہوا، بیچارے کا پتا نہیں کہ اسے کھانسی لگی ہوئی ھے، یرقان ہو پڑا ھے اور اپ اس کی ڈاکٹری کے نقشے بنا رھے ہوں۔

and how do you know the way he will be brought up and he/she will rise up?

البتہ اگر کوئی گیارھویں بارھویں جماعت میں آ کر مجھے کہے کہ جی بچے کے لیئے ھم نے یہ career چنا ھے تو میں اسے بتا سکتا ہوں

because rightly speaking after 10^{th} you might be able to make a decision

کہ یہ سائنسز میں جائے گا کہ آرٹس میں، بائیوز میں جائے گا یا انجینئرنگ میں جائے گا؟ اس سے پہلے تو مجھے یہ فضول سی سوچ لگتی ھے۔ وھی بچہ ایک دن ان کے سامنے آ کھڑا ہو گا اور مذاق اڑائے گا کہ آپ جو مرضی کر لو میں نے تو کرنا وھی ھے، میں نے تو سنوکر کھیلنی ھے۔

سوال نمبر 059) تاریخی شواھد ملتے ھیں کہ وحی میں تعطل کے باعث آپؐ اس قدر رنجیدہ ہوئے کہ آپؐ نے خود کشی کا ارادہ باندھ لیا اور اس کے لیئے باقاعدہ ایک پہاڑ پر تشریف لے گئے اس واقعے میں کتنی صداقت موجود ھے؟

جواب: دیکھیئے صاحب! خودکشی اسلام نے حرام کی ھے اور اس کے پیچھے philosophy دی ھے۔ مگر اللہ کے رسولؐ کا یہ ارادہ ایک جذباتی سا فیصلہ تھا۔ آپؐ کے وہ الفاظ موجود ھیں، اس سے مراد ایک خودکشی مراد نہیں تھی۔ وہ ایک ایسا تاثر ھے جیسے میرا خیال ھے صبح و شام خواتین تو بہت ھی بولتی ھیں اور مرد کبھی کبھی بولتے ھیں (کسی بڑے صدمے میں آ کے) کہ میرا جی چاھتا ھے میں مر جاؤں، مگر ان میں سے کبھی کوئی مرا ھے؟ اگر کبھی ایسا ہو تو آپ کو پتا ھے کہ کتنی زندگیاں سنور جائیں مگر ایسا کبھی نہیں ہوا، ایسے کبھی بھی نہین ہوتا۔ انتہائی اضطراب کی حالت میں جذباتی ہو کر کوئی desperate لفظ بول دینے یا کوئي ارادہ ظاھر کرنے سے خودکشی نہیں ہوتی۔ اصل میں یہودیوں نے اللہ کے رسولؐ سے کچھ سوال پوچھے اور اللہ کے رسولؐ نے انہیں تین دن کا وقت دیا۔ تین دن جبرائیلِ امینؑ نہیں آئے۔ اھلِ کفر میں ایک کاھنہ تھی جو وھاں گزرتی تھی، تو اس نے مدینہ کی گلیوں میں بڑا پروپیگنڈہ کیا اور باربار ایک جملہ بولا کہ محمدؐ کو اس کے جن نے چھوڑ دیا، محمدؐ کو اس کے جن نے چھوڑ دیا۔ وہ گلی کوچے یہ شور مچاتی پھرتی تھی۔ اللہ کے رسولؐ کو بہت صدمہ تھا۔ آپؐ کی جو entire approach تھی اور ساری زندگی اللہ کے ساتھ تعلق میں انہیں کبھی ایسی صورتِ حال سے واسطہ نہیں پڑا تھا، ان کو یہ شبہ پڑا کہ شاید میری کسی خطا کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی مجھ پہ آ رھی ھے اور مجھ سے یہ نعمت معطل کر دی گئ ھے۔ تو وھاں فقرہ کچھ اس قسم کا تھا کہ " میرے جی میں آئی تھی کہ میں اس پہاڑ سے اپنے آپ کو نیچے گرادوں "(یا)" اور میرے جی میں آیا "۔ میرا خیال ھے کہ ایک خیال ھی ہو گا جو ارادے تک نہیں پہنچا۔ اس طرح تو لاکھوں لوگ سوچتے ھیں ھمارے جی میں آتا ھے کہ کچھ نہ کچھ کر گزریں مگر ھم کرتے کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہؐ کو desperation کا ایک خیال سا آیا کہ اچانک آسمان میں تڑاکا ہوا، حضرت جبرائیلِ امینؑ حاضر ہوئے اور فرمایا آپؐ سے رسالت چھنی، نہ اللہ آپؐ کے ھاتھ سے گیا۔ صرف اللہ نے یہ کہا کہ جب آپؐ کو کوئی delay ہو جائے، کوئی مسلہ ہو جائے، جب آپؐ کوئی وعدہ کریں تو آپؐ اشاءاللہ کہہ لیا کریں اور اگر بھول جائیں تو جب یاد آئے (پڑھ لیا کریں)۔

خواتین و حضرات! ایک بات یاد رکھیئے اللہ کے رسولؐ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ یہ اصول میرے اور آپ کے لیئے تھا اور ھماری وجہ سے اللہ کے رسولؐ کو یہ دکھ پہنچا۔ سچی بات یہ ھے کہ پیغمبر کی ابتلاء اُمت کے لیئے ہوتی ھے۔ اللہ کے رسولؐ کا ایک ارشاد بڑا خوبصورت ھے کہ بعض اوقات پیغمبر سے غلطی اس لیئے کروائی جاتی ھے کہ اُمت کی اس میں بھلائی ہوتی ھے۔ یہ اللہ کے نزدیک غلطی نہیں ہوتی مگر ایک act of Prophet سے چونکہ بہت بڑا اصول نکلنا ہوتا ھے، جیسے آپ کہو ناں! یونس علیہ السلام کو تو ھمین پتا ھی کوئی نہیں۔ بس قرآن ھی بتاتا ھے، نہ ھم تھے، نہ آپ تھے۔ ایک سانحہ گزرا مچھلی کے پیٹ میں گئے اور

" لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَـٰنَكَ إِنِّى كُنتُ مِنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ (٨٧) [سُوۡرَةُ الأنبيَاء : 87] "

مگر کیا ھوا؟ اب دیکھو کتنی بےوقوفی اور حماقت کی بات ھو گی کہ اگر کوئی شخص کہے جی یونسؑ تو بڑی غلطی کر گئے تھے، یونسؑ سے تو یہ ھو گیا مگر حقیقت یہ ھے کہ یونس کی اس حرکت کو جے اللہ نے خطا سمجھا، ھم اسے خطا نہیں کہہ سکتے، میں تو کہہ ھی نہیں سکتا مجھے تو یونسؑ کی وجہ سے اتنی بڑی نعمت ملی ھے کہ میں اسے خطا نہیں کہہ سکتا ھوں، ھاں اللہ اسے خطا کہہ سکتا ھے۔ تھوڑا سا فرق ھے کہ وہ اسے خطا کہہ سکتا ھے۔ کسی چیز کو perfect یا imperfect کہہ سکتا ھے، میں نہیں کہ سکتا۔ میں تو یونسؑ سے بہت ھی گئے گزرے درجے پر ھوں، مگر میں یہ کہتا ھوں کہ شکر ھے اللہ نے یونسؑ سے وہ خطا کروائی کیونکہ اس کی وجہ سے ایک ایسا اندازِ معذرت نکلا، ایسا خوبصورت اندازِ معذرت نکلا کہ جس پر اللہ کی شہادت آ گئ

" . . . وَكَذَٲلِكَ نُـۨجِى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ [سُوۡرَةُ الأنبيَاء : 88] "

ھم نے یونسؑ کو نجات دی اور ھم ھر اس مومن کو دیں گے جو اس انداز میں ھم سے معافی مانگے گا۔ تو آپ دیکھو آپ کو وہ خطا لگتی ھے کہ رحمت اور نعمتِ کبیر لگتی ھے۔

It is not possible to object to the prophet's deeds because they are very very well guided persons

ان کی خطائیں نہیں ھوتیں مگر اُمت کے لیئے باعثِ رحمت ھوتی ھیں۔

سوال نمبر 060) یہ ایک سوال ھے most urgent کی caption کے ساتھ پروفیسر صاحب آپ اپنے علم میں حروفِ مقطعات کو ادارتی شکل کیوں نہین دیتے، کافی آسانی پیدا ھو سکتی ھے اور کیا اس علم کو حاصل کرنے کے لیئے تقوی' شرط ھے؟
جواب: سائنسز کو تقوی' سے اتنی نسبت نہیں ھوتی

I have yet to make it a point with whether I know a scientific knowledge

یا یہ میرے تخیل کی پیداوار ھے۔ but since ایک آدمی جب کسی علم کے اصول مرتب کر لیتا ھے، یعنی اس کے rules ھوں، یا ضابطگی ھو اور ان میں مستثنیات کے ظہور کا کوئی امکان نہ ھو، کیونکہ سب سے پہلے کوئی بھی قانون اور کوئی علم ایک theoretical level پہ ھوتا ھے، ایک hypothesis ھوتا ھے، hypothesis کے بعد وہ theory بنتا ھے، theory کے بعد وہ law بنتا ھے۔ تو جس علم کو میں نے hypothetically اخذ کیا وہ اب شاید theoretical limits میں آ گیا ھے۔ مگر میں یہ نہین کہہ سکتا کہ میں اس law کی آگہی تک پہنچ گیا ھوں۔ میں سمجھتا ھوں اوّل تو مجھے ضرورت ھی نہیں کہ میں انسانوں کی اوّل و آخر، دنیا و عاقبت اور ان کی زندگیوں کے بارے میں اتنا جاننے کی کوشش کروں۔

I don't have the wish, secondly, purpose of this knowledge was

لوگوں کو دیکھا جا سکے کہ ان کے اور اللہ کے درمیان میں main hindrances کیا ھیں؟ اس کو اگر عام کیا جائے تو میرا خیال ھے کہ کم سے کم مجھے ستر کمپیوٹر چاھئیں، پھر ایک جدید ترین سافٹ وئیر میں کم اسے کم ستر ھزار افراد کا ڈیٹا ڈالنا پڑے گا تا کہ جو اقسام ان پر اثر انداز ھوں گئیں ان کا ادراک کیا جا سکے۔ بلاشبہ یہ علم آپ کو انتہائی سائنسی بنیادوں پر judgements دے سکتا ھے جو کہ finality کی حد تک درست ھوں۔

آپ کو ایک مثال دیتا ھوں، سائیکالوجی کی ایک برانچ ھے جسے Dianetics کہتے ھیں۔ ھمارے ھاں Dianetics کو اتنی پذیرائی حاصل نہیں البتہ یورپ اور امریکہ میں اس کی کافی مانگ ھے۔ آجکل Dianetics میں پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بھی ھو رھی ھے۔ ایک سکالر آگئے امریکہ سے، تو وہ بتانے لگے کہ Dianetics کے تجرباتی عمل میں ایک آدمی کو کمپیوٹر کے ساتھ hook up کر کے اسے کمپیوٹر پر مختلف عنوان دیے جاتے ھیں۔ عنوان کچھ ایسے ھوں گے کہ جی شادی کے لفظ پہ اس کی blood movement کیا کہتی ھے؟ اسی طرح دوسرے الفاظ جیسے ماں کے لفظ پہ کیا کہتی ھے؟ بچے کے لفظ پہ کیا کہتی ھے؟ اقتدار کے لفظ پہ کیا کہتی ھے؟ تو جس چیز پہ وہ زیادہ over concern ھو گا تو مخصوص آلات وغیرہ کے ذریعے وہ کمپیوٹر point out کر دیتا ھے کہ اس بندے کا زیادہ پرابلم یہ ھے اور اس چیز کے بارے میں concerned ھے۔ تو ایک لحاظ سے یہ غیبی سا علم سمجھا جائے گا کہ

A man is known by whatever obsession of mind he is going through and whatever desire he had to do any thing

دورانِ ملاقات میں نے پوچھا کہ تمہارے پاس Dianetics کی کوئی فائل موجود ھے؟ اس نے کہا ابھی تک میں نے دو بندوں کی فائلیں تیار کیں ھیں۔ میں نے کہا کہ فائلیں بند رکھنا اور میں تمہیں اپنی reading دیتا ھوں۔ میں نے اس کو reading دی تو وہ مجھے کہنے لگا کہ This is shocking آپ کی تو reading پوری ھے۔ میں نے تو صرف دو پوائنٹ اخذ کیئے تھے اور وہ آپ نے شروع میں دے دیئے تھے۔ یہ جو علم ھے چاھے اس کو خوفناک کہیں یا اس کو shocking کہیں مگر یہ مکاشفاتی علوم میں سے ھے۔ شاید اس میں سب سے بڑی بات یہ ھے کہ نفسی اشکال اس میں ضرور حائل ھوتے ھیں اور جب آپ اپنی خواھش کے لیئے اس علم کو ادھر سے ادھر کرنا چاھو گے تو آپ کے نتائج ضرور خراب ھوں گے۔

سوال نمبر 061) پروفیسے صاحب نظر کے بارے میں خاصے لوگوں نے سوال پوچھا ھے کہ کیا نظر لگنا برحق ھے؟ اس کی شرعی حیثیت کیا ھے؟
جواب: سارا دماغ 007 چارج پر چلتا ھے اور اگر ایکا حصہ یا جز یہ سارا حاصل کر لے تو اس کی طاقت اور غیر صحت مندانہ رحجان بڑھ جاتا ھے، تو ایک فلیش میں پورے کا پورا چارج آپ کی نظر میں concentrate کرتا ھے۔ اور وہ دوسرے بندے پر جا گرتا ھے۔ حسد اور کینہ میں اتنی طاقت ھے کہ یہ مرکزیت دے دیتا ھے، آپ کے کسی بھی جذبے کو، نفرت کو، محبت کو اور یہ جب آپ کی نظر میں پورے سیلز جو ھیں باقی سیلز اس وقت اس کے بیکار ھوتے ھیں اور ایک سیل اتنا چارج مل جاتا ھے تو آپ کے وژن کے ذریعے وہ دوسرے بندے پہ جا گرتا

ہے اور یہ ایک scientific Phenomena ہے۔ شاید آنے والے وقتوں میں اس کا بھی کوئی سائنسی توجیہہ نکل آئے۔ تو نظر کے بارے میں اللہ کے رسولؐ نے بھی فرمایا کہ یہ لگتی ہے، so we do believe کہ یہ لگتی ہے۔ مگر اس کا علاج بھی ہے۔ پہلے کوئی اور طریقہءکار ہوتا تھا مگر پھر یہ دعا آگئی ۔ ۔ ۔

" بِسۡمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذۡهَبۡ حَرَّهَا وَ بَرۡدَهَا وَ وَصَبَهَا [حصنِ حصِين] "

اللہ کے نام کے ساتھ کہ اے اللہ اس کو برائی سے، گرمی سے اور سردی سےبچا۔ تو یہ تین کیفیتیں ہیں جو انسان پہ نظر کے ذریعے طاری ہوتی ہیں یا اس کو بخار چڑھ جائے گا یا اس کو سردی کے ساتھ کپکپی لگے گی یا برائی کی وجہ سے something is going to happen to him جیسے ماتھے پہ چوٹ آ گئی یا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا یا کچھ اور حادثہ ہو گیا۔ یہ تین صورتیں ہیں جو نظر کی دعا میں بتائی گئ ہیں۔ تو بچوں کے لیئے عام ہے، اس دعا کو آپ کثرت سے پڑھ سکتے ہو، آپ تمام لوگ اپنے لیئے پڑھ سکتے ہو۔ اگر آپ حفاظتی طور پر اس کو پہلے پڑھ لیتے ہو تو یقیناً اللہ کے فضل و کرم سے اس کا وہی رزلٹ ہو گا جو virus سے بچنے کے لیئے ٹیکے لگوانے پہ ہوتا ہے۔

سوال نمبر 062) حدیثِ قرطاس اور باغِ فدک کے حوالے سے وظاحت فرمادیں۔

جواب: لگتا تو یہ ہے کہ یہ ایک معاملہ ہے جو دو مسلمانوں کے گروھوں میں جاری ہے، مگر اس کا حل تو شاید انہوں نے خود ھی کر لیا تھا۔ let say کہ حضرت ابو بکرؓ نے ایک فیصلہ کیا، حضرت عمرؓ نے اسے برقرار کیا، حضرت عثمانؓ نے برقرار کیا۔ سیدناابوبکرؓ نے جو ایک فیصلہ کیا اس میں حضرت علیؓ کو بلا کر ایک بات کہی کہ وارثین میں ابنِ عباسؓ بھی اتنا ھی دعوی' کر رھے ھیں جتنا آپ کرتے ھیں۔ میں بھی یہی کر سکتا ھوں کہ جیسے رسول اللہؐ نے اس کی تولیت آپ کے سپرد کی تھی۔ تو by no chance کوئی ایسا سراغ نظر نہیں آتا، حضرت ابوبکرؓ کا فیصلہ یہ تھا کہ میں اس کو چھیڑوں گا ھی نہیں، جیسے اس کو رسول اللہؐ خرچ کرتے چلے آئے ھیں ویسے ھی اس کا خرچ ھو گا۔ پھر حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ اس کی تولیت کے انچارج ٹھہرے۔ اور یہ اسے ھی خرچ ھوتا رھا۔ اگر یہ فیصلہ غلط ھوتا تو پھر کسی نہ کسی دور میں آ کے اس فیصلے کو تبدیل کیا جاتا۔ مگر دیکھا یہ گیا ھے کہ جب جنابِ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کےپاس خلافتِ مبارکہ آئی تو انہوں نے بھی اس کو بالکل نہیں چھیڑا اور فیصلہ برقرار رکھا۔ اب فرض کرو ھم یہ کہیں کہ جنابِ حضرت علیؓ کو فیصلہ غلط لگتا تھا مگر چونکہ ان کا اپنا تھا اس لیئے انہوں نے فیصلے کی توثیق کی تو یہ بھی ایک غلط دلیل ھو گی۔ کیونکہ یہ پیچھے چھوڑ جانے والی بات تھی۔ حضرت علیؓ کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ

" لا فی' اِلّا علی لَا سیف اِلَا ذوالفقار " تو وہ فتاوی' میں کسی قسم کی کوتاھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اگر مان بھی لیتے تو اہلِ بیت کی طرف سے اسے صدقہ کر دیتے تو کوئی نہ کوئی فیصلہ مرتب (convey) ھو جاتا۔ مگر میرے پاس فتاوی' حضرت علیؓ پڑے ھیں اور ان میں کوئی ایک جملہ بھی ایسا نہیں ھے کہ جس میں حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں باغِ فدک پہ کوئ ایسا حرف لایا گیا ھو۔ عقیدت کی جہاں تک بات ھے تو ھم اھلِ بیت کے لیئے بہترین احساسات اور excessive feelings رکھتے ھیں۔ ھمیں ان سے زیادہ کون عزیز ھو سکتا ھے؟ ھم تو ان کے احسان مند ھیں۔ مگر قانون بسااوقات جذبات کی پروا نہین کرتا۔ حدیثِ رسولؐ ھے کہ جب ایک مسلمان صحابی نے ایک یہودی کے خلاف دعوی' کیا تو آپؐ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، زمین کے ایک ٹکڑے کا، تو صحابی نے بعد میں کہا کہ یارسول اللہؐ میں ربِ کعبہ کی قسم کھا کے کہتا ھوں کہ میں سچا تھا۔ آپؐ نے فرمایا ھاں مجھے پتا ھے کہ تم سچے تھے مگر دنیا میں فیصلہ ھم شہادتوں کی بنیاد پر کرتے ھیں۔ تو میرے خیال میں یہی law مستعمل ھے۔

سوال نمبر063) یہودی ھمیشہ خدا کی ملعون قوم رھی ھے اور قرآن میں بھی اس کا اشارہ ملتا ھے۔ عملی طور پر بھی پچھلے دو ھزار سال سے اپنے اس dogma کو follow کیا۔ لیکن چند دھائیوں سے خدائی حکمتِ عملی میں یہ اچانک تبدیلی کیوں؟

جواب: میں آج صبح ھی قرآن کی آیت پڑھ رھا تھا کہ ھم نے فیصلہ کیا ھے ھم تمہیں دوبارہ اکٹھا کریں گے۔ میرا خیال ھے کہ اس بات کو سمجھنے کا ایک انداز تو یہ ھو سکتا ھے کہ میرا اللہ بڑا مہربان ھے اور مجھے ملک دے گا، حکومت دے گا اور دنیا میں غالب کرے گا۔ مگر جو اللہ کی strategy قرآن میں نظر آتی ھے کہ دونوں مرتبہ میں تمہیں اکٹھا کر کے خوب جوتے ماروں گا۔ اب سمجھنے کی بات ھے کہ یہود اسے اس طرف سے لے رھے ھیں مگر قرآن یہ کہہ رھا ھے کہ جیسے تم زور آور اور بدبخت لوگ ھو، بلکہ ان کے پیغمبر کہہ رھے ھیں

" أَعُوذُ بِٱللَّهِ أَنۡ أَكُونَ مِنَ ٱلۡجَٰهِلِينَ [سُوۡرَۃُ البَقَرَة " 67] " (کہ اے اللہ ان جاھلوں سے مجھے بچانا)

کہ یہ بدبخت باربار انہی حماقتوں کا ارتکاب کرتے ھیں۔ تو اللہ ان کو دوبارہ اکٹھا کر رھا ھے۔ سینکڑوں یہودی ساری دنیا میں بکھرے ھوئے ھیں اور اتنی دور تک بکھرے ھوئے ھیں کہ ان میں دو دو، چار چار کو اللہ کیسے مار سکتا تھا؟

I think according to the Quranic technique they had been gathered and they are being gathered

ذرا اکٹھا کر کے اچھی مار پڑے گی اور میرا خیال یہ ھے کہ قوموں کی زندگی میں کوئی سو سال، سوا سو سال زیادہ نہیں ھوتے۔ Individual life میں شاید سو سال ایک مکمل زندگی ھے۔ مگر قوموں کی زندگی تھوڑی طویل ھوتی ھے۔ اس لیے اگر دس پندرہ بیس سال انہوں نے گزار لیئے ھیں تو آپ فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ ان کا ۔ ۔ ۔

ؔ قریب ھے یارو روزِ محشر چھپے گا پشتوں کا خون کیونکر

جو چپ رھے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

سوال نمبر064) محبت اور مودّت میں کیا فرق ھے؟

جواب: محبت صفاتی ھوتی ھے اور مودّت جسمانی (physical) ھوتی ھے۔ اگر آپ قرآن پڑھو تو مودّت کا ودّ کا لفظ

" وَدَّ كَثِيرٌ مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 109] "

سے آیا ھے اور ودّ کے لفظ میں جسم شامل ھے۔ مگر جب مومنین کا ذکر ھوتا ھے تو اللہ تعالی' کہتا ھے

" وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ [سُورَةُ البَقَرَة : 165] "

کہ صفاتی طور پر خیال کے طریقے سے آپس میں جڑنا، اس کو محبت کہتے ھیں۔ یعنی صفات کے ذریعے ایک دوسرے کو چاھنا محبت ھے۔ چونکہ ودّ میں جسم ھے، بت ھے، پتھر ھے، اس لیئے ودّ جو ھے اس میں ایک جسمانی تعلق ایک physical aspect ھمیشہ موجود رھتا ھے۔ محبت صفاتی اُنس ھے اور جو ودّ ھے یہ جسمانی اُنس کی طرف نشاندھی کرتا ھے۔ اللہ کے دو نام جو موجود ھیں ان میں اِسمِ ودود کو آپ نے دیکھا ھو گا کہ پرانے سارے لوگ میاں بیوی کی لڑائی میں اسمِ ودود برا دیتے تھے۔ کیونکہ اس میں اِک جسمانی اُنس کا بڑھ جانا نیچرل لگتا تھا، مگر محبت جو اسمِ وھاب کے تحت ھے۔

سوال نمبر065) قدرت اللہ شہاب، ممتاز مفتی، واصف علی واصف اور اشفاق احمد کے روحانی قد کے بارے میں کچھ بتائیں۔
جواب: خواتین و حضرات اس میں غیبت آ جاتی ھے، میں کیا کروں، اصولاً جس علم کو ھم پریکٹس کرتے ھیں اس کے پیشِ نظر میرا واسطہ مفتی صاحب اور اشفاق صاحب سے رھا، اتفاق سے قدرت اللہ شہاب کچھ پہلے گزر گئے

but I was there (Lahore) when he was there

واصف علی واصف بھی وھاں تھے۔ اب اگر ایک لفظ میں آپ کو بتاؤں تو جو ایک جنرل mysticism ھے ان میں شاید بڑا مشکل ھے کہ میں کہوں کہ

any amongst of them was a true mystic, there was no sign of it

البتہ میں واصف صاحب کے بارے میں کہوں گا he was a literary aesthete اور ان کا origin خلیل جبران سے تھا۔ انشائیہ کی زبان سے انہوں نے اپنا انداز اختیار کیا تھا۔ اور بڑی خوبصورت اردو (زبان و بیان کی حد تک) میں بڑے اچھے خیال پیش کیئے۔

but did he know about the truth? About high relationship of mysticism?

یہ مجھے ان کی کسی تحریر میں نظر نہیں آیا۔ اشفاق صاحب سے میری ملاقات ھوئی، انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں خدا کے رستے پر چلنا چاھتا ھوں، میں نے بدقسمتی سے ان کو تھوڑا کورا سا جواب دیا۔ میں نے کہا خاں صاحب یہ آپ کے لیئے ممکن نہیں ھے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں ھے؟ تو میں نے کہا

one thing you are very possessive and second thing is

کہ آپ وجاھت طلب ھیں۔ ان دو چیزوں کے ھوتے ھوئے خدا کو تلاش رستہ نہیں پکڑ سکتی۔ تیسر ے مفتی صاحب ھیں، سچ پوچھو تو مفتی صاحب سے میری ابتدائی ملاقات بڑے مزے کی ھوئی۔ میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ نے اپنی کتاب میں غلط واقعات کیوں لکھے ھیں اور آپ نے mystic reference سے کیوں لکھے ھیں؟ کالاشاہ کاکو کا بابا اور اسلام آباد میں سکوٹر والا واقعہ، میں نے ان سے کہا آپ کو خیال نہیں آیا کہ یہ بڑی غلط statements ھیں اور اس سے تصوّف بدنام ھوتا ھے۔ تو بقول مفتی صاحب وھاں سے نکل کر اشفاق کے پاس گئے " یار ایدے اردگرد کوئی آرا ضرور اے، اینوں پتہ کس طرح لگ گیا اے " (بولے یار اس کے آس پاس ضرور کوئی آراء ھے، اس کو پتا کیسے چلا) پنجابی بڑی خوبصورت اور ٹھیٹھ بولتے تھے۔ جب واپس آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کو پتا کیسے چلا؟ میں نے کہا صوفی کا یہ طریق ھی نہیں، صوفی کوئی دعوی' نہیں کرتا، وہ بیچارہ پہلے ھی خدا سے ڈرا ھوتا ھے، تم لوگ اس پہ خوامخواہ جھوٹ مسلط کر دیتے ھو۔ وہ تو نہ وعدہ کرتا ھے اور نہ دعوی' کرتا ھے۔ یہ ملفوظات عوام الناس کے اعتقادات کے لیئے خطرناک ثابت ھو سکتی ھیں۔

you are creating a sense of euphoria in people

اور یہ euphoric tendencies لوگوں میں فضول امیدیں پیدا کرتی ھیں۔ یہ کاوش اگر کسی اور انداز سے کی جائے تو شاید ملت کا فائدہ ھو۔ مگر یہ جو ڈھیر لگا کر آپ مجذوبوں اور بابوں کی کہانیاں لکھتے ھیں یہ کم از کم تصوّف نہیں ھے۔

It could be anything, it could be a literary style, it could be mystical writings

لیکن اس کا تصوّف سے کوئی تعلق نہیں۔

خواتین و حضرات! Johan donne کو لوگ Mystic کہتے ھیں۔ موصوف کے متعلق مشہور ھے کہ انگریزی میں Mystic poetry فرمائی اور عارفانہ کلام لکھا۔ تو اس کے بارے میں ایک جملہ لکھا ھوا کہ

he used to perplex the fair ladies with his metaphysical entities

اب مجھے نہیں پتا یہ تقریب بحرِ ملاقات تھی یا کیا تھا لیکن تصوّف کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ مفتی صاحب کہا کرتے تھے کہ میں اس لیئے لکھتا ھوں تک کہ لوگوں کا رحجان اس کی طرف آئے۔ میں مفتی صاحب سے کہا کہ دیکھو مفتی صاحب اگر رحجان اس طرف آئے گا تو لوگ خدا تو نہیں ڈھونڈیں گے، لوگ تو مجذوب ڈھونڈیں گے۔ وہ تو ایسے لوگ ڈھونڈتے پھریں گے کہ جن کے ساتھ اس قسم کی کوئی شناخت وابستہ نہیں ھے۔ مفتی صاحب ماشاء اللہ نیّت کے بہت اچھے تھے اور نیک انسان تھے اور تسبیحات کےتے تھے۔ ایک دن مجھے انہوں نے کہا کہ پروفیسر صاحب آپ نے میرے ساتھ بڑا ظلم کیا ھے۔ میں نے پوچھا میں نے کیا گستاخی کی؟ کہنے لگے اچھے بھلے ھم اللہ کی گود میں بیٹھے تھے تم نے ھمین نوکر بنا دیا ھے۔

ایک دن بڑا عجیب سا سوال کیا، کہنے لگے میں دیکھتا ہوں پروفیسر صاحب کہ آپ مجھ پر کچھ زیادہ ھی مہربانی کرتے ھیں، ایسا کیوں ھے؟ اچھا! مفتی صاحب تھے بڑے شکی مزاج، ان کا خیال تھا کہ وہ ادیب ھیں شاید اس وجہ سے، انہوں نے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ میرے ساتھ کیوں اتنی شفقت برتتے ھیں، مہربانی کرتے ھیں؟ میں نے کہا دیکھو مفتی صاحب بات یہ ھے کہ ایک واقعہ آپ اپنی کتاب میں غلطی سے سچا لکھ گئے ھو، میں اس کی وجہ سے آپ کی بڑی قدر کرتا ھوں، چونک کے بولے وہ کون سا؟ میں نے کہا آپ کو یاد ھے آپ کی والدہ آپ کو دھلی کے ایک چشتیہ فقیر کے پاس لے کر گئی تھیں، اس فقیر نے کہا " ایہہ ڈنگر اے، داند اے، اینوں کدی عقل نہیں آوے گی مگر اینوں زمانہ آخر وچ آ کے اِک اچھا استاد ملے گا، تے میں آکھیا مفتی صاحب ھون تسی نوّے پچانوے دے ھو گئے ھو، میرے سوا توانوں کون ملیا کے " (یہ بالکل چغد اور جانور ھے، اس کو کبھی عقل نہیں آئے گی، مگر اسے عمر کے آخری حصے میں ایک اچھا استاد ملے گا۔ تو میں نے کہا مفتی صاحب آپ نوّے پچانوے برس کے ھو گئے ھیں اب میرے علاوہ آپ کو کون ملے گا؟) میں تو سمجھتا ھوں اس کی پیشن گوئی مجھ تک پہنچ گئ ھے، اس لیئے میں آپ کی زیادہ قدر کرتا ھوں۔ as human being they were all nice لیکن

but some where we can not side with them

جیسے اشفاق احمد صاحب کے بابوں کے تذکرے، اب نارمل اور common tendencies کے ساتھ کوئی بھی شخص اچھا بندہ ھو سکتا ھے، کوئی بھی شخص نیک اور عبادت گزار ھو سکتا ھے، لیکن یہ رستہ اس قدر جاں گُسل ھے اور ایک mystic order اتنا مشکل ھوتا ھے کہ

I don't think they ever understood the nature of the mysticism at all

میں آپ کو مثال دیتا ھوں۔ شروع شروع میں I was fascinated by one work جب میں نے شیخِ جنیدؒ کا ایک قول پڑھا، کسی نے پوچھا کہ توحید کیا ھے تو فرمایا قدیم کو حادث سے علیحدہ کرنا توحید ھے۔ میں نے ان اصحاب سے وہ اقوال نہیں سنے اور نہ ھی سن سکتا ھوں۔ کیونکہ وہ اس اضطراب (tension) میں کبھی گئے ھی نہیں۔کسی شیخ کی زبان سے جب کوئی جملہ نکلتا ھے تو اتنا آسان نہیں نکلتا۔ اس کو

pithical, tens and terse

کہتے ھیں۔ یعنی بڑی کوفت سے جیسے بدن سے روح نکلتی ھے، صوفی کی زبان سے کوئی جملہ بالکل اسی طرح نکلتا ھے۔ وہ ایک معمولی جملہ نہین ھوتا۔ وہ اس کی ھڈ بیتی کی انتہا اور ماہ و سال کی ریاضتوں کی تلخی سموئے ھوتا ھے۔ ان لوگوں کے ھاں ایسا جملہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔

البتہ ایک خوبصورت تحریر کوئي بھی لکھ سکتا ھے۔ میں نے خلیل جبران کی ایک چھوٹی سی بات پڑھی تھی اور آج تک اس کی لذت ھی نہیں گئ۔ اندازِ ادب میں دنیا کا سب سے خوبصورت ادیب تھا۔ اسی طرح Oscar Wild کی مثال ھے، جس نے جمالیاتی ادب Aesthetic literature کی بنیاد رکھی۔ اس کا کردار انتہائی مکروہ اور غلیظ تھا اس کے باوجود یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی نگارشات خوبصورت نہیں تھیں۔ Oscar Wild نے لکھا

Tread lightly, she is near under the snow　　　Speak gently, she can hear the daisy's grow

آھستہ بولو کہ وہ یاسمن کے غنچوں کے کھلنے کی صدا بھی سن لیتی ھے۔ اس طرح خلیل جبران نے ایک چھوٹا سا جملہ لکھا اور اتنے مختصر سے جملے مین بڑی بڑی انسانی کیفیات کو قید کردیا۔ وہ لکھتا ھے کہ " وہ ھیکل کی سیڑھیوں پر بیٹھی ھوئی تھی، دو مردوں کے درمیان اس کا ایک گال زرد اور ایک سرخ تھا " اس نے آپ کے تخیل پہ چھوڑ دیا، آپ سوچتے رھو کہ وہ کیا صورتحال ھو گی۔ تو ایسے جملے میں نے واصف صاحب کے ھاں نہیں دیکھے

It was a simple strait aesthetic writing

کسی نے واصف صاحب کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا تھا He was literary an aesthete ان کو اس سے زیادہ میں evaluate نہیں کر سکا۔ خان صاحب کے ساتھ المیّہ یہ تھا کہ انہوں نے رُوز مرہ زندگی اور ٹی وی پہ بابائیت کا ایک پورا دبستان کھول رکھا تھا اور کچھ لوگوں کو بابا بنانے پر مُصِر تھے۔ میں نے دو ایک کی تحقیق کی مگر ان میں بھی ایسی کوئی بات قطعاً موجود نہیں تھی جس کا وہ تذکرہ کرتے تھے۔

perhaps by any odd circumstances, we do come across a person or persons which might exhibit strange fact about life he was free

مگر اس کو تصوّف نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ مفتی صاحب کو اتنے دعوے نہیں تھے he was free frank man جن دنوں وہ " تلاش " *(تصنیف کا نام)* لکھ رھے تھے میرے پاس آئے، کہنے لگے پروفیسر صاحب اب لکھا نہیں جاتا۔ ان کا پروسٹیٹ (prostate) بڑا شدید کینسر بن چکا تھا۔ میں نے جواب دیا آپ یہ کتاب مکمل کرو گے۔ الحمد اللہ انہوں نے وہ بھی کی اور اس کے بعد بھی لکھا۔

He was such a man who was all the time learning

مجھے یہ خوبی مفتی صاحب میں نظر آئی کہ وہ لمحہء آخر تک کچھ نہ کچھ سیکھ رھے تھے۔ اللہ تعالی' ان کی مغفرت فرمائے اور باقی سب کو بھی غریقِ رحمت کرے۔ بحثیتِ انسان بندے سے بہرحال گمان کی غلطیاں ھو جاتی ھیں۔

But as an human being they were all nice people

سوال نمبر 066) حدیث شریف کا مفہوم ھے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ھے۔ سوال یہ ھے کہ مومن کی فراست کیا ھے؟ مومن کی فراست سے کیوں ڈرنا چاھیئے؟ اللہ کے نور سے دیکھنے کا کیا مطلب ھے؟

جواب: دیکھو جی as a rule میں آپ کو بتا سکتا ھوں کہ آپ اعلیٰ' ترین کشف و فراست کے مالک ھو سکتے ھیں۔ فراست سے مراد یہ ھے کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ اب نبوّت کا چھیالیسواں حصہ باقی ھے۔ نبوّت کے باقی حصے تو اللہ کے رسولؐ کے ساتھ گئے، وہ خاتم المرسلین بھی تھے اور خاتم النبیین بھی تھے۔ اب وہ ساری چیزیں تو ختم ھو گئیں مگر صدقہء رسولؐ کے طور پر نبوّت کی فراست کا ایک حصہ " فراست " کی شکل میں آنے والوں کے لیئے رکھ دیا گیا، سچے خواب اور فراست کی شکل میں دے دیا گیا مگر کچھ اور اصول بھی ھیں۔ میرے خیال میں (فراست یہ ھے) بالعموم انسان عقل کو تین حصوں مین تقسیم کرتا ھے۔ سائنس کے جدید ترین نظریات کے مطابق انسانی جبلّت (instinct) عقل و شعور (intelligence) رکھتی ھے۔ جانور اور انسان اس درجہء استطاعت میں برابر ھیں اور ایک جیسی عقل رکھتے ھیں۔ جب پڑھائی لکھائی اور دانشوری سے بہت زیادہ زینت مل جائے تو یہ intellect بن جاتی ھے۔ جس کو آپ عقلِ سلیم، معقول یا معقولیت کہتے ھیں۔ جب عقل کسی نقطہء خاص پر ارتکاز (concentrate) کرتی ھے تو یہ intuition بن جاتی ھے جسے آپ وجدان کہتے ھیں۔ مگر وجدان کی حد تک تمام انسان برابر ھیں، یعنی وہ کسی western کو ھو سکتا ھے، کسی eastern کو ھو سکتا ھے، وہ حافظِ شیراز کو ھو سکتا ھے، جرمن شاعر گوئٹے کو ھو سکتا ھے۔ تو وجدان بنی نو آدمؑ کا مشترکہ ورثہ ھے۔ مگر اس سے آگے

ultimate refinement of the intellectual capacity is known as ‛ ILHAM ’

الہام بندوں کو صرف خدا کے توسط سے حاصل ھوتا ھے۔ الہام کسب نہیں ھے، اس میں ایمان شامل ھوتا ھے۔ یہ الہام ھی وہ فراست ھے کہ جو اللہ کے حضور سے کسی بندے کو عطا کی جاتی ھے۔ الہام کے بہت سارے طریقے ھیں جیسے طشت میں کوئی پتھر ڈال دینا، جیسے کسی خیال کا دل میں اترنا، جیسے اچانکیّت کا ذھن میں آ جانا۔ الہام کے بہت سارے طریقے ھیں مگر اصول ایک ھے۔

خواتین و حضرات! اس اصول کو میں آپ سے آشنا کرنا چاھتا ھوں تا کہ یہ نہ سمجھو کہ الہام کسی فردِ واحد کے لیئے مخصوص ھے۔ جو شخص بھی الہامِ خیر کی تلاش کرے گا اس کا اصول بڑا سادہ ھے کہ خداوندِ کریم نے فرمایا

" وَنَفۡسٍ وَمَا سَوّٰىهَا [سُوۡرَةُ الشّمس: 7] " ھم نے نفسِ انسان کو درست فرمایا۔

" فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰٮهَا [سُوۡرَةُ الشّمس: 8] " ھم نے اس پر فسق و فجور الہام کیئے اور تقوی' کے خیالات الہام کیئے۔

" قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰٮهَا (٩) وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰٮهَا (١٠) [سُوۡرَةُ الشّمس: 9، 10] " جس نے خیر چنی وہ خیر پا گیا اور جس نے برائی کا خیال چنا اس نے پرائی پالی۔

تو اگر آپ غور کرو تو دماغ پر

خواتین و حضرات!

most of you being the science students

اس سے خیال پیدا ھوتا ھے کہ کوئی انسان سوچتا نہیں ھے، بلکہ سوچوایا جاتا ھے (سوچ میں جناؤ کا اختیار دیا جاتا ھے) انشاءاللہ آنے والے وقتوں میں

sciences have to agree to this little point that we do not think, we are only given the thoughts to think, thoughts to choose

یہ ایک مسلہ ھے جس کا تھیسز میں نے بہت پہلے بھی پیش کیا تھا۔ اس میں ابھی شاید کچھ وقت لگے مگر یہ بات بالکل واضح ھو جائے گی کہ ھم خود نہیں سوچتے بلکہ خیر و شر کے تصوّرات ھم پہ الہام کیئے جاتے ھیں۔ اگر کوئی شخص جو قرآن و حدیث کا اچھا عالم ھو، خدا سے ڈرنے والا، خدا سے محبت رکھنے والا ھو اور وہ یہ ھنر ایجاد (skill develop) کر لے کہ الہامِ خیر و شر میں فرق کردے تو وہ ایک ایسا فریس، ایک ایسا صاحبِ فراست ھو گا کہ جو زمانے سے منفرد ھو جائے گا۔

so you got to find that instrument

کہ جس سے آپ خیر و شر کے خیالات کی تفریق کر کے ان میں سے خیالِ خیر چن سکو، اب ھوتا کیا ھے؟

خواتین و حضرات! شیخِ شہاب الدین سہروردی نے بتایا کہ یہ لمحات ھوتے ھیں۔ الہامِ خیر لمحات کی شکل میں آتا ھے، الہامِ خیر بجلی کے کوندے کی طرح آتے ھیں، بعد میں تصوّف نے اس کا نام تجلّیاتِ برقیہ رکھا۔ خیر کا خیال ایک چمک کی طرح دل سے گزرے گا اور گم ھو جائے گا، جیسے کسی بڑے تاریک سمندر میں اچانک کوئی مچھلی ابھرے اور تھوڑا سا شور پیدا کر کے پھر گم ھو جائے۔ خیالِ خیر اتنا معمولی (common) تصوّر نہین ھے، جو خیال خدا کی طرف سے آیا ھو یا جسے ملائکہ کے خیال کا نزول کہتے ھین وہ آپ کے دل میں اچانک ابھرے گا اور پھر گم ھو جائے گا، آپ ابھی آگاہ بھی نہیں ھوں گے اور وہ گم ھو جائے گا۔ آپ اگر اندھیرے میں مچھلیاں پکڑنے کا ٹیکنیک سیکھ لو اور اپنے خیالات سے خیالِ خیر اُچک لو تو پھر آپ کامیاب ھو جاؤ گے۔ اس کی مثال آپ کو میں دیتا چلوں، بہت برے شیخ ابوالفضل خطلیؒ کا واقعہ ھے کہ ان کے ساتھ ان کے مریدِ خاص چل رھے تھے۔ شیخ ننگے پاؤں تھے، سردی بڑی سخت تھی، چٹانوں سے گزر رھے تھے، تو مرید کے دل میں خیال آیا کہ میں اپنا گلو بند پھاڑ کے شیخ کے پاؤں میں رکھ دوں تا کہ ان کی اذیت کچھ کم ھو جائے، دوسرے لمحے خیال آیا کہ شیخ کا مقامِ تزکیہ اور ضبطِ نفس اتنا اعلی' ھے کہ وہ میری اس خواھش کو قبول نہیں کریں گے، آگے جا کر اس نے پوچھا کہ اے شیخِ محترم وسوسے اور الہام میں کیا فرق ھے؟ کہا جو پہلے تھا وہ الہام تھا جو بعد میں ھے وہ وسوسہ ھے۔ تو یہ اچانک ابھرتا ھے اگر آپ کو عادت پڑ گئی تو پھر یہ شکار ھے۔ انسانی عقل خیالِ خیر کا شکار کرتی ھے۔ اگر آپ چوکس نہ ھوئے تو آپ چُوک جائیں گے۔

آپ نے دیکھا نہیں قرآن کیا کہتا ہے کہ جب ان کے دل سے کوئی وسوسہء شیطان گزرتا ہے تو وہ چونک پڑھتے ہیں۔ پہلے یہ حال ہوتا ہے کہ ہم خیالِ خیر سے چونکتے ہیں پھر جب کثرتِ خیالِ خیر ہو جائے تو پھر ہم وسوسہء خیالِ شیطان سے چونک پڑھتے ہیں۔ میرا خیال ہے میں تو ففٹی ففٹی جا رہا ہوں۔ اللہ آپ کو برکت دے تو شاید بہتر ی ہو جائے

maybe you rise up to sixty per cent

تو انشاء اللہ تعالیٰ' العزیز یہ بڑا آسان سا کام ہے کہ آپ اس خیال کی حفاظت کرو جو خیر کو لے جاتا ہے، اور وہ بے رنگ ہوتا ہے۔

سوال نمبر 067) I would like you to comment our practical strategy to achieve goals for our nation and umma. What should we do? سر آپ کی باتوں سے لگتا ہے کہ آپ اُمتِ مسلمہ کا دوبارہ عروج دیکھ رہے ہیں تو یہ عروج کس نوعیت کا ہو گا؟ سائنسی ترقی ہو گی یا ایک آدھی جنگ کے بعد عروج ہو گا؟

جواب: دیکھو صاحب!

I will ask you to wait for another fifteen days

کیونکہ جو سیاسی نوعیت کے ہوتے ہیں یہ بعض اوقات اتنے لوکل ہوتے ہیں کہ اس میں دنوں میں فرق پڑتا ہے اور

particularly in reference to Pakistan, we will have to wait for a few more days, may be fifteen days may be thirty days in which very important changes might come to this country and its betterment.

اس میں ایک لطیف پہلو یہ ہے کہ عالمِ اسلام کی حد تک (اہم تبدیلیاں متوقع ہیں)۔ اب علم کی ترسیل اتنی مشکل نہیں رہی کہ میں کہوں ہم یورپ سے پیچھے ہیں یا یورپ ہم سے آگے ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم مسلمان صدیوں مہذب رہے، تیرہ سو سال حکومت کی اور اتنے uncultured نہیں رہے، جتنا آج کے زمانے میں ظلم و ستم ہوتا ہے، مسلمانوں کے زمانے میں کبھی نہیں ہوا۔ آج تک ہمارے پاس کوئی ایسا مسلمان بادشاہ نہیں ہے کہ جس نے مفتوح علاقوں پر کوئی ایسی زیادتیاں کی ہوں۔ بڑے مہذب رہے، ماشاء اللہ سپین تک گئے، سِسلی فتح کیا۔ یورپ کو انہوں نے کہاں کہاں تاراج نہیں کیا۔ مگر اس قسم کا انسانیت سوز سلوک مسلمانوں نے کبھی روا نہیں رکھا جیسے آج کے مہذب ترین دور میں ہم مغربی اقوام کا دیکھتے ہیں۔ بڑے بڑے جلاد بھی مسلمانوں میں گزرے ہیں جو اسلام سے شاید اتنے مخلص نہیں تھے، جیسے امیر تیمور برلاس ہے۔ اسے لرزہ جہاں کہتے تھے۔ اس کی انگوٹھی پہ لکھا ہوا تھا " از ہیتِ شاہء جہاں لرزد زمین و آسماں " مگر سچ پوچھو تو ان کو ہم مسلمان نہیں کہتے، کیونکہ وہ نام کے مسلمان تھے۔ مگر جہاں جہاں مسلمان حکمران رہے اپنے لوگوں کے لیئے چاھے کتنے بھی برے رہے ہوں مگر غیر اقوام کے ساتھ، مفتوحہ لوگوں کے ساتھ ان کا حسنِ سلوک ہمیشہ مثالی رہا۔ اس کی وجہ سے آپ اسلام میں اتنی progress دیکھتے ہو۔

جہاں تک علم کی حالت کا تعلق ہے تو مسلمانوں کو فتح نے اتنا مغرور کر دیا تھا کہ

they understood or they took it for granted

کہ اب اللہ ان پر کوئی آفت نہیں لائے گا۔ گویا فتح ھی ہمارے زوال کا باعث بنی۔ اسلامی مملکتوں کے زوال کا باعث فتح تھی۔ شکست ہو ھی نہیں رھی تھی، جدھر جا رہے تھے پھیلاؤ تھا۔ عتیبہ بن مسلم چائنہ گئے ہوئے تھے، محمد بن قاسم دیبل فتح کر کے بیٹھا ہوا تھا۔ جدھر جاتے تھے فتوحات تھیں۔ تو اس سے ایک بہت بڑی چیز سے توجہ ھٹ گئی۔ علم سے توجہ ھٹ گئی، قران و حدیث سے توجہ ھٹ گئی، اللہ سے توجہ ھٹ گئی۔

in any way, even then

جو کچھ بھی تھا ہم نے آخری عروج بھی کوئی سترہ آٹھارہ سو تک دیکھا ہے۔ پھر بھی مسلمان in totality مغلوب نہیں ہوئے بلکہ کچھ قومیں بالکل غلامی سے بچ نکلیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جہاں تک علمیت کا تعلق ہے۔

we are equally responding to the whole of the knowledge

اور میرا خیال ہے کہ یورپ کے hemisphere میں technological progress ہمیں حیران کن نظر آتی ہے۔ شاید اس کے اسباب ہمارے پاس موجود نہیں ہین۔ ہمارے ہاں organizations موجود نہیں ہیں، مگر سب سے بڑا المیّہ یہ ہے کہ غلامی نے ہم سے ایمان چھین لیا ہے، ایمانداری چھین لی ہے، حمیت چھین لی ہے۔ ہماری شناخت جس چیز کی وجہ سے تھی ہم فروگزاشت کر چکے ہیں۔ میں نوجوان نسل کے لیئے پُر اُمید ہوں اور دعا گو ہوں کہ انشاءاللہ ہماری میراث لوٹ آئے گی۔ یہ نسل آزاد ہے۔ یہ غلام نسل نہین ہے، یہ آزاد ہے۔

we have seen in 1947, we sae the days of liberty

مگر پیچھے سے آتی ہوئی شعوری غلامی کی خصلتیں جون کی توں برقرار رھیں۔ ہمارا دانشور (intellectual) بھی غلام تھا۔ اقبال بالکل سو فی صد صحیح کہ گیا ہے کہ

؎ از غلامِ لذّتِ قرآں مجو!　　　　گرچہ باشی حافظِ قرآں مجو

کہ غلام سے لذّتِ قرآن مت طلب کر، چاھے وہ حافظِ قرآن ھی کیوں نہ ھو، اس لیئے کہ غلامی قرآن کو بھی غلامانہ انداز دے دے گی۔ آج کی نوجوان نسل الحمد اللہ ہمارے اوپر بوجھ نہیں don't feel inferior ہمارے پاس ٹیلنٹ ہے، عقل ہے، بہترین دماغ ہے، پاکستانی دماغ

it is wonderfully through breed brain

جیسے through breed horse ہوتا ہے اسی طرح ہمارا دماغ through breed brain ہے۔ دنیا کے بہترین دماغوں کا احتمال اس خطے میں پایا جاتا ہے، جسے ہم برِصغیر کا پاکستانی حصہ کہتے ہیں۔

and I am sure we can master all difficulties in the coming years and we have already gone through it.

اور امید ہے کہ اگلے دنوں کی بارات میں شاید دولہا آپ ہی ہوں گے۔

سوال نمبر 068) آپ کے کچھ شاگرد دعویٰ' کرتے ہیں کہ آپ خواب میں آ کر راہنمائی فرماتے ہیں، اس دعویٰ' میں کس حد تک سچائی ہے؟
جواب: نہیں بالکل ایسا نہیں ہے۔ اصل میں ہوتا یہ ہے کہ

people do look for guidance

اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ ہم استاد سے guidance لیں، استاد کو تو پتا بھی نہیں ہوتا۔ میں تو اپنی میٹھی نیند سو رہا ہوتا ہوں۔ اللہ جب کسی کو ہدایت دینا چاہتا ہے یا اللہ اس کو اشارہ دینا چاہتا ہے، ان کا یہ جو نیک گمان میری ذات کے ساتھ ہوتا ہے، یہ ان کو ضرور فائدہ دیتا ہے۔ اصل مین جب روح ملائے اعلیٰ' کو جاتی ہے تو وہ سب سے پہلے شیاطین کے جہان سے گزرتی ہے۔ شیاطین اسے بہت بہکاتے، ڈراتے ہیں، بڑے پتھر ٹوٹ رہے ہوتے ہیں، پہاڑ گر رہے ہوتے ہیں، ابلتے چشمے اور زلزلے وغیرہ، آخر میں کہیں روح بچ بچا کر اوپر نکل جاتی ہے۔ اوپر جب نکلتی ہے تو ملائکہ کا عالمِ امثال ہے۔ وہاں سے آپ کو symptoms اور اشارہ جات ملتے ہیں۔ فرض کرو اگر آپ کی شناسا صورت نہ ہو، جیسے میں نے کہا کہہ بندے پہ جیسے گمان ہو گا اس کے مطابق اس کو صورت شکل دکھائی جائے گی۔ آپ نے کبھی سنا، بڑے واقعات ہیں کہ ہم نے آواز دی، پیر صاحب آ گئے اور پیر صاحب نے آسرا دے دیا۔ جہاز سمندر سے نکال لیا۔ تو اصل میں پیر صاحب بیچارے کو تو پتا بھی نہیں ہوتا۔ ایک صاحب چلے گئے ناں خواجہ مہر علی کے پاس، تو انہوں نے کہا چپ کر یہ باتیں تجھے نہیں سمجھ میں آئیں گئیں۔ ملائکہ اپنی اصل شکل میں تو آ نہیں سکتے۔ انہوں نے اللہ کے حکم سے بندوں کی مدد کرنی ہوتی ہے، تو جب وہ آتے ہیں تو بندے کی مرغوب ترین شکل میں آتے ہیں۔

This is the simple story

اگر خواب میں بھی انہوں نے کوئی word یا act of wisdom دینا ہے تو وہ اس کی مرعوب ترین شکل میں آئیں گے۔ تا کہ اس کو غیر مانوس نہ لگے، اعتبار حاصل ہو اور وہ اس act of guidance کو پوری طرح وصول کر لے اور قبول کرے۔ یہ اس کا خلاصہ ہے۔

سوال نمبر 069) پروفیسر صاحب درودِ تاج کے حوالے سے پوچھا گیا ہے کہ اس کی کیا فضیلت ہے؟ اس کی کیا importance ہے آپ کی نظر میں؟
جواب: میں درودِ تاج کو اسلیۓ پڑھتا ہوں کیونکہ اس کے لفظ انتہائی خوبصورت، مصّبح، مکفّی' اور جناب رسالت مآبؐ کی شان کے مطابق ہیں۔ بعض لوگوں کو " نور من نور اللہ " پہ بڑا اعتراض ہوتا ہے، اگر اللہ کا رسولؐ بھی اللہ کا نور نہیں تو کیا ہے؟ مجھے تو سمجھ نہیں آتی۔ تو میرا خیال یہ ہے کہ خوبصورت ترین لفظوں میں سمٹا ہوا مختصر ترین درود ہے، اور اچھا ہے، پسندیدہ ہے۔

سوال نمبر 070) پروفیسر صاحب علم اور توکّل کے لیئے کون سے اسماء ربّانی ہیں؟
جواب: علم کے لیئے دو مختلف اسمائے الھیاء ہیں جو علم اور سائنسی حقائق پر rule کرتے ہیں۔ وہ

وَإِلَـٰهُكُمۡ إِلَـٰهٌ۬ وَٲحِدٌ۬ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحۡمَـٰنُ ٱلرَّحِيمُ (١٦٣) إِنَّ فِى خَلۡقِ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱخۡتِلَـٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ وَٱلۡفُلۡكِ ٱلَّتِى تَجۡرِى فِى ٱلۡبَحۡرِ بِمَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ وَمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مِن مَّآءٍ۬ فَأَحۡيَا بِهِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيہَا مِن ڪُلِّ دَآبَّةٍ۬ وَتَصۡرِيفِ ٱلرِّيَـٰحِ وَٱلسَّحَابِ ٱلۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ لَأَيَـٰتٍ۬ لِّقَوۡمٍ۬ يَعۡقِلُونَ (١٦٤) [سُوۡرَةُالبَقَرَة " 163 – 164] "
اور (ایسا معبود) جو تم سب کا معبود (بننے کا مستحق) ہے وہ تو ایک ہی معبودِ (حقیقی) ہے اسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں (وہی) رحمٰن و رحیم ہے۔ (۱۶۳) بلاشبہ آسمانوں کے اور زمین کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے میں اور جہازوں میں جو کہ سمندر میں چلتے ہیں آدمیوں کے نفع کی چیزیں (اور اسباب) لے کر اور (بارش کے) پانی میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے برسایاپھر اس سے زمین کو تروتازہ کیا اس کے خشک ہوئے پیچھے اور ہر قسم کے حیوانات اس میں پھیلادئیے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ابر میں جو زمین و آسمان کے درمیان مقید (اور معلق) رہتا ہے دلائل (توحید کےموجود) ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقلِ (سلیم) رکھتے ہیں۔ (۱۶۴) [ترجمہ اشرف علی تھانوی]

" وَإِلَـٰهُكُمۡ إِلَـٰهٌ۬ وَٲحِدٌ۬ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحۡمَـٰنُ ٱلرَّحِيمُ "

جب آپ یہ پڑھتے ہو

" وَإِلَـٰهُكُمۡ إِلَـٰهٌ۬ وَٲحِدٌ۬ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحۡمَـٰنُ ٱلرَّحِيمُ "

جتنی علمی حقیقتیں ہیں اس نام کے سائے میں دی گئی ہیں۔

" إِنَّ فِى خَلۡقِ ٱلسَّمَـٰوَٲتِ وَٱلۡأَرۡضِ وَٱخۡتِلَـٰفِ ٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ وَٱلۡفُلۡكِ ٱلَّتِى تَجۡرِى فِى ٱلۡبَحۡرِ بِمَا يَنفَعُ ٱلنَّاسَ وَمَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مِن مَّآءٍ۬ فَأَحۡيَا بِهِ ٱلۡأَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا وَبَثَّ فِيہَا مِن ڪُلِّ دَآبَّةٍ۬ وَتَصۡرِيفِ ٱلرِّيَـٰحِ وَٱلسَّحَابِ ٱلۡمُسَخَّرِ بَيۡنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلۡأَرۡضِ لَأَيَـٰتٍ۬ لِّقَوۡمٍ۬ يَعۡقِلُونَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 164] "

تو یہ تمام آٹھ کام ہیں، اور تمام ھی تسخیرِ علمیہ کے کام ہیں۔ وہ اس اسمِ اعظم کے تحت درج ہیں

" وَإِلَـٰهُكُمۡ إِلَـٰهٌ۬ وَٲحِدٌ۬ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلرَّحۡمَـٰنُ ٱلرَّحِيمُ "

اس کے علاوہ علیم و حکیم کے اسماء جو ہین اور سمیع و بصیر کے اسماء جو ہیں، یہ علم و حکمت پہ rule کرتے ہیں۔ جیسے

یا سمیع یا بصیر یا حکیم بھی آپ تلاوت کر سکتے ھیں۔ یا لطیف یا حبیر یا اللہ بھی آپ تلاوت کر سکتے ھیں۔ مختلف اسماء علم کی مختلف categories کو واضح کرتے ھیں۔ مگر اللہ نے فرمایا ھے کہ

" قل رب زدنی علما، رب زدنی علما، رب زدنی علما "

سوال نمبر 071) پروفیسر صاحب تین دفعہ زبانی طلاق دینے سے کیا طلاق ھو جاتی ھے یا ایک طلاق تصوّر ھوتی ھے، شریعت میں طلاق کا کیا طریقہء کار ھے؟

جواب: خواتین و حضرات! اِمامِ اعظم ابو حنیفہؒ میرے بڑے مرغوب اِمام ھیں، اس لیئے کہ میرا خیال ھے He is very intelligent میں ان کی ذھانت پر بعض اوقات بڑا خوش بھی ھوتا ھوں کہ اللہ مسلمانوں کو ایسا کوئی فقھیہ دیے دیتا تو بڑی گڑبڑ صاف ھی ھو جاتی۔ مثال کے طور پر اِمام ابوسفیان سوریؒ کے پاس کوئی فتوی' لے گیا۔ ایک سیڑھی پر چڑھے ھوئے شخص نے کہا ھے کہ اگر میں سیڑھی سے اتروں تو تمہیں طلاق، طلاق، طلاق۔ اب وہ بیچارہ سیڑھی پہ ٹنگا ھوا ھے۔ بیوی نیچے چیخیں مار رھی ھے۔ کم بخت نے نیچے تو اترنا ھی ھے، تو جونہی اُترے گا تو طلاق ھو جائے گی۔ لوگ اِمام سوریؒ کے پاس چلے گئے اور کہا کہ اس کا کوئی حل بتائیں۔ آپ نے کہا کہ طلاق ھو گئی ھے۔ تو پھر چلتے چلتے وہ اِمامِ اعظم کے پاس پہنچے تو انھوں نے کہا مجھے دکھا دو۔ گھر آئے دیکھا، انھوں نے کہا یہ کون سا مسلہ ھے، ادھر ایک اور سیڑھی لگاؤ اس کو کہو سامنے والی سیڑھی سے اتر کر نیچے آ جائے۔ تو فقیہہ جو ھے ایسی گنجائش نکالتا ھے، ایسی validity نکالتا ھے کہ جو کسی قسم کے نقص کا باعث بھی نہ بنے اور اُمتِ مسلماں کو بہترین فائدہ بھی مل جائے۔ مگر مجھے حیرانی ھے کہ اس معاملے میں اِمام بڑی سختی دکھا گئے اور تین طلاقوں کو حتمی قرار دے دیا۔ ھمارے پاس پوری احادیث میں دو حدیثیں ھیں اور دونوں احادیث آپ کو سنا دیتا ھوں۔ ان کی روشنی میں تین طلاقوں کو final قرار دینے والا فیصلہ مجھے کوئی صحیح نظر نہیں آتا۔

ایک ھے ابو رکانہؓ کی حدیث کہ انھوں نے متعدد مرتبہ اپنی خاتونِ خانہ کو طلاق دی۔ وہ روتی پیٹتی آ گئیں تو آپؐ نے حکم دیا کہ لوٹا دو۔ وہ متعدد مرتبہ خاتون کو دی گئ طلاق جو تھی، جب وہ حضورؐ کے پاس تشریف لائیں اور روئیں پیٹیں تو حضورؐ نے لوٹا دی اور کچھ بھی نہین ھوا (اس حدیث کو حدیثِ ابو رکانہؓ کہتے ھیں)۔ دوسری حدیث بڑی دلچسپ ھے اس کو ھم ابنِ صاحبہؓ کی حدیث کہتے ھیں۔ ابنِ صاحبہؓ، حضرت عبداللہ ابنِ عباسؓ کے پاس گئے اور کہا کہ کیا زمانہء خاتم المرسلینؐ میں متعدد طلاقیں ایک نہیں سمجھی جاتی تھیں؟ ابنِ عباسؓ نے کہا ھاں ایسا ھی تھا۔ پھر کہا کہ کیا زمانہء سیدنا ابی بکرؓ میں متعدد طلاقیں ایک نہ سمجھی جاتی تھیں؟ کہا ھاں ایسا ھی ھے۔ پھر پوچھا کیا زمانہء اوائلِ عمر بن خطابؓ میں متعدد طلاقیں ایک نہ سمجھی جاتی تھیں؟ کہا ھاں ایسا ھی ھے۔ پھر کہا مگر جب لوگ زیادہ طلاقیں دینا شروع ھو گئے، اور طلاق کو انھوں نے ایک بہانہ سا بنا لیا، تو عمر بن خطابؓ نے تین طلاقوں کو حتمی قرار دے دیا۔ حضرت اِمامِ اعظم اس وقت پہنچے جب یہ حتمی قانون لاگو تھا۔ but this is basically a contract اور اس میں اتنی گنجائش موجود تھی کہ آپ طلاق، تین دفعہ دی گئ طلاقوں کو ایک ھی طلاق سمجھ سکتے تھے، کیونکہ ھمارے پاس دو مطلق احادیث موجود ھیں۔

خواتین و حضرات! بات یہ ھے کہ پہلے کوفہ کا اِمام علیحدہ ھوتا تھا، بصری' کا اِمام علیحدہ ھوتا تھا، مدینہ کا علیحدہ ھوتا تھا، مکّہ کا علیحدہ ھوتا تھا۔ فاصلے اتنے زیادہ تھے کہ ایک مسلمان دوسری کوئی رائے لے ھی نہیں سکتا تھا۔ اس لیئے جہاں جہاں کوئی فقیہہ بیٹھا وھاں وھاں فقہ فائنل ھو گیا۔ کہیں مالکی فقہ فائنل ھو گیا، کہیں حنفی فائنل ھو گیا، کہیں جعفریہ فائنل ھو گیا۔ جہاں جہاں لوگ تھے انھوں نے آپس میں بحث و مباحثے نہیں کیئے، مشاورت نہیں کی نہ کر سکتے تھے۔ فاصلے طویل تھے اور مسائل بہت زیادہ پیدا ھو رھے تھے کیونکہ لوگ بے تحاشہ اسلام میں داخل ھو رھے تھے، اس لیئے وہ آپس میں مشورہ نہیں کر سکتے تھے۔ آج کل ایسا ممکن نہیں ھے۔

today we can know anything about anybody anywhere on God's earth so now it is very simple

کہ میں یہاں بیٹھا ھوا چہار آئمہ اکرام کی رائے اپنے سامنے رکھ لوں۔ آئمہ کبار کی رکھ لوں یا آئمہء اھلِ بیت کی رکھوں۔ ان ساری آراء کو سامنے رکھ کے میں ایک بہتر رائے اور نفیس فیصلے پر پہنچ سکتا ھوں۔

in my opinion Fiqha should under go a second opinion and it should be able now to solve the problems

اسی طرح نکاح کے معاملے میں سعودی عرب نے ایک فیصلہ سنایا ھے، it is likeable، اس طرح جامعہ الاظہر نے شادی کے بارے میں ایک decision لیا ھے it is also again likeable چونکہ

because of the kind of the situation

میں جانتا ھوں بطور مسلمان ھم نے کوشش کرنی ھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے ھم رعایت بھی لیں مگر اللہ کی حدود بھی قائم رکھیں۔

جیسے اعتراض تھا جب حدود اللہ پر، اسمبلی میں بحث و تکرار ھو رھی تھی۔ تو

we do not give this right to Kashmala Tariq, we do not give this right to Perveez Mushrif, who do not understand the teachings of God and Prophet pbuh

میری اس وقت بھی یہی رائے تھی کہ اگر آپ نے حدود اللہ پہ ھی ھاتھ رکھنا ھے، تصرّف برتنا ھے تو یہ صرف پاکستان کا مسلہ نہیں ھے، یہ جملہ مسلمانوں کا مسلہ ھے، تو آپ ایک ultimate conference کرو، اور تمام عالمِ اسلام سے حملہ مفکرینِ اسلام بلاؤ، یہ اسمبلی کے لوگوں کا کام نہیں جنھوں نے جعلی ڈگریاں پیش کی ھوئی ھیں۔ یہ کتنی عجیب سی بات ھے

the criminals are leading the nation

جنہوں نے بذاتِ خود جرم کر رکھے ھیں۔ اگر کوئی بیچارہ غریب آدمی پکڑا جائے تو پانچ سے دس سال تک قید میں چلا جاتا ھے جبکہ دوسری طرف وہ پوری قوم کے ساتھ جعلسازی اور دھوکہ دھی کی واردات فرمارھے تھے۔ اب اگر یہ حدود اللہ کی تعبیر کریں گے تو کوئی نہ کوئی ڈنڈی تو مار ھی جائیں گے، اس کے بعد کوئی جعلی کاغذ بھی بنوا لیں گے۔ اس لیئے اصول یہ ھے کہ اُمتِ مسلمہ اگر حدود اللہ پہ کوئی فیصلہ کرنا چاھے

Let all them be together from all countries of the Muslims people, thinkers and philosophers should come. They should sit together, they should discuss the problem and come out with a definite result

ابھی کل کی بات ھے میں ایک فیصلہ پڑھ رہا تھا، چند سفارشات تھیں جو ایک اسلامک کونسل نے دیں۔

They were very funny, very funny

اُن کا دین کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ بھئ میں نے اپنے بیوی کو خوش کرنا ھے تو میں پورے کا پورا مذھب بدل کر دوں گا۔ اگر کسی خاتون نے اپنے خاوند کو خوش کرنا ھے تو بالکل اسی طرح کی فلاسفی وہ دے رھی ھو گی۔ This is not religion. مجھے ایک فیصلہ کرنا پڑے گا کہ میں نے اللہ کی بات ماننی ھے یا دھوکہ دھی سے یومِ سبت والا واقعہ دھرانا ھے۔ اللہ کے احکامات کی تشریح اپنی مرضی کے مطابق نہیں کی جا سکتی۔ I have to understand کہ اللہ بھی ناراض نہ ھو اور میں اس رحمتِ پررودگار کے سائے میں اپنے لیے کوئی گنجائشِ رحمت بھی نکال لوں۔ یہ تو جائز ھے مگر جب میں اپنے نفسی اشکال کے لیئے قرآن استعمال کرتا ھوں، خدا کی رضا کو استعمال کرتا ھوں، تو

that becomes a major fault of destruction.

سوال نمبر 072) معاشرتی زندگی میں قادیانی حضرات سے کیسے interact کیا جائے؟

جواب: وہ انسان ھیں اور انسان ھونے کے ناطے ھم ان کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ جہاں تک ان کے ساتھ interaction کی بات ھے، دیکھو ھم ھندو کے ساتھ کھانا کھا لیتے ھیں بشرطیکہ بیچ میں گوشت نہ ھو، سبزی تو کھا سکتے ھیں،کوئی فرق پڑتا ھے۔ تو وہ چیزیں جو آپ کی اپنی احتیاط کا باعث ھیں، آپ ان کی حفاظت کر سکتے ھو۔ باقی

human relationships یا human interaction

رکھ سکتے ھو۔ ھاں شاید میرا اپنا طرزِ عمل ایسا نہ ھو۔ میں جو بات آپ کو بتا رھا ھوں یہ تو ایک مذھبی مشورہ ھے مگر شاید میرا اپنا طرزِ عمل ایسا نہ ھو۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ھے کہ انسان کے دل میں کسی چیز کا جتنا بڑا تعصب ھوتا ھے، اس کے بہت سارے اعمال اس تعصب کی روشنی میں طے ھوتے ھیں۔ میرے نزدیک میرا نہیں خیال کہ مجھے اپنے آقا اور رسولؐ سے زیادہ کوئی حسین لگتا ھو، ذھین لگتا ھو اور کوئی مصلح اور محترم لگتا ھو۔ میرے نزدیک زمین اور آسمان میں کوئی قدر ایسی نہیں جو اللہ کے سوا میرے رسولؐ سے مس بھی کھاتی ھو۔ Obviously جو اتنی بڑی عزت اور وقار پہ ھاتھ ڈالے گا، میرے دل میں اس کے لیئے اُنس نہیں پیدا ھو سکتا۔ عقلی طور پر مذھبی طور پر اللہ ھمیں منع نہیں کرتا۔ جب ھنود سے منع نہیں کرتا تو اگر کسی احمدی کے ساتھ تھوڑا سا اٹھ بیٹھ لیئے تو کیا حرج ھو سکتا ھے۔

factually telling you, there is one more reason

کہ تقابلِ ادیان کے شروع میں جہاں آپ Buddhism پڑھتے ھو، Jainism پڑھتے ھو، Humanism پڑھتے ھو، Zoroaster بھی پڑھتے ھو وھاں آپ اس کو بھی پڑھتے ھو۔

Obviously, when they have a claim to be the truth

تو آپ اس دعوے کی بھی جانچ پڑتال کرتے ھو، تو بخدا آپ کو صدقِ دل سے کہہ رھا ھوں

it was below standard of understanding

میرا اپنا خیال یہ ھے کہ بہت کم I.Q. والے لوگ اس کی طرف رغبت پکڑتے ھیں۔ جس لیول پہ آپ ادیان کا مطالعہ کرتے ھو اس مرتبے پہ یہ مذھب نہیں آتا، اس کی حیثیت ھی کوئی نہیں۔ عقل و شعور کی (intellectual) سطح پہ اسے مذھب کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ مثلاً میں Colonel Harold کی Respected families of Punjab پڑھ رھا تھا۔ میں نے قادیانیوں کے بارے میں ایک chapter دیکھا۔ اس باب میں کرنل صاحب لکھتے ھیں

they are the most trustworthy people of the government of England

ان کو نہ صرف عہدے دیئے جائیں، نوکریاں دی جائیں بلکہ ان کو معاشرے میں عزت و تکریم (respectabilities) دی جائے تا کہ یہ نمایاں ھوں۔ جب یہ ممتاز ھوں گے تو باقی مسلمان یہ سوچ کر کہ یہ مذھب کی وجہ سے نمایاں ھیں ان کے مذھب کو قبول کریں گے اور ساتھ دیں گے۔ اس قسم کے اور بیشمار باقاعدہ تحریری حوالہ جات موجود ھیں۔ میں نے وہ letter بھی دیکھا ھے جس میں دعویٰ' کیا گیا ھے کہ ان کے مخصوص تین سو تیرہ لوگ بدری صحابہ کے متقابلین ھیں۔ It looks funny کہ آپ بدری صاحبہ کے متقابل تین سو تیرہ کی list دے رھے ھیں اور اس میں آپ لکھ رھے ھیں کہ ان کو عزت دی جائے۔ آپ اس کو کیسے پیغمبر یا فقیر مان سکتے ھیں جو دعا دے رھا ھو کہ سلطنتِ برطانیہ کا سورج کبھی غروب نہ ھو، اور وہ اگلے ھی برسوں میں غروب ھو گیا۔

It is very funny thing

یعنی پیغمبری تو بڑی دور ہی بات ھے کوئی درویش بھی سچے دل سے دعا دے تو سورج بیچارہ خود طلوع ہو جائے، چہ جائیکہ جن کو دعا دے رہے ہو ان کا اگلے برس ھی سورج غروب ہو جائے اور برطانیہ سمٹ کر جزائر تک محدود ہو جائے۔ تو Intellectually they do not pose a threat, unless کہ آپ کے دلوں میں کجی آ جائے اور آپ دنیاوی مقاصد کو مقدم رکھو۔ میں نے دیکھا ھے کئ لوگ امریکہ اور انگلینڈ جانے کے لیئے احمدیہ سے منسلک ہو گئے۔ مسلمان اس قسم کی حرکتیں کرنا شروع ہو جائیں تو پھر بڑے فرقے معزز ہو جائیں گے۔

سوال نمبر 073) پروفیسر صاحب حقیقتِ عقیدتِ سادات کیا ھے؟

جواب: حقیقتِ سادات کچھ بھی ہو، میں تو ایک چھوٹی سی بات جانتا ہوں کچھ سادات کو یہ تعلی' ضرور نصیب ھے کہ شاید معزز ترین لوگ ھیں، ادھر ھم ان سے متفق ھیں رسولِ اکرمؐ نے فرمایا کہ جب دنیا کے سارے سبب منقطع ہو جائیں گے میرے نسب کا پھر بھی احترام کیا جائے گا۔ قیامت کے دن بھی اللہ کے رسولؐ کا نسب موثر ترین نسب ہو گا۔ اور اس کا regard کیا جائے گا، مگر اس کے ساتھ ایک فھمائش بھی ھے جو سادات کبھی نہیں پڑھتے۔ قرآن کہتا ھے کہ اھلِ بیت تمہارے گھروں میں کتاب اللہ اتری ھے، پڑھی جاتی ھے، آیات اترتی ھیں، فرشتے آتے ھیں، تم سے بڑا witness کون ھے؟ اگر تم اس کے بعد غلطی کرو گے تو تمہیں عذاب دوگنا دیا جائے گا۔ میں نے آج تک کسی سیّد کو یہ بات سناتے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ اپنی طرف جاتے ھیں یہ بات نہیں سناتے۔

خواتین و حضرات! میں آپ کو سیدھی سی بات سنادوں، نا شکر گزار کبھی اچھا انسان نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ اچھا مسلمان ہو۔ اللہ کے رسولؐ کا کتنا بڑا احسان ھے ھم پر کہ ھم ان کی وجہ سے آج حقیقتِ مطلقہ سے آشنا ھیں۔ سیّد جو کچھ بھی ہو، جیسا بھی ہو، میرے لیئے قابلِ احترام ھے کہ میں اس احسان مندی کا اگر کوئی شکریہ ادا کر سکتا ہوں، تو اللہ کے رسولؐ کے حضور میں تو میں نہیں ہوں مگر میں اولادِ رسولؐ کے ساتھ محبت اور خلوص کا اظہار کر کے شاید احسان مندی کو تھوڑا سا بوجھ release کر سکتا ہوں۔ اس لیئے مجھے زیب نہیں دیتا کہ میں سادات کی خطائیں اور گناہ گنتا پھروں۔ مجھے صرف اتنا پتا ھے کہ میرے لیئے وہ محسن اور انتہائی معزز ھیں۔ اگر وہ خطائیں کرتے ھیں تو اللہ جانے اور وہ جانیں۔

سوال نمبر 074) پروفیسر صاحب آج کل الھدی انڑنیشنل کا بڑا چرچہ ھے۔ کیا یہ ھمارے اعتقادات سے conflict نہیں ھے اگر ھاں تو کیسے؟

جواب: جہاں تک مجھے علم ھے الھدی جماعت اسلامی کی کوئی ذیلی شاخ ھے۔ (ھارون صاحب یہاں بیٹھے ھیں وہ بہتر جانتے ہوں گے)۔ اس میں وھی Concepts of dogmatism and rigidity پائے جاتے ھیں۔

خواتین و حضرات! اس میں ایک بات میں بڑی وضاحت سے کرنا چاھتا ہوں کہ ھم قرآن و حدیث کو کس طرح اپنے مقاصد کے لیئے استعمال کرتے ھیں۔ بخاری، مسلم، ابو داؤد ارو ابنِ ماجہ میں اوپر تلے بارہ احادیث موجود ھیں، اوپر تلے۔ بابِ صدقات کا آغاز ہوتا ھے، حضرت سعدؓ بن عبادہ مدینے سے باھر تھے اور ان کی والدہ فوت ہو گئیں۔ جب وہ واپس آئے تو ماں کو دفنایا جا چکا تھا۔ حضرت سعدؓ، رسولِ اکرمؐ کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول اللہؐ میں حاضر نہ تھا، میری والدہ فوت ہو گئیں ان کو دفنایا گیا۔ اپ اگر میں ان کے لیئے کوئی صدقات اور خیرات کروں تو کیا ثواب پہنچے گا؟ فرمایا **نعم**، اتفاق کی بات ھے کہ دوسرا کوئی لفظ ساتھ نہیں ھے، اور کسی حدیث نے report نہیں کیا۔ فرمایا **نعم** (ھاں) پہنچے گا۔

خواتین و حضرات! ھم کبھی کہتے ھیں بخاری عصاء الصحیحین ھے، مسلم صحیح ھے، بخاری صحیح ھے، ابنِ داؤد تیسرے درجہء استناد پر ھے۔ اب مجھے بھی وہ نظر آتا ھے اور شاید الھدی کے استادوں کو بھی نظر آتا ھے، شاید سعودی عرب کے سلفیوں کو بھی نظر آتا ہو گا، شاید نجد کے اھلِ عبدالوھاب کو بھی نظر آتا ہو گا، دیو بند کے دیوبندیوں کو بھی نظر آتا ہو گا اور بریلویوں کو بھی نظر آتا ہو گا۔ سوال یہ کہ ایک عام پڑھنے والے کو جب اتنا واضح نظر آ رھا ھے without any confusion بارہ حدیثیں مسلسل، متواتر، مشہور، حسن اور صحیح تو پھر اگر کوئي اس میں شک کرے گا، لامحالہ وہ اپنے مقاصد کی خاطر کر رھا ھے۔ اگر پھر بھی آپ اس میں شک کرو گے تو اپنے مقاصد کر خاطر کرو گے۔ جہاں تک اللہ اور اس کے رسولؐ کا قول ھے وہ آپ تک پہنچ گیا کہ مردوں کو، مر گئیوں کو ثواب جاتا ھے۔۔ آپ کے خیرات و صدقات کا ثواب جاتا ھے۔ اب اگر

Al-huda takes a different side and different way of thinking

تو چلو ان کو بھی چھوڑ دو، آپ خود جاؤ۔ آپ بخاری کا وہ باب پڑھو، آپ کو کس نے کہا ھے کہ اپنی authority of understanding بھی کسی استاد کے حوالے کردو۔ کیا آپ کے پاس عقل نہیں ھے، دماغ نہیں ھے، شعور نہیں ھے، کیا یہ بات سادہ نہیں ھے؟ اور اس کے علاوہ جب اللہ کے رسولؐ کے پاس ایک شخص آیا، اس نے کہا یا رسول اللہؐ میری ماں نے حج کی نیّت کی تھی اور وہ مرگئی۔ اب اگر میں اس کی جگہ حج کروں تو کیا ثواب اس کو پہنچے گا؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تیرے باپ پر قرض ہوتا اور وہ مرجاتا ارو بعد میں تو ادا کر دیتا تو ادا ہوتا کہ نہ ہوتا؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ ادا ہو جاتا۔ تو اب آپ خود سوچو کہ مثال اتنی واضح ھے جو رسول اللہؐ نے دی ھے اگر تمہارا باپ مر جائے اس کا قرض تم پیچھے ادا کر دو تو وہ قرض ادا ہو جاتا ھے۔ اگر تمہاری ماں پر کسی عہد کا قرض ھے اور تم بیٹا ہونے کی حیثیت سے بعد میں حج کر کے ادا کر دو تو ثواب تو اس کو پہنچ جائے گا۔ اتنی کھلی اور واضح مثالوں کے بعد بھی اگر لوگ ثواب و عذاب کا انکار کرتے ھیں تو وہ جانیں اور اللہ جانے۔ الھدی ایک چھوٹا سے سکول ھے، جس میں چھوٹے چھوٹے سے teachers ھیں، علم بہت آگے اور وسیع ھے اور منزلیں آپ کا انتظار کر رھی ہوتی ھیں۔ پڑھے لکھے ہو ماشاءاللہ تعالی' العزیز، بندرہ بیس منٹ نکالو اور

direct knowledge ability

کے ذریعے اپنے اعتقادات کو پحتہ کر لو۔

________________________ دوسری نشست کا اختتام ________________________
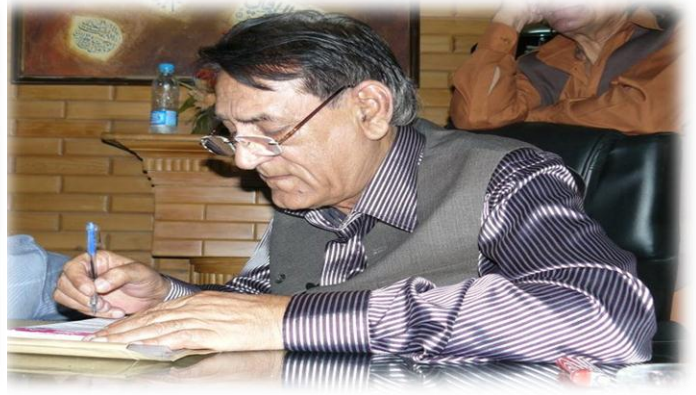
سوال نمبر 075) Bermuda Triangle میں کہا جاتا ہے کہ وہاں شیطان کا تخت ہے اسی لئے جو چیزیں وہاں جاتی ہیں غائب ہو جاتی ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟
جواب:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رَبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنً۬ا نَّصِيرً۬ا

آج کل شیطان کا تخت پانی پہ ہے۔ اب وہ پانی میں کس جگہ ہےObviously شیاطین کوئی فرشتوں کی طرح نہیں ہوتے۔ ان کے حفاظتی نظام ہوتے ہیں۔ وہ عموماً بندوں کو approach کرتے ہیں، بندے بھی ان کو approach کرتے ہیں تو انہوں نے اپنے ٹھکانوں کو کہیں کہیں throw down بھی کیا ہو سکتا ہے تا کہ کسی آدم زاد کا گزر نہ ہو۔ جیسے اللہ نے ان کو آدم زادوں کے علاقوں سے نکال دیا ہے۔ تو آ بیل مجھے مار کے مصداق اگر ہم ان کے علاقوں میں گھسیں گے تو وہ مزاحمت کرنے کی پوری طاقت رکھتے ہیں۔ وہ آپ کو گھونسہ تو نہیں مار سکتے مگر وہ آپ کے دماغ میں اس قدر پیچیدگیاں اور situations پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ کو psychotic بنا دیں گے، neurotic بنا دیں گے۔

many kinds of madness can be created by the satanic intrusion

کیونکہ یہ آپ کے خون اور دماغ میں چلتا ہے، تو ہو سکتا ہے جب کوئی وہاں جہاز جاتا ہو اور اس میں کوئی اللہ کا بندہ بھی نہ ہو تو وہ اس پہ اثن انداز ہوتے ہوں، جس سے لوگ خود کشی کر جاتے ہوں، مر جاتے ہوں اور one of the quality is کہ وہاں کوئی بندہ نہیں رہتا اور تمام جہاز خالی ہو جاتے ہیں۔ بہر حال یہ ایک امکان ہے جس کی شہادت قطعاً ابھی تک نہیں ملی

I just say to you it is just a theoretical thing which could be possible

کہ وہاں شیطان کی حکومت ہو، بہرحال یہ ثابت ہے کہ شیطان کی حکومت اس وقت پانی پر ہے۔

سوال نمبر 076) کیا اس کا تعلق خروجِ دجال سے بھی ہے؟
جواب: حروجِ دجال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس لیئے کہ شروع سے ہی جب سے کائنات بنی ہے، جب سے اللہ آسمانوں پہ متمکّن ہو تو شیطان زمین پہ قائم ہوا اور پانیوں پہ اس نے حکومت کی اساس رکھی۔

سوال نمبر 077) Can a boy meet and talk to a girl before Nikah?
جواب: نکاح نہ بھی کرنا ہو تو بات چیت تو ہو سکتی ہے۔ دیکھو ناں عام بات جیت تو فطری سی بات ہے جیسے کاروباری زندگی کے میل جول میں ہوتا ہے۔ اسی طرح زندگی میں اور بہت سارے مواقع اور بہت ساری باتیں ہین جو ویسے بھی لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان ہو سکتی ہیں۔ یہ کوئی ایسا حادثہ تو نہیں ہے۔ اللہ تعالی' نے تم لوگوں کو ایک ہی زمین پر بنایا ہے ایک معاشرے میں بنایا ہے، institutions میں اکٹھا کیا ہوا ہے مگر شاید آپ جس قسم کی بات چیت کا ذکر کر رہے ہو وہ شاید کوئی مخصوص ہے it's not the same ورنہ تو بندہ جب چاھے کسی خاتون سے بات کر سکتا ہے۔ ائرپورٹ، ریلوے اسٹیشن، بسوں مین سارے لوگ گفتگو کر لیتے ہیں حتی' کہ خواتین بھی باتیں کر لیتی ہیں۔ یہ آج ہی پہ موقوف نہیں ہے بلکہ پرانے زمانے میں، حضور اکرمؐ کے زمانے میں بھی ہمیں بہت اچھی روایات ملتی ہیں کہ

Ladies would generally talk without any hindrance

مگر اس اعتماد کے ساتھ کہ ان باتوں میں اس قسم کا کوئی منفی تاثر نہیں ہوتا تھا، جیسے آج کل خواتین سے بات چیت کرتے ہوئے ہمارے ذہن میں بڑا ناقص سا impression ہوتا ہے۔ اگر ہم اپنے ذہن کو تھوڑا کشادہ کر لیں، وسیع النظری کا مظاھرہ کریں کہ وہ کوئی عجیب و غریب آسمانی، زمینی یا جناتی مخلوق نہیں ہیں، اپنے گھر والیاں ہیں، گھروں میں پیدا ہوئی ہیں، گھروں سے اٹھی ہیں اور

They are like all common people near all together and we can talk to each other normally

مگر آپ اگر ایک ہی زاویہء نظر رکھیں گے، ایک ہی نظریے سے بات کرنی ہے، تو پھر شاید آپ کے ذہن کی کمزوری بھی ہے اور بیماری بھی ہے۔ انسان سے کسی وقت بھی کوئی بھی تعلق رکھا جا سکتا ہے۔ normally it is not always کیونکہ ازل سے عورت اور مرد کا جو

حجاب ھے اس میں ایک حکمت پوشیدہ ھے۔ اچھی طرح یاد رکھیں کہ عورت اور مرد کا حجاب افزائشِ نسل کے لیئے ھے، نسلِ آدمؑ کو بڑھانے کے لیئے ھے۔ مگر وہ آپ کے لیئے ایک قانونی تقاضے کے ساتھ مشروط کر دیا گیا جسے آپ نکاح کہتے ھیں۔ بلکہ حضور گرامیٔ مرتبتؐ نے بھی اتنی اجازت دی کہ مرد کو اجازت ھے کہ وہ اپنی بیوی کو دیکھ لے، یہ نہ ھو کہ اس نے کسی بہت بری موٹی تازی خاتون کا تصوّر پالا ھو اور اسے ایک سوکھی سڑی لڑکی مل جائے، اور وہ ماں باپ سے لڑنا شروع کردے کہ میرے تصوّر کا آئینہ ھی توڑ دیا آپ نے۔ اس طرح دیکھ لینا جائز ھے مگر وہ مقصد اور ھے لیکن کسی شخص سے بات چیت کرنا ارو بات ھے۔

You can talk to anybody anywhere he could be male or male under circumstances of necessity

مگر جب نکاح کی بات آئی تو I would say yes نکاح سے پہلے بھی آپ بات چیت کر سکتے ھو، شاید بات چیت ھی نکاح تک پہنچتی ھے۔

سوال نمبر 078) Can they go for marriage without taking their parents into confidence?

جواب: دراصل نکاح کی دو بنیادی شرائط ھیں، بلکہ صرف ایک اصل ھے اور دوسری شرط ھے۔ اصل یہ ھے کہ میاں بیوی کا راضی ھونا، اور شرط یہ ھے کہ دو گواھان ھونا جو اعلان سمجھا جاتا ھے، اس کے علاوہ تیسری کوئی Particular condition نکاح کے لیئے نہیں ھوتی۔ عام حالات میں ماں باپ کو ولی مقرر کیا گیا ھوتا ھے، اصولِ زمانہ بھی یہی ھے قانون بھی یہی ھے، اور اسی لیئے خداوندِ کریم نے والدین پہ بھی واضح کیا ھے کہ اپنی اولاد کے حریف مت بنو۔ جہاں وہ شادی کرنا چاھیں وھاں کرو۔ بہت سارا المیّہ ھماری خاندانی روایات میں بھی ھے، ھم سختی بھی کرتے ھیں، جہالت کا مظاھرہ بھی کرتے ھیں۔

This is the only right which God has given to woman and she maintained this right in presence of Prophet [pbuh]

جب ایک چھوٹی لڑکی کی چھوٹی عمر میں شادی ھو گئی، جب وہ بڑی ھوئی اور بالغ ھوئی تو اس نے شادی سے انکار کردیا۔ تو اس کا خاندان اسے لے کر حضورؐ کے پاس گیا اور کہا کہ اس کے خاندان والوں نے اس کی شادی طے کی تھی، اب وہ انکار کر رھی ھے۔ تین مرتبہ اللہ کے رسولؐ نے اس لڑکی سے ارشاد فرمایا کہ اگر تو شادی کر لے تو اچھا ھے، تو اس لڑکی نے کہا یارسول اللہؐ کیا میرا اختیار ھے کہ میں انکار کر دوں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ ھاں ھے۔ اس نے کہا کہ مین یہ شادی نہیں کرنا چاھتی۔ ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ، جب یہ ھوا تو اللہ کے رسولؐ نے کہا یہ نکاح نہیں ھو گا اور نکاح فسق قرار دے دیا۔ آج کے زمانے میں بھی ھم اللہ کے رسولؐ کی روایات پر نہیں چلتے، ھم تو اپنی دیوانگیوں پر چلتے ھیں، اپنی روایتوں پر چلتے ھین، ھم تو پتہ نہیں کیا کیا رسومات پال کے بیٹھے ھوئے ھیں۔ اگر شفاف اور فطری رحجانات ھوں تو شاید دوبارہ ایسی صورت پیدا ھو جائے کہ ھم سنتِ رسولؐ اور نیّاتِ رسولؐ کو پلٹ جائیں۔ آپ کو پتا ھے کہ ھمین شادی کرنا کیوں مشکل لگتا ھے؟ کیونکہ ھم تو شادی کرتے ھی نہیں ھیں، ھم پتہ نہیں کیا کرتے پھرتے ھیں، یہ جلوس، جشن اور ناچ گانے، یہ جو ھم نے شادی بیاہ کے ساتھ طربیہ کیفیتیں لگا رکھی ھیں، ان پر دس بیس لاکھ روپیہ خرچ آ جاتا ھے اور دوسری مرتبہ شادی کرنے کا حوصلہ ھی نہیں ھوتا۔

سوال نمبر 079) کیا آپ کبھی حروفِ مقطعات کا علم کسی کو سکھائیں گے؟

جواب: معاف کیجیئے گا میں تو ھر وقت ھی ےسکھانے کو تیار رھتا ھوں۔ حضرابنِ عباسؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ نے اتنا سارا علم کہاں سے سیکھ لیا؟ ابنِ عباسؓ کو اللہ کے رسولؐ کی دعا بھی شامل تھی، فرمایا سوال سے، میں سوال بہت کرتا تھا، فرمایا ابنِ عباسؓ نے میں سوال بہت کرتا تھا اور جب تک مجھے سوال کا جواب نہیں مل جاتا تھا میں سوال کرتا رھتا تھا۔ اگر کوئی ایسا سوال کرنے والا ھو گا اور مسلسل سوال کرے گا تو میں بھی بتاتا رھوں گا، جو مجھے پتہ ھے، جہاں رک گیا وھاں بس رک گیا۔

سوال نمبر 080) سوال ھے کہ عرصہ پندرہ برس گزر گئے، در در پر بوسے لیتے، ملاقاتیں کرتے، مگر فیض نصیب نہ ھوا، مانا کمی میرے اندر ھے مگر کہاں ھے؟ وہ نظر جو میرا اندر بدل دے شدت سے اس نظر کی تلاش میں ھوں۔ آج آپ کے در پر حاضر ھوا ھوں کیا میرے نصیب میں وہ نظر ھے اور کب؟

جواب: میرا نہیں خیال کہ ان کو نظر نصیب نہیں میرا خیال یہ ھے کہ نظر کے نتائج جوان کے ذھن میں ھیں وہ نصیب نہیں ھیں۔ اگر اتنی اچھی اور مخلصانہ سوچ ھو تو یقیناً وہ خدا کے اچھے بندے ھیں۔ مگر ان کو پتہ نہیں ھے کہ آدمی کو نظر مل جائے تو ھوتا کیا ھے؟ ان کو یہ نہیں پتہ کہ نظر کے نتائج کیا ھوتے ھیں؟ خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ ولیٔ ھند یا ھندالولی تھے۔ ھم نے دیکھا کہ شروع میں یہ ھوا کہ جس کو آپ نظر کہتے ھیں، وہ ایک باغ میں نوکر تھے، مالی تھے۔ خواجہ ابوالحسنؒ کا وھاں سے گزر ھوا۔ معصوم بچے کو دیکھا، پسند آیا، کہا کھانے کو کچھ ھے؟ پسند کیوں آئے؟ دوڑ کے گئے کچھ پھول اتارے، خوب اچھی طرح صاف کیئے، پلیٹ دھوئی اس میں رکھا اور حصرتِ خواجہؒ کی نذر کیئے۔ اللہ کے اس بندے کو یہ طریقہ بڑا پسند آیا، بچے کی صورت بڑی پسند آئی، آداب بڑے اچھے لگے تو آپ نے ایک دانہ چبا کے بچے مکے منہ میں رکھا اور دعا دی، یہ تھا نظر کا آغاز۔ پھر ھوا کیا؟ خواجہ نے بارہ سال گردش کاٹی، سفر و حضر میں گئے، علم کی تلاش کی، بارہ سال کے بعد واپس آئے اور ھند الولی بن گئے۔ تو دیکھنا یہ ھے کہ ھمیں ھو کیا جاتا ھے نظر کے بعد؟

بالکل سادہ سی بات یہ ھوتی ھے کہ شبِ قدر کو جب اللہ تعالی' نظر کرتا ھے آسمانِ اوّل پر تو جن لوگوں میں خاصیت پائی جاتی ھے یا جن لوگون کو اس قابل سمجھا جاتا ھے، ان کو Boost up کیا جاتا ھے۔ بہت سارے لوگ ج بیکار (dull) بیٹھے ھوئے ھوتے ھیں، بہت ساری لیاقتوں کے باوجود ان کی صلاحیتیں زنگ آلود ھو جاتی ھیں تو شبِ قدر کو جبرائیلؑ امیں ان کو مَس کرتے ھیں۔ اس مَسِ جبرائیلؑ سے ان کے اندر وہ خفتہ صلاحیتیں دوبارہ تر و تازہ ھو جاتی ھیں۔ اگر کسی نے دیکھنا ھو کہ اس نے شبِ قدر پائی کہ نہیں پائی؟ شبِ قدر اتنی اھم نہیں ھوتی جتنے اس کے بعد کے دن اھمیت کے حامل ھوتے ھیں۔ جب آپ شبِ قدر پا لیتے ھو تو اس کے بعد آپ کی نیکیوں کی توفیق بڑھ جاتی ھے۔ آپ کے اچھے اعمال بڑھ جاتے ھیں۔ آپ کی درستگیٔ فکر بڑھ جاتی ھے۔ آپ کے بہت سارے غلط کام حتم ھونا شروع ھو جاتے ھیں۔ یہ شبِ قدر کی خاصیت ھے کہ آپ کے اندر جو غالباً غلیظ قسم کے morbid hormones ھوتے ھیں وہ ٹوٹ جاتے ھیں، ھلکے ھلکے آنسو بہتے ھیں، بڑی ھلکی ھلکی ھوا چلتی ھے، magnetic currents چلتی ھیں اور پھر آپ کے بدن کا ایک ایک رونگٹا کھڑا ھو جاتا ھے جیسے magnetic قریب کرنے سے ھوتا ھے۔ پھر آپ کی آنکھوں سے ایسے آنسو بہتے ھیں جو آنسو ھوتے ھی نہیں، وہ لگتا ھے کسی ھارمون (hormone) کیا تطہیر ھو رھی ھے۔ مگر جب آپ فارغ ھوتے ھیں تو لگتا ھے آپ دھوئے گئے ھو، تازہ ھو گئے ھو۔ آپ کی نیک اعمال کی توفیق بڑھ جاتی ھے۔ آپ کے ذھن کی سوچیں بدل جاتی ھیں۔ یہ ھوتی ھے نظر اور یہ ھوتا ھے مَسِ جبرائیلؑ۔ مگر ھمارے ھاں بدقسمتی سے نظر کا برا غلط مطلب لیا جاتا ھے، پہاڑوں میں ناچ کود، ملنگیت، تلنگیت، سارا کچھ ھم لوگ سمجھتے یہ ھیں

کم نظر کے بعد کچھ مافوق الفطرت واقعات رونماء ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں بہت سے تصوّف کے سلاسل طاقت کے تصوّرات (power concepts) کے تحت پروان چڑھتے ہیں۔ سارے کے سارے تصوّف کے سلاسل آج کل اسی نظریئے سے روحانیت کی حقانیت ثابٹ کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ہمارے ذہن میں شکوک و شبہات جنم لیتے ہیں۔ میرا یقین ہے آپ کے دل کا خوف، آپ کے دل کے خوف کا ایک ذرہ کم ہو جائے اور آپ کے حزن و ملال کم ہو جائیں تو آپ کو یقیناً نظر بھی نصیب ہو گی اور قدر بھی نصیب ہو گی۔

سوال نمبر 081) یہ ایک سوال ہے جی کہ کیا پاکستان ہمیشہ لٹیرے سیاستدانوں اور بدعنوان، مفاد پرست بیوروکریسی کے تابع رہے گا؟
جواب: اس کا جواب میرے خیال سے آپ سب کو پتا ہے کہ کوئی چیز مستقل نہیں رہتی،

" وَتِلْكَ ٱلْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ ٱلنَّاسِ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان : 140] "

کوئی چیز دائم نہیں ہوتی، دن بدلتے رہتے ہیں۔ قوموں کے دن ذرا زیادہ لمبائی رکھتے ہیں۔ اگر ایک فرد کا دن ایک مہینے کا ہوتا ہے تو قوم کا ایک سال، دو سال یا دس سال کا ہو گا۔ امید دے کہ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز مملکتِ خدادادِ پاکستان میں بھی وہ وقت ضرور آئے گا کہ صاحبِ ایمان، اچھی فطرت والے لوگ برسرِاقتدار آئیں گے اور وہ قت زیادہ دور نہیں، بہت جلد آئیں گے may be in the next election

اور انشاء اللہ تعالٰی العزیز

Pakistan will start improve in the sense of responsibility and political career

سوال نمبر 082) قبر کے عذاب سے بہت خوف آتا ہے اس سے کس طرح بچا جا سکتا ہے؟ اور جو لوگ دریا اور سمندر میں ڈوب جاتے ہیں ان پر قبر کا عذاب کیسے ہو گا؟
جواب: قبر کے عذاب سے بچنا تو بڑا ہی سادہ ہے۔ آپ کے لیئے دعائیں موجود ہیں۔

اللھم انا اعوذبک من العذاب القبر آپ یہ دعا مانگتے رہو، اللہ ہر دعا قبول کرنے والا ہے۔ اسی طرح مرنے سے ڈرنے والے کو دعا ہے کہ

اللھم اعوذبک من الغمرات الموت و سکرات الموت

اس کا مطلب ہے کہ جس چیز کے لیئے دعا موجود ہے اس کیفیت سے بچاؤ ممکن ہے اور اگر آپ وہ دعا پڑھتے رہیں جیسے

ربنا اتنا می الدنیا حسنتہ و فی الاخرۃ حسنتہ و قنا عذاب النار و قنا عذاب القبر و قنا عذاب المیزان

اگر آپ یہ دعائیں مانگتے ہیں تو آپ کو تسلی ہونی چاھیئے کہ یہ دعائیں کسی بھی قیمت پر رد نہیں کی جائیں گئیں۔ حضرت عمر فاروقؓ فرماتے تھے کہ جس کو یقین کرنا ہو کہ اس کی دعا قبول ہوئی، تو وہ پہلے بھی درود پڑھ لے اور آخر میں بھی درود پڑھ لے۔ خداوندِ کریم کی عادتِ شریفہ ہے کہ ہر حال میں وہ درود قبول کرتا ہے، اور یہ امر محال ہے کہ دونوں طرف سے درود قبول کرے اور بیچ میں سے دعا چھوڑ جائے۔ تو اس میں آپ کی فائل روا وری پوری ہو جائے گی اور آپ کو دعا بھی قبول ہو جائے گی۔ البتہ جہاں تک خوف کا تعلق ہے تو اللہ نے کہہ دیا ہے کہ

" أَلَا بِذِكۡرِ ٱللَّهِ تَطۡمَئِنُّ ٱلۡقُلُوبُ [سُوۡرَةُ الرّعد: 28] " (کہ تمہیں دلوں کا اطمینان میری یاد کے بغیر نہیں مل سکتا)

تو آپ خدا کی یاد دل میں رکھو، تسلی رکھو، دعا مانگتے رہو اور انشاء اللہ وہ آپ کے دل و دماغ کو محفوظ کرے گا۔

سوال نمبر 083) یہ Question ہے کہ عام طور پر سائنسی تحقیقات کے حاصلات کو قرآن کے تخلیقی اصولوں میں منضبط کیا جاتا ہے، کیا قرآن کے تخلیقی قوانین کو مدِنظر رکھ کر تحقیق کے اصول و ضوابط نہیں بنائے جا سکتے ؟
جواب: وہ وقت گزر گیا۔ یہ بات آپ کی ٹھیک ہے مگر وہ وقت گزر گیا۔ وقت تب تھا جب سائنسز کی ابتداء ہو رہی تھی، لوگ ترقی کر رہے تھے۔ میرا شروع سے خیال یہ ہے کہ آپ اچھے مسلمان ہوتے، اور آپ کو خدا کی باتوں پر یقین ہوتا تو میں کہہ سکتا ہوں کہ جو اس وقت بنیادی سائنسی تحقیقات کے اعلیٰ' ترین اصول ہیں وہ آج سے پندرہ سو برس پہلے ہم شروع کر چکے ہوتے۔ مثال کے طور پر ہم شروع ہی اس بات سے کرتے (اللہ پر یقین کے بعد) کہ کائنات میں تمام سیّارگان ہیں، ہر چیز حرکت کر رہی ہے اور کوئی stationary star نہیں ہے۔ مثلاً ہم شروع کرتے ہیں اس بات سے کہ اللہ تعالیٰ' نے تمام حیات پانی سے پیدا کی ہے۔ ہم شروع ہی اس بات سے کرتے ہیں کہ پہاڑ زمین کے ساتھ اڑتالیس ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے بھاگ رہے ہیں۔ ہم شروع اس بات سے کرتے ہیں کہ زمین کناروں سے گھٹتی چلی آ رہی ہے۔ اگر ہم اچھے مسلمان ہوتے اور اللہ کو باتوں پر یقین کرتے تو آج جس جگہ سائنس پہنچی ہے ہم تیرہ سو برس پہلے اس کا آغاز اس جگہ سے کر رہے ہوتے تو آپ کو اندازہ ہوتا کہ

we should have been walking on the moon now

اگر مسلمان نے قرآن پہ اعتبار کیا ہوتا تو شروع ہی وہاں سے کرتا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم نے بڑے بڑے لوگوں کو دانا سمجھا، اور بڑے بڑے علماء کو پتا نہیں کیا سمجھا، لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ان کی علمی فضیلتیں ان کو دھوکہ دے گئیں اور انہوں نے قرآنِ حکیم کی بجائے غیروں کی باتوں کو توجہ طلب سمجھا اور دوسرے خیالات کو ثابت کرنے کے لیئے انہوں نے قرآن کی تاویل کر دی اور اس طرح ہماری تعلیمات پست رہ گئیں، اور غیر اقوام نے اپنے قوانین منضبط کر لیئے۔ اب آخرِ کائنات زندگی کہاں تک جاتی ہے؟ آپ کو اس کی سائنسز مرتب کرنے کے لیئے پھر قرآن کی ضرورت ہے۔

سوال نمبر 084) یہ سوال ڈاکٹر ھود بھائی کے ریفرنس سے ہے، پوچھتے ھیں کہ ڈاکٹر ھود بھائی کا کہنا ھے اسلام کا سائنس سے کوئی واسطہ نہیں کیونکہ اس کے لیئے آپ کو اسلامی سائنس کی بنیاد رکھنی پڑے گی۔ برائے مہربانی وضاحت فرمائیں۔

جواب: میرا تو خیال ھے کہ ان کی بات ھی نہیں سننی چاھیئے۔ وہ ایک سیدھا سادھا سا فزکس کا بندہ ھے۔ پتہ نہیں کس ایجنڈے پہ آیا ھے؟ اور اس ایجنڈے سے کام کر رھا ھے؟ اغلب امکان یہ ھے کہ اس کو پتا ھی کچھ نہیں ھے۔ اس نے شاید توجہ سے کبھی قرآن پڑھا ھی نہیں ھے اگر پڑھا ھے تو انہی ویسٹرن کی طرح۔ میں ان ویسٹرن کے طرزِ فکر کا حال آپ کو سنا دیتا ھوں، اھلِ مغرب جب کوئی مذھب قبول کرتے ھیں تو بغیر کسی دلیل کے قبول کرتے ھیں۔ یوں سمجھ لو

There is no justification for them to accept Christianity in site of always technically scientific laws around them.

ان کے پاس کسی اپنے مذھب کو قبول کرنے کی کوئی دلیل نہیں ھے، جب وہ مذھب کو قبول کرتے ھیں تو بغیر کسی دلیل کے کرتے ھیں اور جب مذھب کا انکار کرتے ھیں تو بھی بغیر کسی دلیل کے کرتے ھیں۔ جب ان کی نیّت اسلام کو رد کرنے کی ھو تو وہ کوئی scientific law استعمال نہیں کرتے، وہ یک جنبشِ قلم کر دیتے ھیں، وہ آنکھیں بند کر کے out of emotions انکار کرتے چلے جاتے ھیں۔ یہ پوری یورپی اقوام کا ایک مرض بن گیا ھے اور اس طرح وہ ھمیں جگہ جگہ ذھنی اذیت سے دو چار کرتے ھیں۔ مثلاً وہ کارٹون کیوں چھاپ رھے ھیں کیونکہ حضرت عیسیٰؑ کے بھی چھاپتے رھے ھیں۔ بلکہ بدترین جگھوں پر حضرت عیسیٰؑ کا نام استعمال کرتے ھیں۔ ان کو پتہ نہیں لگتا کہ ھم کس ھستی سے مخاطب ھیں اور طرزِ تخاطب کیا ھونا چاھیئے۔ میں نے ایک دفعہ ھود بھائی کو کہا تھا، بالمشافہ تو نہیں مگر مین نے ایک بار کہا تھا کہ تم سائنسدان ھو، تم کہتے ھو اسلام میں سائنسدان ھی کوئی نہیں ھے، تم کیا کر کے آئے ھو؟ یا تو واشگاف الفاظ میں کہو کہ میں مسلمان نہیں ھوں اور اگر مسلمان ھو تو تم بھی سائنسدان ھو، بجائے مسلمانوں کو طعنہ دینے کے کچھ کر کے دکھاؤ کہ میں مسلمان ھوں، میں نے یہ کارنامہ سر انجام دیا ھے۔ ورنہ اس بارے میں یہ اتنی فصول باتیں کیوں؟ جیسے میں، فزکس پہ لیکچر نہیں دے سکتا، میں، حساب کتاب نہیں کر سکتا، میں اس کا ماھر نہیں ھوں، اور اس موضوع پہ لیکچر نہیں دے سکتا، اسی طرح ایک ماھرِ طبیعات ھبی اسلام پہ لیکچر نہیں دے سکتا۔ اگر ھم اپنی اپنی حدود میں رھیں تو شاید ھمارے حق میں اچھا ھو۔ یہ ایک احمقانہ اندازِ فکر نہیں تو اور کیا ھے کہ موصوف فزکس میں PHD ھیں اور ٹانگ مذھب میں مار رھے ھیں۔ اس قسم کی حرکات سے یہ لوگ کوئی بہتری نہیں پیدا کر سکتے۔

سوال نمبر 085) عموماً لوگ نماز پر بہت زور دیتے ھیں لیکن اس کے لیئے معاملات پر توجہ نہیں دیتے خصوصاً سائنسی تعلیم کے حصول میں اور سائنسی ترقی کے حصول میں۔

جواب: سائنسی تعلیم یا ترقی کا تعلق تو براہِ راست علم سے ھوتا ھے، اور اللہ کے رسولؐ نے جتنی حصولِ علم کی تلقین کی ھے شاید اتنی عبادات کے لیئے بھی نہیں کی۔ ابھی کل ھی میں ایک حدیث سنا رھا تھا کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا میں تمہیں نماز، روزہ اور تمہارے بہت سارے اچھے کاموں سے بہتر کام نہ بتاؤں، جس کا اجر ان سے کہیں زیادہ ھے۔ تمہارے روزوں سے اور نمازوں سے اس کا اثر کہیں زیادہ ھے۔ تمہیں ثواب میں سب سے بری چیز نہ بتاؤں، تو اصحاب نے کہا یا رسول اللہؐ بتائیے، تو فرمایا وہ آپس میں محبت رکھنا ھے۔ نماز اور روزے سے بھی بڑی چیز یہ ھے کہ انسان آپس میں اُنس رکھیں، محبت رکھیں، ایک دوسرے کا احترام کریں، انسانی رشتوں کی اُنسیت ان دعاؤں اور خالی عملیت سے بہت بڑا کام ھے۔

سوال نمبر 086) سوال ھے کہ نماز پڑھتے ھیں مگر باھر نکلتے ھوئے لائن نہیں بناتے اور وضو کرتے ھیں مگر باقی معاملات میں صفائی کا خیال نہیں کرتے، درست کیا ھے؟

جواب: درست تو وھی ھے جو آپ نے لکھا ھے مگر شاید انسان میں ترتیب کے خلاف بھی جدوجہد موجود ھے، اگر دروازے کشادہ ھوں تو شاید قطار بندی کی ضرورت نہیں، اس کی ضرورت وھاں پڑے گی جہاں jam pack ھو جائے۔ لائن ھر وقت کی ضرورت نہیں ھے بلکہ وھاں لائن میں لگنا پڑے گا جہاں دو آدمی اکھٹے نہ نکل سکیں۔ اگر مسجد کے دروازے اتنے کشادہ ھیں کہ سارے لوگ باھر نکل سکتے ھیں تو کوئی مسلہ تو نہیں ھے۔ باقی وضو کرتے ھیں اور معاملات میں صفائی نہیں رکھتے تو یہ الٹا دیکھنا چاھیئے کہ کمال کی بات ھے کہ اتنے سُست اور نالائق ھیں کہ کسی معاملے میں صفائی نہیں رکھتے مگر وضو کرتے ھوئے کر گئے۔ اس کو الٹا دیکھیں گے تو آپ تھوڑا سا ان کو معاف کر دیں گے۔

سوال نمبر 087) یہ ایک سوال انگلینڈ سے آیا ھے کہ توھین آمیز خاکوں سے ھمارا خون کھولتا ھے، ھم UK میں جو طالب علم ھیں IT Experts نہیں ھیں وہ کیا رویّہ اپنائیں؟

جواب: میرا خیال ھے کہ آپ کے پاس وہ رویّہ موجود ھے کہ جب اصحابِ رسولؐ میں طاقت نہیں تھی اور ان پہ بے تحاشہ ظلم و ستم ھو رھے تھے، آپ کو صرف ذھنی کوفت برداشت کرنی ھے ان پہ جسمانی مظالم بھی ھو رھے تھے اس کے باوجود انہوں نے صبر و تحمل سے تمام اثر کو قبول کیا۔ اس صورتِ حال میں قرآنِ حکیم کی ایک آیت آپ کے سامنے رھنی چاھیئے۔

" وَلَا تَهِنُواْ " کہ ھماری یاد میں سستی نہ کرنا، ھمارے بارے میں تغافل نہ برتنا،

" وَلَا تَحۡزَنُواْ " (اور غم نہ کرنا، افسوس کا شکار نہ ھو جانا)

اس سے تمہاری اھلیت متاثر ھو گی۔ حزن و ملال کسی مسلے کا حل نہیں اور غم کے مراحل سے گزر گئے تو ھمیں عزت و جلال کی قسم ھے کہ

" وَأَنتُمُ ٱلۡأَعۡلَوۡنَ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ سُوۡرَةُ [آل عِمرَان: 139] " (تم ھی غالب ھو اگر تم ایمان والے ھو)

تو اے میرے بڑے عزیز دوست جو آپ وھاں موجود ھو، یہ دیکھنے کی ضرور کوشش کرنا کہ تم مومن ھو کہ نہیں ھو، کیونکہ یہ وعدہ مومنین کو پہنچتا ھے، صاحبِ اخلاص مسلمانوں کو پہنچتا ھے۔ یورپ جس قسم کی حرکتیں کر رھا ھے یہ انفرادی شرارت کے رویّے ھیں۔ کہ ان کی قوم کو تو اس بات کا کوئی ھوش ھی نہیں ھے، جیسے ڈاکٹر آرم سٹرانگ نے کہا کہ وہ جان بوجھ کر قرآن نہیں پڑھتے۔ وہ سارے

متقابل مذاہب کو پڑھتے ہیں لیکن خوف کے مارے قرآن کو نہیں پڑھتے۔ ان کے دل و دماغ پر یہ آسیب چھایا ہوا ہے کہ یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کے پڑھنے سے شاید ہمارا دین بدل جائے گا۔ میں نے جیسے ابھی آپ سے پہلے بھی عرض کیا کہ یہ ویسٹرن کا ایک بہت ہی عجیب رویّہ ہے کہ جب وہ کسی مذہب کو قبول کرتے ہیں تو کسی قسم کی reasoning نہیں طلب کرتے، نہ عقل کی بات سنتے ہیں، اور عجیب و غریب مذاہب کو مان لیتے ہیں۔ اس طرح بغیر کسی دلیل کے مذہب کا انکار کر دیتے ہیں، ایسے لوگوں کا کیا بر ماننا؟ ایک اور بھی رویّہ اللہ نے بتایا ہے کہ اگر اس قسم کے حالات سے واسطہ پڑے تو سلام کرو اور رخصت ہو جاؤ اور اللہ سے فتح، نصرت اور تائید مانگو۔ انشاء اللہ آپ کی قوم کو مسلمانوں کو یہ اللہ کا وعدہ بھی ہے۔ آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ ہمیں اور آپ کو کتنی محبت ہو گی رسول اللہؐ سے، سب سے زیادہ محبت تو اپنے رسولؐ سے اللہ کو ہے۔ اور وہ جو صاحبِ قدرت ہے، صاحبِ طاقت ہے، جو پل بھر میں دنیا کو فنا کر سکتا ہے، ملک اجاڑ سکتا ہے، بستیاں الٹی اور اوندھی کر دیتا ہے، اس نے بہت ساری پہلی اقوام کو عبرت کا نشان بنایا، ان کو بھی عبرت کا نشان بنا سکتا ہے۔ تو اگر کوئی رکاوٹ پڑی ہوئی ہے تو اس میں شاید حکمتِ الہیاء یہ ہے کہ ان میں ایک ایک اگر شر سے سوچتا ہے تو شاید کچھ بہتر بھی سوچتے ہوں گے۔ ہمیں فی الحال اپنے اس کرب و بلا سے گزرنے کے لیئے جنابِ رسالت مآب حضرت محمدؐ کی محبت کو اپنے دل میں سموئے رکھنا ہے۔ اگر وہ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان خاکوں سے آقا اور رسولؐ کی محبت ہمارے سینوں سے ختم ہو جائے تو ہمیں یہ ضد ہے کہ ہم اس محبت کو اپنی قبر تک پالے رکھیں گے۔

سوال نمبر 088) کیا ایک صوفی اپنے سے پہلے صوفی یا مرشد کی زندگی کو مدِّنظر رکھ کر راہِ حق پر چلتا ہے یا وہ اپنی ذات میں جدا ہوتا ہے اور ماضی سے لا تعلق ہوتا ہے؟

جواب: اقبال نے ایک دفعہ کہا تھا کہ

‘Every mystic has an individual victor over time and space’

اس نے کہا تھا کہ ہر وہ شخص جو خدا کی طرف چلتا ہے وہ انفرادی طور پر زمان و مکان پر فتح پاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے ماحول کے خلاف، ان کی شدتوں کے خلاف، بحرانوں کے خلاف وہ ایک ایسا رستہ اپناتا ہے جو عمومیت کا نہیں ہوتا اور وہ پھر اس رستے پر چلتے ہوئے خدا کے حضور پہنچتا ہے۔ دیکھیئے بڑی سیدھی سی بات ہے کہ اگر ایک آدمی اپنے نفس کی خواہشات کے مطابق زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے تو ایک صوفی اللہ کی اس بات پر عمل کر رہا ہوتا ہے

" وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِۦ وَنَهَى ٱلنَّفْسَ عَنِ ٱلْهَوَىٰ [سُوۡرَةُ النَّازعَات : 42] "

تو وہ اپنے نفس اور ہوا کی مخالفت میں اپنے آپ کو استوار کر رہا ہوتا ہے اور ان عادات کو اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے جو اسے اللہ کے نزدیک لے جائیں۔ مرشد کی زندگی عبادت کی زندگی نہیں ہوتی، اسے تو اگر کسی استاد سے کوئی اُنس ہوتا ہے تو ان اصولوں اور ان باتوں کی وجہ سے جس نے اس کی زندگی کی رہنمائی کی ہوتی ہے۔ پھر وہ استاد کی عادت کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کی کوشش کرتا ہے ورنہ مقصد میں اور نتائج میں ہر فرد اپنے اللہ کے ساتھ تنہا ہوتا ہے، اپنے مقام میں، خیال میں تنہا ہوتا ہے۔ جیسے سیّدِ ہجویریؒ جب خراسان کی پہاڑیوں سے گزرے تو فرمایا میں نے سینکڑوں صوفیاء دیکھے جو خوش نظر تھے، کچھ خوش وقت تھے، کچھ خوش خیال تھے۔ یہ مختلف مراحل ہیں فکر و عمل کے۔ تمام، تمام تصوّف شہرِ علمیہ ہے، علم کا سفر ہے۔ تصوّف کوئی الٹی چھلانگیں مارنے کا سفر نہیں ہے، جمناسٹک نہیں ہے، تمام تصوّف سفرِ علمیہ ہے، ایک منزل اور ایک مقام سے گزر کر آگے بڑھنے کا یہ تمام تر سفر خدا کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اس کو ہم Journey of out growth کہتے ہیں۔ ایک کیفیتِ ذات سے دوسری کو جاتا ہے، ایک غم کو بھلا کر دوسرے غم کو قبول کرنے کا نام ہے۔ سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ ہم اللہ کی قربت کے لیئے وہ تمام خامیاں، المیّے اور رکاوٹیں دور کر لیں جو ہمیں اللہ کے پاس جانے سے روکتی ہیں، یہ کاوش کچھ کامیاب ہوتی ہیں اور کچھ نہیں ہوتیں مگر اگر آپ تحصیلِ علم میں ہو تو خدا کی مہربانی ہمیشہ آپ پر نازل ہوتی رہتی ہے۔

سوال نمبر 089) What is the role of Imran Khan in the current and future politics of Pakistan?

جواب: بڑا دلچسپ سوال ہے میں بھی یہ سوچ رہا ہوں آج کل کہ

What is possible role of Imran Khan? Probably when we think about his career as a politician

آج کل جس طرح ہم ایک بہت بڑے بحران میں ہیں۔ یہ جو personality crisis ہمارے ارد گرد ہیں

we can only say he is a honest man and we can say he is courageous, he is bold, he can super power his ideas.

اس کا اپنا ایک ویژن ہے، وہ ایک محبِ وطن اور نظریاتی انسان ہے۔ مگر سچ پوچھو تو اس سے ایک سوال کرنے کا میں بھی حق رکھتا ہوں۔ آپ نے ایک تحریک چلائی اس کا نام آپ نے تحریکِ انصاف رکھا، تو بھائی جب چیف جسٹس بحال ہوئے تو آپ کی تحریک خاتمے تک پہنچ گئی ہے۔

So now better change the objectives

آپ اسے کہہ بھی رہے کہ آپ نے تحریک چلائی، انصاف کی جدوجہد کی، لوگوں نے ساتھ دیا، آپ کا ساتھ نہیں دیا، چیف جسٹس کا ساتھ دیا، آپ نے پھر ان کا ساتھ دیا اور ماشاء اللہ تعالیٰ' العزیز ہم نے ایک مقصد حاصل کر لیا۔ ہم نے عدلیہ کی بحالی کے لیئے جو قدم اٹھایا تھا اس میں کامیاب ہو گئے۔ جب آپ کامیاب ہو گئے تو اس تحریکِ انصاف کا مزید جواز نہیں بنتا وہ

I have already suggested to him

تحریکِ انصاف کی بجائے اب آپ پاکستان انصاف پارٹی کی بنیاد رکھو، تا کہ لوگوں کو واضح ہو جائے کہ اب آپ تحریک نہیں ہو بلکہ ایک مکمل شعوری فیصلے کے ساتھ قوم کو ایک موقف دینے والے ہو۔ اور مستقبل میں آپ اس کا منشور طے کریں۔ مجھے اُمید ہے کہ انشاء اللہ کچھ

دنوں میں جب وہ اس طرف پلٹیں گے تو اس کی نوعیت بدل جائے گی، تحریکِ انصاف کی نوعیت بدل جائے گی اور ایک مکمل نظام، ایک مربوط قسم کا سیاسی لائحہ عمل تیار ہو جائے گا۔

آپ کے سامنے ہے کہ کوئی انسان عقلِ کُل نہیں ہوتا اور کوئی انسان تمام مسائل سے اکیلا نہیں نمٹ سکتا، ہمیں اپنے احباب میں، دوستوں میں اشراکِ عمل رکھنا چاہیئے، یہ غلط بات ہے

A single leader is not permission able in Islam

کیونکہ پیغمبرؐ تو گزر گئے، اب ہم مسلمان ایک شوری' نظام سے آگے بڑھ سکتے ہیں اور ہمارے شوری' نظام میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہم لوگ ذہانتوں کی توہین نہ کریں۔ اگر ہمارے پاس اچھے، قابل لوگ، سمجھدار لوگ موجود ہوں جو ہمارے سسٹم کو آگے بڑھا سکتے ہیں تو بغیر کسی حسد، کینہ اور بغض کے ہم ان کی اہلیت اور لیاقت کو تسلیم کریں اور ہم اپنی جدوجہد میں اپنے دوستوں اور احباب کو ساتھ لے کر چلیں۔ اگر کسی معاملے میں آپ کو نہیں پتہ

Suppose I have a problem with IT, and I am not an IT specialist

تو ہمیں چاہیئے کہ اپنے IT کے دوستوں کو کہیں کہ تم آگے بڑھ کر قیادت سنبھالو۔ جب کسی معاملے میں ہمیں کسی علم کا نہیں پتا یا علم کم ہے تو

We should allow people, we should allow our friends

اور مراتب کے فرق نہیں صرف عزت کے اعتبار سے تھوڑا بہت فرق ہو سکتا ہے، مگر وہ مراتب کا فرق نہ ہو۔ حدیثِ رسولؐ ہے اگر دو بھیڑیئے بکریوں کے کسی گلّے میں پھینک دیئے جائیں تو وہ اتنا نقصان نہیں کرتے جتنا انسان کی دو خواھشات نقصان کرتی ہیں۔ وہ انسان کی مال اور مرتبے کی خواھش ہے۔ اگر ہم ایک ایسا classless معاشرہ تخلیق کر لیں وہ پیسے کے لحاظ سے نہیں ہو سکتا، دماغ کے لحاظ سے نہیں ہو سکتا۔ ایسا معاشرہ ایک لحاظ سے ضرور ہو سکتا ہے کہ عزت، محبت، حرمت، ایک دوسرے کا اشتراکِ عمل، اخلاص، ایک دوسرے کا احترام، برابری اسی صورت میں ہو سکتی ہے۔ اس میں Classlessness آ سکتی ہے۔ البتہ اللہ کے دین میں نہیں آ سکتی۔ اس میں گنجائش ھی نہیں ہے کیونکہ اللہ عقلِ کُل ہے، مکمل دماغ ہے۔ اگر ایک brain کسی اور طرف کا ھے اور دوسرا کسی اور طرف کا ہے تو وھاں بھی Classless نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالی' نے تفاوت پہ چیزیں تخلیق کی ہیں، تفریق کی ہے۔ انفرادی حیثیت میں یہ جو ایک نمونے کے لوگ ھوتے ہیں، یہ کبھی بھی انقلاب نہیں لا سکتے۔ دیکھیں ناں اللہ کے رسولؐ کے ساتھ عجیب و غریب لوگ رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی نوعیت اور نیّت ایک اور طرز کی ہے، اور عمرؓ کو دیکھیں تو بالکل دوسری انتہا پر نظر آتے ہیں، علیؓ بالکل اور ہیں اور عثمانؓ بالکل کچھ اور ہیں۔ ابنِ مسعودؓ اور ہیں، ابنِ عباسؓ اور ہیں۔ تو کسی معاشرے میں اصل لطف یہ ھوتا ہے کہ ان ک نصبُ العین ایک ہو اور طبع جدا جدا ہوں، فطرت الگ الگ ہو اور اندازِ زندگی اپنا اپنا ہو۔ وہ ایک ایسی multi genius society ہے جس نے آ گے جا کر ساری کائنات کو بدل دیا، ساری دنیا کو بدل دیا تو

We don't want a single class attitude

ایک پگڑی نہیں چاھیئے، ایک قسم کی مونچھ نہیں چاھیئے، ایک قسم کی شکل نہیں چاھیئے، ایک قسم کے ھاتھ پیر نہیں چاھیں بلکہ ایک قسم کی سوچ پر اتفاق چاھیئے۔ اگر کسی کی مونچھ چھوٹی بڑی ہو تو خیر ہے۔

سوال نمبر 090) Is there any hope of improvement in current problem of Pakistan related to good governance, load shedding and inflation?

جواب: لوڈشیڈنگ کے بارے میں تو آپ جانتے ھی ہو ایک بڑی عجیب سی بات جسے ھمکر ایک بڑے specialist scientist نے کہا ہے ہمارے پاس اتنا کوئلہ موجود ہے کہ اگر ہم 50،000 میگا کلوواٹ بھی بجلی پیدا کریں تو ہم آٹھ سو برس تک بجل میں خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ یہ کسی عام بندے کا بیان ھوتا تو شاید بحران پڑ جاتا مگر یہ ڈاکٹر ثمرمبارک مند کی بات ہے کہ ہم آٹھ سو برس تک 50،000 میگا کلوواٹ بجلی پیدا کر سکتے ہیں۔ اتنی تو ھماری ضرورت ھی نہیں ہے۔ تو بات یہ ہے کہ ھمیں تو وہ لوگ چاھیں جو اسے سنبھال کر سکیں، دیکھ بھال کر سکیں اور ھم آٹھ سو برس تک کم از کم بجل کے بحران سے بے نیاز ہو جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ھمارا تنظیمی ڈھانچہ قابلِ رشک نہیں، نہ ھی ھماری آرگنائزیشن قابلِ ذکر ہے۔ لیکن یہ کہنا بالکل غلط ہو گا کہ ھمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔

خواتین و حضرات! حکومتیں کس لیئے بنتی ہیں؟ یہ بتانے کے لیئے کہ ھمارے پاس وسائل نہیں ہیں۔ آپ کا خیال یہ ہے کہ حکومتیں اس لیئے بنتی ہیں کہ وہ آپ کو باربار کہیں کہ ھمارے پاس پانی نہیں ہے، ھمارے پاس resources نہیں ہیں۔ آپ روٹی مانگو تو کہیں گے کہ جی وسائل ھی نہیں ہیں، آپ کوئی دھات مانگ لو تو کہیں گے کہ ھمارے پاس پہاڑ نہیں ہیں، آپ کوئی غلّہ مانگو تو کہیں جی زمین نہیں ہے۔

This is a very stupid attitude of all the governments.

ادھر دیکھو آپ کے پاس دنیا کی سب سے بڑی معاشی طاقت جاپان کی مثال موجود ہے۔ اس کے پاس کیا ہے؟ کیا وھاں گندم بڑی اُگتی ہے؟ چاول بڑے اُگتے ہیں؟ دھاتیں بڑی ہیں؟ ایسا کچھ بھی نہی ہے۔ ساری دنیا سے Scrap اٹھا رہا ہے، کیا کیا کچھ کر رہا ہے، انہوں نے اپنی مانیٹری پالیسیاں ایسی بنا رکھی ہیں کہ ماشاء اللہ

It is one of the most leading countries.

آپ چین کی مثال لیجئے، ھماری سولہ کروڑ آبادی ھے جبکہ چین کی ایک ارب سے زیادہ آبادی ھے۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ھیں کہ وہ کہاں پہنچ گیا اور ھم کہاں کھڑے ھیں۔ وسائل کی جہاں تک بات ھے، گزشتہ دنوں پاکستان کے قدرتی وسائل کی جو لسٹ آئی تھی اس کے مطابق ھمارے ملک کے وسائل ھمارے لوگوں کے لیئے کافی ھیں مگر

here is no way to employ to arrange and to use them in the favour of the people.

آپ کوشش کرو، دعا کرو اور ایک احسان کرو کہ آپ کسی ایسے شخص کو منتحب نہ کو جو نا اھل ھو۔ قیادت کو انتخاب برادری کی بنیاد پر نہ کرو بلکہ صلاحیت اور اھلیت کی بنیاد پہ کرو۔ آپ کوشش کر کے دیکھو کہ انشاء اللہ کبھی نہ کبھی کوئی کارآمد بندہ آپ ڈھونڈھ لو گے۔ مجھے امید ھے کہ آنے والے وقتوں میں آپ کم از کم ان پھندوں (traps) سے بچ کر ملک و ملت کے لیئے سوچو گے، لوکل ذمہ داریوں سے ھٹ کر اپنی ملکی ذمہ داری کا احساس کرو گے۔ انشاء اللہ انقلاب آپ کے در پر دستک دے رھا ھے مگر یاد رکھیئے REVOLUTION دستک نہیں دے رھا بلکہ EVOLUTION دستک دے رھا ھے۔

You have to understand and change. You don’t have to burn yourself into the fire, ‘understand and change’.

سوال نمبر 091) کیا شیطان کا کوئی مادی وجود ھے اگر ھے تو اس کی کیا صورت ھے؟

جواب: خواتین و حضرات! شیطان جن ھے، ابلیس جنات میں سے ھے۔ فرشتہ نہیں تھا مگر اللہ کی بڑی مہربانی تھی کہ اللہ نے اسے کھلی چھٹی دی، اس کو آگے آنے دیا، آگے بڑھ کر وہ اتنا عبادت گزار نکلا کہ وہ افضل الملائکہ ھوا اور پھر اس کی عبادات فرشتوں سے بھی بڑھ گئیں۔ ایک بات آپ سے کہوں کہ اب بھی جو شیطان، جنات اور ملائکہ کے تصوّرات ھیں، یہ اسی طرح کے نہیں ھیں جس طرح آپ سمجھتے ھیں یا آپ کے ذھنی میں ھیں۔ دراصل اللہ تعالیٰ تخلیق کر رھا تھا۔ میں بھی اگر خالق ھوتا تو ایسے ھی کرتا۔ دیکھو میں ایک چیز بناتا ھوں، جب میں کوئی چیز بنا رھا ھوں، تخلیق کر رھا ھوں تو خالق اور تخلیق کے رتبے میں ایک بہت بڑا فرق پڑ جاتا ھے، بہت بڑا فرق یہ پڑ جاتا ھے کہ جیسے آج کے بڑے بڑے سائنسدان Robots بنا رھے ھیں۔ ان کے نام رکھیں گے
T15, A2, 3 plus

اُدھر آسمانوں پہ بھی جو تخلیقات جاری تھیں اس میں مختلف Robotic creations ھو رھی تھیں، مختلف elemental تخلیقات، کسی میں یہ عنصر استعمال کیا گیا، کسی میں وہ۔ کسی کو

گیسئیس والیومز (Gaseous volumes) سے

کسی کو انرجی (energy) سے تخلیق کیا گیا۔ جنات کو انرجی کی بیس (base) دی گئ۔

شیاطین کو وولیٹائل گیسیز (volatile gases) کی بیس دی گئ۔

تھوڑا سا اگر آپ غور کرو تو انسان اس پیٹرن (pattern) کو کاپی کر رھا ھے بلکہ سرّوگیٹس (surrogates) بنا لیئے ھیں، اوریجنل کاپیاں (original copies) بنا لیں۔ اب کمپیوٹر ایسے بنائے جا رھے ھیں جن کو انسان بڑی جدیدترین شکل دے رھا ھے۔ آپ نئ نئ تخلیقات کر رھے ھو، ساتھ ھی ساتھ ان کے نام بھی رکھ رھے ھو۔ ھوا یہ کہ یہ ساری کی ساری تخلیقات یہ روبوٹک کری ایشنز (Robotic creations) جب اللہ تعالیٰ بنا رھا تھا تو ان کی صفات بھی اس کو پتا تھیں، ساری عادات بھی پتا تھیں، ان کے قوانین بھی مرتّب کر رھا تھا۔ مگر اس کے ساتھ اس کو خیال آیا . . . یار! میں کسی Robot کو آرٹیفیشل انٹیلی جنس (artificial intelligence) بھی دوں۔ دیکھو خدا کی اور آپ کی صنعت میں ایک فرق ھے، یہ اللہ کی تاریں *(اپنی کلائی کی شریانوں کی طرف اشارہ کرتے ھوئے)* پڑی ھوئی ھیں اور آپ کو فی الحال کوئی ایسا میٹیریل نہیں ملا ھے کہ جس میں یہ ڈال سکیں۔

تو یہ سارے سسٹم کو آپ کبھی بھی کہیں بھی اس روبوٹک کریٹیویٹی (Robotic creativity) سے جدا نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے جب آپ کو بنایا تو اس نے یہ فیصلہ کیا کہ یار ایک ایسی مخلوق بناؤں جس میں جبر سے رجسٹر (register) نہ کراؤں، ایک چوائیس رجسٹر (choice register) کروں کہ اگر یہ چاھیں تو مجھے مانیں، چاھیں تو نہ مانیں

" إِنَّا هَدَيۡنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاڪِرً۬ا وَإِمَّا كَفُورًا [سُوۡرَةُ ٱلدَّهۡر / الإنسَان : 3] "

تو اگر دیکھا جائے تو ھمیں آرٹیفیشل انٹیلی جنس (artificial intelligence) دے دی گئ۔ آج کل سائنسدان ڈرتا ھوا یہ صلاحیت نہیں دیتا، اس کا خیال ھے کہ اگر میں نے یہ صلاحیت کمپیوٹر کو دے دی تو سب سے پہلے یہ مجھے ھی مار دے گا۔ ظاھر ھے سب سے زیادہ بے انصاف انسان ھی ھے۔ اس کو آپ کنفیوژن تو نہین دے سکتے، جب آپ کسی روبوٹ (Robot) کے اندر بنیادی پروسیسنگ چپ (processing chip) ڈالو گے تو اس میں آپ basic instruction feed تو ضرور کرو گے۔ آج یہ جو آپ کہتے ھیں کہ آپ کے جینز (genes) میں سب کچھ لکھا ھوا ھے، اس کا مطلب یہ ھے کہ جو پرنٹ آپ کے اندر بیسک جین (basic gene) کا ھے جسے آپ روح کہتے ھو، اس کے اندر آپ کی ساری پروگرامنگ موجود ھے، تمام پروگرامنگ موجود ھے اور artificial intelligence بھی موجود ھے اور اس کی وجہ سے آپ فیصلہ کرنے کا اختیار بھی رکھتے ھو۔ اب جو جنات وغیرہ ھیں

They are not superior, obviously in the list of all these robotic creations man is the best, man is the best

کیونکہ اس کی simulation اس کی قوتِ خیال اور اس کا تمام تر جو سٹرکچر (structure) ھے وہ باقی تمام creative forces سے بہتر ھے۔ اسی لیئے ھمارا انجام ایک ایسے سسٹم کے لیئے بنایا گیا ھے جو کائنات میں سب سے منفرد ھے۔ جیسے اس زمین کے لیئے فرشتے بیٹھے ھوئے ھیں مگر آپ کا مقام اسے سے بھی بڑا ھے جو یوٹوپیا (utopia) اللہ نے تخلیق کیا ھے جو جنت ھے دراصل آپ اس مقام کے محافظ ھیں۔ آپ نے وھاں جا کر اللہ کی تابعداری کرنی ھے only the only test is کہ آپ مصائب سے، آلام سے، مسائل سے گزرتے ھوئے آپ کا basic processing chip کہیں forgetfulness کا شکار نہ ھو جائے۔ یہ اصل مقصد ھوتا ھے ورنہ شیطان اور فرشتوں کی بندے کے مقابلے میں کیا اھمیت ھو سکتی ھے۔

سوال نمبر 092) سوال ھے کہ ھمیں رسولِ اکرمؐ نے احسان کرنے کا حکم دیا کہ لوگوں پر احسان کرو۔ اور پڑھا بھی یہی ھے مگر میں نے ایک جگہ حضرت علیؑ کا بھی ایک ارشاد پڑھا ھے کہ جس پر احسان کرو اس کے شر سے بچو۔

جواب: خواتین و حضرات! بڑا مسلہ یہ ہوتا ھے کہ بعض اوقات لوگ موقع کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ھیں۔ سب سے بدترین لوگ وہ ھیں جو احسان فراموش ھوتے ھیں مگر اس کی ایک وجہ ھوتی ھے، ایک آدمی کینہ و بغض اور احساسِ کمتری کا شکار ھو تو وہ کسی کا احسان مانتا نہیں۔ وہ جب کسی سے کام لے گا، خدمت لے کے یہ سمجھے گا کہ میں نے حیلے بہانے سے اسے اپنی ھمدردی پر آمادہ کر لیا ھے اور میں نے اس اعتماد کو exploit کرنا ھے۔ اگر آپ اطراف پہ نگاہ ڈالو تو بہت ساری جو خیرات ھے وہ جبر کی طرح ھوتی ھے۔ کوئی شکل ایسی بُری بنا کر آتا ھے کہ آپ خیرات دینے پر مجبور ھو، کوئی آواز اتنی مکروہ نکالتا ھے کہ آپ خیرات دینے پر مجبور ھو، کوئ ایسے آہ و فغاں میں لگا ھوتا ھے تو یہ سارے پیسے نکلوانے کے بہانے ھیں۔ جو مانگ رھا ھے، جو بیٹھا ھوا ھے

He is professionally a very clever man, he is exploiting either fear or guilt or anything in you to get or extract money from you

ظاھر ھے ایسے کسی شخص پہ احسان کرنا ھو تو اس کے شر سے بچنا پڑے گا۔ کیوں بچنا پڑے گا؟ اس لیئے کہ اگر اس نے آپ کی کمزوری دیکھ لی تو باربار اس کا فائدہ آٹھائے گا۔ اگر اس نے آپ کی کمزوری بھانپ لی تو وھیں باربار حملہ کرے گا۔ اس نے خوف دیکھ لیا تو اور ڈرائے گا، آپ کے اندر غمزدہ طبیعت دیکھ لی تو آپ کو باربار پریشان کرے گا۔ یہ بڑے گہرے مطالب والی بات ھے جو حضرت علیؑ کرم اللہ وجہ نے کہی مگر احسان کرنے کا مطلب کچھ اور ھے۔ احسان کرنے کا مطلب یہ ھے کہ آپ لوگوں کے صلے کی خاطر نہیں بلکہ خدا کے لیئے لوگوں سے ھمدردی برتو اور صلہ بھی اسی سے طلب کرو۔ آپ کو کبھی پریشانی اور پرابلم نہیں آئے گی۔

سوال نمبر 093) What is historical back ground of the shia - sunni conflict and what's the possible root cause of this conflict?

جواب: It is very long debate

اگر ھم اگلے سیشن میں شروع ھی اسی سے کر دیں تو کوئی حرج نہیں ھو گا۔ کیونکہ یہ موضوع بہت بڑے تاریخی اسباق میں سے ھے اور آپ کا کھانا بھی قریب آ رھا ھے تو یہ نہ ھو کہ کھانے پہ شیعہ، سُنّی فساد ھو جائے۔

It is very long historical discussion

دیکھو جی اس کے لیئے ھمیں پندرہ سو سال کے تاریخی صفحات پھرولنے پڑیں گے۔ مگر ایک بات میں آپ کو ضرور بتا دیتا ھوں کہ جب اسلام میں کمزوری آئی، جب لوگوں نے نیچے اترنا شروع کردیا، جب اللہ اور اس کے رسولؐ کی بجائے ھماری محبتوں کی

centricity individuals

کو پلٹ گئی، جب افراد میں پلٹ گئیں تو ھم گروھوں میں بٹ گئے۔ ھم میں سے کوئی سُنّی ھو گئے، کوئی شیعہ ھو گئے۔ اب بھی جب علم زیادہ ھو گا تو ھم اللہ کو جائیں گئے، رسول اللہؐ کو جائیں گے۔ جب علم کم ھو گا تو ھم افراد پر مرتکز ھو جائیں گے۔ میرے لیئے میرا خیال یہ ھے کہ اصحابِ رسولؐ سے یکساں طور پر رھنمائی لی جا سکتی ھے۔ اگر میں ایک بات یہ سیکھتا ھوں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہ ایمان بیم و رجاء کے درمیان ھے تو میں اس سے بھی کہیں قیمتی سبق حضرت سیّدنا علیؑ کرم اللہ وجہ سے سیکھتا ھوں کہ میں نے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا۔ میں نے اپنی زندگی میں جو سب سے بڑا اصول برتا وہ حضرت عمر فاروقؓ کا ھے کہ ھم دھوکا نہیں دیتے مگر دھوکے کی ھر قسم کی پہنچانتے ھیں۔ تو وہ تو ایک ایک فرد ایسا ھے اور ایسے ایسے نادر اصول ھمیں دے گئے ھیں کہ ھم زندگی گزار سکتے ھیں۔ میں کیسے ان میں گروھی تفریق پیدا کر سکتا ھوں۔ وہ اللہ کے پیارے تھے، اللہ کے محبوب تھے۔ ایک کے بارے میں خدا کہتا ھے ثانی اثنین اور صاحبِ فی الغار، ایک کے بارے میں قرآن کہہ رھا ھے کہ اے پیغمبر یہ جو تیرے ساتھ جو غار میں تیرا دوست اور ساتھی ھے، جس کو اللہ تعالیٰ' یہ کہہ رھے ھیں کہ اس سے کہو کہ تو مت ڈر اور دوسرے صاحب ھیں جن کے بارے میں کہا گیا

" الحق ینتق علی لسان عُمر " کہ حق جو ھے کبھی کبھی حضرت عمرؓ کی زبان کا ساتھ دیتا ھے۔ جنابِ علیؑ المرتضی' کے بارے میں رسول اللہؐ خیبر میں فرما رھے ھیں کہ آج علم اس کے ھاتھ میں دوں گا جسے اللہ اور رسولؐ سے بڑی محبت ھے اور جس سے اللہ اور رسولؐ کو بڑی محبت ھے۔

یار کیا ھو گیا ھے ھماری عقلوں کو کہ ھم ان لوگوں میں تفریق کرتے پھرتے ھیں۔ کیا ھم عثمانؓ سے کسی کو لڑائیں گے، علیؑ سے کسی کو لڑائیں گے۔ اصحابِ رسولؐ میں ھم اس قسم کے اختلافات ڈھونڈیں، یہ جسارت نا ممکنات میں سے ھے۔ فرق ھماری نیّتوں میں ھے، ھمارے اخلاص میں ھے۔ ان میں کوئی فرق نہیں تھا۔ ایک چھوٹا سا واقعہ آپ کو سناتا ھوں کہ جب ابوبکر صدیقؓ اور جنابِ علیؑ المرتضی' مسجدِ نبوی کے دروازے پہ آئے اور حضورؐ وفات پا چکے تھے۔ آپ دونوں کی آمد بیک وقت ھوئی، تو حضرت علی المرتضیؑ نے وھاں بڑا لمبا قصیدہ پڑھا کہ اے ابوبکرصدیقؓ، آپؓ اللہ کے رسولؐ کے ساتھی، آپؓ ثانی اثنین، آپؓ صاحبِ فی الغار، آپؓ کے بارے میں حضورؐ فرماتے رھے کہ میں ابوبکرؓ، عمرؓ . . . ! آپؓ آگے بڑھیں۔ جنابِ ابوبکرصدیقؓ نے جب یہ سنا تو کہا نہ بابا یہ تو کوئی فضیلت ھی نہیں ھے۔ پھر انہوں نے ایک قصیدہ شروع کیا . . . علیؑ، آپؑ بابِ علم، آپؑ شیرِ خدا، میں آپؑ کے ھوتے ھوئے قدم کیسے بڑھا سکتا ھوں۔ خاصا وقت گزر گیا پہلے آپ، پہلے آپ میں۔ آخر فیصلہ ھوا یار دونوں اکٹھے قدم بڑھاتے ھیں، اس طرح تو کوئی بھی نہیں داخل ھو پائے گا۔ کیونکہ کوئی بھی انکسار میں پیچھے ھٹنے کو تیار نہ تھا، تو دونوں نے بالاآخر ھاتھوں میں ھاتھ ڈالے قدم برھائے اور روضہء رسولؐ میں داخل ھو گئے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ھم ان میں کیسے تفریق کر سکتے ھیں۔

Throughout the Islamic period

حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں، حضرت عمرؓ کے زمانے میں چیف جسٹس کا عہدہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ کے پاس تھا۔ وھی عالمِ اسلام کے چیف جسٹس تھے۔ جب خلفاء باھر جاتے تھے تو حضرت علیؑ ھی قائم مقام خلیفہ ھوا کرتے تھے۔ عقل حیران ھوتی ھے، ھم کہاں سے ان اختلافات کو ھوا دیتے ھیں؟ یہ تو ایک انتہائی انفرادی سوچ اور شخصی رویّہ ھے۔

I don't think this is wise enough to create such a gap between these people.

ھم اپنی عقل بھی ضائع کریں گے، اخلاق بھی ضائع کریں گے اور علم بھی ضائع کرتے ھیں۔

سوال نمبر 094) سر لوگ کہتے ھیں اللہ کی یہ مرضی ھے اللہ کی وہ مرضی ھے۔ سر یہ لوگ اللہ کی مرضی کو جان کیسے لیتے ھیں؟
جواب: مجبوریوں سے۔ جب ھم اپنی مرضی کر چکتے ھیں اور جب کام نہیں ہوتا تو پھر اللہ کی مرضی ھوتی ھے۔

سوال نمبر 095) لیکن سر یہ کیسے clear ھوتا ھے کہ اللہ کی یہ مرضی تھی؟
جواب: دیکھو بات یہ کہ بندے کی عادت ھے کہ اللہ کی مرضی کو سب سے آخر میں جاتا ھے۔ وہ پہلے اپنے کام کرتا ھے، اسباب پوری طرح تلاش کرتا ھے، ڈھونڈتا ھے، ان کی کوشش کرتا ھے اور جب وہ فیل ھو جاتا ھے تو پھر اس کو کسی ایک super natural power کا خیال آتا ھے، مگر آج کل لوگ اللہ کی مرضی نہیں گنتے ھیں۔ آج کل لوگ دوسری طرف چل پڑے ھیں، سحر ھو گیا، جادو ھو گیا، عمل ھو گیا، کسی نے کام باندھ دیا، کسی نے نظر بندی کر دی، اب اللہ اور پیچھے چلا گیا ھے۔ جوں جوں جہالت بڑھتی ھے نا، تو خدا لوگوں کے دل و دماغ سے اور پیچھے ھٹ جاتا ھے۔ اس لیئے اللہ کی مرضی، صبر اور توّکل کے باعث ھے اور اس کو راضی بر رضا ھونا کہتے ھیں، readiness کہتے ھیں۔ شیکسپئر (Shakespeare) نے دو جملے ایسے کہے ھیں کہ کبھی ان کی بڑی تعریف کی جاتی تھی۔ ان میں سے ایک تو

Rightness is all

ھے اور ایک ھے

Readiness is all

مگر مسلمانوں کے مقدّر میں تو ازل سے یہ دونوں سچائیاں ناقابلِ تردید اسباق کے طور پر موجود ھیں۔ ھم تو ھمیشہ سے کہتے چلے آئے ھیں کہ

Rightness is all اور Readiness is all اس میں Rightness is all کا مطلب یہ ھے کہ حق ھی غالب ھوتا ھے۔ اسی طرح Readiness is all کا مطلب ھے کہ ھمیشہ تیار رھو۔ قسمت اور مقدّر کے ساتھ معاملہ فہمی کے لیئے ھمیشہ تیار رھو۔ تو یہ اسی وقت ھوتا ھے جب ھمارے اسباب ختم ھو جاتے ھیں۔ no way out is left جیسے موت پہ ھوتا ھے کہ اعلیٰ' ترین ڈاکٹر جب بندے کی وفات نہ روک سکے اور جب وہ مر جائے تو آپ نے دیکھا ھے کہ جو بھی لوگ جمع ھوتے ھیں، کہتے ھیں کہ اللہ کی مرضی یہی تھی۔ گویا اس سے پہلے ھماری مرضی چل رھی تھی۔

He was trying to save the person, he did his best, he failed

اب اللہ کی مرضی ھے۔

سوال نمبر 096) کیا خدا کو جاننا اور تسلیم کرنا ضروری ھے؟ یا اللہ کے بغیر زندگی نہیں گزر سکتی؟
جواب: Well

تھوڑی سی انسان کو بتانے کی ضرورت ھو گی کہ اللہ کے بغیر زندگی گزر سکتی ھے مگر اللہ کی مہربانی سے۔ ایک بات ذھن مین رکھیئے کہ اکر اللہ آپ کو منوانا چاھے کہ میرے بغیر تمہاری زندگی نہیں گزر سکتی تو یقیناً اس کے پاس برے ایسے جواز ھیں۔ یہ کوئی پتہ نہیں ھوتا کہ ایک local instance پہ اور محدود پیمانے پہ اگر آپ کو اللہ کی ضرورت نہیں ھوتی۔ آج نہیں ھے تو کل پڑھ جائے۔ عِلّت و معلول سے قطعء نظر اللہ کی ذات انسانی زندگی میں ترجیحِ اولیٰ' کی حیثیت رکھتی ھے کہ ھم تسلیم کر لیں وہ ھے یا نہیں۔ اگر ھے تو اس کے بغیر زندگی گزارنی ھے یا اس کے ساتھ گزارنی ھے۔ مگر مجھے تو یہ بڑا ھولناک سا تصوّر لگتا ھے کہ ھم خدا کرنے کے بعد سوچیں کہ اس کے بغیر بھی زندگی گزر سکتی ھے۔ میں دھریئے کو یہ بات نہیں کہہ سکتا۔

He has the right to deny God and live on his own

مگر خدا کو ماننے والا خدا کو مان کر بھی یہ تصوّر کر سکتا ھے کہ اس کے بغیر زندگی گزر سکتی ھے۔ کیونکہ خدا صرف نام نہیں ھے، وہ ایک مستقل اور عقلی و عملی مداخلت ھے۔ آپ کی زندگی میں ایک alien مداخلت ھے۔ وہ پہلا سانس دیتا ھے، وہ آخری سانس دیتا ھے، وہ رزق دیتا ھے، علم دیتا ھے، وہ عزت دیتا ھے، اخلاص دیتا ھے، اونچائی اور پستی وھی دیتا ھے، بچے وہ دیتا ھے، بیوی وہ دیتا ھے۔ اللہ زمین پر جسے سب سے اچھا تحفہ دینا چاھے اسے اچھی بیوی دے دیتا ھے، یعنی ایک اچھی بیوی میں بھی مداخلت کر رھا ھے۔ وہ آگے جا کر آپ کی عزت اور توھین میں بھی مداخلت کر رھا ھوتا ھے۔ کسی کو وہ وزیرِ اعظم بنا کر پھانسی پہ لٹکا دیتا ھے، کسی کو زمین پر معمولی سے حجرے میں تھوڑی سی جگہ پہ رکھ کر سارے زمانے کی عزت دے دیتا ھے۔ وہ تو ھر جگہ مداخلت کر رھا ھے۔ اس کے بعد بھی کیا یہ ممکن ھے کہ ھم اس کو مان کے اس سے توجہ ھٹالیں۔ ھاں جو نہیں مانتے

It's all easy for them, it's all good

ھمارا ان سے کوئی گلہ نہیں ھے۔

If they can, if they can persist on their faith, they are the most welcome people but I wonder if they can.

تیسری نشست کا اختتام

د۔ سوالات و جوابات کی نشست – 13 جون، گوجرخان [37 سوالات]

سوال نمبر 097) کیا اھلِ بیت میں سے پانچ مقتدر ھستیوں کو " پنج تن پاک " کے لقب سے پکارا جا سکتا ھے؟
جواب:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رَبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِيرًا

اُمّی مسالک میں یہ ھے کہ ان کو خطا اور نسیان سے پاک نہیں کہا جا سکتا اور یہ ھے کہ خطا اور نسیان کے مرتکب ھیں مگر نیک لوگ ھیں، اس کا مطلب ھے کہ وہ سب سے بڑے معزز اور اچھے لوگ ھیں۔ تو صرف ایک فرق ھے جو ان دو مسالک میں ھے۔ وہ ان کو ھر قسم کے خطا و نسیان سے پاک سمجھتے ھیں اور شاید باقی مسلمان نہیں سمجھتے۔ البتہ ان کو پاک کہنے میں اس لیئے کوئی حرج نہیں کہ اب تو ھمارے گلی محلّہ میں بڑے پاکیزہ لوگ بیٹھے ھوئے ھیں جن کو ھم صبح و شام مرشد پاک، مولانا پاک کہتے ھیں۔ میرے خیال میں پاک تو اب زیادہ اچھا لفظ ھی نہیں رھا اس لیئے کوئی ایسا problem نہیں بنتا۔ یہ تو اس سے بڑے رتبے کے لوگ ھیں، بڑی اونچائیوں کے رفعتوں کے مالک ھیں یہ لوگ، اور اِن کو اگر ایسا خطاب کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ھے۔

سوال نمبر 098) آپ جانتے ھیں کہ عام روزمرہ زندگی میں بعض اوقات ایک جائز کام کے لیئے بھی رشوت دینی پڑتی ھے، ایسی صورتحال کے تناظر میں اگر رشوت کا سہارا لیکر کام نکال لیا جائے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ھو گی؟
جواب: کمزوریء ایمان کی بات ھے اسے جائز تو نہیں کہیں گے It is your weakness کہ اگر آپ میں ھمت نہیں رھی ھے، اگر آپ میں طاقت نہیں ھے یہ آپ کے اضطرابِ جان کی بات ھے اس لیئے اللہ تعالیٰ نے کہا

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةَ وَٱلدَّمَ وَلَحۡمَ ٱلۡخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهِۦ لِغَيۡرِ ٱللَّهِ‌ۖ فَمَنِ ٱضۡطُرَّ غَيۡرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (١٧٣) سُوۡرَةُ البَقَرَة
اللہ تعالیٰ نے تم پر صرف حرام کیا ہے مُردار کو اور خون کو (جو بہتا ہو) اور خنزیر کے گوشت کو (اسی طرح اس کے سب اجزاء کو بھی) ایسے جانور کو جو(بقصد تقرب) غیر اللہ کے نامزد کردیا گیا ہو۔ پھر بھی جو شخص (بھوک سے بہت ہی) بیتاب ہوجاوے بشرطیکہ نہ تو طالب لذت ہو اور نہ (قدر حاجت سے)تجاوز کرنے والا ہوتو اس شحص پر کچھ گناہ نہیں ہوتا واقعی اللہ تعالیٰ ہیں بڑے غفوررحیم۔ سورہ نمبر 2، البقرہ (آیت نمبر: 173) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

کہ یہ حرام ھیں، حرامِ مطلق ھیں، سور حرام ھے حرامِ مطلق ھے، مردار حرام ھے مگر اگر جان اضطراب میں ھے تو پھر اگر تم نے تھوڑا سا بقدرِ ضرورت کھا لیا تو

" فَلَآ إِثۡمَ عَلَيۡهِ‌ۚ " تم پر کوئی گناہ نہیں۔

اسی طرح ھم نے اس انسان کی اضطرابی کیفیت دیکھنی ھوتی ھے، اگر میں ایماندار بر کر ٹوٹ پھوٹ جاؤں یا تھوڑے سے مکر کا سہارا لیکر سلامت بچ جاؤں تو وہ چیز بہتر ھے۔ اللہ کا حکم بھی یہی ھے۔ وہ کہتا ھے کہ نفس کو ھلاکت میں مت ڈالو اگر آپ اتنی ھلاکت میں چلے گۓ ھو کہ آپ کا جائز کام بغیر رسوت دیے نہیں ھوتا تو پھر آپ یا تو خودکشی کر لو یا باھر جا کے دیوانے ھو جاؤ یا لڑنا شروع کردو۔ اس کے برعکس آپ سمجھتے ھو کہ اس معمولی سی حرکت سے آپ کو تھوڑا سا فائدہ ھو سکتا ھے اور جان بھی اضطراب سے بچ سکتی ھے۔

but that cannot be called Halaal, that depends on any individual’s personal conviction, patience and tolerance.

سوال نمبر 099) پروفیسر صاحب مولانا مودودی سمیت دیگر داعیانِ حق کے بارے میں آپ سے ایک بار سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ ندی نالوں کی کیا بات کرتے ھو دریا کی بات کرو۔ سوال ھوا کہ دریا؟ آپ نے کہا ھاں ابوالاعلی مودودی ایک دریا تھے، اپنے عہد کے ایک شائستہ ترین آدمی تھے، کیا اب بھی آپ کا یہی خیال ھے؟
جواب: میرا نہیں خیال میں نے زندگی میں کبھی اسطرح کہا ھے۔ میرا اپنا یقین ھے کہ

He was hardly matriculate, he worked he wrote very well

مجھے بُرا سمجھ لیا جائے، بداخلاق سمجھ لیا جائے مگر میں اِن کو اُن علماء میں سے نہیں گنتا جو فیصلہ کن حد تک علمی تحقیق میں نمایاں تھے۔

because of his normal education

مگر چونکہ طرزِ تحریر بڑی خوبصورت تھی اور تحریک سے مخلص تھے اس لیئے وہ ایک بڑی جماعت کو ترتیب دینے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر بہت سارے مسائل میں جو fatal مسائل ھیں جہاں ایمان اور دین کا فیصلہ ہوتا ھے شاید ان کی رائے سے اتفاق نہیں کیا جاسکتا۔ میں جب یہ کہتا ھوں دریا کون تھے تو میرا نہیں خیال میں شاید بخاریؒ اور مسلمؒ کو بھی دریا کہہ سکتا ھوں اور ان علماء کو بھی جو دین و دنیا میں بظاھر انقلابی تبدیلیوں کا باعث ھوئے۔ اگر برِصغیر میں آؤں تو میں شاید معین الدینؒ کو دریا کہہ سکتا ھوں یا نظام الدینؒ کو، مگر بڑی مشکل بات ھے کیونکہ برِصغیر میں کوئ عالم مجھے ایسا نظر نہیں آتا جو اللہ کے دین کے لیئے دریا کی طرح بہا ھو اور دریا کی طرح اس نے فوائد پہنچائے ھوں۔

سوال نمبر 100) مستقبل کے بارے میں اچھی امید رکھنا انسان کی فطرت ھے۔ کیا ھمیں آرزوئیں پالنی چاھئیں اگر ھاں تو کس حد تک؟

جواب: اصل میں سب سے پہلے تو یہ Claim (دعوی') کرنا مشکل ھے کہ ھم آرزوئیں پیدا کرنے کی اھلیت رکھتے ھیں یا نہیں رکھتے، اور پھر بہت ساری ھماری خواھشات ھماری آزمائشوں کا حصہ ھوتی ھیں جو اللہ نے ھر صورت ھمارے قلب و نظر پر وارد کرنی ھوتی ھیں۔ اسی لیئے پروردگارِ عالم نے کہیں لفظ میں کہا

" تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ [سُورَةُ البَقَرَة : 111] " (یہ تمہاری خواھشات ھیں، آرزوئیں ھیں)

مگر آرزو میں سب سے بہترین طرزِ فکر اللہ کے رسولؐ کی ھے کہ طولِ عمل سے بچا کرو، اُن اُمیدوں سے جو طویل ھوں، اُمیدوں کو اگر آپ مختصر کردیں تو آپ دین میں ھو، اگر وہ اتنی طویل ھو گئیں تو آپ کو تھکا تھکا کر مار دیں گئیں۔

If wishes were horses then fool would better ride

اس لیئے آپ اپنی امیدوں کو چھوٹا کر لو، مختصر کر لو۔ اللہ کے رسولؐ نے ھمیں تنبیہ کی کہ ان کا وقفہ مختصر کر لو۔

Suppose, I need a thing and I would say ok, if I get it in a week its ok, if don't get it in a week forget it.

امید جتنی آپ مختصر کرلو گے اتنی جلدی آپ اس عذاب سے نجات پالو گے۔ میرے نزدیک اللہ کے رسولؐ کی یہ بات بہت زیادہ خوبصورت ھے کہ طویل امیدوں کو ترک کرو ان سے بچو۔ ابھی میں دیکھتا ھوں ایک بچہ پیدا ھوتا ھے لوگ اس کے آکسفورڈ جانے کی تیاریاں شروع کر دیتے ھیں۔ بچے ابھی میٹرک نہیں کر پاتے اور لوگ اس کے لیئے پی۔آیچ۔ڈی۔ کے Subjects (مضامین) چُن رھے ھوتے ھیں۔ مجھے یہ باب بڑی احمقانہ نظر آتی ھے۔

Frankly telling you this is what teases you makes you sad all your life

آپ لوگ اچھے بھلے جانتے ھو بھئ ھمیں اگلے دن کا پتہ نہیں کل کیا ھو گا۔ ?accidental? incidental، Age wise (عمر کے لحاظ سے) ھمیں کچھ پتہ نہیں ھوتا تو ھم اتنی لمبی امید کیوں پالیں جو ھماری گرفت سے بھی باھر ھو اور زمان و مکان کی بے پناہ وسعتوں میں بکھری پڑی ھو۔ تو بہترین حل یہ ھے کہ امیدیں ضرور ھوں مگر جزوقتی، مختصر، پوری ھونے والی یا بالکل ختم ھو جانے والی۔

سوال نمبر 101) حضرت خضر علیہ السلام کون تھے؟ بعض لوگ کہتے ھیں کہ وہ اب بھی زندہ ھیں اور اللہ کے حکم سے پانی پر ان کی حکومت ھے؟

جواب: حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں کہا جاتا ھے کہ یہود کے پیغمبروں میں سے تھے۔ کچھ لوگ کہتے ھیں کہ اولیاء اللہ تعالی' العزیز میں سے تھے اور رجالِ غائب کے تصوّر کو حدیث support کرتی ھے۔ تو چونکہ خضرؑ کا نام بعد میں دیا گیا ھے اس لیئے یہ کوئ بھی ھو سکتے ھیں، جیسے حضرتِ سلیمان علیہ السلام کے زمانہء اقدس میں حضرت آصف بن برخیہ تھے۔ کوئی پتہ نہیں انھی کو خضرؑ کہتے ھوں، کوئی کہا نہیں جا سکتا مگر کچھ لوگ ضرور ایسے موجود ھیں جن کی زندگیاں طویل ھیں۔ جیسے حضرت برنباس ھیں جو حضرت عیسیٰؑ کے حواری ھیں، جیسے اصحابِ کہف ھیں جو اپنے وقت پر اٹھیں گے اور وفات پائیں گے۔ کچھ لوگوں کو اللہ طویل وقت کے لیئے نیند دے دیتا ھے۔ آپ نے قرآنِ کریم میں ایک آیت کریمہ پڑھی ھو گی کہ ھم نے فلاں قوم کے باشندوں کو موت دی اور کسی وقت پھر ان کو زندگی دیں گے۔ اسی طرح یا جوج ماجوج آئیں گے۔ تو بہت ساری مخلوقات ایسی ھیں جو مرے پڑے ھیں یا سوئے پڑے ھیں، جیسے hibernation میں frog پڑا ھوتا ھے اور چھ مہینے کے بعد اٹھ جاتا ھے۔ تو ایسی ھی انسانوں پر کچھ کیفیات وارد ھیں کہ رجالِ غائب زندہ ھیں اور زمانہء آخر تک رھیں گے اور کچھ لوگ مستقل زندہ ھیں وہ بھی رھیں گے۔ وہ ھمیں نکل کر مدد بھی دیتے ھیں جیسے اللہ کے رسولؐ کی حدیث ھے کہ جب کوئی رستہ بھول جائے، پریشان ھو تو بخاری اور مسلم میں ھے کہ یہ کہے کہ ۔ ۔ ۔

" اعینونی یا عباد اللہ " اے اللہ کے بندو میری مدد کو پہنچو،

تو ملائکہ اور رجالِ غائب مین سے جو ھوں گے وہ ان کی مدد کو پہنچتے ھیں اور رستہ دکھاتے ھیں۔ اسی طرح یہ سارا مسلہ ھے کہ خضر علیہ السلام ان لوگوں میں بڑی نمایاں حیثیت رکھتے ھیں، علمی رھنمائی کا کام سر انجام دیتے ھیں، اور کہنے کی بات ھے کہ بہجہ ۃ الاسرار میں ھے ایک دفعہ شیخ عبدالقادر جیلانی مسند پہ درس دے رھے تھے کہ اچانک اٹھے اور اٹھ کے کہا کہ اے اسرائیلی اِس محمدی کی بات سُن جا، تو لوگ بڑے حیران ھوئے کہ شیخ کو ھوا کیا ھے اچانک؟ جب وقت گزر گیا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت آپ نے کس کو کہا تھا؟ کہا خضر علیہ السلام گزر رھے تھے میں نے چاھا کچھ تنبیہء غافلین ھو جائے۔ یعنی آپ کے رسولؐ کی اُمت میں اسے بڑے بڑے لوگ

موجود تھے کہ کہا خضر علیہ السلام گزر رہے تھے تو میں نے کہا اس محمدی کی بات سن جا، نِرا ناز نہ رکھ علم پہ، تو (اھلِ نظر میں) یہ چپکلش چلتی رھتی ھے۔

سوال نمبر 102) بیشتر علماء کہتے ھوئے نظر آتے ھیں کہ مغرب دارالکفر ھے اور ھم دارالسلام میں رھتے ھیں، میرا سوال یہ ھے کہ دارالسلام سے دارالکفر میں جانا اور permanent residency کی خواھش رکھنا کہاں تک جائز ھے؟
جواب: Well

دارالکفر تو میرا نہیں خیال علماء کا یہ فتوی' درست ھے۔ اصل میں اسے دارالحرب کہتے ھیں، یہ لفظ دارالکفر نہیں ھے، کیونکہ سارے یورپ میں بہت سارے یہاں تک کہ سب سے بڑا جو دارالکفر ھے وھاں بھی پندرہ کروڑ مسلمان آباد ھیں۔ جس اصطلاح کی طرف آپ کا اشارہ ھے اس کو دارالحرب کہتے ھیں، یعنی وہ ملک جس سے ھماری جنگ جاری ھو۔ اگر دارالامن ھمارا ملک ھے تو ھمارے خلاف انڈیا دارالحرب ھے۔ اسی طرح باقی مملکتیں جن سے ھم حالتِ جنگ میں ھوں گے ان کو دارالحرب کہا جا سکتا ھے۔ مگر دارالحرب میں یہ کہنا بالکل غلط ھو گا کہ ھم وھاں قیام پذیر نہیں ھو سکتے۔ بلکہ In the beginning also (اوائل میں، تیرویں صدی میں) مسلمان جب نکلے ھیں عرب سے تو موراشیس کی آبادیاں، یہ سراندیپ (Northern Somatera اور Malaysian Borneo (انڈونیشیا) کی آبادیاں یہ حالانکہ اس وقت یہ کافروں کی سرزمین تھی، آپ یوں سمجھیئے کہ دارالحرب میں آئے اور بجائے اس کے وہ جگہ چھوڑ کے چلے جاتے، سارے کا سارا انڈونیشیا مسلمان ھو گیا۔ تو اس لیئے اسلام میں اس قسم کی کوئی ممانعت نہیں آئی۔ بلکہ دور دراز کے علاقوں میں جانے والے جو ھمارے مسلمان ھیں وھی باعث ھوئے کہ اسلام کم از کم دس لاکھ مربع میل پر پھیل ھوا ھے اور یہ سب کچھ انہیں کی وجہ سے ممکن ھوا۔

سوال نمبر 103) ھمارے ھاں " پرویز " نام رکھنے کا بڑا trend ھے، مثلاً پرویز کیانی، پرویز مشرف، حتی کہ ھمارے ایک کمشنر صاحب کا نام نامی خُسرو پرویز ھے۔ اس بارے میں آپ کی رائے کیا ھے؟
جواب: اصل میں بات یہ ھے کہ یہ نام کمونیٹی اور برادری کے لحاظ سے آتے ھیں جیسے ایرانی النسل لوگوں میں یہ نام رکھنے کا رحجان زیادہ ھے، Kayanees میں یہ نام زیادہ پائے جاتے ھیں، جیسے آپ کے جنرل صاحب کا نام بھی اشفاق پرویز ھے، چونکہ ان کا تعلق کیانی قبیلے سے ھے اس لیئے ان کے نام کے ساتھ آتا ھے، اسی طرح غلام احمد پرویز نام کے ایک عالم گزرے ھیں، ان کے نام پرویز کی وجہ سے پرویز ھو گیا یا ایسی کئ دیگر وجوھات ھو سکتی ھین۔ تو لفظ پرویز بذاتِ خود خراب نہیں ھے، پرویز کا مطلب ھے پروں والا یا اڑان والا، جب حسروپرویز رکھا جائے گا تو پتا نہین لوگوں کو کچھ عقیدت ھو گی حسرو پرویز سے یا نسبی طور پر یا خاندانی سلاسل میں سے ھوں گے۔

Why do they want to keep that in case of also

شاید میرا اپنا خیال ھے کہ خسرو پرویز کے والد ان تمام توھمّات میں ان احادیث پہ یقین نہ رکھتا ھو تو جان بوجھ کر اس انے خسروپریز نام رکھا ھو۔ یہ بتانے کے لیئے کہ میں ایک مسلمان تو ھوں مگر ان چیزوں پہ یقین نہیں رکھتا، ایسے ھی ھے جیسے ھمارے ملک سے باھر بہت سے لوگ یزید نام رکھتے ھیں اور بلکہ یزید کے بعد بھی یہ نام بڑا آیا ھے، یزید کا، تو ایک نام کی عزت ایک فرد کی وجہ سے خطرے میں نہیں پڑے گی، وہ تو ایک فرد ھے۔ اب غلطی سے کئ لوگ ایسے ھوں گے جنھوں نے اسمِ گرامی محمدؐ رکھ لیا ھو گا اور اچھے نہیں ھوں گے، تو ھم اس نام کو نہیں چھوڑ سکتے۔

سوال نمبر 104) اسمِ گرامی محمدؐ رکھنے کی فضیلت تو ایک حدیثِ مبارک سے ثابت ھے۔
جواب: اسی لیئے تو میں کہہ رھا ھوں، فرض کرو اگر نامِ محمدؐ رکھ لیں اور لوگ اچھے نہ نکلیں۔ آپ دور کیوں جاتے ھو، آپ اپنے میانوالی کی بات کرو، محمدخاں ڈاکو کی تو پھر بڑی مصیبت پڑ جاتی ھے ناں۔ اب یہ نہیں کہ اس نے یہ نام کیوں رکھا مگر میں کہوں گا کہ اپنے نام کی برکت کی وجہ سے وہ بھی عمرِ آخر میں ایک شریفانہ زندگی گزار رھا ھے۔

سوال نمبر 105) جب ھیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ھے تو کیا اس کا مطلب یہ ھے کہ اللہ تعالی' ھم سے ناراض ھے؟
جواب: اللہ تعالی' سب کو ناراضگی سے بچائے اور اللہ کی ناراضگی کا سب سے بڑا اور خطرناک عالم یہ ھوتا ھے کہ خدا کہتا ھے تم مجھے بھول گئے میں تمہیں بھوی گیا۔ تو خدا کی یاد سے محو ھو جانا سب سے بڑا عذاب، سب سے بڑی تکلیف ھے۔ اور یہ بہت ساری قوتوں اور قوموں کو جبک آپ ترقی یافتہ دیکھتے ھیں، ان کو کھاتا پیتا دیکھتے ھیں، تو یہ اللہ کے نزدیک محو ھو چکے ھیں، یا ختم ھو چکے ھیں۔ خدا نے ان کو بھلا دیا اور خدا نہ کرے آپ اللہ کو بھولیں۔ باقی تکالیف کا جو اللہ کا معیار ھے وہ اللہ نے قرآن میں لکھا ھو ھے فرمایا:

مَّا يَفْعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا (١٤٧) [سُوۡرَةُ النِّسَاء : 147]
(اور اے منافقو) اللہ تعالیٰ تم کو سزا دے کر کیا کریں گے اگر تم سپاس گزاری کرو اور ایمان لے آؤاور اللہ تعالیٰ بڑی قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں۔ (١٤٧) [ترجمہ اشرف علی تھانوی]

" مَّا يَفْعَلُ ٱللَّهُ بِعَذَابِكُمْ . . . " (ھمیں کیا پڑی ھے کہ کسی کو عذاب دیں تکلیف دیں)

" . . . إِن شَكَرْتُمْ وَءَامَنتُمْ . . . " (اگر تم ھمیں یاد کرنے والے ھو اور ایمان رکھتے ھو ھم پر تو ھمیں کیا پڑی ھے کہ کسی کو عذاب دیں۔

" . . . وَكَانَ ٱللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا . . . " (اللہ تو یاد قبول کرنے والا ھے، علم والا ھے۔

تو یہ ایک بڑی key قسم کی آیت ھے جسے کہتے ھیں کہ key solution والی آیت ھے کہ ھمیں کیا پڑی ھے کسی کو تکلیف دیں اگر تم ھمیں یاد کرنے والے ھو، ایمان رکھنے والے ھو تو ھمیں کوئی مطلب ھی نہیں ھے کہ تمہیں تکلیف دیں۔

خواتین و حضرات! اس آیت کو سمجھیۓ اور اللہ کی یاد جاری رکھیۓ اور اسے آپ مت بھلایۓ وہ آپ کو نہیں بھلاۓ گا۔ چھوٹی موٹی آزمائش اور عذاب میں ایک فرق ھوتا ھے، عذاب ٹھرنے والا، غلیظ تر اور اس سے نجات ممکن نہیں ھوتی اور تکلیف وقتی اور ایک آنے جانے والی چیز ھے۔

" إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَ . . . "

جب دل پہ کوفت بڑھ جاۓ، تکلیف بڑھ جاۓ تو مختصر اللہ تعالی' سے یہ اقرار کر لیجیۓ۔ اللہ تعالی' نے آپ کو تین بڑی آیات بخشی ھیں۔ تکالیف کو ٹالنے کے لیۓ ایک تو یہ ھے کہ

" إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَ . . . "

کہ جب کسی پر چھوٹے موٹے خوف کی، غم کی، مال کے نقصان کی، جان کی کوئ آفت آ جاۓ تو ھماری طرف سے خوشخبری دو، دیکھیۓ اللہ تعالی' نے لفظ استعمال کیا ھے کہ

" . . . وَبَشِّرِ ٱلصَّـٰبِرِينَ ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَـٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ۬ . . . "

کہ جب کوئی اس قسم کی تکلیف آۓ تو ھماری طرف سے خوشخبری دو کہ جنھوں نے صبر کیا اور یہ کہا کہ

" . . . قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَ " (کہ ھر تکلیف اللہ کی طرف سے ھے اور اسی کی طرف پلٹ جاۓ گی)

وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَىۡءٍ۬ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ۬ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٲلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٲتِ‌ۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّـٰبِرِينَ (١٥٥) ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَـٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ۬ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَ(١٥٦)
[سُوۡرَةُالبَقَرَة : 155 – 156]
اور (دیکھو) ہم تمہارا امتحان کریں گے کسی قدر خوف سے اور فاقہ سے اور مال اور جان اور پھلوں کی کمی سے اور آپ ایسے صابرین کو بشارت سنادیجیے ۔ (۱۵۵) (جن کی یہ عادت ہے)کہ ان پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو (مع مال واولاد حقیقتہً)اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانیوالے ہیں۔ (۱۵۶)۔ [ترحمہ اشرف علی تھانوی]

تو پھر آپ کی تکلیف بھی چلی جاۓ گی آپ کا دکھ بھی رفع ھو گا اور مشکل سے آسانی پیدا ھو جاۓ گی۔ دوسری بات جو اللہ نے کہی حضرت یونسؑ بن متی کی زبان میں کہ جب وہ گبھرا کے چلا اور اس نے سوچا کہ ھو اس پر زمین تنگ نہ کریں گے تو ھم نے اس پر زمین تنگ نہ کریں گے تو ھم نے اس پر زمین تنگ کر دی

" فَنَادَىٰ فِى ٱلظُّلُمَـٰتِ أَن لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّآ أَنتَ سُبۡحَـٰنَكَ إِنِّى كُنتُ مِنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ [سُوۡرَةُ الأنبیاء : 87] "

جب ھم نے یونسؑ کو ظلمات میں گھیرا تو اس نے بڑی سادگی سے ھمیں کہا کہ اے اللہ تُو پاک ھے، تجھ میں کوئی خطا نہیں، میری بنیاد میں خطا ھے، میں خطا کر سکتا ھوں، میں نے کی ھے۔ بڑی سادگی سے اللہ کے رسولؑ نے کہا

" إِنِّى كُنتُ مِنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ " (مجھے میری خطا سے برأت بخش)

اللہ نے کہا اُس نے اِس خوبصورت انداز میں میں مجھ سے برأت مانگی، آزادی مانگی، اتنے سادہ طریقے سے مانگی کہ نہ صرف یہ کہ ھم نے اُسے اُس کربِ عظیم سے نجات دی، مچھلی کے پیٹ سے بلکہ وعدہ فرمایا

" وَكَذَٲلِكَ نُـۨجِى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ "

کہ اگر ھر مومن تنگی میں، مشکل میں، مصیبت میں، ھم سے اس طرح نجات مانگے گا تو ھم اسے نجات دیں گے۔ اب اتنے بڑے وعدے کے بعد کون ھے جو تکلیف میں رھنا پسند کرتا ھے۔ کیوں نہیں آپ

" إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَ " پڑھ لیتے، کیوں نہیں آپ آیتِ کریمہ پڑھ لیتے۔

خواتین و حضرات! مگر یہ جو آپ نے طریقہ ڈھونڈھا ھے آپ نے آیتِ کریمہ کا، وہ کچھ زیادہ صحیح نہیں ھے۔ ایک دن مجلس بلانے، محلے بلانے، محلے والے اکٹھے کرنے اور روڑیاں، گیٹیاں اکٹھی کرنا اور سوا لاکھ مرتبہ پڑھنا اور اگلے دن خدا کو بھلا دینا، یہ کوئی طریقہ نہیں، آپ سو دفعہ پڑھ لو، روز پڑھو۔ اُم المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے رسولؐ کو سب سے اچھا کون سا عمل لگتا تھا؟ فرمایا تھوڑا مگر متواتر۔ اگر آپ تیس مرتبہ بھی روزانہ پڑھ لو، آیتِ کریمہ کو، خلوصِ دل سے تو بھی آپ کے لیۓ بہتر ھے۔ ایک بارہ سوا لاکھ مرتبہ پڑھ کے بھلا دینے سے بات نہیں بنتی۔

سوال نمبر 106) واشنگٹن سے ایک دوست پوچھنا چاھتے ھیں کہ تین افعال جو اللہ تعالی' کو سب سے زیادہ پسند ھیں وہ کون سے ھیں؟ ایک اور online سوال آیا ھے لاھور سے کہ I wanted to ask when are you going to deliver your lecture on differences between men and women relationships as per your promise which you made last year in your annual session in Lahore.

جواب: یہ جو پہلے تین افعال والی بات ھے، مختلف احادیث میں مختلف مواقع کی نوعیت سے مختلف احکامات بدل جاتے ھیں۔ مثال کے طور پر کسی نے اگر جنگ کے عالم میں پوچھا تو تین اور باتیں ھوں گئیں، اور امن میں پوچھا تو تین اور باتیں ھوں گئیں۔ مگر ھمارے پاس کم از کم دو باتوں کی وضاحت بڑی صاف ستھری موجود ھے کہ اللہ کو سب سے زیادہ اچھی بات یہ لگتی ھے کہ حُسنِ اِخلاق، حُسنِ اِخلاق، حُسنِ اِخلاق اور اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ سب سے بڑی حُسنِ اِخلاق کی صفت یہ ھے کہ جب تجھے سخت غصّہ آۓ تو نرمی اختیار کرو۔ دوسرا حُسنِ طعام ھے کہ کھانا کھلانا، ضرور کھلائیں گے۔ باقی محتلف نوعیت کی جو دوسری صفات ھیں جیسے آپ (خواتین) کو صدقات کا حکم خصوصاً دیا گیا اور یہ تسبیح بھی دی گئ

" سَبْوحٌ قَدّوسٌ رَبّوْنَا وَ ربُّ اَلمَلَائکۃِ وَالرُّوحِ "

کہا گیا کہ تم میں سے بہت سی شکایات کی وجہ سے، بے صبری کی وجہ سے، عجلت کی وجہ سے جہنم میں دیکھی گئی ھیں۔ وہ بہت روئیں اور انہوں نے کہا کہ پھر ھمارا بنے گا کیا؟ تو فرمایا صدقات دیا کرو تو پھر صدقات میں ایک تسبیح بھی بتائی اللہ کے رسولؐ نے خواتین کو

" سَبْوحٌ قَدّوسٌ رَبّوْنَا وَ ربُّ اَلمَلَائکۃِ وَالرُّوحِ "

اب اُدھر جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ھے میں بڑی کوشش کررھا ھوں کہ کسی طریقے سے ایسا اچھا forum مل جائے جس میں مرد اور عورت کے یا over all human relationship پہ بات ھو سکے۔ یہ ایک نفسیاتی و عمرانی سا لیکچر ھو گا، اس میں زیادہ تر مسائل انسانی رویّوں اور عملی زندگی کے حوالے سے جنم لیتے ھیں۔ اگر اللہ نے مجھے توفیق دی تو میں یہ لیکچر ضرور دوں گا اگرچہ اس میں امکان موجود ھے کہ بہت سارے انڈے، بوتلیں اور جوتیاں پڑ سکتی ھیں، دونوں اطراف سے، مگر یہ میں دوں گا ضرور۔

سوال نمبر 107) حضور اکرمؐ کے ناموں میں سے چار نام اوّل، آخر، ظاھر اور باطن ھیں۔ یہ چاروں نام اللہ کے خاص ناموں میں سے ھیں۔ کیا نبیؐ کے ناموں کو اللہ کے ناموں کے ساتھ شمار کیا جا سکتا ھے؟

جواب: دیکھیں جب اللہ کے رسولؐ کے ناموں میں جب یہ نام آئیں گے تو مخلوقات کی نسبت سے آئین گے۔ اللہ کا نام جب اوّل لیا جائے گا تو اس سے مراد مطلق اوّل ھے۔ جب رسولؐ کے نام کے ساتھ اوّل آئے گا تو اس کا مطلب اللہ کے بعد اوّل آئے گا۔ ایسے جیسے قرآنِ حکیم میں آپ نے دیکھا کہ فرمایا گیا میرے رسولؐ اپنی اُمت کی فلاح و بہبود کے بڑے حریص ھیں اور ساتھ فرمایا کہ یہ رؤف و رحیم ھیں۔ یہ جو لفظ رؤف و رحیم ھے یہ اللہ کے بعد جملہ مخلوقات میں سب سے زیادہ رؤف و رحیم رسول اللہؐ ھیں۔ اس لیئے آپ نام استعمال کر سکتے ھیں۔ جیسے حضورؐ کی ایک حدیث موجود ھے کہ

" اَوّلَ مَا خَلَقَ اللہ نُوْرِی " کہ سب سے پہلے اللہ نے میرا نور تخلیق کیا۔

تو یہ اُس (نام) کی نسبت اور range بدل جائے گی۔ جب ھم مطلق اوّل و آخر مراد لیں گے تو اس میں صرف اللہ ھی کی ذاتِ مبارکہ آئے گی

" هُوَ ٱلۡأَوَّلُ وَٱلۡأٓخِرُ وَٱلظَّـٰهِرُ وَٱلۡبَاطِنُ‌ۖ [سُوۡرَةُ الحَدید : 3] "

یہ اللہ کی چار مخصوص صفاتِ عالیہ ھیں جو بندوں کو convert نہیں ھو سکتیں جب تک کہ اللہ اس میں اجازت نہ دے۔

سوال نمبر 108) حضرت سلیمانؑ کو بہت ساری چیزوں پر اختیار دیا گیا تھا، وہ اپنی محفل میں تختِ بلقیس کے لیئے دوسروں سے سوال کیوں کرتے ھیں؟ ایک اور سوال ھے کہ پاکپتن میں بابا فرید کے دربار میں بہشتی دروازہ ھے اس کے بارے میں کہتے ھیں کہ یہ تختِ سلیمانؑ ھے، آپ کی کیا رائے ھے؟

جواب: بات یہ ھے کہ جو تختِ سیلمانؑ تھا وہ تو حضرت سلیمانؑ کا تھا ھی نہیں۔ یہ دراصل ملکہ سباء کا تھا، بلقیس تو اس کا نام ھمیں یاد ھے مگر اس کا اصل نام کیا ھے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ وھاں سورج کی پرستش ھوتی تھی اور غالباً کسی جدید ناموں سے ملتے جلتے نام کے تحت ان کے ھاں fertility کی رسومات ادا ھوتی تھیں۔ زرخیزی کی رسومات کو عام طور پہ ملکہ ھی کی زیرِ صدارت سر انجام دی جاتی تھیں۔ تو ملکہ سباء کا جو Temple of the sun تھا اس میں زرخیزی کی رسومات کی سربراہ ملکہ ھوتی تھی۔ خواتین و حضرات! وہ وسیع و عریض رقبے پہ محیط ایک انتہائی متمدن ریاست تھی، جسے اب بھی " مملکتِ سباء " کے نام سے پکارا جاتا ھے۔ اس وقت کے سباعین اب بھی بہت مشہور ھیں اور یہ اُس وقت کی مہذب ترین قوم تھی۔ ملکہ کے دیگر ساز و سامان کیطرح اُس کا تخت ھبی بڑا خوبصورت اور عجیب و غریب ساخت کا بنا ھوا تھا۔ حضرت سیلمانؑ کو تخت پر قبضہ مقصود نہیں تھا۔ بلکہ مراد یہ تھی کہ اس تخت کو لا کر ملکہ کو قائل کیا جائے کہ اگر کوئی شخص تین ھزار میل کے دوری سے، میں وثوق سے تو نہیں کہہ سکتا وھاں دوری کتنی تھی، ملکِ یمن میں اور یروشلم میں، مگر اتنی دوری سے پلک جھپکنے میں اگر کوئی شخص تخت منگوا سکتا ھے تو یقیناً وہ اُس وقت کی ملکہ سے بڑا انسان ھے۔ اسی لیئے جب اس کے سرھانے خط رکھا گیا تو بھی یہی حِکمت تھی۔ باوجود محافظوں کے وہ خط جب ملکہ کو اپنے بستر پہ ملا جس پر لکھا ھو تھا جیسے قرآن میں ھے کہ

" إِنَّهُ ۥ مِن سُلَيۡمَـٰنَ وَإِنَّهُ ۥ بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ (٣٠) [سُوۡرَةُ النَّمل : 30] "

خط میں یہی لکھا ھوا تھا کہ یا مکتوب سلیمانؑ کی طرف سے ھے۔ تو ملکہ حیران ھی نہیں ھوئی بلکہ سمجھدار اتنی تھی کہ اگلے دن اس نے جب اپنے عمائدین کو بلایا تو خاص طور پر یہ واقعہ اس کے ذھن میں تھا۔ اس انے کہا ۔ ۔ ۔ " یہ جو کوئی بھی ھے (اس نے حضرت سلیمانؑ کو دیکھا تو نہیں تھا) مگر جو کوئی بھی ھے اتنا بڑا بادشاہ ھے کہ تمام محافظوں کے باوجود وہ خط میرے بستر پر ڈال سکتا ھے، تو اس سے اپنے سرداروں کو کہا ۔ ۔ ۔ کہ دیکھو جو کوئی بھی ھے بڑا بادشاہ ھے، تم نے کہا تو ھے کہ ھم لڑیں گے مگر جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ھوتے ھیں تو اس کو اجاڑ کر ویران کر دیتے ھیں۔ اسا نہ ھو کہ عظیم الشان بادشاہ، جہاں کا بھی ھے، جب تم پر حملہ کرے تو تمہیں تہہ و بالا کر دے، اس کے ساتھ صلح کی بات چیت کرنا لازم ھے۔"

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ان صاحبان کا شکریہ ادا کیا جو تخت لائے تھے۔ اور اگر آپ اگلی آیت پڑھیں تو واضح ھو جاتا ھے کہ باوجود قوّت و حرمت کے جو حضرت سلیمانؑ میں تھی انہوں نے جنات سے مدد نہیں لی، انسانی غیرت کی وجہ سے، بلکہ حضرت آصف بن برخیہ کو وہ تخت لانے کا حکم دیا۔ اور اس صفتِ پروردگار کا (جو اللہ نے انہیں بخشی تھی اس کا) انہوں نے شکریہ ادا کرتے ھوئے کہا

" فَإِنَّ رَبِّى غَنِىٌّ۬ كَرِيمٌ۬ (٤٠) [سُوۡرَةُ النَّمل : 40] " (کہ بے شک میرا رب غنی ھے اور کریم ھے جس نے مجھ پر اتنی رحمتیں نازل فرمائیں ھیں)

اب یہ جو دوسرا سوال پوچھا گیا ھے بہشتی دروازے والا! آپ کی فہم و فراست، آپ کا دل آپ کا دماغ اور آپ کی محبت و عقیدت سب مل جل کر یہ فیصلہ کرتے ھیں۔ جو بندہ بہشتی دروازے سے گزرتے ھوئے شک میں پڑھ جائے اس کو یقیناً بہشت نہیں مل سکتی۔ اگر اس کے پاس اتنے سارے سوال ھوں گے تو وہ بہشت نہیں پائے گا۔ سب سے پہلے تو ھمیں اس قول کی صداقت کے لیئے ھر صورت historical reference میں پوچھنا پڑے گا، آیا کہ اس عزیز اور محترم ھستی نے یہ کہا جو اس دروازے سے گزر جائے وہ جنتی ھو گا۔ پھر ھمیں اس قول کی صداقت کو اسی طرح پرکھنا پڑے گا جس طرح روایت اور درایت پہ کسی حدیث کو رکھتے ھیں۔ مجھے یہ نہیں پتہ کہ اس قول میں صداقت کتنی ھے؟ کہاں سے مشہور ھوا؟ کس نے کہا؟ اگر ھمیں اس کی صداقت ملے گی تو پھر اس کی باقی باتوں پر ھم غور کریں گے۔ اس سے زیادہ میں نہیں کہہ سکتا۔

سوال نمبر 108) سر یہ ایک سوال بیرونِ ملک سے ھے، یہ کہتے ھیں آپ اپنے ھر لیکچر اور پرائیویٹ میٹنگ میں Women کو بہت degrade کرتے ھیں اور مرد حضرات کو آپ بہت مظلوم ظاھر کرتے ھیں اس سے بہت مایوسی ھوتی ھے ایسا کیوں ھے؟

جواب: میں نے ابھی بہشتی دروازے کے بارے میں کہا ھے کہ ثبوت مہیا کر دیں اس قول کے، اور محترمہ نسیم خاتون نے جو بات کی ھے اس کے لیئے ثبوت مہیا کرنا چاھیئے میرا تو خیال یہ ھے کہ میں تو اپنے رسولؐ کی کم از کم ایک حدیث پہ ضرور کاربند ھوں۔ بہت سارے لوگ کہتے ھیں کہ میں نے خارجی سنت نہیں رکھی ھوئی مگر جہاں تک میرا خیال ھے کہ میں سنتِ رسولؐ کے مطابق عورتوں کی بےحد و حساب قدر کرتا ھوں۔ بلکہ اکثر میں نے واقعہ بھی سنایا ھے کہ میرے رسولؐ کا تو لہجہ، انداز ھی بدل جاتا ھے جب خواتین کا ذکر ھو۔ اُم المومنین حضرت صفیہؓ ھودج سے گریں تو فرمایا انجشہ سنبھال کے، آبگینے ھیں، کہیں ٹوٹ نہ جائیں۔ میرا تو خیال ھے کہ غلامانِ رسولؐ کی طرح میں بھی آبگینوں کا بڑا خیال رکھتا ھوں، اب پتہ نہیں اِن خاتونِ محترم کو کہاں سے گمان ھوا؟ اس طرح کی تفریق کا میں تو قائل ھی نہیں ھوں۔ ھاں ایک بات ضرور ھے اور وہ استاد کی حیثیت سے ھے۔ خواتین بعض اوقات مسائل کو دھراتی اتنا زیادہ ھیں کہ مجبوراً مجھے کہنا پڑتا ھے اگر مزید دھرایا تو جو میری دعا ھے قبول نہیں ھو گی، میرا خیال ھے کہ بعض مرد بھی ایسے کرتے ھیں۔

we are all very much alike, I must say in a way almost in emotional set up

اور بہت ساری باتوں میں خواتین و حضرات ایک طرح سے ضرور behave بھی کرتے ھیں۔ بہر حال ایک تھکا ھو استاد کبھی تنگ آ کر کوئی غیر مناسب بات بھی کر جاتا ھو گا، اس لیئے میں محترمہ نسیم خاتون سے معافی کا طلبگار ھوں۔

سوال نمبر 110) پروفیسر صاحب یہ ایک کتاب مجھے ARY کے ایک اعلیٰ' عہدیدار نے بھیجی ھے۔ اس کتاب میں قائدِ اعظمؒ کی شخصیت کے بارے میں بہت negative باتیں کیں گئیں ھیں۔ جیسا کہ قائدِ اعظم مسلمان نہیں تھے۔ قیامِ پاکستان کے وقت جو لاکھوں مسلمان قتل ھوئے ان کے قاتل قائدِاعظم تھے۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ لکھا گیا ھے اور ھر بات reference سے کی گئی ھے۔ یہ کتاب آپ کو عنایت کر رھا ھوں براہِ مہربانی یہ کتاب پڑھ کر ان کا جواب دیا جائے تا کہ ھماری قوم حقیقت سے آگاہ ھو سکے۔ اور اس مصنف کی طرف سے challenge بھی کیا گیا ھے، اس کتاب کا نام ھے " ٹو صاحبِ منزل ھے کہ بھٹکا ھوا راھی " ؟

جواب: دیکھیئے یہ بات بہت اچھی کی کہ ھمیں حقیقت کا پتہ لگ سکے تو سچی بات ھے کہ حقیقت تو ھمیں پتہ ھے، حقیقت تو پاکستان ھے۔ قائدِاعظم نے جو کچھ بھی کیا ھے اس کا نتیجہ تو ھمارے سامنے ھے، اس کا نتیجہ پاکستان ھے، اس کا نتیجہ دنیا کی سب سے بڑی طاقتور اسلامی مملکت ھے۔ اس کا نتیجہ یہ ھے کہ مسلمان اسی قائدِاعظم کے اس اسلامی ملک میں ایٹمی طاقت کے مالک بنے۔ یہ سب اسی کا کمال ھے، اب اس کی نیّت پر شک و شبہ کرنا سمجھ سے بالا تر ھے۔ دراصل میں نور محمد صاحب کی کوئی حیثیت نہیں سمجھتا۔ مجھے تو وہ بات یاد ھے جو کسی غیر نے قائدِاعظمؒ کے بارے میں کہی تھی، جب Lord Wavell نے اسے کہا ۔ ۔

‘ If one Indian can be a Lieutenant Governor of India why can’t another be ‘

جب قائدِاعظمؒ کو بلایا اور رشوت دینے کی کوشش کی کہ اگر تم پاکستان پہ اپنے موقّف سے دستبردار ھو جاؤ تو پھر اگر ایک انڈین لیفٹیننٹ برِصغیر کا گورنر بن سکتا ھے تو دوسرا کیوں نہیں بن سکتا۔ جب اس نے قائدِاعظمؒ کو واضح الفاظ میں رشوت دی تو قائدِاعظمؒ نے ھیٹ اٹھایا اور تیزی سے گیٹ کر طرف چلے۔ Lord Wavell کہتا ھے کہ میں پیچھے بھاگا اور کہا مسٹر جناح! مسٹر جناح! مگر اس نے کوئی بات نہ سنی، جب وہ دروازے تک آیا تو اس نے کہا

My Lord I am not here to sell my nation

آئندہ اگر مجھ سے کوئی بات کرنی ھو تو میرے گھر آ کر کرنا، میں پاکستان کے بارے میں تمہاری کوئی بات قبول نہیں کروں گا۔ تو اس نے پتہ ھے کیا جملہ بولا؟ اس کتاب کے مصنف نے تو پتہ نہیں کیا لکھا ھو گا، اس نے کہا

My God he is a very stubborn man

اس نے اعتراف کیا کہ اس شخص کو خریدنا مشکل ھے، اس شخص کو اپنے موقّف سے ھٹانا مشکل ھے، اس نے جو cause پکڑی ھے اس سے اِدھر اُدھر کرنا بڑا مشکل ھے۔ اور میرے پاس قائدِاعظمؒ کا اعتراف موجود ھے کہ انہوں نے کہا میری صرف ایک خواھش ھے جب میں اللہ کے حضور جاؤں تو مجھے اللہ یہ کہہ دے کہ well done Mr. Jinnah اس سے بڑا مسلمان یہ تو نہیں ھو سکتا جس نے یہ کتاب لکھی ھے۔ جس شخص کی زندگی کی صرف ایک خواھش تھی کہ جب وہ اللہ کے حضور جائے، اپنا کام پورا کرنے کے بعد، پاکستان بنانے کے بعد، تو اللہ اسے کہہ دے کہ well done Mr. Jinnah کہ مسٹر جناح تو نے بہت اچھا کام کیا۔ اللہ تو ضرور کہے گا مگر ھم سب پاکستانی مل کر یہ کہنے کا حق رکھتے ھیں کہ

He was the most honest, dedicated and best of the people we got in Pakistan and well done Mr. Jinnah

سوال نمبر 111) سر اگلا سوال امریکہ سے ھمارے دوست نے درخواست کی ھے کہ دل کو خالص اللہ کی محبت کے لیئے پاکیزہ کرنے کی تسبیح عنائت فرما دیں۔
جواب: اذکار تو سارے ھی خوبصورت ھوتے ھیں۔ اللہ کا کون سا نام ھے جو حسن و جمال میں، کسی کیفیت میں کم ھو، اور تو اور مجھے تو سب سے بڑا حسن اسمِ وھاب میں لگتا ھے۔ آپ غور تو کرو قیامت کا دن ھے اور فرشتے تختِ الہی' کو تھامے ھوئے ھیں اور آواز آتی ھے

" لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ [سُوۡرَةُ المؤمن / غَافِر : 16] " (بتاؤ بڑے بڑے دعوے دارو، بتاؤ تو سہی آج ملک کس کا ھے؟)

جب ایک مالکِ حقیقی اترے گا افلاک سے اور پکار کے کہے گا

" لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ [سُوۡرَةُ المؤمن / غَافِر : 16] " (اسی کا تو ھے، واحد اور قھار اللہ کا)

یقین کرو مجھے تو وہ نقشہ یاد آجاتا ھے۔ مجھے تو سب سے خوبصورت یہ لگتا ھے کہ جب وہ آسمانوں میں طلوع ھو گا

" وَأَشۡرَقَتِ ٱلۡأَرۡضُ بِنُورِ رَبِّهَا . . . [سُوۡرَةُ الزُّمَر : 69] " (اور زمین تمھارے رب کے نور سے چمک جائے گی)

اور آواز دے گا کہ اے فرعونو، ھامانو، نمرودو . . .

" لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ . . . " (بتاؤ ناں! کس کی مملکتیں ھیں، آج کس کا ملک ھے)

کون غالب ھے؟

" . . . لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ . . . " (اللہ ھے تو ھے جو واحد ھے، قھار ھے)

تو آپ یقین جانو جب سے میں نے یہ آیت پڑھی ھے ناں، تب سے میں واحد و قھار کا ذکر کر رھا ھوں، تا کہ پکار کے کہہ سکوں " اللہ الواحد القھار " باقی اللہ کے سب نام خوبصورت ھیں۔ کیفیتِ ذات پہ جاتے ھیں۔ اور اگر آپ نے دل کے لیئے پڑھنی ھے تو کلمہء دل " یا وھاب " ھے۔

اچھا تھوڑی سی کوشش کرو، آپ ذرا آنکھیں نہ بند کرو، ھوش سے یا وھاب کھو پھر دیکھو کہاں سے نکلتا ھے۔ سارے کوشش کر کے دیکھیں۔ ذرا اونچا سا سانس لے کے پڑھو، کوئی اور کیفیت یا جعل سازی کی ضرورت نہیں ھے، صرف یا وھاب کہہ کر دیکھو، انگلیاں دل پہ نہ رکھو۔ آپ جب بھی پڑھو گے آپ دیکھو گے وھاب یہاں سے (دل کی طرف اشارہ کرتے ھوئے) نکلتا ھے، سینے سے، دل سے۔ یہ علاجِ دل ھے۔ جتنی مرتبہ وھاب پڑھو گے اتنی مرتبہ دل تقویّت پائے گا، مضبوط تر ھو گا۔ نسیں کھل جائیں گئیں۔

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوبَنَا بَعۡدَ إِذۡ هَدَيۡتَنَا [سُوۡرَةُ آل عِمرَان: 8] اے اللہ ھدایت کے بعد ھمارا دل ٹیڑھا نہ کرنا

وَهَبۡ لَنَا مِن لَّدُنكَ رَحۡمَةً [سُوۡرَةُ آل عِمرَان: 8] اور اپنی طرف سے رحمت عطا فرما

إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡوَهَّابُ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان: 8] اس لیئے کہ تو وھاب ھے۔

دل اور وھاب کا " وھابیت " کا نہیں دل کا اور وھاب کا ایک رشتہ ھے، ایک محبت ھے، کلمہء دل اسمِ وھاب ھے۔ مگر وھاب کا ایک مطلب بھی ھے یہ صرف دل کی صحت کا کلمہ نہیں ھے، فتوحاتِ دل کا بھی کلمہ ھے۔ اور دل کی فتوحات کتنی دور تک جاتی ھیں۔ دماغ کی فتوحات تو آپ نے دیکھ لی کہ اب کائنات مسخر کر رھے ھو مگر آپ کو دل کی فتوحات کا علم نہیں۔ اگر اسے جاننے کی خواھش ھو تو حضرت سلیمانؑ کی وہ دعا ضرور پڑھ لینا

" قَالَ رَبِّ ٱغۡفِرۡ لِي وَهَبۡ لِي مُلۡكًا لَّا يَنۢبَغِي لِأَحَدٍ مِّنۢ بَعۡدِيٓۖ إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡوَهَّابُ (٣٥) [سُوۡرَةُ صٓ : 35] " (اے اللہ مجھے بخش دے اور ایسی مملکت عطا کر جیسی تو نے زمین پر کسی اور کو عطا نہ کی ھو کیونکہ تو وھاب ھے)

تو یہ کلمہ دو طرف جاتا ھے۔ یہ اتنی بڑی دعا تھی کہ جب حضورؐ نے جنات میں سے ایک بڑے جن کو قابو کیا تو فرمایا کہ اگر مجھے میرے بھائی سلیمانؑ کی دعا نہ یاد آتی تو میں اسے باندھ دیتا اور صبح تم اسے اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔ مگر چونکہ انہوں نے یہ دعا مانگی کہ مجھے ایسی مملکت جن و انس پر عطا فرما کہ جس کی کوئی مثال نہ ھو إِنَّكَ أَنتَ ٱلۡوَهَّابُ تو وھاب مسخراتِ دل میں کلمہء دل ھے، علاج میں بھی کلمہء دل ھے اور دل کا بھی کلمہء دل ھے۔

سوال نمبر 112) پنجابی میں لکھ کر یہ سوال بھیجا گیا ھے کہ اللہ سے بندے کا تعلق عقلی ھے یا قلبی؟
جواب: میں عرض کروں کہ emotions سے ابتداء ھوتی ھے۔ تعلق کی پرکھ عقل سے ھوتی ھے، مثال کے طور پر تعلق تو جذبے سے ھی ھوتا ھے اور بغیرِ عقل ھی ھوتا ھے، کسی محبت کا دل میں اٹھ جانا اور شاید اس میں بہت سارے elements ھوتے ھیں۔ مگر اس کی وضاحت عقل سے ھوتی ھے۔ اگر آپ عقل استعمال نہ کرو تو یہ بڑے بڑے علمائے دین، بڑے بڑے دانشور، بڑے بڑے صوفیاء جو بڑی بڑی غلطیاں کرتے ھیں، علم کے نہ ھونے سے کرتے ھیں۔ اس لیئے آغازِ محبت تو دل سے ھونا چاھیئے، مگر اس کے بعد دل نظرِالتفات طلب کرتا ھے، اس کے بعد اللہ سے یہ تعلق اس بات کا متقاضی ھوتا ھے کہ آپ عقل کی اعلی' ترین سطح پر جا کر حاکمیّت اِلہیا کی بابعداری میں اپنے دل کو مستحکم کریں۔ اس لیئے یہ کہا نہیں جا سکتا کہ کسی چیز کو علیحدہ کر کے ھم کچھ جانچ سکیں۔ جیسے اقبال نے کہا

We may not agree with him

ے اچھا ھے دل کے پاس رھے پاسبانِ عقل لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دینے کا مطلب یہ نہیں کہ عقل کو چھوڑ دو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی جذبہ بھی آپ کو بہتر فیصلہ دے جاتا ہے۔

سوال نمبر 113) کہا جاتا ہے کہ شدید نفرت، محبت کے قریب ہوتی ہے۔ براہِ مہربانی وضاحت فرمائیں۔
جواب: جب آپ کے جذبات میں possessive element آتا ہے تو آپ یہ کہتے ہیں کہ

I hate you, I hate him or I hate everybody

اگر ہم عام روزمرہ زندگی میں بھی دیکھیں تو ہم نے آج کل کے زمانے میں لفظِ hate کو یا نفرت کو غلط مفہوم دے دیا ہے۔ میرے خیال میں راستے میں جاتے ہوئے ایک مکھی اگر ہمیں تنگ کرے تو ہم کہتے ہیں . . . I hate her کہ میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔ آج کل جو hate محاورے میں استعمال ہو رہا ہے وہ dislike کے معنوں میں ہوتا ہے یا annoyance کے معنوں میں آتا ہے۔ مگر جو اصلی نفرت ہے وہ معمولی معمولی ناراضگیوں سے رنجشوں سے بڑھتی ہوئی ایک high possessive element بن جاتا ہے جو کسی خاص ہستی کے بارے میں یا شے کے بارے میں مرتکز ہوتا ہے۔ اسی لیئے ابھی آپ جس کا حوالہ دے رہے تھے وہ ویسٹرن مفکر بھی یہی کہہ رہا ہے۔

He is only referring to the psychological state, he is not referring to the general state. The fact is. When love becomes possession and when hate becomes possession both are abnormal or subnormal

اسی لیئے بندے کو متوازن رہنا چاہیئے۔

سوال نمبر 114) سر سارے دینی مسالک کے علماء قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے نظریات کی ترویج کرتے ہیں۔ ایک شخص جو ابھی نا آگاہ ہو اس کا اکتسابِ علم کا پیمانہ کیا ہونا چاہیئے؟
جواب: ویسے شروع میں لوگ سارے ہی نا آگاہ ہوتے ہیں۔ مگر جب ہم تعلیم حاصل کرتے ہیں اور خاص طور پر قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ہمارے بہت سارے اشکال دور ہو جاتے ہیں۔ پھر ہمارے خیال قرآن و حدیث کی کسوٹی پر پرکھے جاتے ہیں۔ میں تخصیص کردوں کہ آپ کی عقل و دانش اور تعلیم کا تعلق اس بات سے ہرگز نہیں جو آپ نے علماء سے سن رکھا ہے۔ آپ کا علم وہ ہے جو کچھ آپ نے خود سوچا، سمجھا اور پڑھا ہوا ہے۔ علماء کی محض سنی سنائی رائے کو اپنے اوپر مسلط کرنے سے مسائل جنم لیتے ہیں۔ دین میں کوئی چرچ نہیں ہے۔ آپ کو کھلا چھوڑا گیا ہے کہ آپ جاؤ اور جو کچھ آپ کو بہتر لگتا ہے وھی کرو۔ جیسے ابھی میں نے آپ سے کہا کہ ابنِ سیرینؒ فرماتے ہیں کہ دین معمولی چیز نہیں ہے اسے اچھی طرح سمجھ لو اگر ایک یونیورسٹی سے آپ کو متعلقہ تعلیم نہیں ملتی تو اسے کسی اور سے حاصل کرو۔ اور اگر ایک استاد سے نہیں ملتی تو دوسرے سے حاصل کرو۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم ایک استاد کی تعلیم کو اپنا مسلک بنا لیتے ہیں اور اسی طرح ہم تعلیم کو روک دیتے ہیں۔ اگر ہم نے ایک ہی شخص کے نظریاتی تقلید میں جانا ہے تو پھر دوسری چیزیں پڑھنے کا ہمیں فائدہ نہیں ہوتا۔ اس لیئے بہترین رویّہ یہ ہوتا ہے کہ آپ اپنے علم کو آزاد رکھو۔ جیسے ہم اپنے آپ کو قابلِ مواخذہ رکھتے ہیں۔ اس طرح ہم اپنے کسی بڑے سے بڑے استاد کو بھی قابلِ مواخذہ (questionable) رکھیں۔ نبوّت میں اور باقی استادوں میں یہی ایک فرق ہے۔ صرف نبوّت ایک ایسا علم ہے اور ایسی استادی ہے جہاں ہم اپنے آپ کو بالکل علیحدہ کر لیتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اس میں ہمارا کوئی کام نہیں کیونکہ وہاں ہدایت براہِ راست اللہ کی طرف سے آ رہی ہوتی ہے۔ جب اللہ کی طرف سے ہدایت آتی ہے تو

We have no authority to change or cancel it

یعنی ہو سکتا ہے کہ میں اچھی سوچوں کا مالک ہوں اور جب مجھے یہ پتا لگ جائے کہ اللہ نے یہ کہا ہے تو میری ساری سوچیں معطّل ہو جائیں گئیں، کیونکہ میرا رب مجھ سے زیادہ علم والا ہے، مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے، اس لیئے جو وہ فیصلہ کرتا ہے وہ آخری اور بہترین ہوتا ہے۔ میں اس کی مثال دیتا ہوں کہ قرآنِ حکیم میں اللہ نے ایک اصول رکھا ہے، وہ بڑا خوبصورت اصول ہے۔

" وَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ خَيۡرٞ لَّكُمۡ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 216] " تم کسی چیز سے کراهت کھاتے ہو اور اس میں خیر ہوتی ہے۔

" وَعَسَىٰٓ أَن تُحِبُّواْ شَيۡـٔٗا وَهُوَ شَرّٞ لَّكُمۡ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 216] " تم کسی چیز سے محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے۔

" وَٱللَّهُ يَعۡلَمُ وَأَنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 216] " اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

یعنی اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ بڑے سے برا عقل والا بھی اس بات پہ اتفاق کرے گا کہ اللہ جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ جب ہمیں نبوّت کے ذریعے علم ملتا ہے تو ہم یہی اقرار کرتے ہیں کہ اللہ اور اس کا رسولؐ جانتے ہیں اور ہم نہیں جانتے۔ اس کے علاوہ شاید finality کسی استاد میں نہیں آتی۔

سوال نمبر 115) اس سوال میں ہمارے مہمان دوست کہتے ہیں ک میری ایک بیوہ بہن ہیں اور ہمارے پاس ایک پلاٹ ہے جس کو بیچ کر ہم نیشنل سیونگ سکیم میں رکھنا چاہتے ہیں۔ کیا یا امر جائز ہے اور کیا میں ایسا کر سکتا ہوں؟
جواب: میرا خیال ہے انہوں نے سب سے بہتر اور کمزور حل ڈھونڈا ہے ورنہ تو وہ بینک میں فکس کرا کے باقاعدہ سودی نظام میں بھی داخل ہو سکتے تھے۔ یہ تو حکومت کو قرض دیا ہے، حکومت مہربانی کر کے اصل ہی لوٹا دے تو بڑی بات ہے۔ آج کل جو حکومتوں کے رویّے ہیں لگتا ہے کبھی نہ کبھی سیونگ اسکیم کی بھی آفت آ جائے گی۔ تو میرا خیال ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال نمبر 116) آج کل stem cell کا بہت چرچا ہے، قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ اسلام کے نقطۂ نظر سے stem cell کی حقیقت کیا ہے؟ اور کیا یہ حلال ہے یا حرام؟
جواب: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ کوئی حرام اور حلال اللہ کے رسولؐ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ تمام حلال و حرام ختم ہو گئے ہیں جب سے اللہ کے رسولؐ چلے گئے ہیں۔ اور جو کچھ قرآنِ حکیم میں لکھا جا چکا اور جس کی وضاحت فرمائی جا چکی ہے، اس کے بعد دنیا کا

کوئی شخص، کوئی فقیر نہ مفکر نہ کوئی دانشور، حلال و حرام میں کمی بیشی نہیں کر سکتا۔ اس لیئے یہ سوال آپ نہ کیا کریں ہر نئے مسئلے میں کہ یہ حرام ھے یا حلال ھے۔ باقی رھی دوسری بات تو چند سیل (cell) بنیادی سیل ھیں جہاں سے تمام سیل بنتے ھیں۔ یعنی اگر اسے کہا جائے تو یہ ماں سے سارے وجود کے تمام ذخیروں کی، اور یہیں سے ہر انسان سارے کا سارا پھولتا پھلتا ھے۔ ہم اسے ایسے کہہ سکتے ھیں کہ اگر باقی چیزیں افزائش اور مفروضہ ھیں تو یہ سیل حقیقت ھے۔ اس کے بارے میں آپ کو ایک coordinative حدیث سنا سکتا ھوں کہ اللہ کے رسولؐ دعا فرمایا کرتے تھے۔

" اللھم نبنی بحقیقت الاشیاء " (کہ اے پروردگار ھمیں حقیقتِ اشیاء کا علم دے)

تو stem cell میرا تو خیال ھے حقیقتِ اشیاء کے علم کا نام ھے۔ ویسے بھی میرا خیال ھے کہ بہت ساری ایسی اذیتیں جن کے حل ابھی تک موجود نہیں تھے جیسے ھمارے neuron failures ھیں یا ھمارے دل کے failures ھیں، یہ واحد سیل ھے جس کی فزائش ھمیں کئ قسم کی مصیبت میں نہیں ڈالے گی۔ میرا خیال ھے کہ اس کی multiplication یا اس کی افزائش اور اس کی replacement انسانی اعضاء کی پیوند کاری میں انقلابی تبدیلیاں لائے گی۔ میں کبھی بہت پہلے کہا کرتا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ' بہت جلد انسان جو ھے سپئرپارٹس کی فیکٹری تیار کر لے گا تو stem cell انسانی سپئیرپارٹس کی فیکٹری کا نام ھے۔ حال ھی میں Spain میں سائنسدانوں نے thorax region پہ کامیاب تجربہ کیا ھے۔ وہ وقت دور نہیں جب امیر لوگ بڑھاپے کے لیئے اپنے stem cell کو محفوظ کروادیا کریں گے۔ جب عمر گزرنے لگے گی، کسی کا گردہ گیا، کسی کا دل گیا، کسی کا ناک نہ رھا، تو ڈاکٹر حضرات فوراً ھی اعلیٰ' ترین مناسب ترین فیکٹری کے اعضاء بغیر کسی خطرے کے انہیں نکال کے دے دیں گے۔ میرا تو خیال یہی ھے کہ انسانی فلاح و بہبود میں ایک بہت بڑا قدم ھے۔ مگر تم اس کی وجہ سے انسان کو خدا سمجھو تو یہ بہت بڑا فتنہ بن جائے گا۔

سوال نمبر 117) اللہ کو ھم اپنا دوست کیسے بنائیں؟

جواب: اللہ کے پاس دوستی کے سوا ھے ھی کچھ نہیں۔ باقی یہ جو عذاب ثواب یہ جو قبر اور مصیبتیں ھیں یہ تو سمجھو اس کے لیئے ھیں جو اللہ کو اور اس کے دوستوں کو نہیں مانتا۔ بلکہ اگر آپ سوچو تو اللہ اپنے لیئے اتنا ناراض نہیں ھوتا جتنا اپنے دوستوں کی وجہ سے ناراض ھوتا ھے۔ جیسے کرسچن بیچاروں کو ھم تو کچھ نہیں کہتے کہ اللہ تعالیٰ' نے ان کو بھی بخشنا ھو تو بخش دے، ھمیں کیا اگر کسی کو بخشش ملتی ھو، مگر اس میں ایک بہت بڑا پرابلم ھے۔ یہ قول بڑا مشہور ھے کہ جی فلاں مذھب میں بھی نیک لوگ موجود ھیں، فلاں میں موجود ھیں، ھندو بڑی خیرات کرتے ھیں تو میں کل ھی پڑھ رھا تھا کہ اللہ کہتا ھے کہ یار جنھوں نے میری ذات کو نہیں بخشا ان کے یہ اعمالِ خیر شمار نہیں کیئے جائیں گے۔ حدیثِ قدسی ھے کہ یہ شمار میں نہیں آئیں گے۔ انہوں نے چونکہ خدا کے توسط سے کوئی کارِخیر نہیں کیا اس لیئے George Son نے جو کچھ کیا ھے یا Mother Teresa نے جو کیا ھے، تو وہ تو بالکل ٹھیک ھے۔ بڑے اچھے کارنامے کیئے، صبح و شام انہوں نے غریبوں کی خدمت کی، جان ھار دی

مگر سوال یہ ھے کہ اللہ کہتا ھے کہ یار اس نے کمال کیا ھے اس نے جو سب سے بڑا کام تھا کہ میرے ایک دوست کو سِرے سے تسلیم ھی نہیں کیا۔ تو خدا جسے آپ اللہ اور پروردِگار کہتے ھیں اس کو سب سے زیادہ پیار اپنے دوستوں سے ھے۔ اب دیکھو ناں! وہ کئ جگہ کہتا ھے کہ جو میرے دوستوں کے خلاف لڑا میں اس کے خلاف خود لڑوں گا، ملائکہ کو بھی بیچ میں نہیں لاتا، اور اگر کسی نے میرے تسبیح گزار کے خلاف انگلی اٹھائی تو پھر میں وہ انگلی رھنے نہیں دوں گا۔ وہ بار بار کہتا ھے کہ " دیکھو جو دوست ھیں، مجھے یاد کرنے والے ھیں، ان کے خلاف کسی نے کوئی بات کی یا ان سے جنگ کی تو میں کسی صورت اسے نہیں بخشوں گا "۔ اتنی زیادہ محبت اور پیار ھے اللہ کو اپنے دوستوں سے تو اللہ سے دوستی کا آغاز کہاں سے ھو؟ حضورؐ کی حدیث ھے جس میں اللہ خود کہتا ھے کہ اے بندےمجھ پر اپنا گمان اچھا رکھو ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ تم میں اللہ پہ اپنا گمان اچھا رکھو اور خاص طور پر مرتے وقت۔ اور گمان کی یہ بات ھے کہ اللہ کے ولی، اللہ سے بہت ڈرا کرتے تھے۔ بہت زیادہ ڈرا کرتے تھے۔ روز چیخ و پکار کر رھے ھوتے تھے، اللہ مارے گا، اللہ یہ کرے گا، اللہ وہ کرے گا۔ ایک دن اتفاق سے مر ھی گئے۔ تو مرنے کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو پوچھا میاں کیا بنیاں (کیا بنا) کہنے لگے اللہ نے بلایا اور کہا اچھا تجھے صرف میرا عذاب اور خوف ھی یاد تھا، چلو اب یہاں بھی ڈرتے رھو۔ تو اے بندگان خدا! اللہ پہ ایسا گمان نہیں رکھنا۔ اللہ محبت والا ھے، بے حد پیار کرنے والا ھے، اپنے بندوں پر اس سے زیادہ کوئی مہربان نہیں ھے۔ مگر ھمارا کوئی ذاتی تعلق نہیں ھے اس کے ساتھ، ھم نے ہو اپنے تعلق سے، اپنی زندگیوں کی تمام تراکیب میں سے جس کو زیادہ گم رکھا ھوا ھے وہ اللہ ھے۔ پہلے تو ھم گلّہ کرتے تھے مولوی سے، جیسے اقبال شکوہ کرتا تھا کہ

؎ بٹھا کے عرش پہ رکھا ھے تو نے اے واعظ   خدا وہ کیا ھے جو بندوں سے احتراز کرے

ستم ظریفی کی انتہا یہ ھے کہ ھم نے اپنی زندگیوں میں اللہ کو بہت دور رکھا ھوا ھے۔ یہ جو تسبیح میں آپ کو دیتا ھوں یقین کرو نہ مرض کے لیئے ھے، نہ علاج کے لیئے ھے، میں صرف یہ چاہ رھا ھوتا ھوں کہ اللہ آپ کی زندگیوں میں شامل ھو جائے، تم اس کی یاد میں شامل ھو جاؤ۔

> فَٱذۡكُرُونِیٓ أَذۡكُرۡكُمۡ وَٱشۡكُرُواْ لِی وَلَا تَكۡفُرُونِ (١٥٢) سُورَةُالبَقَرَة
> پس (ان نعمتوں پر) مجھ کو یاد کرو میں تم کو (عنایت سے یاد رکھو نگا اور میری (نعمت کی) شکر گزاری کرو اور میری ناسپاسی مت کرو۔ سورۃ نمبر 2، البقرہ (آیت نمبر: 152) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

کہ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا یہی شکر کی بات ھے، اور اگر تم مجھے یاد کرتے ھو تو تم کافروں میں سے نہیں ھو گے، اور اگر تم کافروں میں سے نہیں ھو گے تو تم اصحابِ جنت میں سے ھو گے۔ اللہ تعالیٰ' دیکھو جی اپنے آپ کو یہ کہنا چاھتا ھے کہ

كَتَبَ عَلَىٰ نَفۡسِهِ ٱلرَّحۡمَةَ [سُوۡرَةُ الأنعَام : 12]

کیونکہ لوگوں کے پاس اختیار نہیں تھا پیدا ھونے کا، ھم اپنی مرضی سے نہیں آئے۔ شاعر کہتا ھے ناں! " مرا کے کاش کہ مادر نہ زادے " اے کاش کہ مجھے ماں نہ جنتی اور میں اس جھمیلے میں نہ پڑتا۔ تو خدا کو بھی پتہ ھے کہ یار لوگ اپنی مرضی سے نہیں آئے تو پھر اللہ نے اس کا صلہ یہ دیا کہ مجھے ماننے والہ کبھی عذاب نہیں پائے گا۔ ایک دن، ایک پل کے لیئے جس نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا اسے دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی، مگر صدقِ مقام ضرور ھونا چاھیئے۔ یہ لفظی جو صبح و شام سٹیجوں پہ، نیچے اتر کر کلمہ پڑھا جاتا ھے یہ

نہیں ہونا چاھیئے۔ آپ ایک مرتبہ دن میں دل کو پھرول کے دیکھ لیا کرو اور جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے کسی نے پوچھا کہ اسمِ اعظم کیا ہوتا ھے؟ اب ھی بہت سارے لوگ پوچھتے ھیں کہ جی اسمِ اعظم کیا ہوتا ھے؟ تو کہا، جب تیرا دل ھر چیز سے خالی ھو کر کوئی بھی اسمِ اللہ لے گا تو وہ اسمِ اعظم ھو گا۔ سب سے پہلے دل کی صفائی کرنا پڑتی ھے، یہ کوڑا کرکٹ، یہ میل، یہ خواھشات، بندہ کبھی تو کہے ۔ ۔ ۔ " ھٹاؤ یا رزق نہیں ملتا نہ ملے، جاب نہیں ملتی ملے، نہیں خوشامد چاھیئے مجھے کسی کی، تنہا ھو جاؤ، علیحدہ ھو جاؤ، اکیلے ھو جاؤ، میرے لیئے خدا بس ھے " پھر آپ کہو یا رحمن یا رحیم یا کریم " تو وہ اسمِ اعظم نکلے گا۔ جب دل طلبِ غیر سے خالی ھو تو ھر اسم، اسمِ اعظم ھے۔

سوال نمبر 118) پروفیسر صاحب میرا تعلق صوبہ بلوچستان سے ھے، ھمارے ھاں ایک رسم ھے جسے چربیلی کہتے ھیں۔ اس کے تحت سچ اور جھوٹ کا فیصلہ کرنے کے لیئے ملزم کو آگ کے انگاروں پہ سے گزرا جاتا ھے اور عام مشاھدہ ھے کہ جو سچا ھوتا ھے اسے آگ نہیں جلاتی۔ براہِ مہربانی اس پر روشنی ڈالیں۔

جواب: جنابِ محترم! بہت پہلے کی بات ھے، بہت عرصہ پہلے کی بات ھے امام ابنِ تیمیہؒ بیٹھے تھے۔ وہ بڑے سخت امام تھے اور بڑے کڑوے امام تھے۔ وہ جابجا لوگوں کو مارپیٹ اس لیئے کرتے کہ کسی نے نماز نہیں پڑھی، اس نے یہ نہیں کیا، اس نے وہ نہیں کیا۔ مگر تھے بڑے نیک نیّت۔ آج کل کے اھلِ حدیث کی طرح نہیں تھے۔ تھے تو سخت مگر نیک نیّت بڑے تھے۔ بلکہ الحمداللہ انہوں نے ایک بڑی فیصلہ کن جنگ میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس جنگ میں ایک بادشاہ نے، ایک جرنیل نے اور ایک امام نے مل کر مسلمانوں کے لیئے جنگ جیتی۔ اسے معرکہء عینِ جالوت کہتے ھیں۔ اس جنگ میں بہت بڑی فتح پائی۔ اتنی بڑی فتح کے اس کے بعد منگولوں کے حملے ختم ھو گئے۔ اور ۔ ۔ ۔

پاسباں مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

تو امام کے سامنے کچھ لوگ آے جنہوں نے اپنی قلندریت کے اثبات میں یہ دعوی' کیا کہ ھم آگ پہ چل کے دکھا سکتے ھیں۔ تو لوگ بہت متاثر ھوئے۔ یہ کوئی آج کی بات نہیں، صرف آپ کے بلوچستان میں نہیں ھو رھا، بڑی مدتوں سے ھو رھا ھے۔ ویسے تو جادو کی کتابیں دیکھیں تو اس میں لکھا ھے کہ مینڈک کی چربی لگا دو تو بھی آگ کا اثر نہیں ھوتا۔ بھر حال اس وقت کے امام نے جب یہ دیکھا کہ یہ مظاھرہ کریں گے اور بہت سارے اچھے دین والے متاثر ھونگے، تو انہوں نے پھرایک حکم جاری کیا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا ٹھیک ھے مگر ھم پہلے آپ کو سرکے سے نہلائیں گے۔ تو ان کو پتا نہیں تھا کہ سرکے کا اثر کیا ھوتا ھے۔ وہ گبھرا گئے انہوں نے کہا کہ جی ھم نہیں گزرتے آگ سے۔ امام صاحب نے کہا نہیں نہیں ھم تو نہلائیں گے تمہیں سرکے سے، پھر جب وہ فرار حاصل کر گئے تو امام ابنِ تیمیہؒ نے ان کو سزا دی اور قتل کیا۔ بات یہ ھے کہ ایک rarity ھے، ایک ایسے مقام پر جا کر دلیل مرتب ھوتی ھے۔ یعنی فرض کرو اگر کوئی پیغمبر آگ سے محفوظ رھے، جیسے حضرت ابراھیمؑ تھے

> قُلۡنَا يَـٰنَارُ كُونِى بَرۡدًا وَسَلَـٰمًا عَلَىٰٓ إِبۡرَٲهِيمَ (٦٩) [سُوۡرَةُ الأنبيَاء
> جب انہوں نے متفق ہو کر آگ میں ڈال دیا تو (اس وقت) ہم نے (آگ کو) حکم دیا کہ اے آگ تو ٹھنڈی اور بے گزند ہو جا ابراہیمؑ کے حق میں۔ سورۃ نمبر 2، البقرہ (آیت نمبر: 69) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

جہاں تک پیغمبرانِ حق کا تعلق ھے تو خدا ان کو دلیلِ غالب کے ساتھ مبعوث فرماتا ھے اور ان کے معجزات rarity کے زمرے میں آتے ھیں لیکن سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ کوئی دس، بیس چالاک اور مکروہ فریب والے لوگ محض شعبدہ گری سے قانونِ فطرت بدلنے کی جسارت کیسے کر سکتے ھیں۔ ایسے ایسے پینٹ نکل آئے ھیں کہ جن کو آپ پاؤں پہ لگا لو گے تو آپ آدھا گھنٹہ آگ پر چلتے رھو گے تو آپ کو کچھ بھی نہیں ھو گا۔ ایسے پینٹ موجود ھیں اس وقت۔ اس چیز پہ ھم حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اوّل تو یہ اصول غلط ھے، دنیا میں فیصلہ شہادت پر ھے اللہ کے رسولؐ کے ایک فیصلے پہ جب ایک صحابی نے کہا یارسول اللہؐ آپ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا اور آپؐ کو پتا تھا کہ میں سچائی پر ھوں، تو اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ ھاں میں جانتا ھوں کہ تم سچے ھو مگر دنیاوی معاملات کا فیصلہ شہادت پر ھے۔ اگر یہ ایک دفعہ قانون ٹوٹ جائے پھر تو سارے کا سارا قانونِ عالمِ اسلام ھی بدل جائے گا۔ ھم کسی پیر فقیر کو لے جائیں گے تصدیق کے لیئے جیسے اب استخارہ میں ھو رھا ھے۔ جب جھوٹ بولنا ھوتا ھے، وعدہ توڑنا ھوتا ھے، کسی قسم کی رقم کی ادائیگی نہیں کرنی ھوتی تو وہ سیدھا مولوی کے پاس چلا جاتا ھے کہ جی استخارہ کردو۔ وہ ساتھ بتا بھی دیتا ھے کہ میری نیّت نہیں ھے پیسے دینے کی۔ مولوی اگلے دن اس کے حساب کا استخارہ کر کے پکڑا دیتا ھے۔ ایسے واقعات عموماً جعلی ھوتے ھیں اور اسی لیئے ان واقعات کی شہادت مرتب نہیں ھو سکتی۔ جہاں ایک دو سچے بچ کر نکل بھی جاتے ھوں گے وھاں پینٹ کا کمال بھی ھوتا ھو گا۔

سوال نمبر 119) غناء اور فقر میں کیا فرق ھے؟ اور دونوں میں افضل کیا ھے؟

جواب: اس موضوع پہ اساتذہ میں اختلافِ رائے پایا جاتا ھے، کیونکہ فقر کو نسبتِ رسولؐ حاصل ھے اور اسی لیئے اس کو فضیلت حاصل ھے لیکن کہتے ھیں کہ اگر کوئی عثمانؓ جیسا غنی ھو تو ابوذرؓ جیسے فقیروں پر غالب ھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ " الفقر فخری " فقر میرے لیئے فخر کی بات ھے۔ مگر دونوں میں ایک چیز فیصلہ کن ھوتی ھے، کیا فقر اور کیا غناء اختیاری ھے یا مجبوری ھے تو جس نے فقر کو اختیاری کیا وہ یقیناً غناء سے بھاری ھے مگر جس غناء میں ایک بے ساختگی (naturalness) ھے اور جس امارت میں خیرات ھے، ان میں سے آپ افضل و اعلی کی تخصیص کیسے کرو گے؟ شاید یہی وجہ ھے کہ فقیر کا اور غنی کا صلہ ایک ھے۔ اللہ تعالی' نے قرآنِ حکیم میں فرمایا

" أَلَآ إِنَّ أَوۡلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ [سُوۡرَةُ يُونس : 69] " (کہ بلا شبہ ھم اپنے دوستوں پر غم اور حزن نہیں رھنے دیتے)

اللہ کے دوستوں میں فقر زیادہ پسندیدہ اور بازی رکھتا ھے۔ اللہ کے رسولؐ نے ایسی زندگی گزاری، مگر دوسری طرف کہا کہ لوگ جو اللہ کی راہ میں مال خرچتے ھیں ۔ ۔ ۔

> ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمۡوَٲلَهُم بِٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً فَلَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ (٢٧٤) سُوۡرَةُالبَقَرَة
> جو لوگ خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں کو رات میں اور دن میں (یعنی بلاتخصیصِ اوقات) پوشیدہ اور آشکار (یعنی بلاتخصیصِ حالات) سو ان لوگوں کو ان کا ثواب ملے گا ان کے رب کے پاس اور نہ ان پر کوئی خطرہ ہے اور نہ وہ مغموم ہونگے۔ [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

" ٱلَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمۡوَٰلَهُم بِٱلَّيۡلِ وَٱلنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 274] " (کہ جو رات اور دن، چھپا کے یا بتا کے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ھیں)

" فَلَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 274] " (ان کو ملے گا اللہ کی طرف سے اجر) اور وہ کیا ھے؟ وہ بھی یہی ھے کہ

" وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 274] " (ان کو کوئی غم نہیں ھو گا اور کوئی حزن نہیں ھو گا)

یعنی اللہ کے ولی کو بھی نہیں ھو گا اور ایک مالدار شخص کو بھی نہیں ھو گا۔ اس کا مطلب یہ ھے کہ اللہ کے نزدیک ایک فقیر اور ایک غنی جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ھے برابر ھیں، ان میں کوئی فرق نہیں ھے۔ ایک بڑی مشہور بات آپ کو لطیفتاً سنا دوں، ایک درویش کوئی پچیس سال ببول کے کانٹوں پر بیٹھا رھا، بڑی مشقت کی، بڑی تکلیفیں اٹھائیں تو اس نے پوچھا کہ کیا مجھ سے بڑا کوئی فقیر ھے؟ تو کہا ابو حفص حدّادؒ ھے، جا ان سے مل جا کے، تجھے پتا چل جائے گا۔ تو وہ چلتا ھوا آیا اور اس نے دیکھا کہ آگے ایک بہت بڑا محل کھڑا ھے، آگے بڑے پاسبان کھڑے ھیں، پاسبانوں نے اسے روکا تو کہا میں شیخ سے ملنے آیا ھوں اور آگے چلتا رھا۔ آگے جا کر اس نے دیکھا کہ بہت ریشمی گاؤ تکیے لگے ھوئے ھیں اور ایک بارعب شخصیت بڑے خوبصورت لباس میں ٹیک لگائے براجمان ھے۔ تو اس کے دل میں کراھت آئی کہ اتنے نازونعم میں اتنی شاھانہ زندگی، یہ لباس، یہ شان و شوکت یہاں بھی کوئی فقیر ھو سکتا ھے۔ وہ غصّے سے پلٹا اور کہا اس نازونعم میں مجھے نہیں ممکن لگتا کہ یہاں کوئی اللہ کا بندہ ھو، اگر ھے بھی تو مجھ سے بڑا کیسے ھو گیا؟ تو جب وہ چلنے لگے تو شیخ ابو حفص حدّادؒ نے اسے آواز دی کہ جس دل سے آج تک انسان کی revert نہیں نکلی وہ فقیر کیسے ھو سکتا ھے؟ اسی طرح کا ایک اور واقعہ بھی ھے۔ اصل میں فقیر مختلف حوالوں سے ممتاز ھوتے ھیں، کوئی اپنی شدتِ مجاھدہ پر ناز کر رھا ھوتا ھے۔ مگر بہترین وھی لوگ ھوتے ھیں جو علمیت کے رستوں سے گزرتے ھیں۔ اس لیئے حضرت شیخِ جنیدؒ نے فرمایا سکر کا سمندر بھی صحو کے ایک قطرے کے برابر ھوتا ھے۔

A STATE OF EXTREME HAPPINESS, ESPECIALLY WHEN FEELING PLEASURE	THE STATE OF BEING SOBER, SERIOUSNESS
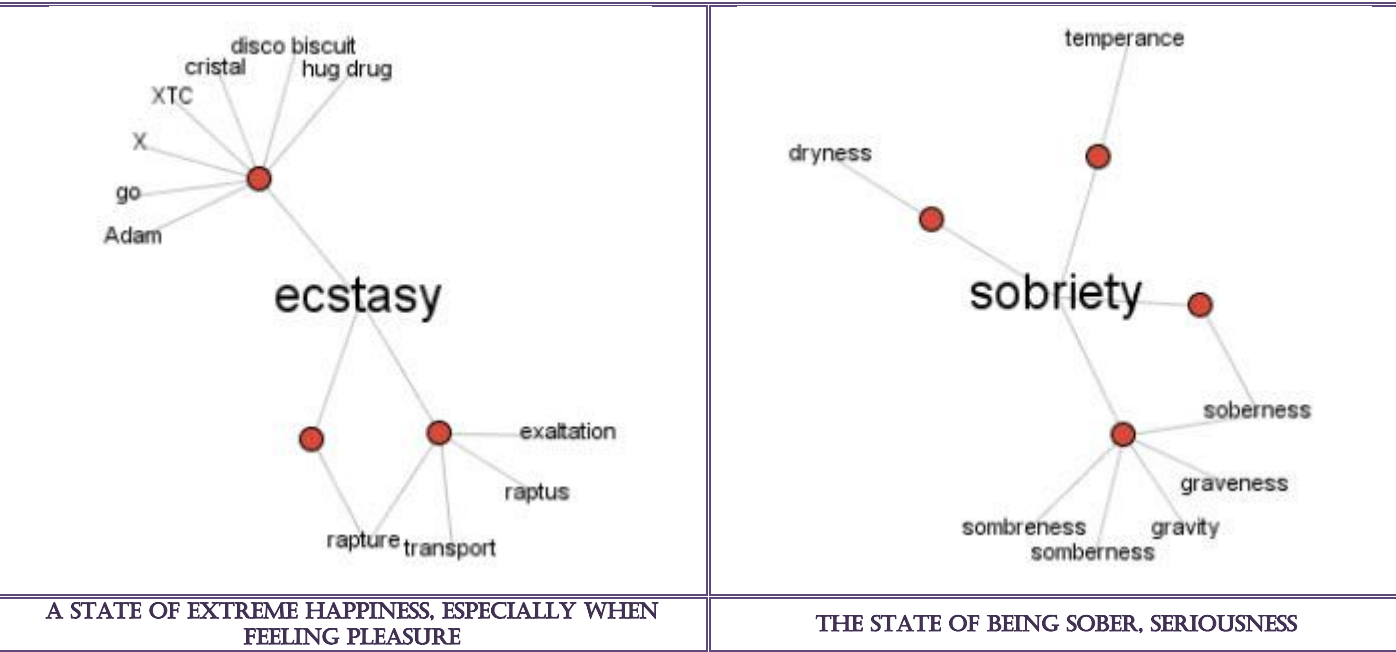
سکر کا جسے آپ مجذوبیّت کہتے ھو، بڑے سے بڑا مجذوب، علم و دانائی کے ایک ذرے کے برابر نہیں ھوتا۔ شیخِ جنیدؒ نے کہا کہ سکر کا سمندر بھی سہو کے ایک قطرے کے برابر نہیں ھوتا۔

There is a lot of difference between state of sobriety and stat of ecstasy

سب سے بہت بڑا فرق یہ ھوتا ھے کہ sobriety جو ھے چیزوں کو حاصل کر کے شعور کا حصّہ بنا لیتی ھے جبکہ ecstasy چیزوں میں گم ھو جاتی ھے اور اس کے فیصلے پر اعتبار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

سوال نمبر 120) سر یہ فِن لینڈ سے سوال ھے، کہتے ھیں کہ میں شادی شدہ ھوں اور بسلسلۂ تعلیم دیارِ غیر میں مقیم ھوں، رھنمائی فرمائیں کہ شرعی طور پر کتنا عرصہ اپنی شریکِ حیات سے دور رھا جا سکتا ھے؟
جواب: Well!

میرا خیال ھے کہ آپ جہاد میں ھو۔ اب یہ لفظ اونچا نہ کرنا کہیں اِدھر اُدھر سے پکڑے نہ جاؤ۔ بات یہ ھے کہ حضرت فاروقؓ نے اُم المومنین حفصہؓ سے پوچھا

How long a married woman can stay without her husband?

تو آپؓ نے فرمایا تین ماہ۔ تو اس کی بنیاد پہ حضرت عمرؓ نے ایک انتظامی حکم جاری کیا تھا تمام فوجوں کیلئے، وہ آج بھی چل رھا ھے کہ

after every three months the soldiers should be given holidays

اور ان کو آرام ملنا چاھیئے، ان کو گھر آنا چاھیئے اور اپنی بیگمات سے اِن کو آرام ملے اور اِن سے اُن کو ملے، اگر آپ کے ھاں

within three months

آنا ممکن نہ ھو یا اسباب اتنے نہ ھوں تو آپ کو اصحابِ صُفّہ کی تقلید کرنی چاھیئے۔ اصحابِ صُفّہ نے ایک دفعہ حضورؐ سے عرض کی کہ یا رسول اللہﷺ ھم پہ بڑا غلبہ ھوتا ھے، ھم نے تعلیم حاصل کرنی ھے، درِ رسولؐ پر بیٹھنا ھے، ھمیں نصیب کچھ نہیں ھے۔ تو کیا ھم اپنے آپ کو زندگی بھر کے لیئے جنسی طور پر نا اھل نہ کر دیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں، تم روزے رکھا کرو، اللہ کا شکر ادا کیا کرو اور اس سے دعا کرو تا کہ تمہیں آرام ملے، اور جب تمہیں فراخی نصیب ھو تو نکاح کرو اور یہ ھمارا طریقہ ھے۔

There are many ways to convince one's own self and there are other methods also but your wife might not be agree

ھم لوگ خود ساختہ رسموں و قیود میں بندھے ھوئے ھیں۔ مگر آپ یہ کیوں نہیں سوچتے کہ اگر آپ کو بیگم کے بغیر رھنا ھے وھاں، تو آپ کی بیگم کو بھی آپ کے بغیر رھنا ھے۔ یہ کیا مقابلے کی بات نہیں ھے۔ عورت صبر کر رھی ھے تو مرد کیوں چھچھورا نکلے تو

In my opinion, you shall have a battle of will between yourself

باقی تین مہینوں کے بعد اگر آپ چاھو تو اپنے گھر واپس آ جاؤ اور بال بچوں میں وقت گزارو، اپنے لیئے خوشی اور مسرّت کا باعث بنو اور اگر صبر کرو تو اللہ کے ھاں بڑا اجر ھے۔

سوال نمبر 121) Please explain and define emotion, what is functional relation between emotion and conduct and what would you advise for emotional person how can he become normal?

جواب: emotions دراصل ایک قسم کی تحریکات ھیں جو بدن میں اٹھتی ھیں، ھم نے ان کا نام emotions رکھا ھوا ھے۔ مختلف کام کرنے کے لیئے جو تحریکات ھمارے بدن سے اٹھتی ھیں، جیسے کوئی کام کرنا ھے تو تحریک اس کے مطابق اٹھتی ھے یا کسی شخص کے گھر جانا ھے تو تحریک اس وقت اس کے مطابق اٹھتی ھے۔ کسی میں عقیدت، کسی میں محبت، کسی میں جذبہ تو ھم اسکو emotion کہتے ھیں۔ کسی فرد یا خیال کے لیئے جو تحریک مضبوطی سے ھمارے جسم و جاں میں اٹھتی ھے اس کو emotion کہتے ھیں۔ بغیر emotion کے تو شاید قدم بھی گھر سے باھر رکھا جا سکتا، جب تک کوئی ایسی چیز پیدا نہ ھو۔ بلکہ میں کہا کرتا ھوں شاید emotion اسی لیئے اس کو کہتے ھیں کہ یہ motion کا یعنی حرکت کا پہلا حصّہ ھے۔ یہ drive motive ھے motion کا، اسلیئے اسکو emotion کہتے ھیں۔ مگر اس میں ایک اعتدال آنا چاھیئے۔ یہ emotion کبھی ایک دم سے burst out ھوتا ھے اور کبھی گنجائش کے مطابق باھر نکلتا ھے۔ excessive emotions آپ کے فیصلوں پر اثر انداز ھوتے ھیں اور ذھنی کیفیات کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے۔ خدا سے دعا بھی مانگنی چاھیئے اور اصولاً اگر ھمیں شعوری سطح پر اعتدال کے حصول کے لیئے جدوجہد کرنی ھے تو ھمیں اپنے جذبات میں توازن کے لیئے کوشش کرنی چاھیئے۔ اس میں اللہ مدد بھی دیتا ھے مگر ویسے بھی آپ دیکھیں تو جوانی سے لے کر بڑھاپے تک ایک شخص باربار ایک emotion گزر کے معتدل ھوتا ھے۔ ھم دیکھتے ھین ھمارے جو لڑکے بڑے لڑاکا تھے جو صبح و شام آپے سے باھر رھتے تھے۔ جذبات میں برداشت کم ھو جاتی ھے اور sudden flash میں آ کر بہت ساری چیزیں غائب ھو جاتی ھیں۔ تو بڑھاپے میں دیکھ کے اسے پوچھیں کہ بابا جی ھُن غصّہ نئیں آوندا؟ *(اب غصّہ نہیں آتا)* وہ کہے گا ۔ ۔ وہ کہے گا ۔ ۔ او جی کِتھے جی، ھُن تے وقت ای لنگ گیا اے۔ *(کہاں جی، اب تو وقت ھی گزر گیا ھے)*

Oft – repeated emotion also loses its grip and becomes normalcy

سوال نمبر 122) اسلام میں نجّی ملکیت کا جو تصّور ھے اس میں کیا کوئی کم سے کم حد مقرّر ھے؟

جواب: نہیں اسطرح کی تو کوئی حد نہیں ھے بہرحال میرا خیال ھے نجّی ملکیت کی اپنی کوئی حد ضرور ھو گی۔ یعنی اگر میں چاھوں کہ میں ساری دنیا کی ملکیتیں اپنی نجّی ملکیت بنالوں تو شاید یہ تو اسلام میں ممکن نہیں ھو گا۔ میں نے کل ھی ایک حدیث پڑھی ھے کہ اللہ کو سب سے بدترین شخص وہ لگتا ھے، سب سے بُرا، سب سے بدترین شخص وہ لگتا ھے جو اپنے title میں لکھے مالکِ اِملاک، کہ جو اپنے تعارف میں یہ بھی لکھے کہ میں بہت ساری ملکیّتوں کا مالک ھوں۔ باقی جیسے قارون تھا اور سنا ھے اسّی اونٹ اس کی چابیوں کو اٹھاتے تھے۔ تو یہ وہ لوگ ھیں کہ جنہوں نے ھر چیز کو اپنی دئن سمجھا، اپنی ذھانت کی پیداوار سمجھا اور اپنی ملکیّتوں پر ناز کیا۔ اس کے برعکس آپ دیکھو تو طارق بن زیاد نے بڑا خوبصورت جملہ کہا ھے جب وہ اس جنگ میں تھا۔ جب اُندلس کی جنگ میں تھا، جب اُندلس کی جنگ میں اس سے کہا گیا کہ ادھر ھم وطن سے بہت دور ھیں، پریشان ھیں، تو آپ نے کشتیاں کیوں جلائیں؟ تو اس نے کہا:

ے خندید و دست خویش بہ شمشیر برد و گفت ھر ملک مِلک ما است کہ مِلک خدائے ما است

کہ ھر ملک ھماری ملکیت ھے اس لیئے کہ ھمارے خدا کی ملکیت ھے۔ تو اصل بات جذبے کی ھے جو کسی بھی عمل کے پیچھے کارفرما ھوتا ھے۔ آج کے دور میں اگر محنت سے کمایا جائے تو اللہ نے کسی پر کوئی حد نہیں رکھی۔ بلکہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے تو شروع ھی یہاں سے کیا کہ انصار بھائی میں اپنی ایک بیوی کو طلاق دے دیتا ھوں اور تم اس سے شادی کر لینا۔ میں تجھے اپنی آدھی جائیداد دیتا ھوں۔ لیکن انہوں نے کہا نہیں مجھے تم صرف ایک رسّی لا دو۔ پھر اس رسّی سے حضرت نے کام شروع کیا۔ اتنا کمایا کہ مرتے وقت تمام بدری بھائیوں کو ایک لاکھ درھم فی کس وصیّت میں چھوڑا۔ علاوہ اس کے کہ اور کسی کو کیا دیا۔ آپ اتنے مخیّر تھے اور اتنے بڑے تھے کہ ایک لاکھ درھم بدری اصحاب کو وصیّت میں چھوڑ گئے۔ اسی سے آپ اندازہ کر لیجئے کہ (اسلام میں) مال و دولت کی کیا حد ھو گی۔ آپ دیکھو اگر ان میں سے ڈیڑھ سو بھی تھے تو ڈیڑھ سوا لاکھ صرف ان کے لیئے چھوڑا۔ اس وقت کا لاکھ آج کا دس پندرہ کروڑ تو ھو گا ھی ۔ ۔ ناں؟ تو آپ اندازہ لگا لو کہ limit کہاں تک جاتی ھے۔

سوال نمبر 123) حضورؐ کی حدیث ھے کہ نکاح کرو اور اسی طرح کا کسی مشہور شیخ کا قول بھی ھے تو سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ دنیاداری کے جھمیلوں کے ساتھ خدا کی تلاش کیسے ممکن ھے؟

جواب: یقیناً حدیث بھی درست ھے اور شیخ کا کہنا بھی درست ھے۔ دراصل جب آپ خدا کے رستے کو جاتے ھو تو بہت ساری مجبوریاں رستے مین حائل ھوتی ھیں۔ ان میں بال بچے ھیں، بیٹیاں ھیں، اسی طرح دیگر رشتہ داریاں ھیں۔ مثال کے طور پر ایک خاتون کو دیکھو اگر

اس کے دل میں آجائے کہ خدا کی شناخت تک جانا ھے تو وہ اپنے ماں کے منصب کو کیسے بھولے گی، بیوی ھونے کے مناصب کو کیسے بھولے گی۔ تو ترک کی شدّتیں بڑھ جاتی ھیں اور ھم اپنے فرائض کو پسِ پُشت ڈال کر خدا کو نہیں جا سکتے۔ ھم جِس جِس دور سے نکل رھے ھوتے ھیں فرائض کے مطابق ھی خدا کی طلب کر سکتے ھیں۔ ھم اللہ کو یہ کہہ کر خوش نہیں کر سکتے کہ اے اللہ میاں سب کو چھوڑ کر چلا آیا ھوں۔ ھمارے پاس ایسی مثالیں موجود ھیں ایک خاتور بہت ھی متقّی تھی اور پرھیزگار تھی۔ اس کے خاوند نے شکایت کی اور رسول اللہؐ نے اس کو نصیحت کی کہ اے بی بی پہلے خاوند کا حق ادا کیا کرو۔ اس طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی کہا کہ پہلے اپنی بیوی کا حق ادا کیا کرو۔ اس طرح حدیث موجود ھے کہ اسلام میں سب سے اچھا وہ ھے جو اپنے اھلِ بیت کے لیئے اچھا ھے۔ اب بتاؤ اگر ایمان اھلِ بیت سے ملتا ھو، اپنے گھر والوں سے محبت کرنے سے ملتا ھو تو بندے کو پہاڑ پر چڑھ کر ڈھونڈھنے کی کیا ضرورت ھے۔ اس لیئے کہنے میں یہ سچ ھے کہ جو شخص مجرّد ھے، جو کم بچوں والے ھیں، جن کی ذمہ داریاں کم ھیں وہ اللہ کی طرف زیادہ ذمہ داری سے جا سکتے ھیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کر کے جانا اور بات ھے، رستہ بالواسطہ ھو جاتا ھے۔ مگر میرا خیال ھے کہ عائلی زندگی میں رسول اللہؐ کی زندگی سے مطابقت رکھنا اور اُنؐ کی تقلید کرنا دنیا کے ھر نظرئیے سے بہتر ھے اور بلند تر ھے۔

سوال نمبر 124) حضرت علیؓ کا مشہور قول ھے کہ جس شخص کا علم اس کی عقل سے بڑھ جائے وہ اس کے لیئے ایک وبال بن جاتا ھے، اس کی وضاحت فرمائیے۔

جواب: دیکھو یار اس میں، میں ایک آسان اور اس سے ذرا زیادہ سمجھ میں آنے والا مسلہ بتاؤں جیسے میں اکثر کہتا رھتا ھوں اگر کوئی شخص اپنے ذھن کی اھلیت اور ڈیٹا سے بڑا سوال اٹھا لے تو وہ پاگل ھو جاتا ھے۔ جنابِ علیؓ کرم اللہ وجہہ کے اس قول کے مطابق دراصل اس کا مطلب یہ ھے کہ جب ذھن کا ڈیٹا بہت زیادہ بڑھ جائے اور اس کی استطاعت بھی نہ ھو تو بھی نقصان ھوتا ھے۔ اسی طرح جب ذھن اپنی استطاعت سے بڑا سوال اٹھا لے جس کا ڈیٹا اس کے پاس نہ ھو تو بھی زوال پذیر ھوتا ھے۔ تو جنابِ علیؓ کرم اللہ وجہہ نے بالکل صحیح اور مناسب بات کی ھے۔ ھم اسے یوں کہتے ھیں کہ جتنا علم بڑھتا ھے استاد اُتنا زمین کو پلٹتا ھے۔ یہ بات یاد رکھیئے کہ جتنا بڑا کوئی عالم ھو اُتنا ھی زمین کو پلٹتا ھے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ اعتدال ھوتا ھے۔ زیادہ سے زیادہ عمومیّت ھوتی ھے۔ وہ خصوصیت نہیں ڈھونڈھ رھا ھوتا ھے، عمومیّت کی تلاش میں ھوتا ھے۔ شیخِ جنیدؒ کا قول اس میں بہت خوبصورت ھے کہ " اس زمین کی طرح ھو جاؤ جس پر نیک و بد سب ایک ھی طرح سے چلتے ھیں"۔ چنانچہ جب واقعی آپ بڑے دل کے ھو جائیں گے، بڑے علم کے ھو جائیں گے تو آپ خطرات سے اس طرح پاک ھو جائیں گے کہ سب نیک و بد آپ کے پاس سے ھو کر گزر جائیں گے۔ آپ کی بنیاد میں نہ کوئي غرور ھو گا نہ کوئي لذت ھو گی اور نہ ھی کوئ اذیّت ھو گی۔ جب علم ھر قسم کے جذبات سے پاک ھو جائے تو پھر وہ خالص علم ھوتا ھے اور وہ اللہ کسی کسی کو نصیب کرتا ھے۔

سوال نمبر 125) سر کیا اسلام میں فیملی پلاننگ جائز ھے؟

جواب: ھر طرح سے ھی جائز ھے، سوائے اس کے کہ جب بچے بن جائیں اور ان کو ضائع کیا جائے، اس سے پہلے پہلے تک۔ بخاری شریف میں عزل کی حدیثِ مبارکہ موجود ھے۔ بخاری کی شاید چودھوین حدیث میں ھے کہ ھم عزل کیا کرتے تھے اور قرآن اتر رھا تھا۔ اس کا مطلب ھے ھمیں اللہ نے منع نہیں کیا اور ھمارے رسولؐ نے منع نہیں کیا۔ دیکھو حیات کا قانون اس وقت لاگو ھو گا جب مرد کا sperm یا مرد کا جرثومہ عورت کے egg سے جا ملے، جہاں تیسری ھستی کی افزائش شروع ھو جائے گی۔ اُرے اُرے اس پر قتل کا گمان بھی نہیں ھوتا اور نہ ھی اس پر کسی قسم کا کوئی الزام ھو سکتا ھے۔ تو یہاں اللہ کے رسولؐ کی حدیث فائنل ھے کہ جس نے آنا ھے، آنا ھے اور تم نے جو کرنا ھے کرتے رھو۔

سوال نمبر 126) پروفیسر صاحب تاریخ میں کئ کئ گز لمبے انسانوں کا ذکر ھے۔ قرآن بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ھے۔ کیا مرنے کے بعد ھمارے قد بھی انہی کی طرح لمبے ھوں گے اور اگر نہیں تو کیا ان کی موجودگی میں ھم بونے نہیں لگیں گے؟ اور یہ بھی بتا دیں کہ جنت میں ھماری شکلیں وھی ھوں گئیں؟ کیا ھم انہی شکلوں کی بنیاد پر اپنے رشتہ داروں، عزیزوں اور دوستوں کو پہچان سکیں گے؟

جواب: جنّت کو میں ایک ایسی لیبارٹری سمجھتا ھوں جو face lifter بھی ھے اور جس میں یہ چھوٹی موٹی، آڑھی ترچھی، اُلٹی سیدھی قسم کی چیزیں نکل جائیں گئیں۔ اگر کسی کا رنگ پھیکا ھے تو شوخ ھو جائے گا، کسی کی آنکھیں ٹیڑھی ھیں تو سیدھی ھو جائیں گئیں۔ اگر جنّت میں بھی یہی شکلیں لے کے جانا ھے تو پھر جانے کا کیا فائدہ۔ حضرت علیؓ کا قول بھی ھے کہ جنّت میں ایک دوکان ھے جہاں بندے جائیں گے، جو مناسب سمجھیں گے اپنے اوپر لگا کر لے آئیں گے۔ یہ face off ھے، جنت میں face off کی خاصی بڑی مارکیٹ ھو گی۔ جیسے فرص کرو آپ کو کوئی پسند آ گیا، یہاں کوئی چہرہ پسند آ گیا، کوئی خاتون پسند آ گئ، یہاں تو اللہ کر کے آپ ایک دوسرے سے گزر کر ھی لیتے ھو۔ جنّت کا تو مطلب ھی یہ ھے کہ آپ کی خواھشات کی تسکین کا ایک ایسا جہان جہاں آپ کی خواھشات کی تکمیل سے آپ کو روکا نہیں جائے گا۔ مجھے آپ کی idealism کا نہیں پتہ کہ وھاں کیا ستّر حُوریں ایک ھی شکل کی ھوں گئیں اور وہ بھی کسی انڈین فلم actress کی طرح۔ جنت میں قد کے متعلق جو پوچھا گیا ھے تو رسولؐ کی اس موضوع پر حدیثِ مبارکہ ھے اور یہ بڑی عجیب سی بات ھے کہ یہ original most حدیث ھے۔ یعنی حضرت ابوھریرہؓ کی حدیث ھے جسے ھمام بن منبّہ (صحیفہ ھمام بن منبّہ عن ابی ھریرہؓ) نے کاپی کیا اور اس میں مجموعی طور پر ایک سو تہتر احادیث ھیں۔ یہ حضورؐ کے زمانے میں ھی مرتّب ھو گئیں تھیں۔ جو لوگ کہتے ھیں کہ حدیث کا کام late آیا، ڈاکٹر محمد حمید اللہ خان کی سند اس پر موجود ھے کہ یہ احادیث کا نسخہ حضورؐ کے زمانے میں ھی محفوظ تھا۔ اس حدیث کی روایت بھی اس اوّلین دستیاب شُدہ مجموعہء حدیث سے جو میں تحفتہً، ھدیتہً آپ کی نظر کرتا ھوں کہ حضرت آدمؑ کا قد ایک ھزار گز تھے، جب وہ زمین پر اتارے گئے اور پھر لوگوں کے قد چھوٹے ھوتے چلے گئے۔ حتّی' کہ آپ باری تو اس قد پر آ گئ۔ جس رفتار سے قد چھوٹے ھوتے جا رھے ھیں اگر تین سو سال اور انسان زندہ رھا تو پھر دوربین سے انسان زمین پر ڈھونڈنا پڑے گی۔ ابھی ھم نے اسے repeat ھوتے دیکھا ھے۔ کبھی کبھی عوج بن عنک میں بازیافت ھو گیا، حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں جالوت میں ھو گیا۔ اب بھی کبھی نہ کبھی وہ قد repeat ھو جاتا ھے جیسے عالم چنا کا قد ھو گیا۔

اس دنیا میں ھمارا قد ھمارے span کے لحاظ سے ھے، ھمارے پس منظر کے لحاظ سے ھے۔ اگر اس دنیا میں آپ فلم دیکھتے ھو کہ جتنی سکرین چھوٹی تی جاتی ھے، قد وھی ھوتے ھیں مگر اس span میں فٹ ھونے کی وجہ سے قد چھوٹے ھو جاتے ھیں۔ دنیا میں آپ کےقد یہ ھیں، جب ایک بہت بڑی کائنات کھلے گی، بہت بڑی کائنات کھلے گی تو قد و قامت بھی یقیناً اسی کی طرح ھوں گے۔ مگر شاید ھمیں اندازہ نہ ھو کہ ھم کتنے لمبے قد کے ھیں کیونکہ ھمیں عین مطابقت لگے گی۔ اُس سائز میں ھمارا وہ سائز اُس span کے مطابق ھو گا۔ جیسے اس دنیا کے سائز ھمارے قدوں کے مطابق ھیں۔ جیسے پہلے ویرانوں میں آدم علیہ السلام کا قد شاید ایک ھزار گز رھا ھو اور عمر

بھی ایک ہزار سال۔ حضرت نوحؑ کی عمر نو سو سال اور کچھ برس تھی تو لا محالہ وقت اور زمان و مکان کے ساتھ قد و قامت کی تخصیص چلتی رہتی ہے۔

سوال نمبر 127) کیا جنّت میں procreation بھی ہو گی؟
جواب: Procreativity ہو گی شاید procreation نہیں ہو گی۔ یعنی جنّت میں ہم جو چاہیں گے بنائیں گے جو چاہیں گے ہم تخلیق کریں گے۔ میں اس پر سند تو نہیں رکھتا مگر میرا خیال ہے کہ اہلِ جنّت کو ایک مکان نہیں ایک ستارہ دیا جائے گا، کیونکہ میں جنّت کا جو سائز دیکھتا ہوں، اُس لحاظ سے جنّت میں مکان نہیں ہوں گے بلکہ جنّت میں ایک ایک ستارہ اُن کا نصیب ہو گا۔ جیسے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے چہل قاف کے آخر میں لکھا ہے:

ے اے ستارہِ دلِ من کہ مشابہ ھستی سارہِ آسماں راہ

اے میرے دل کے ستارے تو آسمان کے کسی ستارے سے مشابہ ہے۔ کہ میرے دل کے مطابق ایک ستارہ ہو گا۔ میں نے اسے ٹھیک کرنا ہو گا۔ چاھے اس میں الیچیاں اُگاؤں یا کریلے یہ میری مرضی ھے۔ مجھ میں اتنی قدرتِ تخلیق ضرور ہو گی۔

سوال نمبر 128) پروفیسر صاحب آپ کا قرآن فہمی کا معیار کیا ھے؟ قرآن فہمی میں سیرتِ رسولؐ سے آگاھی کہاں تک ضروری ھے؟ ھم بطور طالب علم اس سے کیسے اکتسابِ علم کر سکتے ھیں؟
جواب: اس جہانِ رنگ و بُو میں جتنی کرشمہ سازیاں ھیں ان کے متعلق کوئی ذی حیات اپنے وجود سے کسی قسم کی کوئی شہادت نہیں دے سکتا۔ صرف قرآنِ پاک ایک ایسی کتاب ھے اور محمد رسول اللهؐ ایک ایسے استاد ھیں جنہوں نے ھر ایک لفظ اور جملے کے conduct کو اپنی زندگی سے گزار کر آپ کے لیئے جملہ احادیث تحفتاً چھوڑی ھیں۔ جس سے ھمیں یہ بھی لگتا ھے کہ قرآن کا کیا مطلب ھے اس کے معانی کیا ھیں۔ اس کے اثرات کیا ھیں۔ گرائمر سے ھمیں پتہ نہیں چلتا اس لیئے کہ گرائمر میں کوئی ایسی شے نہیں ھے۔ ایک لفظ کے ترجمے میں ایسی کوئ شے نہیں ھے جس سے اس کا conduct نمایاں ھو۔ میں اس کی مثال آپ کو دے سکتا ھوں کہ جب اللہ نے قرآن میں کہا کہ

" إِنَّ ٱللَّهَ يُحِبُّ ٱلتَّوَّٰبِينَ وَيُحِبُّ ٱلۡمُتَطَهِّرِينَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 222] " (کہ اللہ توبہ کرنے والوں سے اور پاک رھنے والوں سے بڑی محبت رکھتا ھے)

تو میرا نہیں خیال کہ کسی کو لفظوں کا ترجمہ نہیں پتہ تھا۔ everybody knew مگر جا کر پھر رسول اللهؐ سے پوچھنا پڑا کہ یا رسول اللهؐ یہاں طاھر کون ھیں؟ مطہّرین کون ھیں؟ تو حضورؐ نے فرمایا کہ جو ڈھیلے کے بعد آبِ دست لیتے ھیں، یعنی جو صفائی کا زیادہ خیال رکھتے ھیں۔ دیکھیں مطہّرین کوئ spiritual word یا کوئی حیران کن لفظ نہیں تھا بلکہ ان مسلمانوں کے لیئے جو زیادہ صفائی کے قائل ھیں ان کے لیئے اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ ھو سکتا ھے جو باھر سے آئے اور یہ خیال کرے کہ ھم ابھی صاف نہیں ھیں اور وہ پانی سے غسل کر کے صفائی کرے تو پھر ان کو مطہّرین کہا جائے گا۔ اسی طرح کچن میں کوئی خاتون بیٹھی ھیں اور ان کاو کھانا پکا کے جلدی نکلنا ھے تو پھر ان کی صفائی کی حِس کہتی ھے کہ میں ہر چیز صاف ستھری کر کے نکلوں اور بہت ساری خواتین میں یہ صفات دیکھی گئیں ھیں تو ان کو ھم مطہّرین میں شامل کریں گے۔ اسی لیئے کوئی بھی جملہ کسی بھی قیمت پر آپ کو وضاحت نہیں دیتا جب تک اس کی وضاحت دینے والا آپ کو اس جملے کا conduct نہیں سمجھاتا۔

خواتین و حضرات! قرآن پڑھنے کا سب سے بہتر طریقہ وھی ھے جس طریقے سے ھم پی۔ ایچ۔ ڈی۔ کا تھیسز لکتھے ھیں۔ طریقہ وھی ھے جس سے ھم ایم اے کا مقالہ لکھتے ھیں۔ ھم قرآن تو پڑھ لیتے ھیں لیکن ھمیں پتا ھی نہیں ھوتا قرآن کے پیچھے کیا ھے۔ دیکھیں کسی بھی علم کو ھم اچانک نہیں اٹھا سکتے۔ علمیت کی ابتداء سے، انسان کی ابتداء ھے۔ علم سے پہلے بھی علم تھا، یعنی اللہ نے اس وقت بھی لوگوں کو کچھ نہ کچھ شناخت دے رکھی تھی۔ Greeks آئے، اھلِ یونان کے علم و معرفت کی اب بھی دھوم ھے، اھلِ روما نے بھی علم و معرفت کو ترقّی دی، اھلِ مصر نے بھی ترقّی دی۔ قرآنِ حکیم کے آنے سے پہلے یہ سارے علوم موجود تھے۔ ھمیں چاھیئے ھوتا ھے کہ اپنا تھیسز شروع کرنے سے پہلے ان سارے علوم پہ ایک نظر مارلیں کیونکہ بہت سارے لوگوں نے اعتراض کیا، جنہوں نے قرآن پہ اعتراض کرنا تھا کہ قرآن پچھلے لوگوں کے خیالات کی فوٹو کاپی ھے۔ تو آپ نہ تو منطقی طور پر ایسے اعتراضات کا جواب دے سکتے ھو اور نہ ھی آپ کسی دوسرے کو سجھا سکتے ھو۔ آپ کو کیا پتا کہ پرانے خیالات کیا تھے اور آج کے کیا ھیں۔

اگر آپ نے قرآن کا صحیح طرح سے مطالعہ کرنا ھے تو پھر آپ کو تمام پچھلے خیالات سے آگاھی ھونی چاھیئے۔ ان کو لے کر آپ قرآن تک آئیں، پھر قرآن پڑھیں اور پھر قرآن سے آگے کے علوم کو دیکھیں، جہاں آپ موجود ھیں۔ جب تک آپ ماضی اور حال کے تمام مضامین پڑھ کر اس کا تقابل قرآن سے نہیں کریں گے، آپ کو ربِ کعبہ کی قسم ھے قرآن کی سمجھ نہیں آے گی۔ آپ کو قرآن کا فہم نہیں ملے گا۔ حیرت تو اب ھوتی ھے کہ جب آج کے دن آپ کا عظیم ترین سائنسدان اُس وقت کی قرآنی آیات کی شہادت دیتا ھے۔ حیرت تو یقیناً اُس وقت بھی لوگوں کو ھوتی ھو گی جب مشرق اور مغرب کے تمام علماء مِل کے وہ سچائی نہیں کہہ سکتے تھے جو قرآن کہہ رھا تھا۔ اس لیئے اگر آپک کو قرآن سمجھنا ھے تو آپ کو اُن علوم کو اچھی طرح جاننا پڑے گا۔ میرے نزدیک اس میں قطعاً کوئی شک نہیں ھے کہ قرآن علم کی غائیت ھے۔ تمام علوم سے بڑھ کر علم ھے۔ جیسے میں نے کسی موقع پر کہا تھا کہ قرآن کتابِ تخلیق ھے اور باقی تمام دنیا اسی کتابِ تخلیق کی وضاحت میں مصروف ھے۔ چاھے اسے مانے چاھے نہ مانے۔ اس لیئے میری درخواست ھے کہ اگر آپ کو صحیح معنوں میں قرآن پڑھنا ھو تو اسے ایسے Theoretical thesis کی طرح پڑھیئے جو پیچھے سے منسلک ھو جائے اور آگے بھی آپ کے تجسس اور scepticism کا جواب دے سکے۔

سوال نمبر 129) پروفیسر صاحب امام غزالیؒ نے ایک بار سوال کیا کہ جب قرآنِ مجید کا ایک درس دینے والا دوسرے کو دیکھتا ھے تو ناخوش کیوں ھوتا ھے؟ اسے تو خوش ھونا چاھیئے کہ روشنی کے فروغ میں کوئی اور بھی مددگار ھے۔ پھر خود ھی جواب دیا اس لیئے کہ جب دل حُبِ جاہ سے بھرے ھوتے ھیں، مقصد مقبولیت اور اپنے گروہ کا فروغ ھوتا ھے تو ایسا ھی ھوتا ھے۔ آخر ایسا کیوں ھے اور اس کا تدارک کیونکر ممکن ھے؟
جواب: امام نے جواب دے ھی دیا ھے تو اس میں پھر میری رائے کی کیا ضرورت ھے مگر بعض اوقات دو صورتیں واضح ھوتی ھیں۔ دو صورتیں اس طرح کہ ایک دفعہ میں اسلامک یونورسٹی، اسلام آباد میں لیکچر دے رھا تھا اور بارہ گھنٹے میں نے وہ لیکچر دیا۔ دنیا بھر کے علماء اور

سکالر وھاں موجود تھے۔ ساتھ ساتھ سوال و جواب کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ صبح ساڑھے گیارہ بجے میں نے شروع کیا جو رات ساڑھے بارہ بجے تک بغیر کسی حاتمے کے چلتا رہا تو After long discussion میں نے ایک مصری سکالر سے پوچھا کہ قرآنِ مجید کے تناظر میں آپ کو میں اتنی وضاحتیں جو دے بیٹھا ھوں اس کے بعد بھی آپ مُصِر ھو کہ آپ کی کتاب میں جو لکھی ھوئی وضاحت ھے وہ صحیح ھے۔ تو انہوں نے کہا آپ کی بات صحیح لگتی ھے مگر ھم رسک نہیں لیتے۔ میرا خیال یہ ھے کہ بعض اوقات ایسے علماء کی وضاحتوں سے ایک دوسرے شخص کو حق پہنچتا ھے کہ ھم ان سے کہہ سکیں کہ میاں

You are not justifying the study of the Quran

اس لیئے جب آپ کو صاف نظر آ رہا ھے اور صاف پتا ھے۔ سارے کائناتی حقائق ایک آیت کی تصدیق کر رھے ھیں اس کے بعد بھی اگر کوئی دوسرا اس کے خلاف دلائل دے گا تو بڑے افسوس کی بات ھے۔ پھر ان عالموں کو جیسے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ جب مملکتِ شام سے گزرے تو انہوں نے جتنے بھی وعظ کرنے والے عالم تھے ان سب کو روک دیا اور صرف ایک نوجوان کو اجازت دی کہ یہ قرآن کا وعظ کر سکتا ھے۔ یہ نوجوان خواجہ حسن بصریؒ تھے۔ ایسا واقعہ تو ھو سکتا ھے۔ دوسرے تمام معاملات میں حجتہ الاسلام شیخ محمد بن احمد الغزالیؒ کی بات سو فیصد صحیح ھے بلکہ حجتہ السلام شیخ محمد بن احمد الغزالی کا ایک قول ھے کہ آخری چیز جو سینہء انسان سے نکلتی ھے وہ حُبِ جاہ ھے، عزت اور متبے کی خواھش ھے۔ اللہ تعالیٰ' اس سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے بہرحال جائز حد تک جو اللہ کی دئین ھو وہ اللہ کے لوگ وصول کریں۔

سوال نمبر 130) نبی کریمؐ کا ارشاد ھے کہ اگر آدمی زھد اختیار کے تو اسے یوں علم عطا کیا جائیگا، جیسے کنوئیں سے پانی نکلتا ھے۔ زھد کی منزل تک کیسے پہنچا جا سکتا ھے اور اس کے تقاضے کیا ھیں؟

جواب: خواتین و حضرات! میرے ایک طرف کرکڑ بیٹھے ھوئے ھیں، آپ کو پتہ ھے توفیق صاحب نوائے وقت میں کرکٹ کے بڑے مشہور ترین تبصرہ نگار ھیں اور جب میں ان سے درخواست کرتا ھوں کہ یار بہت دیر ھو گئی ھے تو کہتے ھیں کہ ابھی تو ھاٹ اوورز آ رھے ھیں۔ میں کہتا ھوں بس کرو یار لوگ تھک گئے، تو کہتے ھیں ابھی تو گُگلی کرانی ھے۔ ان کی ساری کی ساری terminology کرکٹ ھے اور جب تک تینوں وکٹیں نہیں گر جاتیں ان کا تبصرہ پورا نہیں ھوتا۔ ابھی زھد کے بارے میں پوچھا گیا ھے اصل میں ربد ایک ایسا لفظ ھے کہ جس کو بہت سارے معانی میں تفصیلاً بیان کیا جا سکتا ھے۔ جیسے میں نے پہلے بھی آپ سے ذکر کیا کہ رسول اللہؐ کا ارشاد ھے کسی شخص نے کہا کہ یا رسول اللہؐ مجھے آپ سے بڑی محبت ھے، فرمایا کہ پھر بلا کے لیئے تیار ھو جا کیونکہ جسے مجھ سے محبت ھے اس کی طرف بلا اس طرح بڑھتی ھے جیسے پانی نشیب کو بڑھتا ھے، تیزی سے۔ تو جب آپ اللہ کے رسولؐ کے کسی طریقہء کار پہ عمل کریں گے تو زندگی میں اس کو adjust کرنا پڑے گا۔ بہت سارے لوگ تقلیدِ رسولؐ کا دعویٰ' تو رکھتے ھیں مگر میں سمجھتا ھوں لوگوں کو ایک کام سب سے آسان لگا ھے کہ اللہ کے رسولؐ کی طرح داڑھی رکھ لیتے ھیں۔ اس میں مشقت بھی نہیں لگتی مگر جو باقی باطنی عادات ھیں (ان کی فکر نہیں کرتے)۔ اے بندگانِ خدا اس کے علاوہ خدا کے رسولؐ کی ایک اور عادات اختیار کر لو، آپ داڑھی رکھ لو باقیوں کو معاف کر دو، شاید یہ ممکن نہ ھو سکے۔

اللہ کے رسولؐ پہ ایسے دن بھی گزرے، یہ زبد کی مثال ھے کہ فرمایا آلِ رسولؐ نے کبھی مہینوں گندم کی روٹی نہیں کھائی، آٹا چھان کے نہیں کھایا اور کھی دو وقت کا مسلسل کھانا ان کو مشکل سے نصیب ھوتا تھا۔ یہ اختیاری تھا اگر اللہ کے رسولؐ چاھتے تو دنیا بھر کی نعمتیں حاصل کر سکتے تھے۔ آپ کو یاد ھے جب ان کا اور خواتین کا تھوڑا سا اختلاف ھوا اور میں سمجھتا ھوں کہ بڑی مبارک تھیں وہ عورتیں جنھوں نے قرآن کے قوانین میں exception create کر لی۔ حالانکہ چار شادیوں کا ذکر تھا مگر وہ جو خواتینِ محترمات تھیں، جو ھماری مائیں تھیں، جب ان کو کہا گیا کہ مال و اسباب لے لو جتنا چاھیے لے لو اور اللہ کے رسولؐ کو چھوڑ جاؤ، آزادی ھے، اختیار کا استعمال کرو تو ان میں سے کسی نے بھی مال و اسبابِ دنیا کو نہیں چنا۔ اگر آپ ایوریج دیکھو تو مجھے یہ اوسط بڑی عجیب و غریب نظر آتی ھے کہ

One man who stood like Prophet pbuh and eleven women who stood like all the Muslims

ساری خواتین نے بلا حیل و حجت اس آفر کو قبول نہیں کیا۔ اللہ کی طرف سے ان کو جو انعام و اکرام کی دعوت تھی، کہا ھمیں صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی صحبت چاھیئے۔ تو یہ فقر ھے، لذتِ فقر ھے، لذتِ زبد ھے جو نہ صرف مردوں کے لیئے بلکہ اُمہات المومنینؓ کے لیئے بھی۔ حیرانی کی بات ھے میں آج بھی یہ دیکھتا ھوں، مجھ سے مردوں نے کبھی یہ سوال نہیں کیا کہ ھم حلال و حرام کما رھے ھیں حالانکہ سب بڑے حسّاس لوگ ھیں، مگر عورتیں اس حوالے سے بہت سوال کرتی ھیں۔ عورتیں کہتی ھیں پروفیسر صاحب ھمیں پتہ ھے اس کی کمائی ٹھیک نہیں ھے، ھمارے بچوں پر بُرا اثر پڑ رہا ھے، ھم کیسے ان کو کہیں کہ یہ حرام کھانا بند کرو ھمیں تھوڑا رزق دے دو۔ عورتوں میں سے بہت ساری خواتین نے مجھ سے یہ بات کہی ھے کہ خدا کے لیئے ھمیں کوئی طریقہ بتائیں۔ میں سمجھتا ھوں کہ یہی زبد ھے۔ زبد کم میں یہ تعریف کرتا ھوں کہ " جب انسان آئی ھوئی آسانی کو از خود، اختیاراً ترک کردے تو یہ زبد ھے "۔

سوال نمبر 131) سر آئے دن لوگوں کو مرعوب اور متوجّہ کرنے کے لیے یورپ اور امریکہ میں نت نئی پالیسیاں متعارف کرائی جاتی ھیں، اگر ھم یہ settlement کے contracts وغیرہ حاصل کر لیں تو اس میں کوئي شرعی رکاوٹ تو نہیں ھے؟

جواب: سورۃ عنکبوت ھے ناں، اس میں اللہ نے فرمایا تار کے اور شیطان کے دام تو بڑے بودے ھیں۔ مکڑی کے جال کی طرح، تو مکڑی کے جالے میں یہ صفت ھے کہ بظاھر یوں لگتا ھے کہ پھیلتے پھیلتے سارے مکان میں پھیل گیا ھے۔ پھر خدا کہتا ھے کہ حق ایک پتھر کی طرح آتا ھے اور سارے جال توڑتا ھوا نکل جاتا ھے۔ تو یہ ساری cults ھیں، ان کا کوئی تعلق

general understanding of the people of west

سے نہیں ھے۔ ھمارے ھاں بھی بڑے cults بنتے ھیں۔ چھوٹے چھوٹے مذھبی گروہ بن جاتے ھیں، ذرا سی بات پر نکل پڑتے ھیں، کوئی ملتان جا بیٹھتا ھے، کوئی لاھور جا بیٹھتا ھے۔ یہ سارے cults ھیں مگر اُمت کی sense وھی ھے جیسے آپ میری بات سننے آ گئے، آپ کا کوئی گروہ نہیں ھے آپ کا کوئی فرقہ نہیں ھے۔

maybe you belong to anything? But since you want to learn you have come to me

تو یہ سیکھنے کی وجہ سے ہم لوگ مہذب ہوتے ہیں۔ شیطان کی عبادت کوئی شے نہیں ہے کیونکہ آپ کو یاد ہے کہ خطبہ حجتہ الوداع کے دن اللہ کے رسولؐ نے فرمایا تھا کہ جہاں تک ہم مسلمانوں کا تعلق ہے شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے۔ اب کوئی مسلمان بت پرست نہیں ہو گا، اب وہ دوبارہ بتوں کو نہیں پوجے گا۔ اس لیئے یہ جو اِن (یورپ) کے ہاں چیزیں واقع ہیں یہ اُن کی

Psychotic, psychedelic instinct

ہے۔ وہ اتنے بکھر گئے ہیں، اتنے بیزار ہیں اپنی زندگی، اپنی حقیقتوں سے کہ عجیب و غریب چیزوں میں لذتیں ڈھونڈھتے ہیں۔ وہ اجتماعیت میں کسی نہ کسی حماقت کا ذریعہ ڈھونڈھتے ہیں۔ just for enjoy یورپ کے بارے میں یہ کہنا کہ شیطان کے ساتھ کوئی contract کر کے وہ واقعی بچ گئے غلط ہے۔ یہ چند ایک بیوقوف لوگ ہوں گے جو اپنے آپ کو بڑا اسمارٹ سمجھتے ہیں۔ انہوں نے cult بنا لی ہو گی، جیسے وہاں Satan worship کا بھی رواج پایا جاتا ہے۔ مختلف cults موجود ہیں اور ان میں نشے اور ڈرگز استعمال ہوتے ہیں۔ تو اصل میں

These are psychedelic impressions

جو ہمیشہ اخباروں میں بڑھا چڑھا کر پیش کیے جاتے ہیں اور اس طرح آپ کے پاس بھی آ جاتے ہیں۔

They have to do nothing with truth

سوال نمبر 132) ایک آیت میں اللہ تعالی' فرماتے ہیں کہ رکوع کرو جبکہ سجدے کا ذکر اس میں نہیں ہے۔ سجدے کا اس موقع پر کیوں حکم نہیں دیا گیا؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ مختلف مواقع پہ کسی میں رکوع کا کہا، کسی میں

" وَٱسۡجُدۡ وَٱقۡتَرِب ۩ (١٩) [سُوۡرَةُ العَلق : 19] " (کسی میں سجدہ کرنے کا کہا)

سجدہ تو شروع سے ہی چلا آتا ہے۔ جیسے دوسری جگہ پہ شیطان سے اللہ نے کہا آدم کو سجدہ کرو۔ میرا خیال ہے سجدے کا جو ذکر قرآن میں ہے، رکوع کی نسبت بہت زیادہ ہے اور جگہ جگہ ہے۔ البتہ یہ ہے جیسے

" وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ (٤٣) [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 43] "

کہ حکم پس منظر میں ایک جگہ ایسا رکوع ہے جس کے بارے میں مثل مشہور ہے کہ جو رکوع میں صدقات دیتے ہیں، وہ مسلمان جو رکوع میں اللہ کا حکم مانتے ہیں۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے بارے میں مشہور ہے کہ رکوع کے عالم ط میں انہوں نے اپنی انگوٹھی دے دی۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے بارے میں مشہور ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ صرف رکوع کا حکم ہے یہ غلاموں کے posture ہیں۔ اگر آپ سچ پوچھو تو رکوع و سجود، ہاتھ باندھنا زمانہء قدیم سے انسان کی خدمت کرنے کے جو انداز ہیں وہ سارے نماز میں جمع ہیں۔ لیکن یہاں انسان صرف اللہ کی خدمت کرتا ہے۔ پرانے زمانے میں کئ غلام ایسے ہاتھ باندھ کے کھڑے ہوئے، کوئ نیچے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا کوئی بادشاہ کے سامنے آتے ہوئے آدھے رکوع میں رہتے تھے۔ کوئی سجود میں چلے جاتے تھے۔ تو یہی جو انسان، انسان کی تنظیم کرتا ہے یہ مختلف بادشاہ جیسے نمرود کو سجدہ کیا جاتا تھا فراعنہء مصر کو رکوع کیا جاتا تھا۔ تو یہ تمام پوزز (poses) اکٹھے کر کے اللہ نے دراصل یہ کہنا چاہا کہ یہ تمام کسی غیر کے لیئے موزوں نہیں ہیں۔ حالانکہ اس کے بعد بھی بادشاہوں کے ہاں یہ ساری چیزیں ہوتی رہی ہیں۔ مگر اللہ نے کہا کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ اگر تم کسی کی دل سے خدمت کرنا چاہو اور عزت کرنا چاہو تو سب سے زیادہ حق تم پر اللہ کا ہے۔ اس لیئے یہ رکوع و سجود کے posture آئے اور قرآن میں ان کا ہر جگہ ہی ذکر ہے۔ رکوع کا بھی حکم ہے اور سجدے کا بھی حکم ہے۔

سوال نمبر 133) راولپنڈی کے ایک بڑے مشہور، ایک عالمِ دین نے فتوی' دیا ہے کہ یا رسول اللہؐ کہنا حرام ہے۔ آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: میرا خیال ہے حرام و حلال کب کے طے ہو چکے ہیں۔ حرام و حلال کی تو بحث ہی نہیں ہے۔ باقی آپ نے پہلا جملہ qualify کیا کہ پنڈی کے ایک بڑے عالمِ دین ہیں، پنڈی تو ایک چھوٹی سی جگہ ہے اس میں وہ سما کیسے گئے (قہقہ) مگر مسلہ یہ ہے کہ اللہ کے رسولؐ کو پکارا گیا، پکارا جاتا رہے گا اور قیامت تک ہم اپنے محبوب پیغمبرؐ کو پکارتے رہیں گے۔ اللہ تعالی' ہماری زبانوں کو استطاعت بخشے کہ ہم ذکر رسولؐ کرتے رہیں اور آپؐ کو پکارتے رہیں۔ ایک تو مصیبت یہ ہے کہ اللہ نے ہمارے رسولؐ کو ہمارے لیئے زندہ رکھا ہوا ہے، ہر گھڑی، جب اس نے کہا کہ میرا بھی طریقہ یہ ہے کہ میں اپنے رسولؐ پر درود بھیجتا ہوں تم بھی پڑھا کرو۔ تو اسمِ گرامیء محمدؐ کو تو اس نے ہماری نس نس میں زندہ کیا ہوا ہے۔ باقی پکارنے کی جہاں تک بات ہے آپ کو حیرانی کی بات بتا رہا ہوں کہ اسلامی سلطنت میں دو بہت بڑی جنگیں رسول اللہؐ کو پکارنے پر ہوئیں اور دونوں جنگوں میں مسلمانوں نے آٹھ آٹھ سو برس کی فتح پائی۔ پہلی جنگ میں جب راڈرک جو سپین کا بادشاہ تھا اس نے ایک مسلمان قافلے کو لوٹا تو ایک عورت نے دھائی دی کہ یا رسول اللہؐ اعانت فرمائے۔ جب اس عورت نے یہ آواز دی تو اس علاقے کے حکمران نے کہا کہ آج تمہارا رسولؐ تو کیا تمہارا اللہ بھی آ جائے تو تمہیں ہمارے ہاتھ سے نہی بچا سکتا۔ جب یہ بات فاسق ترین گورنر حجاج بن یوسف کو پہنچی تو اس نے اسی وقت طارق بن زیاد اور موسی' بن نصیر کی زیرِ کمان ایک لشکر ترتیب دیا۔ اور اس کی وجہ سے مسلمانوں نے آٹھ سو برس سپین پہ حکومت کی، صرف اس ایک جملے کی وجہ سے، اللہ کے رسولؐ کو جب اللہ نے پکارا۔

دوسرا واقعہ بھی سن لیجیئے، رجنارڈ جو کرک کا والی تھا جب crusade کی جنگ ہو رہی تھی، اس نے مسلمانوں کے ایک قافلے پہ حملہ کیا۔ اس قافلے میں سلطان صلاح الدین ایوبی کی بھتیجی یا بھانجی بھی سفر کر رہی تھی۔ جب اس خاتون کی باری آئی، خاتون نے پکار کے کہا وا محمدؐ، اس نے پکار کے کہا وا محمدؐ النبیؐ یا محمدؐ۔ وہ بے چاری شہید کر دی گئی، جب سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کو یہ خبر دی گئ اور رپورٹ ملی تو سلطان نے قسم کھائی کہ اگر اللہ نے مجھے اس پہ قابو دیا تو اس کو اپنے ہاتھ سے قتل کروں گا اور اللہ نے اسے طاقت دی۔ Battle of Hattin کے جب وہ گرفتار ہو کے آیا تو سلطان نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ تو میں سوچتا ہوں کہ ہمیں تو عربی

آتی ھی نہیں ھے۔ مجھے تو نہیں آتی۔ مگر عرب کے لوگ تو جا بجا " وا محمداً " پکارتے تھے۔ جن کو عربی آتی ھے ان کو تو کوئی عجیب بات نہیں لگی تھی وا محمداً کہنے میں۔ تو ھمارے موصوف پنڈی کے بڑے عالم کو کیسے یقین ھے۔ دیکھو ناں! بات یہ ھے کہ کسی کو بھی پکارنا ماضی میں معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہ حرف dramatics کا انداز ھوتا ھے، اسٹائل ھے اگر آپ نے زمان و مکاں کی قربت یا قیدیت بیچ میں سے اٹھانی ھو تو میں اپنے باپ کو ڈائریکٹ مخاطب ھوں گا۔ اپنے دادا کو اس انداز سے مخاطب کر سکتا ھوں۔ فرض کرو اگر میرا سلسلۂ نسب کسی بندے سے جا کر ملتا ھے تو کیا میں یہ کہوں گا کہ اے آدم تو نے میرے ساتھ کیا کیا؟ ایک ولی اللہ سے جب ان کو حساب و کتاب کا پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے کیا پوچھتے ھو، میں تو اس باپ کا بیٹا ھوں جس نے اللہ کے حضور میں غلطی کر لی تھی، میں کہاں سے تمہارے سوالوں کے جواب دوں۔ اور پھر اللہ نے اسے معاف کر دیا۔ تو آواز دینے میں قطعاً کوئی مزائقہ نہیں۔ آپ سجدے میں جائیں گے، آپ تشہد میں پڑھیں گے ۔ ۔ ۔ یا ایھا النبیؐ تو کس چیز پہ اعتراض ھے انہیں؟ مجھے تو نہیں سمجھ آتی کہ کیا " یا " پہ اعتراض ھے، کہ پکارنے پہ اعتراض ھے۔ اصل میں لوگ یہ سمجھنے سے قاصر ھیں کہ آواز جس کو مرضی جا کے دو مگر خدا سمجھ کے نہ دو۔ بس اتنی سی بات ھے اور تھوڑی سی بات بھی اگر کسی کی سمجھ میں نہ آئے۔ میں تو شیطان کو اے عزازیلِ لعین کہہ کہ پکار سکتا ھوں۔ اس وقت کیا بنے گا جب میں کہوں گا اے شیطان۔ آواز دینے میں کون سا نقص ھے، پھر میں کہوں اے شیطان اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم تو میں اس سے پناہ مانگوں گا۔ تو یہ قطعاً کوئی قابلِ اعتراض نہیں۔ میرا خیال یہ ھے کہ جب انسانوں کی علم میں مت ماری جاتی ھے تو وہ اس قسم کے سوال کھڑے کر دیتا ھے۔ ایک سیدھی سی بات یہ ھے کہ جب آپ آواز دے رھے ھو تو آپ اسے خدا سمجھ کے نہیں دے رھے ھو پھر باقی چیزوں پہ آپ کو کیا حرج ھو سکتا ھے۔ اب جس کسی نے کہا کہ یا رسول اللہؐ تو اس س پوچھو ناں کہ محمد رسول اللہؐ کو اللہ سمجھتے ھو؟ تو وہ کہے گا قطعاً نہیں، میں تو کہہ رھا ھوں اللہ کا رسولؐ ھے۔ تو پھر اس پہ کون سا فتوی' لگائیں گے۔ بُری بات ھے مولوی صاحب کو کہہ دینا۔

ـــــــــــــــــــ چوتھی نشست کا اختتام ـــــــــــــــــــ

ہ۔ سوالات و جوابات کی نشست – 25 جولائی، یسری میڈیکل کالج [23 سوالات]

سوال نمبر 134) حضورؐ نے فرمایا کہ " شیخ اپنی قوم میں ایسا ھوتا ھے جیسے نبی اپنی اُمت میں۔ اس کی وضاحت فرما دیں اور کیا اس وقت ھماری قوم میں ایسا " شیخ " موجود ھے؟
جواب:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رَبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِيرًا

بہت سارے فقرے اور جملے ایسے ھوتے ھیں جو بظاھر برے خیر کے حامل ھوتے ھیں۔ مگر ان کے جو نتائج نکلتے ھیں وہ کسی بھی قیمت پر social situation کے لیئے اچھے نہیں ھوتے۔ یہ کہنا کہ شیخ اپنے لوگوں میں اس طرح ھوتا ھے جیسے نبی اپنی اُمت میں ھوتا ھے۔ اس میں تھوڑا سا مبالغہ ھے۔ یہی مبالغہ آگے بڑھ کر لوگوں کے غلط نظریات کی بنیاد بن جاتا ھے۔ ایک تو شیخ کبھی ایک totality میں نہیں ھوتا، گروھوں میں ھوتا ھے اور چھوٹے چھوٹے حلقوں میں ھوتا ھے جبکہ نبی ایک بہت بڑی اُمت کے لیئے ھوتا ھے اور خاص طور پر ھمارے رسول اکرمؐ جو رحمتٌ اللعالمین ھیں، زمین و آسمان میں اتنی بڑی

religious authority

اب باقی کوئی نہیں بچی، آپؐ کے بعد، اب نہ یہ علامت کسی دوسرے پر وارد ھو گی اور نہ خدا کا انتخاب کسی پر آئے گا۔ تو یہ تھوڑی سی مبالغہ آمیز اصطلاح ھے جو غالباً ترفع میں کسی شیخ نے خود فرمادی ھو تو ھم اس کا بُرا نہیں مناتے لیکن اس کو بطور اصول نہین اپنایا جا سکتا، کسی قیمت پر بھی اسے قانون تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔ شیخ بہرحال اپنے لوگوں میں اتنا بڑا نہیں ھوتا بلکہ ھم اس شیخ کو غلط سمجھیں گے کہ جو توّجہات کو اپنے طرف مبذول کر کے خدا اور رسولؐ کی حیثیت کو کم کر دیتا ھے۔ مکر نبی کو یہ حق حاصل ھے کہ جیسے آپ نے سنا ھو گا کہ رسولؐ نے ایک دفعہ ایک صحابی کو بلایا اور وہ نماز پڑھ رھے تھے، وہ نماز پڑھ کے آئے تو آپؐ نے پوچھا کہ دیر کیوں کی، تو صحابی نے عرض کی کہ میں نماز پڑھ رھا تھا۔ آپؐ نے فرمایا آ جاتے تو اچھا ھوتا۔ اس کی وجہ یہ نہین کہ جضورؐ نے اپنی توصیف بیان کی ھے۔ اسکی وجہ یہ ھے کہ جب شرع اُتر رھی ھو تو کیا پتا اگلی نماز ھی منع ھو جائے۔ یہ کوئی پتا نہیں ھوتا کہ جب شرع اُتر رھی ھے، اور قرآن اُتر رھا ھو تو اگلے لمحے کسی حکم کا پتا نہیں ھوتا کہ کیا حکم نازل ھو جائے۔ اسلیئے نبی کی اطاعت خدا کے احکامات کو سمجھنے کے لیئے بہت زیادہ ضروری ھے اور شیخ کے احکامات سے اختلاف ھو سکتا ھے۔

سوال نمبر 135) حدیثِ قدسی ھے کہ میرے دوست میری قبا کے نیچے ھیں جن کو میرے اور میرے خاص دوستوں کے سوا کوئی نہیں جانتا، اسی ضِمن میں یہ بھی فرمادیجیئے کہ کیا مخلوقِ خدا کی ملامت، دوستانِ حق کی علامت ھے؟ اور کیا یہ بھی درست ھے کہ جو شخص خدا ک پسند ھوتا ھے مخلوق اسے پسند نہیں کرتی اور جو بزعمِ خود برگزیدہ بنتا ھے خدا تعالی' اسے برگزیدہ نہیں کرتا۔
جواب: خواتین و حضرات! اگر یہ قانون (rule) ھوتا تو سب سے پہلے انبیائے علیہ السلام پر لاگو ھوتا کہ ان کو خلق کی مزاحمت دی جاتی۔ بے شک یہ (انبیائے علیہ السلام) کفر کے مقابلے میں ھوتے ھیں۔ مگر جو لوگ اللہ کے بندے ھوتے ھیں جو تسلیم کرتے ھیں، جو محبتوں کا روپ اختیار کرتے ھیں ان کی آپس میں بڑی شدید محبت ھوتی ھے۔

" وَٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَشَدُّ حُبًّا لِّلَّهِ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 43] " (اور اللہ کے بندوں کو اپنے احباب سے اور انبیاء سے بہت زیادہ محبت ھوتی ھے)

اس لیئے یہ قانون نہیں کہ خداوندِ کریم اپنے بندوں کو خفیہ رکھنے کے لیئے انہیں رسوا کرواتا ھے۔ یہ ملامتیہ سلوک کا اصول ھو سکتا ھے، اللہ کا نہیں۔ اللہ کا اصول یہ ھے کہ وہ جس سے محبت رکھتا ھے اور جس کی عزت کرتا ھے اسے لوگوں میں معزز کر دیتا ھے۔ بڑی مشہور حدیث ھے کہ مِدحتِ خلق کو خدا کا انعام سمجھو، پھر جس شخص پر اس کے انعامات وارد ھوتے ھیں آپ دیکھ سکتے ھو کہ وہ مخلوق میں بڑا سراھا جاتا ھے۔ میں آپ کو سیدنا خواجہ مہر علیؒ کا قول سنا دوں۔ کسی نے ان سے

" فَٱذۡكُرُونِىٓ أَذۡكُرۡكُمۡ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 152] "

والی آیتِ مبارکہ کے پس منظر میں پوچھا کہ اللہ کو تو لوگ یاد کرتے ھیں مگر اللہ لوگوں کو کیسے یاد کرتا ھے؟ تو فرمایا دیکھتے نہیں ھو کہ بندے تو تھوڑے عرصے کے لیے ھوتے ھیں جبکہ اللہ تو مستقل ھے۔ تو وہ جب مرجاتے ھیں تو اللہ لوگوں کے دل ان کی طرف جھکا دیتا ھے۔ لوگ وھاں آتے ھیں، قرآن پڑھتے ھیں، ذکر کرتے ھیں، فاتحہ پڑھتے ھیں۔ مخلوقِ خدا ان کے مزارات پر آ کے اللہ کی یاد کو تازہ کرتی رھتی ھے۔ یہ ایک بڑا مناسب اور خوبصورت جواب ھے۔ البتہ یہاں ایک چیز کی وضاحت ضروری ھے۔

إِنَّمَا يَخۡشَى ٱللَّهَ مِنۡ عِبَادِهِ ٱلۡعُلَمَـٰٓؤُاْۗ [سُوۡرَةُ فَاطِر: 28]	اللہ کے عالم اُس کے لبادے تلے ہیں۔

علم ایک خصوصی درجات کی علامت ہے۔ چونکہ اللہ تعالی' نے عبادات پر رتبے مقرر نہیں کئے بلکہ علم پر کیئے ہیں۔

نَرۡفَعُ دَرَجَـٰتٍ مَّن نَّشَآءُ (٧٦) [سُوۡرَةُ یُوسُف: 76]	جس کے چاھتا ہوں رتبے بلند کرتا ہوں۔

وَفَوۡقَ كُلِّ ذِى عِلۡمٍ عَلِيمٌ (٧٦) [سُوۡرَةُ یُوسُف: 76]	اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔

CYNIC: a person who believes that people are only interested in themselves and are not sincere ایک شخص جسکا یقین ہے کہ لوگ اپنے آپ میں دلچسپی رکھتے ہیں اور مخلص نہیں ہیں

آپ کو پتا ہے زیادہ بڑے عالم تھوڑے سے cynic بھی ہوتے ہیں۔ تو یہ علمانہ عادتیں جو ہیں شاید عام لوگوں سے ہٹ کر جدائی اختیار کرنا،

anomie اختیار کرنا، یہ لوگوں کی عادتیں ہیں کہ جو خدا کے حضور زیادہ قریب ہوتے ہیں، ان کے اپنے ناز ہوتے ہیں۔ وہ خلق سے ہٹے

ANOMIE: a state of no moral or social principles in a person or in society کسی فرد میں سماجی یا اخلاقی اصولوں کی کمی کی حالت

ہوتے ہیں، وہ خلق میں آنا نہیں چاھتے۔ مگر اس کو دستور العمل نہ سمجھیۓ گا۔ کیونکہ ہم نے جب بھی کبھی مثال پکڑنی ہوتی ہے، آپ جب بھی زندگی گزارنے کے لیئے کسی اعلی' ترین موقّف کی تائید کرو گے تو صرف اپنے رسولؐ کے موقّف کی کرو گے۔ کیونکہ وہ ایک بھی لمحہ زندگی سے باھر نہیں رھے، مجالس سے باھر نہیں رھے، مخلوق سے باھر نہیں رھے اور عام حالات میں اللہ کے رسولؐ نے جو طریقہ ھمیں سکھایا ہے، ھمارے لیئے وھی بہترین ہے۔ اگر اس کے مقابلے میں کسی بڑے سے بڑے ولی کا کردار بھی اگر تھوڑا سا مخالف جا رھا ھو تو ھم اسے تسلیم نہیں کرتے۔

سوال نمبر 136) سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں جس مسجدِاقصیٰ' کا ذکر ہے وہ مسجد کون سی ہے؟ اسراء کے مقام پر پوری دنیا میں ایک ھی عمارت تھی جسے مسجد کہتے تھے اور وہ مسجدِ احرام تھی، مسجدِاقصیٰ' 68ھ میں تعمیر ھوئی، وہ کونسی آیات الکبری' تھیں جو رسول اللہﷺ کو دکھائیں گئیں؟

جواب: یہاں مسجدِ اقصیٰ' سے مراد وھی ہے جو حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ نے قائم کی۔ پہلے اس کو ھیکلِ سلیمان کہتے تھے پھر اس میں کوئی ترتیب میں تبدیلی آئی۔ صلیبی جنگوں میں اس کے آثار مِٹ گئے۔ پھر اسے دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ یہ مسجد تو شاید اب بھی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسرائیل میں ہے اور بڑی مشہور مسجد ہے۔ بلکہ یہ زمین پر اللہ کے پہلے دو گھروں میں سے ایک ہے، البتہ اس میں ایک تھوڑا سا اختلاف رھتا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسجدِاقصیٰ' اوّلین ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ مسجدالحرام اوّلین ہے۔ لیکن قرآن یہ واضح کردیتا ہے کہ کعبتہ اللہ پہلی مسجد ہے یعنی مسجدِ حرام پہلی مسجد ہے۔ اس لیئے جب قرآن میں اللہ تعالی' نے فرمایا

سُبۡحَـٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسۡرَىٰ بِعَبۡدِهِۦ لَيۡلاً مِّنَ ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡحَرَامِ إِلَى ٱلۡمَسۡجِدِ ٱلۡأَقۡصَا ٱلَّذِى بَـٰرَكۡنَا حَوۡلَهُ ۥ لِنُرِيَهُ ۥ مِنۡ ءَايَـٰتِنَآ‌ۚ إِنَّهُ ۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ (١) [سُوۡرَةُ بنیٓ اسرآئیل / الإسرَاء: 1]
وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندۂ (محمدﷺ) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ سے) مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گرد اگر ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات قدرت دکھلاویں بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں۔ سورۃ نمبر 17، بنیٓ اسرآئیل / الإسرَاء (آیت نمبر: 1 [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

جب قرآن کو پتا ہے اور اللہ کو پتا ہے کہ مسجدِاقصیٰ' ہے تو میرا خیال ہے کہ آپ کو اپنی معلومات درست کر لینی چاھئیں۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں history اللہ کی بہت اچھی ہے۔ اس میں خدا بھی طعنہ دیتا ہے۔ ایک دفعہ بڑا خوبصورت طعنہ دیتا ہے کہ یہ کبھی مجھے کہتے ہیں کہ موسیٰؑ پہلے تھے یا ابراھیمؑ؟ تو پہلے اِن سے پوچھیں کہ اِن کو تاریخ آتی بھی ہے کہ آیا موسیٰؑ پہلے تھے یا ابراھیمؑ پہلے تھے۔ اللہ کی history اس لیئے بہت اچھی کہ اُس نے بنائی ہے، اُس نے لکھی ہے۔ اس داستانِ حیات کو اُس نے مرتّب کیا ہے۔ ایک بڑے مشہور سائنسدان کا قول ہے کہ " عجیب لوگ ہیں جو خدا کو ایسے ناول نگار کی طرح سمجھتے ہیں جس نے پہلا chapter لکھا اور باقی کتاب لوگوں پہ چھوڑ دی "۔ خدا ایسا نہیں کہ اس نے پہلے افسانے کا پہلا حصّہ لکھا اور باقی لوگوں پہ چھوڑ دیا کہ تم مکمل کر لینا۔ اللہ نے جو کتاب لکھی ہے پوری لکھی ہے، مکمل لکھی ہے۔ آحر تک پہنچائی ہے۔ یعنی ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَـٰلَمِينَ [سُوۡرَةُ الفَاتِحَة : 2] سے شروع کی ہے تو

" ٱلۡقَارِعَةُ (١) مَا ٱلۡقَارِعَةُ (٢) [سُوۡرَةُ القَارعَة : 1، 2] " تک جاتی ہے۔

سوال نمبر 137) There is meaning of Hadith that seventy thousand angels will bring forth the Arsh of Allah with the golden Chain, and Allah is divided up time, space and weight. Secondly, what is difference between Sufi and Faqeeh as explained by Syed Ali Hajveri and Shahab Ud Din Soharwardi?

جواب: خواتین و حضرات! جو پہلا جملہ ہے، ستّرھزار تو میں نے شاید یہ تعداد کہیں نہیں پڑھی۔ اگر ھم قرآن کے لفظ پہ جائیں تو قیامت کے دن جب اللہ کے تخت کا نزول ھو گا وھاں تعداد کا سان و گمان ھی نہیں ھو سکتا۔ وھاں خوف و دھشت کا ایسا سماں ہے، اُس زبردست کی آمد ہے کہ زمین پوری کی پوری تختِ خدا سے کانپ رھی ھو گی۔

" وَأَشۡرَقَتِ ٱلۡأَرۡضُ بِنُورِ رَبِّهَا [سُوۡرَةُ الزُّمَر : 69] " (اور زمین اللہ کے نور سے چمک جائے گی)

تو وہ جو آمد ھے اس کو میرے خیال میں اس سے بہتر الفاظ میں بیان ھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ جب وہ اُترے گا تو کہے گا:

" لِّمَنِ ٱلۡمُلۡكُ ٱلۡيَوۡمَۖ لِلَّهِ ٱلۡوَٰحِدِ ٱلۡقَهَّارِ [سُوۡرَةُ المؤمن / غَافر : 16] " (کہ آج بتاؤ ملک کس کا ھے؟)

انسانی تجسس سے قطعِ نظر یہ سوال بنتا ھی نہیں کہ ستّر ہزار، ستّر لاکھ یا ستّر کروڑ فرشتہ ھو گا۔ میرا نہیں خیال کہ عقل کو ان باتوں میں کوئی مبالغہ یا کمی بیشی کرنی چاھیئے۔ لیکن شاید ھماری تسکین اس میں ھوتی ھے کیونکہ ستّر ہزار ایک بہت تعداد کا کلمہ ھے۔ مگر قرآن کہتا ھے جوق در جوق ملائکہ اُتریں گے، اُس دن بادل پھٹ جائیں گے، وھاں تعداد نہیں لکھی ھوئی۔ قرآن اس لحاظ سے بڑا مختصر اور جامع ھے کہ آپ کو ھو سکتا ھے کہ ان گنت ملائکہ سے واسطہ پڑے اور ظاھر ھے کہ وہ ان گنت ھیں، کیونکہ ایک ایک آدمی کو اگر ایک ایک فرشتے نے لے کر جانا ھے تو چھ ارب تو ملائکہ اس دن اُتریں گے۔ اس دن شاید ایک فرشتہ دس آدمیوں کو نہ ھانکے۔ جب ربِ کریم اپنا جاہ و جلال ظاھر کرے گا تو ستّر ہزار سے تو بہت زیادہ ھی ھوں گے۔ کیونکہ ھم ستر ہزار اتنا زیادہ نہیں سمجھتے، جب ھم دیکھتے ھیں، ھمارا تجربہ ھے کہ بڑے بڑے دنوں میں جو سالانہ شو وغیرہ ھوتے ھیں اور جن ان کے انتظام و انصرام ھوتے ھیں تو ھم دیکھتے ھیں کہ سینکڑوں، ہزاروں اور کبھی کبھی لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس اجتماع میں شریک ھوتے ھیں۔ اگر اللہ نے اپنی شان و شوکت اور جمال کا اظہار کرنا ھے تو میرا خیال ھے وھاں immensity ھو گی۔ ستّر ہزار تو صرف ایک کلمہ ھے جو ظاھر کرتا ھے کہ ان کی تعداد آپ کی سوچ سے بالاتر ھو گی۔ اس دن جوق در جوق ملائکہ چھٹتے ھوئے بادلوں سے نیچے اتریں گے اور پھر ظاھر ھے کہ ھر آنکھ اوپر لگی ھوئی ھو گی۔ میرا خیال ھے کہ ھر آدمی کی آنکھ میں ستّر ہزار فرشتہ ھو گا۔

دوسری بات جو انہوں نے پوچھی ھے کہ صوفی اور فقیہہ میں کیا فرق ھے؟ خواتین و حضرات فقیہہ کا تعلق مسائل سے ھے، وہ ایسا عالم ھے جسے اللہ نے بڑی برکت دے کر زمین پر بھیجا ھوتا ھے۔

" طه (١) مَآ أَنزَلۡنَا عَلَيۡكَ ٱلۡقُرۡءَانَ لِتَشۡقَىٰٓ (٢) [سُوۡرَةُ طه : 1، 2] " (اور فرمایا کہ اے سردار ھم نے قرآن کو مشقت کے لیئے نہیں اتارا)

فقیہہ وہ شخص ھے جو رسولوں کے نقشِ قدم پہ چلتے ھوئے قرآن کو لوگوں کے لیئے آسان بناتا ھے۔ مدرسِ قرآن کا مقابلہ کسی صوفی سے نہیں ھو سکتا۔ یہ تو ممکن ھے کہ صوفی، فقیہہ بھی ھو، اور ھم نے کچھ صوفیاء کے فتاوی' بھی دیکھے ھیں۔ مگر منصب اگر دیکھا جائے تو صوفی فقہاء کے مسائل سے گریز پہ قائم ھوتا ھے اور فقیہہ خلق کی معاونت پہ قایم ھوتا ھے۔ فقیہہ کا مرتبہ یقیناً ستّر عالموں سے بھی زیادہ ھوتا ھے۔ اگر میرے پاس اختیار ھوتا کہ ایک فقیہہ میں اور ایک صوفی میں کسی ایک کو چنتا تو میں فقیہہ کو چنتا۔ کیونکہ اس کا کام سنتِ رسولؐ پہ چل کے مخلوقِ خدا کے لیئے آسانی پیدا کرنا ھے اور وہ یقیناً اللہ کے نزدیک زیادہ معتبر انسان ھے۔ اقبال نے کہا تھا کہ صوفی جو ھو

'He records an individual victory over time and space'

جو صوفی ھے، وہ ایک اکیلی زندگی ھے اور اکیلی جدوجہد ھے، جو خدا کے حضور میں ھے۔ بعد میں اس کا فیض لاکھوں لوگوں کو بھی پہنچے پھر بھی صوفی پہ نظر ڈالیں گے تو وہ ایک ایسا اکیلا وجود ھے جس نے معاشرے سے ھٹ کے خدا کے لیئے جدوجہد کی ھوتی ھے۔

He is top struggle, top brelience, and top intellect

وہ ایک انفرادی کسب ھے یا اکتسابِ کمال ھے، اس کا موازنہ ھم کسی صورت بھی اس شخص سے نہیں کر سکتے جو مخلوقِ خدا کے فوائد کے لیئے جدوجہد کرتا ھے۔ مگر جب میں یہاں فقیہہ کا لفظ استعمال کرتا ھوں تو اس فقیہہ سے مراد وہ نہیں ھے جو آج کل آپ دیکھتے ھو۔ اس سے مراد تو امام ابو حنیفہؒ، امام محمد بن ادریس الشافعیؒ ھی ھو سکتے ھیں یا احمد بن حنبلؒ ھو سکتے ھیں یا انس بن مالکؒ ھو سکتے ھیں۔

سوال نمبر 138) جب رسول اللہؐ مکّہ میں خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے تو کیا تین سو ساٹھ بت وھاں موجود ھوتے تھے؟ حدیبیہ کے بعد جب رسول اللہؐ اور صحابہ اکرامؓ عمرہ کے لیئے تشریف لائے تو کیا اس وقت بھی طواف ایسی حالت میں کیا گیا کہ بت خانہ کعبہ میں موجود تھے؟ خانہ کعبہ کو اللہ کا گھر کیوں کہا جاتا ھے جبکہ اللہ زمان و مکان کی قید سے آزاد ھے؟

جواب: پہلے سوال کا جواب یہ ھے کہ جب اسی سے ھی سبق ملتا ھے جیسے آج کل فرض کرو کہ کوئی کارٹون بناتا ھے آپ کو غصّہ آتا ھے، غیرت آتی ھے مگر جس چیز پہ آپ کا بس نہیں چلتا وہ قرآن کی آیت جو ھے

" وَلَا تَهِنُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَنتُمُ ٱلۡأَعۡلَوۡنَ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان : 139] " (سستی نہ کرو، غم نہ کرو)

جب آپ کو اللہ غلبہ دے گا اور بہت عرصہ جب مسلمانوں کو غلبہ نصیب نہیں تھا تو چاروناچار ان کا کیا ایسی کیفیتوں سے واسطہ نہیں پڑتا تھا؟ جو شاید وہ مسلمان ھونے کی حیثیت سے برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر میرا خیال ھے کہ ان کو جب وقت آیا تو اللہ نے حکم دیا بتوں کی پلیدی کو میرے گھر سے ختم کرو اور انہیں ھٹادو۔ مگر ایک بات بڑی وضاحت سے حضورؐ کی زندگی میں لکھی گئی ھے اور یہی بات سیّدنا ابی بکر صدیقؓ کے بارے میں لکھی گئی ھے کہ آپ دونوں حضراتِ اکرام نے زمانۂ جاھلیت میں بھی اور اعلانِ نبوّت سے پہلے بھی کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا اور نہ ھی ھاتھ جوڑے تھے۔ بچپن میں عین ممکن ھے کوئی کہہ دے پیامبر گزرتے ھوئے شاید سرنیہوڑا گئے ھوں مگر ایسا نہیں ھوا۔ اگر آپ سچ پوچھو تو غارِ حرا کے مقاصد میں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس نجاست سے اور بتوں کی پلیدی سے جو مکّہ میں جگہ جگہ بکھری تھی، پیامبر اس لیئے باھر نکل جاتے تھے کہ شاید وہ یہ مناظر برداشت نہیں کرسکتے تھے۔ ان کی پیدائش کو بھی سامنےرکھیئے، حضورؐ وھیں پیدا ھوئے، انہی بتوں کے درمیان پیدا ھوئے اور ان کو دیکھتے رھے۔ دیکھنا اور پیار کرنا اور ھے، دیکھنا اور نفرت کرنا اور ھے۔ تو یہ اس لیئے آج ایک valid question نہیں بنتا۔ وھاں اگر بت تھے تب بھی حضورؐ نے طواف بتوں کا تھوڑا ھی کرنا تھا۔ انہوں نے تو اپنے رب کے گھر کا طواف کرنا تھا۔ مگر زیادہ مشہور یہی ھے کہ ان دونوں حضرات کے بارے میں جو حدیثیں ھمارے

پاس مستقل اور مضبوط ھیں۔ چونکہ دوست بڑے اچھے تھے ایک ھی اندازِ زندگی تھا ایک ھی اندازِ فکر تھا، ثانی اثنین و صاحبِ فی الغار تھے۔ دونوں میں قدرِ مشترک جو بتائی جاتی ھے، نبوّت سے پہلے بھی انہوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ نہ ھاتھ جوڑے تھے اور نہ سلام دعا کی تھی۔

سوال نمبر 139) حضرت ابوالحسن نوریؒ فرماتے ھیں کہ تصوّف نفس کی ھر لذّت کو چھوڑ دینا ھے۔ کیا اس کا مطلب یہ ھے کہ آپ دنیا کی ساری آسائشوں اور آسانیوں سے چھٹکارا حاصل کر لیں؟

جواب: خواتین و حضرات! جب اکابرین کے اقوال کا ذکر ھوتا ھے تو ھم اس کو بہت پسند کرتے ھیں۔ شاید ھمارے اند ایک بہت اعلیٰ' درجات کے حصول کی خواھش بھی کام کر رھی ھوتی ھے۔ کوئی حرج تو نہیں ھے ناں، اگر میں صوفی نہیں بن سکتا تو میں کم از کم ان کی کوئی بات تو پسند کر سکتا ھوں۔ بہت سارے لوگوں میں ایک ایسی حس ھوتی ھے کہ وہ کسی بھی شاخِ علمیہ میں جو اعلیٰ' ترین حیثیتِ علم و عقل ھوتی ھے اس کو بڑی پسندیدگی سے سنتے ھیں۔ خواجہ ابوالحسن نوریؒ نوریہ سلسلے کے ھمارے استاد ھیں۔ مگر جس کا وہ ذکر کر رھے ھیں، یہ کیفیت کبھی نہیں آتی، کہ آپ دنیا کے تمام لذائذ ترک کر دیں اور زندگی میں ایسا زہد اختیار کریں۔ یہاں لفظ لذائذ کی ھمیں وضاحت کرنی پڑے گی۔ ھو سکتا ھے کہ بھوک کے عالم میں آپ کو ایک سوکھی روٹی بھی بڑی لذیذ لگے اور ھو سکتا ھے کہ بھرے ھوئے پیٹ کو بھرنے کے لیئے دینا کے تمام لذائذ بھی فضول لگیں۔ تو لفظ لذائذ relative ھے کہ آپ کس چیز کو لذت سمجھتے ھو اور کس چیز کے حصول کے لیئے جدوجہد کر رھے ھو۔ اگر میں اس کا ترجمہ کروں تو وہ تمام ادھوری خواھشات جن کی دنیا میں آپ آرزو کرتے ھو ان کو ھمت سے ترک کر دینا مقصد تصوّف ھوتا ھے۔ جن چیزوں کے لیئے لوگ اپنے آپ پر ترک کا قابو نہیں پاتے۔ اگر کوئی صوفی ھے تو وہ اس کو دانستہ (mentally, analytically, deliberately) ان سے پرھیز کرتا ھوا ان کو ترک کردے تو یہ صوفی کا مسلک سمجھا جاتا ھے۔ یہ نہیں ھے کہ وہ دنیا سے بیزار ھیں یا بھکاری بن جاتے ھیں۔ کئی school of thought میں ھمارے ایسے بڑے صوفیاء تھے جو الحمدللہ بہت امیر تھے، رئیس تھے، بلکہ ھمارے اپنے استادوں میں سے شیخِ جنید ایک رئیس آدمی تھے اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں تو اتنی نفاستِ طبع ھے کہ " کتان " (اسی سے کارٹن لفظ نکلا ھے) جو اس وقت کا سب سے مہنگا کپڑا تھا۔ وہ ایک نفیس ترین کارٹن کو صرف ایک دن پہنتے تھے اور جو اس وقت کا سب سے مہنگا کپڑا تھا۔ وہ ایک نفیس ترین کارٹن کو صرف ایک دن پہنتے تھے اور دوسرے دن اسے صدقہ اور خیرات کر دیتے تھے۔

خواجہ ابوالحسن نوریؒ، نوریہ سلسلے کے بزرگ ھیں، ماشاءاللہ یہ اخلاص کے لوگ ھیں اور ان کا ایثاریہ مسلک ھے، یہ ایثار پر بنیاد رکھتے ھیں۔ ان کا خیال یہ ھے کہ تصوّف ایثار ھے اور ایثار تب آتا ھے جب آپ دنیا کے لذائذ کو ترک کر کے اپنے بھائیوں کے لیئے ان کو چھوڑ دیں اور خود اختیار نہ کریں۔ مگر میرا خیال یہ ھے آپ لوگوں کے لیئے یہ کافی ھے کہ زندگی اس طرح گذاری جائے اور اس سے بڑا تصوّف کوئی بھی نہیں ھے جیسے رسول اکرمؐ نے زندگی گذاری ھے۔ میرا خیال ھے آپ کو اچھا کھانا بھی کھانا چاھیئے اور بھوکا بھی رھنا چاھیئے۔ آپ کو انتہائی اچھا لباس پہننا چاھیئے اور کبھی برے لباس سے گریز بھی نہیں کرنا چاھیئے۔ آپ کو زندگی کے فرائض پورے بھی کرنے چاھیں اور کبھی کبھی اگر چُھٹ جائیں تو غلطی نہیں ھوتی بلکہ انسان ھے۔ انسان سے کمی و بیشی گزارا جائے، اس طرزِ زندگی کو اپنایا جائے تو آپ صوفیوں سے بڑھ کر صوفی ھو سکتے ھیں اور سنتِ رسولؐ کے بھی پابند ھو سکتے ھو۔ جب ھم کسی صوفی میں کسی جذبے کا غلبہ دیکھتے ھیں تو ھم اس کی تعریف ضرور کرتے ھیں، شاید ھمارے اندر اتنی ھمت اور طاقت نہیں ھوتی کہ آ گے بڑھ کر ھم اتنی شدت سے اس مقصد کو حاصل کر سکیں۔ ھم ان کی تعریف ضرور کرتے ھیں مگر ھم اسے اصولِ زندگی نہں بناتے، اس لیئے کہ اصولِ زندگی طے ھے جو آقا و رسول محمدؐ کا ھے اور جو ان کے اصحاب کا ھے۔ اس کے علاوہ کوئی اور اصولِ زندگی رول ماڈل نہیں ھو سکتا۔ تصوّف میں معراج فنافی الرّسولؐ ھے اور فنافی الرّسولؐ کا مطلب طرزِ زندگئی رسولِؐ حکمت سے مطابقت اختیار کرنا ھے۔

سوال نمبر 140) سر کینیڈا سے ایک دوست پوچھتے ھیں کہ خیال کی حقیقیت کیا ھے؟ یہ بھی وضاحت فرما دیں کہ thought اور thinking کے درمیان فرق کو کیسے سمجھا جا سکتا ھے؟

جواب: خواتین و حضرات! کینیڈا میں بیٹھے میرے اس معزز دوست کو پتا ھونا چاھیئے کہ

I many disagree with all the concepts prevaliking in science about the idea and the mind.

میرے ذاتی خیال میں جو میں تھوڑا بہت قرآن کو سمجھتا ھوں کہ انسان سوچتا ھی نہیں ھے۔ میرا خیال یہ ھے کہ انسان میں ایک receptor موجود ھے جو خیالوں کو وصول کرتا ھے اور پھر ان میں چناؤ کرتا ھے۔ میرا خیال یہ ھے کہ خداوندِ کریم نے وضاحت سے فرمایا کہو ما تشاؤون الا ان یشاء اللہ تم سوچ بھی نہں سکتے اگر میں نہ چاھوں، تم چاہ بھی نہیں سکتے اگر میں نہ چاھوں۔ جیسے دل میں مختلف روئیں چلتی ھیں دل کے اندر۔ اس طرح دماغ میں بھی دو روئیں چلتی ھیں۔ ان کا مقصد تو ھمیں پتا ھے کہ اس میں منفی یا مثبت چارج چل رھا ھو گا۔ مگر ایک مقصد شاید خفیہ بھی ھے جو اس کی الگ dimention ھے۔ اسی دماغ کی ایک رَو پہ منفی خیالات اتر رھے ھیں اور ایک پہ مثبت خیالات اتر رھے ھیں۔

ھم سوچنے والے نہیں ھیں۔ ھمیں سوچوایا جاتا ھے۔ پروردگارِ عالم کی طرف سے آپ کے ھاتھ میں ایک اختیار رکھ دیا جاتا ھے۔ آپ دیکھو انسان تصوّر میں اگر کوئی تنوع ھوتی تو چھ ارب انسان کبھی بھی ھم خیال نہ ھو پاتے ان میں کچھ گروہ کبھی بھی ایک خیال پر قائم نہ ھوتے۔ اگر ھر انسان کا اپنا خیال اور اپنی سوچ ھوتی تو یہ ورائٹی چھ ارب انسانوں میں ھوتی۔ مگر ھم انسان کی زندگی کا خلاصہ کر لیں، اس کی حیثیتوں کا، اس کی فکری جہات کا تو پتا لگتا کہ قریباً قریباً زمین پہ کوئی انسان اسپیشل انسان نہیں ھے، کوئی بھی انسان چاھے وہ سیاستدان ھے یا صوفی ھے وہ اسپیشل انسان نہیں ھے بلکہ کچھ لوگ اھر چلے جاتے ھیں کچھ ادھر چلے جاتے ھیں۔ یہ طے شدہ رستے ھیں، اگر میں آج صوفی ازم کے بارے میں سوچ رھا ھوں تو تین ھزار سال پہلے مجھے یاد ھے

Diogenes the Elder

بھی یہی سوچ رھا تھا۔ اگر آج میں زمان و مکان کے بارے میں سوچ رھا تو

Stoic: Zeno of Eliya

بھی اسی طرح سوچ رہا تھا۔ کچھ معلومات کے بڑھنے یا کم ہونے سے ہماری سوچوں میں اتنا بڑا فرق نہیں پڑتا۔ تمام انسانوں کو خیال الہام کیا جاتا ہے۔ Again I assert on this کہ تمام انسانوں پہ اللہ کی طرف سے خیال الہام کیا جاتا ہے۔

وَنَفۡسٍ وَمَا سَوَّىٰهَا (٧) فَأَلۡهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقۡوَىٰهَا (٨) قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا (٩)وَقَدۡ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا (١٠) [سُوۡرَةُ الشّمس]
اور قسم ہے (انسان کی) جان کی اور اس ذات کی جس نے اسکو درست بنایا۔ (٧) پھر اس کی بدکرداری اور پرہیز گاری (دونوں باتوں) کا اس کو القا کیا۔ (٨) یقیناً وہ مراد کو پہنچا جس نے اس (جان) کو پاک کر لیا۔ (٩)۔اور نا مراد ہوا جس نے اس کو (فجور میں) دبادیا۔ (١٠) سورہ نمبر 91، الشّمس (آیت نمبر: 7، 8، 9، 10) [ترجمہ: اشرف علی تھانویؒ]

ہم نے نفسِ انسان کے instrument کو بالکل درست کردیا۔ اور پھر ہم اس پر الہام کرتے ہیں خیالِ خیر اور الہام کرتے ہیں خیالِ شر۔

" قَدۡ أَفۡلَحَ مَن زَكَّىٰهَا (٩)وَقَدۡ خَابَ مَن دَسَّىٰهَا (١٠) سُوۡرَةُ الشّمس: [9، 10] " (پھر جس نے خیر چُنی وہ کامیاب ہوا، اور جس نے شر چُنا اس نے نقصان چُنا)

خواتین و حضرات! ابھی وقت لگے گا۔

Another fifty years alteast, if we keep on going

تو یہ راز کھل جائے گا کہ انسان سوچتا نہیں ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ سلمان صاحب نے جو سوال پوچھا ہے اس پہ میری رائے یکسر مختلف ہے، البتہ اس میں تھوڑی سی میں جدّت کروں، پچھلے دنوں ایک ریسرچ آئی ہے، اس ریسرچ کے مطابق انسان کوئی فیصلہ کر ہی نہیں سکتا۔ یہ بڑی ایک مزیدار ریسرچ ہے جو اس موضوع پہ آخری ریسرچ ہے، اس میں ایک بہت بڑے Psychological board نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ انسان کوئی خیال سوچ ہی نہیں سکتا، چاھے جتنا مرضی سوچتا رہے۔ مگر ہر فیصلے سے چھ سیکنڈ پہلے ایک فیصلہ اس کے libido سے اٹھتا ہے جو تمام سوچوں کو over rule کر کے اس سے فیصلہ کروالیتا ہے۔ یہ ایک تازہ ترین ریسرچ ہے جس نے قانون کا رتبہ ابھی شاید حاصل نہیں کیا مگر مجھے یقین ہے کچھ عرصے تک یہ ایک بڑا دلچسپ سا قانون سامنے آ جائے گا۔

یوں سمجھیئے کہ ایک آدمی مسجد کو جا رہا ہے اور چھ سیکنڈ پہلے اس کے دماغ میں ایک ایسا خیال دیا جاتا ہے کہ وہاں سے پلٹ کے وہ شراب خانے چل پڑتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص جو بدنیّتی سے کسی اور کام جارہا ہے اور چھ سیکنڈ پہلے اس فیصلہ پر کوئی چیز غالب آتی ہے اور اس کو کسی اور طرف لے جاتی ہے۔ اصل میں اگر خدا آپ کو سوچنے دے تو مقدّرات پورے نہیں ہوتے۔ جن کاموں کو اس نے آپ کے ذمّے لگانا ہے آپ وہ کام نہیں کرو گے۔ چونکہ مقدّر اٹل ہے، finality ہے۔ اس میں حالات و واقعات ہیں، اس میں کارکردگی ہے، اس میں دنیا کی روانی ہے، وہ اک frictionless movement ہے۔ اس لیئے خدا اجازت نہیں دے سکتا کہ لوگ اپنی اپنی سوچوں سے کتابِ محفوظ میں اور لوحِ محفوظ میں تغیّر پیدا کریں۔ اس کے بارے میں یوں سمجھو کہ آپ کے پاس پلِ صراط کی طرح صرف ایک باریک اختیار ہے جس میں آپ نے اچھے اور بُرے میں اپنا role excercise کرنا ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بس کچھ بھی نہیں ہے۔ نہ آپ کی پیدائیش، نہ آپ کی فیملی، نہ آپ کے بیوی بچے، نہ آپ کا مقدّر، نہ آپ کی تعلیم، نہ آپ کا انجام کچھ بھی آپ کے بس میں نہین ہوتا۔

؎ سُنی حکایتِ ھستی تو درمیاں سے سُنی نہ ابتداء کی خبر ہے نہ انتہا معلوم

سوال نمبر 141) کرنل رانجھا: سر آپ کی نذر ہے

ان کے در سے سوال ہوتے ہیں جواب ان کے کمال ہوتے ہیں

ہوں گے تجھ سے حسیں دنیا میں اپنے اپنے خیال ہوتے ہیں

سر پروفیسر انوار احمد صاحب پوچھتے ہیں کہ کیا صرف نماز سے کام نہیں چل سکتا جو آپ تسبیحات پر بھی زور دیتے ہیں؟

جواب: چل سکتا ہے کاش کہ آپ نماز پر ھی قائم رھو۔ آپ کی مثال اس بدّو کی طرح ہے جو رسول اللہؐ کے پاس آ گیا۔ بدّو نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے جنت کے لیئے کیا کرنا ہے؟ آپؐ نے فرمایا، پانچ وقت کی نماز پڑھنی ہے، وہ کہنے لگا ایک بھی زیادہ نہیں پڑھوں گا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا مجھے اور کیا کرنا ہے؟ فرمایا بھئ رمضان کے روزے رکھنے ہیں، تیس یا انتیس، اُس نے عرض کی یا رسول اللہؐ ایک بھی زیادہ نہ رکھوں گا۔ پھر پوچھا اور کیا کرنا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ڈھائی فیصد زکوۃ دینی ہے، اُس نے کہا یا رسول اللہؐ اس سے زیادہ ایک پیسہ نہیں دوں گا۔ جب پانچوں احکامات ختم ہوئے تو اس نے کہا یا رسول اللہؐ اگر اس طرح بندہ جنت میں جا سکتا ہے تو میں اور کوئی بھی فالتو عمل نہیں کرنے کا۔ جب وہ پیٹھ موڑ کے چلا تو رسول اللہؐ نے فرمایا ربِ کعبہ کی قسم اگر یہ اپنے عہد پہ قائم رہا تو جنتی ہے۔ یہ تو minimum most ہے، اس پر قائم ہو جاؤ۔ دیکھو ہم جو تسبیح دے رہے ہوتے ہیں ناں، اس میں تھوڑی سی دماغ کی خرابی بھی شامل ہوتی ہے۔ وہ خرابی یہ ہے ہ آپ جب ترجیحات کر مرتّب کرتے ہو اور اللہ آپ کی ترجیح ہو جاتا ہے تو نماز و روزہ ایک ایسی باقاعدگی ہے جِسے million of muslims سرانجام دیتے ہیں۔ جب اللہ آپ کی ترجیحِ اوّل ہو جائے تو کچھ آپ زیادہ کرنا چاھتے ہو۔ اس کے لیئے جس سے آپ کو محبت زیادہ ہے، جس سے آپ کو اُنس زیادہ ہے۔ اس کے لیئے آپ کے دل کی خواھش ہوتی ہے کہ کچھ زیادہ کروں۔ قرآن یہ کہہ رہا ہے

" ٱتۡلُ مَآ أُوحِيَ إِلَيۡكَ مِنَ ٱلۡكِتَٰبِ " (کتاب کی تلاوت کرو، یہ تمہارے لیئے اوامر و نہی واضح کر دے گی)

" ۔ ۔ ۔ وَأَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَۖ ۔ ۔ ۔ " (اور نماز قائم کرو)

" ۔ ۔ ۔ إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ تَنۡهَىٰ عَنِ ٱلۡفَحۡشَآءِ وَٱلۡمُنكَرِ " (یہ تمہیں فحش اور منکر سے روک دے گی)

" . . . وَلَذِكْرُ ٱللَّهِ أَكْبَرُ . . . [سُوْرَةُ العَنكبوت: 45] " (مگر میری یاد تو بہت بڑی بات ھے)

خواتین و حضرات! آخر کچھ ایسے سر پھرے بھی تو ھوں گے جو بڑی بات کے لیئے آمادہ ھوں گے۔ تو یہ تسبیح جو ھے اللہ کے قریب جانے کے لیئے بڑی بات ھے۔ پھر اللہ مزید ذکر کرتا ھے کہ آپ نماز تو وضو کے بغیر نہیں پڑھ سکتے۔ آپ کھڑے ھو جاتے ھو، آپ کا ایک ضابطہء اخلاق ھوتا ھے، پہلے مسجد ڈھونڈھتے ھو بلکہ مُلّا ڈھونڈھتے ھو، کیونکہ اوپر لکھا ھوتا ھے یہ دیوبندی اور یہ بریلوی مسجد ھے۔ سب کچھ ڈھونڈھنے کے بعد جب آپ نماز پڑھتے ھو تو آپ کو پتا لگتا ھے کہ یہ دوبارہ کرنا مشکل ھے۔ سفر کرتے ھوئے مساجد ڈھونڈھنا مشکل ھے، ضابطہء اخلاق کو بروئے کار لانا مشکل ھے، مگر ایک چیز اللہ نے آزاد کر دی ھے۔

" فَاذْكُرُو ٱللَّهَ قِيَـٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ . . . " (کھڑے یاد کرو، بیٹھے یاد کرو، کروٹوں کے بل یاد کرو)

مسافرت میں یاد کرو، مقام میں کرو، تکلیف میں، عذر میں یاد کرو۔ اتنی مستثنیات ھیں اور اللہ کو یہ یاد اتنی پسند ھے کہ فرمایا

" ٱلَّذِينَ يَذْكُرُونَ ٱللَّهَ قِيَـٰمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ . . . [سُوْرَةُ آل عِمرَان : 191] " (بہترین بندے میرے وہ ھیں کہ کھڑے بیٹھے کروٹوں کے بل مجھے یاد کرتے ھیں)

" . . . وَيَتَفَڪَّرُونَ فِى خَلْقِ ٱلسَّمَـٰوَاتِ وَٱلْأَرْضِ [سُوْرَةُ آل عِمرَان : 191] " (اور زمین و آسمان کی تخلیقات پہ غور کرتے رھتے ھیں)

مجھے تو ویسے یقین ھے کہ جیسے ڈاکٹر اور انجینئر اور سائنسدان اگر تسبیح بھی شروع کر دیں تو ھماری تو چھٹی ھو جائے گی۔ یہی تو مرغوب ھے اللہ کو، یہی بہترین لوگ ھیں کہ جو زمین و آسمان کی تخلیقات پر غور بھی کریں اور صبح، دوپہر، شام اللہ کو یاد بھی کرتے رھیں۔ تو خدا معاملات سے آگے بڑھنے والوں کو کسی بہتر صفات سے یاد کرتا ھے۔ تسبیح کرنے والوں کو صفات تو اتنی اللہ تعالی' نے بتائی ھیں کہ بڑے افسوس کی بات ھو گی اگر آپ اس منزل کو qualify نہ کریں۔ میری تو یہ کوشش ھے کہ آپ سب اللہ کے بہت محبوب بندے ھو جائیں۔ آپ بہت ساری خطائیں کریں اور اللہ آپ کی بہت ساری خطائیں معاف بھی کرے۔

سوال نمبر 142) ھمی اپنی زندگی میں اعتدال کے قریب ترین کیسے رہ سکتے ھیں؟ اور ھم اپنی شخصیت کو کیسے بہتر بنا سکتے ھیں؟

جواب: خواتین و حضرات! میرا اب بھی یہ خیال ھے کہ بِرّصغیر inferiorities کی آماجگاہ ھے۔ ھم میں سے ھر ایک کو کمتری کے کسی نہ کسی احساس سے واسطہ پڑتا ھے۔ میں نے دیکھا ھے کہ ھم میں سے ھر کوئی چاھے معزز تر ھو، چھوٹا ھو یا بچہ ھو، ھم اپنی زندگی کی ابتداء ھی بڑی مجروح سوچوں سے کرتے ھیں۔ جو ساری زندگی ھم پہ ھاوی رھتی ھیں۔ کسی زمانے میں علمِ نفسیات پہ بات کرتے ھوئے میں نے کہا تھا کہ

Psychology if applied to others is a science and if applied to one's self is mysticism

جو علومِ نفس پہلے ایک استاد کے پاس محفوظ ھوتے تھے، انہیں خفیہ رکھا جاتا تھا اور سمجھا جاتا تھا کہ یہ سینہ بہ سینہ سفر کریں گے۔ آپ دعا دیجیئے دجّال کو اور اس فسق و فجور کے ممالک کو کہ انہوں نے آج نفسی کیفیات کر ترتیب دے لیا ھے۔ اب نفس اچنبّا نہیں رھا۔ یہ آپ کے نزدیک اب جبلتوں کا ایک پیکٹ (packet of instincts) بن گیا ھے، جس کو آپ نفس کہتے ھو۔ اس میں جانورانہ خصائل بھی موجود ھیں اور عقل کی افزائش کے اسباب بھی موجود ھیں۔ یہ کیا عجیب بات ھے کہ بِرّصغیر میں اٹھنےوالے تمام علماء، تمام علماء میں کسی قسم ک تخصیص نہیں کر رھا، بیچ میں تمام علماء schizophrenic ھو گئے۔ تمام علماء ذاتی تعریف و توصیف میں پڑ گئے۔ تمام علماء جماعتوں کے امیر بننے کے چکر میں پڑ گئے۔ تمام علماء نے اُمّتِ محمد رسول اللہ ﷺ میں کوئی نہ کوئی گروہ کاٹ لیا۔ آخر اس کی کیا وجہ ھو سکتی ھے؟ ابھی اگر آپ تھوڑا سا غور کریں تو بِرّصغیر کی تاریخ میں یہ عُجب نظر آتا ھے کہ علماء نے اس خود فریبی سے نجات نہیں پائی۔ جتنے بھی علماء تھے انہوں نے حود تعریفی کے مرض سے نجات نہیں پائی۔ اب کیا عجیب سی بات ھے اگر آپ ان کو methodically اور psychologically پڑھو تو آپ کے نوّے فیصد علماء normalcy پہ پورے نہیں اترتے۔ ان کی عجیب و غریب باتیں اور نقطہ ھائے نظر آپ کو ملیں گے۔

ابھی آپ صوفیاء کو دیکھو، کوئی صوفی آپ دعوے سے خالی نہیں دیکھیں گے۔ اس وقت موجودہ تمام صوفیاہ کسی نہ کسی بڑے دعوی' کو ضرور لیئے بیٹھے ھوں گے۔ مجھے ایک بات بتایئے، کیا ضروری ھے جب میں اپنا نام لکھوں تو نیچے آٹھ سلاسل لکھوں، نقشبندیہ، قادریہ، اویسیہ وغیرہ؟ میں کیا لکھتا ھوں یہ؟ آپ غور کرو کہ آپ کیوں لکھتے ھو یہ؟ آپ ایک ھی استاد کے شاگرد ھوتے ھو۔ یہ آٹھ آٹھ، دس دس سلسلے جو آپ نیچے لکھتے ھیں، یہ بزرگانِ تصوّف، یہ کیوں لکھتے ھیں؟ یہ صرف ایک complex کی وجہ سے لکھتے ھیں یہ complexity، یہ inferiority کہ یہ نہ ھو میں خالی قادریہ لکھوں اور کوئی دوسرا دو رتبے اور بڑھا دے۔ جس کی وجہ سے لوگ کہیں کے وہ زیادہ کامل صوفی ھے۔ ھمارے لوگوں میں یہ احساسات اتنے ھاوی ھیں کہ بڑے سے بڑے استاد کو اس کا شکار دیکھا گیا ھے۔ اگر آپ کوئی سلسہ نہ لکھو تو پھر کیا مصیبت پڑ جائے گی۔ کیا آپ کی ذاتی خاصیت یا آپ کا ذاتی علم اس سے مجروح ھو جاتا ھے؟ آپ یہ سلسلے لکھو گے تو لوگ آپ کو مانیں گے اور نہ لکھو گے تو پھر لوگ آپ کو نہیں مانیں گے۔ بدقسمتی سے ھر شخص پہ خبطِ عظمت طاری ھے۔ یہ شدید شیزوفرینیا کی علامت ھے۔ ' delusions of grandeur ' یہ خوابِ عظمت دیکھنے والے لوگ ھیں۔ بِرّصغیر میں یہ serious inferiorities ھیں جو ھماری ذاتی زندگیوں مین سرائیت کر گئی ھیں۔ اس لیئے حضرت امام ابنِ سیرینؒ نے کہا تھا کہ مذھب لینے سے پہلے خوب اچھی طرح دیکھ لو لیا کرو کہ لے کس سے رھے ھو؟ کیا اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ ھم بھی دعوی' پسند کرتے ھیں۔ ایک شریف آدم کہہ رھا ھے کہ بھائی میرے پاس یہ صلاحیت نہین ھے جو تم طلب کر رھے ھو، میرے پاس نہیں ھے۔ I can not work miracle آپ دعا لے جاؤ، تو آپ کہتے ھیں کہ نہیں جی نہیں آپ کچھ تو کہو ناں۔ تو وہ کہتا ھے . . . " ھاں جی میں نے لوحِ محفوظ پہ نظر ماری ھے، وھاں سے تمہارا بچہ مجھے مل گیا ھے، آخر ایک list پہ آ ھی گیا ھے "۔ آپ وہ بات مان لیتے ھو، فوراً مان لیتے ھو۔ آپ دعوی' پسند کرنے والوں میں سے ھو، وہ دعوی' کرنے والوں میں سے ھیں۔ یہ وہ بدقسمتی ھے جو اس معاشرے میں مسلسل جاری ھے۔

اگر آپ تھوڑی سی عقل استعمال کرو تو خدا کے کسی بندے نے کبھی کوئی دعوی' نہیں کیا۔ میں آپ کو ایک معمولی سی بات بتاوں، آپ صوفیاء کے تسلسل پڑھتے چلے آتے ہو، سوائے ایک آدھ odd statement کے جس کو ہم " سکریہ statement " کہتے ہیں۔ تو سکریہ statement کا مطلب ہے کہ صوفی پاگل ہو گیا ہے۔ اگر سچ پوچھو، اگر مجھے آپ کہو کہ صوفی ایسی بات کہہ گیا ہے۔ تو میں کہوں گا کہ صوفی پاگل ہو گیا ہے۔ کوئی نہ کوئی وقت اس بیچارے پر بھی آتا ہو گا۔ یہ نشہء حقائق ذرا زیادہ اس کو مستی میں ڈال دیتا ہو گا۔ تو وہ کسی وقت ایسی بات دے جاتا ہے جس سے پتا لگتا ہے کہ کچھ مراتب ان کے بڑے سپیشل ہیں۔ مگر جب بھی وہ ہوش میں آتے ہیں، وہ ہمیشہ اس کی معذرت بھی کرتے ہیں ہیں اور توبہ بھی کرتے ہیں۔ بھلا علی مرتضیٰؓ سے بڑا صوفی کون ہے؟ علی مرتضیٰؓ سے بڑا کوئی صوفی نہیں۔ علیؓ سے بڑا کوئی جاننے والا نہیں۔ علیؓ وہ ہے جس سے اللہ اور رسولﷺ محبت کرتے ہیں۔ تو حضرتِ علیؓ کرم اللہ وجہ کیا فرماتے ہیں؟ میرا خیال ہے اگر کسی نے یہ دیکھنا ہو کہ راھنمائی کہاں سے چاھیئے،تو آپ محلے کے صوفی سے کیوں ڈھونڈھتے ہو؟ حضرتِ علیؓ کرم اللہ وجہ سے کیوں نہیں ڈھونڈھتے؟

جو کہتے ہیں میں نے اپنے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا۔ یہ کوئ دعوی' فرما رہے ہیں؟ علی ابنِ طالب دعوی فرما رہے ہیں کوئی؟ آپ کو نظر آتا ہے کہ انہوں نے یہ کیا کہا ہے کہ آسمان میرئے قبضے میں ہے۔ وہ تو آسمان پہ قبضہ کے خلاف دلیل دے رہے ہیں کہ میں نے اپنے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا اور یہ بتانے والا کون ہے، علیؓ! کہ میں وہ ہوں جس نے دروازہِ خیبر اکھاڑ دیا تھا۔ وہ بتا رہے ہیں کہ میں وہ ہوں جو " یداللہ " کہلاتا ہوں، اللہ کا ھاتھ کہلاتا ہوں۔ میں وہ ہوں جس کی طاقت کرو ضرب، مرحب نے دیکھی ہوئی ہے۔ میں وہ ہوں جس کو ھزار آدمیوں سے بڑا آدمی سمجھا جاتا ہے، اگر میں اتنی مضبوط قوّتِ ارادی رکھتے ہوئے، اتنا ابلاغ رکھتے ہوئے، اتنی طاقتِ ذھن رکھتے ہوئے اگر میں اپنی achievements پوری نہیں کر سکتا تو تم کون ہو؟ تم کیسے اتنے دعوے کرتے پھرتے ہو؟ اگر میں علیؓ ابنِ ابی طالب ہو کر یہ کہہ رہا ہوں کہ مین نے اپنے خدا کو اپنے ارادوں کی شکست سے پہچانا ہے تو تم کون لوگ ہو جو بڑے بڑے دعوے کر کے مخلوق کو گمراہ کر رہے ہو۔ اس لیۓ **خواتین و حضرات!**

It is very very important

کہ اگر آپ کو ٹیسٹ رکھنا ہو اچھائی برائی کا، اگر آپ کو ٹیسٹ کرنا ہو صوفی اور غیر صوفی کون ہے؟ تو پلیز دعوی' دیکھ لیا کرو، جہاں آپ کو دعویے کو بُو بھی آئے تو آپ سمجھ جایا کرویہ شیطان کا ولی ہو سکتا ہے رحمان کا ولی نہیں ہو سکتا۔

سوال نمبر 143) اسلام میں انا کا کیا تصوّر ہے؟

جواب: خواتین و حضرات! میں اس سے پہلے یہ وضاحت کردوں کہ ھمارے ھاں بہت ساری شرافت کی قدریں ایک لفظ میں محدود ہو جاتی ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ self respect ہے۔ ھماری ego یا ego centricity ھماری انائے صغیر یا انائے کبیر، پھر اس کو philosophical word بنا کر اس پر بڑی گفتگو کرتے ہیں۔ میں آپ کو اس طرف لے کر جا رہا ہوں جو بالکل سیدھا سادھا سا آپ کی ان کا مظہر ہے، جو بڑا positive ہے جس کو آج تک negative سمجھا نہیں گیا۔ وہ ہے self respect لوگ کہتے ہیں کہ یہ ھماری self respect ہے۔

خواتین و حضرات! آج تک کسی نے بھی غور نہیں کیا کہ self respect بنتی کیسے ہے؟ self respect ھمارے complexes کی پیداوار ہوتی ہے۔ self respect کسی بھی سوشل آرڈر میں ھماری محرومیوں سے build ہوتی ہے۔ self respect ھمارے غلط اندازوں کی پیداوار ہوتی ہے۔

Entire concept of sef respect is born of our inferiorities and complexes in a social order.

ایک آدمی اگر اس لیۓ انا کا مالک ہے کہ وہ سمجھتا ہے میری توھین ہوئی، میری insult ہوئی۔ میں آپ کو ایک practical واقعہ سناؤں جس پر کبھی کبھی مجھے ھنسی بھی آتی ہے۔ ایک دفعہ ایک تھانیدار صاحب نے مجھ سے کہا کہ آپ گواھی کے لیۓ تھانے میں آئیں، تو میں چلا گیا، normally جیسے میری عادت تھی، میں جا کے کرسی پہ بیٹھ گیا۔ تھانیدار نے کہا اے کرسی تہاڈے واسطے نہیں بنی (یہ کرسی آپ کے لیۓ نہیں بنی) ایک دم میرے وجود میں disrespect اور توھینِ مراتب کی بڑی شدید لہر اٹھی۔ میں نے سوچا یار یہ شخص تو typical education کا مالک ہے اور یہ اسی طرح ھی کہے گا۔ میں نے کہا بہت نوازش جناب میں کھڑا ہو جاتا ہوں، مگر میں ملزم کی حیثیت سے نہیں آیا۔ آپ نے گواھی لینی ہے تو لو ورنہ میں واپس چلا جاتا ہوں۔ اتنے میں اسے ایک فون آیا، کسی نے پیچھے سے یہ سوچ کر فون کر دیا، پروفیسر صاحب تھانے جا رہے ہیں۔ فون سنتے سنتے وہ کھڑا ہو گیا اور کھڑا ہو کر بھاگتا ہوا باھر نکلا اور بولا ادھر کوئی پروفیسر صاحب آئے ہیں کہیں۔

میں اب دل میں پوری صورتِ حال سمجھ رہا تھا کہ غالباً اسکے کسی افسر نے فون کر دیا ہو گا اور کہا ہو گا کہ پروفیسر صاحب آ رہے ہیں۔ واپس آ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ میں نے کہا یار! پروفیسر تو میں ھی ہوں بدقسمتی سے۔ اس نے کہا جناب (کرسی کیطرف اشارہ کرتے ہوئے) یہ کرسی، یہ کرسی، پلیز کرسی پر بیٹھ جایئے۔ میں نے کہا یار میں کرسی پہ نہیں بیٹھوں گا۔ مجھے پہلی دفعہ تم نے بہت بڑا سبق دیا ہے۔ میں اس کرسی پر نہیں بیٹھوں گا۔ وہ کہنے لگا کہ پلیز، پلیز آپ یقین جانیں، میں نے پہچانا نہیں۔ میں نے کہا مجھے زیادہ دکھ اسی بات کا ہے، پہلے پہچانا نہیں اور اب پہچان گئے ہو۔ میں نے کہا بھائی اس کرسی پر بیٹھنے سے میری عزت کم نہیں ہوتی، نہ میری توھین میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب تم نے کہا اٹھ کھڑے ہو تو مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ میں کچھ اور لوگوں کے ساتھ ان کی بھی عزت اور بے عزتی کے احساس سے گزر گیا ہوں۔ اب میں بیٹھوں گا نہیں۔ تو کافی دیر اصرار کرتا رہا، منتّیں کرتا رہا۔ بہرحال جب کام ختم ہوا تو میں باھر نکلا۔ میں آپ کو بتانا یہ چاہ رہا ہوں کہ دیکھو اس کو ہم self respect کہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اگر میں self respect کا مالک ہوتا تو میں وہاں اس سے الجھتا کہ تیری کیا مجال ہے، تو نے یہ کیوں کیا، تُو مجھے جانتا ھی نہیں۔ آپ کو پتا ہے زیادہ تر لفظ کیا استعمال ہوتا ہے؟ " تُو مجھے جانتا ھی نہیں ہے " جب میں یہ کہتا ہوں کہ تُو مجھے جانتا ھی نہیں ہے، تو دراصل میں التجا کر رہا ہوتا ہوں کہ یار خدا کے لیۓ میرے اندر کے عزّت دار انسان کو پہچانو۔

خواتین و حضرات! ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے ذھن میں میرے شیخ، جنیدؒ کا قول تھا۔ انہوں نے کہا تم اس زمین کی طرح ہو جاؤ جس پر نیک و بد ایک طرح سے چلتے ہیں۔ تمہارے اندر زمین کا اخلاق آنا چاھیئے کہ نیک و بد ایک طرح سب ایک طرح چلتے ہیں۔ اس بیچاری کو پتا بھی ہوتا ہے۔ زمین کا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے پر فخر بھی کرتا ہے کہ آج مجھ پر ایک ایسی ھستی کے پاؤں گزرے جو اللہ کو یاد کر کے چل رھی تھی۔ دوسرا گلہ بھی کرتا ہو گا آج ایسے بدبخت کے پاؤں گزرے جو شاید شیاطین کی تعریف میں مصروف تھا۔ تو نیک و بد ایک طرح

سے زمین پر چلتے ھیں۔ اس جملے کا استحقاق تو مجھے پتا تھا۔ جیسے آپ کسی قول سے متاثر ھوتے ھو، میرا خیال ھے میں بھی متاثر تھا۔ easthetics تو ھر آدمی میں موجود ھوتی ھے۔ ایک دفعہ میں ایک دوکان پر بیٹھا ھوا تھا۔ I was a sale man میں کراکری بیچ رھا تھا تو ایک آدمی اندر آیا، بالکل جٹ سا تھا تو اس نے پوچھا کہ یہ پیالیاں کتنے کی ھیں؟ ویسے ایمانداری سے میں نے دس فیصد نفع کا مارجن کھ کے اندازہ لگایا اور کہا یار یہ پینسٹھ روپے کی ھیں۔ کہنے لگا بکواس کرتے ھو۔ آپ یقین جانو جیسے وہ کہتے ھیں ناں . . . وہ حضرت ھریرۃؓ نے کہا جب حضورؐ نے جب مجھے دودھ پلایا تو اس کی سیرابی میرے پاؤں کے ناخنوں تک پہنچی۔ مگر اس قسم کا اگر آپ کے اندر کوئی جذبہ پیدا ھوتا ھے تو اس کی سیرابی بھی پاؤں کے ناخنوں تک پہنچتی ھے۔ تو مجھے اپنی ذلّت کا احساس اپنے پاؤں کے ناخنوں تک محسوس ھوا۔ میرا دل چاھا کہ اس بیوقوف کو بتاؤں کہ ایک تو میں

Post graduate lecturer

اور وہ بھی English literature میں، اُوپر سے گورنمنٹ کالج لاھورکا، اُوپر سے 18 سال پروفیسر رھا، او بیوقوف تجھے فخر کرنا چاھیئے، ٹو اُلٹا مجھے کہہ رھا ھو کہ بکواس کر رھے ھو، تو مجھے اتنا شدید غصّہ آیا کہ میں نے کہا کہ اسے ایک آدھ تھپڑ لگا کر رخصت کروں۔ اس وقت جب میں شدید غصّے میں تھا اُس وقت شیخ کی یہ statement مجھے یاد آئی کہ اس زمین کیطرح ھو جاؤ جس پر نیک و بد ایک طرح سے گزرتے ھیں۔

I swear, suddenly, suddenly

ایسے لگا جیسے میں برف میں جم گیا ھوں، مجھے ایسا لگا کہ شیخ یہ کہہ رھا ھے کہ یہ بیوقوف اور دیہاتی سا بندہ ھے، جب بھی بازاروں میں آتا ھے یہی کچھ کرتا چلا جاتا ھے۔ اگلے سنتے بھی ھیں اور ھیں بھی اسی قسم کے، تو اگر ان میں ایک exception نکل آئے تو اس میں، اس بیچارے کو کیا پتا ھے، تُو اسے اپنے حساب سے کیوں پرکھ رھا ھے؟ جیسے بے شمار لوگ رھگذر سے گزرتے ھیں تُو بھی اس کو اس نظر سے دیکھ، تو میں نے پتا ھے اسے کیا کہا؟ میں نے کہا یار میں پیالیاں نہیں بیچتا، خدا کے لیئے دوکان سے نکل جاؤ ورنہ میری جہالت واپس آ جائے گی۔

خواتین و حضرات! یہ جو self respect ھے اس کے بارے میں جب بھی تجزیہ کرو گے اس سے ego پیدا ھوتی ھیں۔ اسی سے فطرت میں تناؤ آتا ھے، اسی سے شخصیت میں عُجب پیدا ھوتا ھے، خلق سے علیحدگی جنم لیتی ھے۔ انا ھم اس چیز کو کہتے ھیں جو کسی غلط کوالٹی کے احساس سے پیدا ھوتی ھے۔ وہ چیز جو آپ میں نہیں ھے اور جس کو آپ pose کرنا چاھتے ھو کہ یہ مجھ میں ھے۔ اس کی بنیاد پہ انا تخلیق ھوتی ھے۔ self respect کی کوئی بنیاد نہیں۔ جیسے کسی نے مجھے پاکستان کے سابق وزیرِاعظم محمدعلی کے بارے میں بتایا کہ پچیس برس میں ایک دن انہوں نے اپنی سیٹ نہیں چھوڑی، پچیس برس۔ اتنے ریگولر تھے، تو مجھے ھنسی آ گئی۔ میں نے کہا ریگولر تھے کہ پاگل تھے؟ یہ کیسے ھو سکتا ھے

Was he a man or a machine? Was he doingit deliberately?

کتنا پاگل تھا جس نے دو دن بھی چھٹی نہ لی پچیس برسوں میں۔ میں نے کہا بات یہ نہیں ھے، شاید یہ possession اور obsession کی انتہا ھے کہ

he never wanted anybody to sit in is chair

اس کے تصوّر میں نہیں تھا کہ کوئی اور آ کے اس کرسی پر بیٹھ جائے۔ تو اُس کو اس احساس سے بڑی جلن ھوتی تھی۔ اس قسم کے اصول ھمارے رسولؐ میں نہیں exist کرتے تھے۔ یہ آپ یاد رکھیئے۔ یہ انتہائیں نہیں تھیں، جنہوں نے آپ کے لیئے نقشۂ حیات مرتّب کیا، جنہوں نے آپ کے لیئے زندگی کا نصاب مرتّب کیا ھے، اُنؐ کے ھاں یہ maxmity نہیں تھی۔ وہ گھوڑے پہ چڑھے اور گھوڑے سے گرے بھی، اُنؐ کی کمر میں تکلیف ھوئی۔ وہ مسجد میں جاگے اور سوئے بھی۔ اُنہوںؐ نے اچھا کھانا کھایا (دو دستیاں گوشت کی کھائیں) اور بھوکے بھی رھے۔ اُنہوںؐ نے خوبصورت یمنی چادریں بھی پہنیں اور کبھی کبھی ایک لباس میں بھی وقت گزرا۔ تو زندگی کی کسی بھی بات میں آپ دیکھو گے کہ

Normalcy is the strongest value in humans so wherever there is normalcy there is no ego

بس میں تو یہی کہنا چاھوں گا۔

سوال نمبر 144) اگر کسی خاندان پر بہت زیادہ مصیبتیں اور مشکلیں آئیں تو کیسے پتا چلے گا کہ یہ آزمائش ھیں یا عذاب؟

جواب: آپ کو

" إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ "

پڑھنے سے پتا لگ جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حل تو دے دیا . . .

" وَلَنَبۡلُوَنَّكُم بِشَىۡءٍ۬ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ۬ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٲلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٲتِ‌ۗ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 155] "

پانچ ھیڈ سے آزماؤں گا۔ پانچ ھیڈز کی آزمائش ضرور ھے مگر یہ نہیں کہ پوری طرح۔ بھوک اتنی زیادہ نہیں لاؤں گا کہ آپ بھوکے مر ھی جاؤ، نہ خوف اتنا دوں گا کہ آپ زندگی ھی نہ گزار سکو بِشَىۡءٍ۬ تھوڑا تھوڑا۔ اگر تمہاری approach صحیح ھے تو تم ان مراحل سے گزر جاؤ گے۔

" . . . بِشَىۡءٍ۬ مِّنَ ٱلۡخَوۡفِ وَٱلۡجُوعِ وَنَقۡصٍ۬ مِّنَ ٱلۡأَمۡوَٲلِ وَٱلۡأَنفُسِ وَٱلثَّمَرَٲتِ‌ۗ وَبَشِّرِ ٱلصَّـٰبِرِينَ (١٥٥) ٱلَّذِينَ إِذَآ أَصَـٰبَتۡهُم مُّصِيبَةٌ۬ قَالُوٓاْ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٲجِعُونَ(١٥٦) [سُوۡرَةُ البَقَرَة :155، 156] "

جب آپ کو یقین ہے کہ مصائب اللہ کی طرف سے آئے ہیں تو یقین کا دوسرا حصّہ ہے کہ مصائب اللہ کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔ اللہ کہتا ہے جس کو یقین ہے اور اگر بیچ میں hurdles آ گئیں، اگر بیچ میں تعویذ آ گئے، جادو آ گیا، آسیب آ گیا اور اس طرح کے وہ بے شمار مفروضے آ گئے جو سوسائٹی میں اس وقت ہمارے ہیں تو پھر آپ کی بلا نہیں نکلے گی، آپ کی بلا نہیں نکلے گی۔ اگر آپ نے سیدھی approach رکتھی اور کہا بلا آئی اللہ کی طرف سے ہے، جائے گی بھی اللہ کی طرف، سوائے دعا کے بیچ میں کوئی دوسرا بندہ دخل اندازی نہیں۔ مگر دعا کس سے ہو گی؟ دعا بھی اللہ سے ہو گی

" . . . إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّآ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ "

اگر آپ کی approach صحیح رہی تو یہ آزمائش ہے۔ خالی آزمائش سے نکلنا آپ کا وصف نہیں ہو گا۔ خالی آزمائش سے نکلنا اور نجات پانا آپ کا وصف نہیں ہو گا۔

" . . . أُوْلَـٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ۬ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 157] "

جو ان آزمائشوں سے نکلیں گے، خالی آزمائشوں سے نہیں نکلیں گے

" . . . أُوْلَـٰٓئِكَ عَلَيۡهِمۡ صَلَوَٰتٌ مِّن رَّبِّهِمۡ وَرَحۡمَةٌ۬ . . . [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 157] " (اللہ کا ان پر درود و سلام اور رحمت ہو گی)

" . . . وَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُهۡتَدُونَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 157] " (اور یہ ھدایت یافتہ لوگ ہوں گے۔

اب بتاؤ آزمائش کے نتیجے میں ایک صحت مند approach رکھنے سے اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ تم پر درود و سلام اللہ کی طرف سے آئے گا اور تم پر اللہ کی رحمت ہوئے گی۔ تم پڑھی لکھی کلاس میں شامل ہو جاؤ گے۔ تو

you will be graduatingin the university of God

یہ اصلی graduation ہو گی۔ اگر بیچ میں ذرا مصیبت آئی نہیں اور آپ وہم و وسوسہ کے سراب میں کھو گئے، آپ جادوگریوں کے حساب میں کھو گئے تو پھر خواتین و حضرات شاید آپ فیل ہو جاؤ گے۔ جب آپ فیل ہو گئے تو مصیبت نکلے گی ہی نہیں اور جب مصیبت نکلے گی نہیں تو آزمائش عذاب بن جائیگی۔

سوال نمبر 145) کیا دعا تقدیر کے فیصلے بدل سکتی ہے؟ دعا مانگنے کے لیئے کیا ضروری ہے کہ ہاتھ اٹھائے جائیں جب کہ دل میں ہر وقت دعائیں ہوں؟ دوسرا سوال جبر و قدر کے حوالے سے ہے کہ اگر اللہ ہی نے سب کچھ decide کیا ہو ہے تو کیا ہم صرف puppets ہیں؟

جواب: Puppets تو ہم بالکل نہیں ہیں، اس لیئے کہ جب آپ کا وصف ہی سوچنے میں رکھا گیا ہے اور چناؤ میں رکھا گیا ہے تو آپ puppets کیسے ہو سکتے ہیں۔ غلطی brain کی یہ ہے کہ وہ چناؤ کو misplace کر دیتا ہے۔ ہم سب کی ایک major غلطی یہ ہے کہ ہم چناؤ کو misplace کر دیتے ہیں۔ مثلاً جب ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنی روٹی کماتے ہیں، ہم کھاتے ہیں، ہم پڑھتے ہیں تو ہم ایک بہت بری حماقت کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم ایک single مخلوق ہیں۔ زمین پر تیرہ لاکھ اجناس موجود ہیں۔ ہمارے سوا زمین پر تیرہ لاکھ اور مخلوقات موجود ہیں۔ وہ یونیورسٹی پڑھنے نہیں جاتے، وہ آکسفورڈ اور کیمرج نہیں جاتے وہ MCS نہیں کرتے، وہ زمین پر مارے مارے پھرتے ہیں۔ مینڈک ہیں، بندر ہیں، چیونٹیاں ہیں۔ تیرہ لاکھ مخلوقات یا جنس ہیں جو انسان کے علاوہ exist کرتی ہیں۔

Where is that argument?

کہ آپ اپنا کھاتے کماتے ہو۔ Who feeds them? ان کو کون کھلاتا، پلاتا ہے؟ کتنی غلط ہو جائے گی یہ argument کہ جب ہم سوچتے ہیں کہ ہم کھاتے ہیں۔ آپ کو احساس ہے کھاتے ہوئے کہ ہم کھاتے ہیں۔ یہ ایک misjudgement ہے۔ خدا آپ کو کیسے freedom دے سکتا تھا؟ مجھے بتاؤ کہ جب ایک حکومت کسی جگہ contingent بھیج رہی ہوتی ہے، چھوٹا سا military کا۔ اس میں اندازہ لگایا جاتا ہے کہ یہ موسم ہے، اتنے خیمے چاہیں، یہ سامان چاہیئے، اتنا فوڈ چاہیئے، اتنا دودھ چاہیئے، کیونکہ seclusion پہ جا رہے ہیں، بازاروں میں تھوڑا ہی جائیں گے۔ تو قریباً قریباً تمام اسباب مہیا کر کے اس contingent کو بھیجا جاتا ہے۔ اگر اس دنیا کا آدمی یہ plan کر سکتا ہے تو وہ بزرگ و برتر خدا جس نے ایک اجنبی کو ایک صحرائے حیات میں بھیجنا تھا، اس کے لیئے بندوبست نہ کرتا، اس کے لیئے پانی نہ مہیا کرتا، روٹی کے اسباب نہ مہیا نہ کرتا، رشتے اور ناطے نہ تخلیق کرتا۔ اسے کیا آزردگی اور بےچارگی کے سراب میں پھینک دیتا، اس کو نیچے اترتے ہوئے ہوش بھی نہ آتا، میں نے کیا کھانا ہے، کیا اس کی خوراک لکھی ہوئی تھی؟ کیا اس کو پتا تھا میں نے زمین پر کیا کھانا ہے؟ کیا نہیں کھانا؟ آج اگر آپ میں پونےدو برس شعور اور آگہی کی ایک ultimate limit آ گئی ہے جو آپ کو convince کر رہی ہے کہ ہم تخلیق کے مالک ہیں۔ تو یہ بڑا ہی local، بڑا ہی parochial بڑا ہی چھوٹا سا ذہنی سراب ہے۔

فی الحقیقت قیامت تک کے حساب لکھے جا چکے ہیں اور قیامت تک کی movements لکھی جا چکی ہیں۔ جب ہم جبر کہتے ہیں تو ہمارے مراد یہ نہیں ہوتی کہ ہمارے اوپر کوئی چیز ٹھونسی گئی ہے۔ اس کے بر عکس ایک لمحۂ حیات کو ایک مقام میں سمونے کو جبر کہتے ہیں۔ زماں کے لمحات کو مقامات میں سمونے کو، ان کو adjust کرنے کو جبر کہتے ہیں۔ فرض کرو اللہ تعالیٰ' نے اس وقت، اس جگہ، مجھے اور آپ کو اگر یہاں آپس میں سمویا نہ ہوتا تو ہم کبھی بھی ایک جگہ نہ اکٹھے ہو سکتے۔ تو ہم جبر کہتے ہیں کہ جب کوئی لمحۂ زمان کسی مقام میں سمویا جاتا ہے اس کی adjustment ہوتی ہے، تا کہ چیزیں frictionless move کریں، اس کو ہم جبر کہتے ہیں۔ کائنات میں کوئی جبر انسان کے خلاف نہیں ہے۔ سورج کا نو کروڑ میل کے فاصلہ پہ کھڑا ہونا جبر ہے مگر انسان کے خلاف نہیں ہے۔ چاند کا دو اڑھائی لاکھ میل پہ کھڑا ہونا جبر ہے مگر آپ کے خلاف نہیں ہے۔ اس کے مدوجزر آپ کی favour میں ہیں۔ ستاروں کا گردش میں قید ہونا constellation میں جبر ہے مگر آپ کے حق میں ہے۔ زمین جبر ہے مگر آپ کے حق میں ہے۔ کوئي جبر اللہ نے ایسا تخلیق نہیں کیا جس کا فائدہ انسان کو نہیں ہوتا ہے۔ مگر جب آپ اگر اختیارات کو سنبھالتے ہو تو پھر ذمّہ داری بھی اٹھالو۔ اگر آپ کہتے

ہو کہ میں خود کھاتا ہوں، خود پیتا ہوں، خود سوچتا ہوں تو پھر آپ ذمّہ داری اٹھا لو کہ میں اللہ کے علاوہ بھی اپنی منزل کا تعین کر سکتا ہوں۔ مگر ایسا ممکن نہیں ہے۔

خواتین و حضرات! اس لیئے جس چیز کو ہم جبر سمجھتے ہیں دراصل وہ تھوڑے سے عرصے کے لیئے رزق کمانا ہے۔ البتہ اللہ نے آپ کو اختیار دیا ہے۔ یہ ساری سہولتیں ہیں، خواتین و حضرات میں جبر و قدر کو protocol کہتا ہوں۔ It is a protocol of human beings یہ وہ سہولتیں ہیں، وہ facilities ہیں جو حاصل کرنے کے بعد انسان کو ایک کام کرنا ہوتا ہے

" . . . إِنَّا هَدَيْنَـٰهُ ٱلسَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا [سُوۡرَةُ الدَّهۡر / الإنسَان: 3] "

کہ یہ سہولتیں، اب بتاؤ آپ اللہ کو مانتے ہو کہ نہیں مانتے ہو۔

سوال نمبر 146) Sir, Mr. Zafer from UK, asks a question that some of his friends are involved in alcohol business. The have the argument that it is batter than robbery. They also quote the reference of their Mullah that it is permitted to sell alcohol in closed bottles. What is your opinion?

جواب: خواتین و حضرات! مجھے صرف پہلے حصّے سے اختلاف ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ چوری اور سرقہ بالجبر سے بہتر ہے۔ ان کو choice لینا چاھیئے تھا، ایک آدھ چوری کر کے دیکھ لیتے، یہ کہاں کے choices ہیں یہ کوئی سمجھ نہیں آیا کہ ایک بندہ شراب نہ بیچے گا تو چوری کرے گا، ڈاکے مارے گا۔ یہ کوئی عجیب سی بات ظفر صاحب نے کی ہے۔ کیونکہ اس قسم کے متقابل نہیں ہوتے، choices نہیں ہوتیں۔ وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم شراب نہ بیچیں تو بھوکے مرجائیں گے۔

even this is not acceptable, it doesn’t make any sense

شراب کے بغیر میرے خیال میں لندن میں یا انگلینڈ میں یا امریکہ میں بہت سارے مسلمان کی گزر ہو سکتی ہے۔ یہ تم آپ تھوڑا سا طبعی لالچ ہے، یہ تو آپ کے self کا تصرّف ہے۔ آپ یہ کیوں نہیں کہتے کہ شراب میں تھوڑے سے پیسے زیادہ بچتے ہیں۔ چونکہ سارے لوگ پیتے ہیں اس لیئے گاھک زیادہ آتا ہے۔ میں انگلینڈ میں تھا، تو ایک میرے دوست کی دوکان تھی اور انہوں نے شراب کا stall بھی لگایا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ میں بڑا شرمندہ ہوں، پروفیسر صاحب میں کیا کروں؟ تو میں نے اسے کہا اس کا تو بڑا سادہ سا حل ہے۔ میں فقیہہ بن گیا نا فوراً . . . میں نے کہا بڑا سادہ سا حل ہے، اس کو کرائے پر دے دو۔ تو کرایہ لے اور جو بیچتا ہے اسے بیچنے دے۔ اس نے ایسا ھی کیا۔ اس نے ایک کرسچن کو کہا کہ یار ٹو کرائے پہ لے لے، میں صرف کرایہ لوں گا ٹو جو مرضی کرتا پھر۔ تو حل تو نکل آتا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ اگر اس طرح کر لیا جائے تو ظفر صاحب کا بھی کام بن جائے گا، کرایہ بھی مل جائے گا اور وہ بغیر کسی تکلیف کے، شراب کوئی بیچتا ہے تو بیچتا رھے، اُن کا ملک ہے، اُن کی روایت ہے، اُن کے لیئے حرام نہیں، ممنوع نہیں، مکروہ نہیں۔ مگر ھمارے پاس حدیث موجود ہے کہ جو حرام کا کاروبار کرے گا وہ چاھے پیئے، چاھے بیچے، دونوں حرام ھیں، مکروہ ھیں۔ بیچنے والے تو پھر بھی بیچتے ھیں۔ میرا خیال ہے کہ پاکستان میں انگلینڈ سے زیادہ شراب بک رھی ہے۔ اس کی trafficking شاید انگلینڈ سے بھی زیادہ ہو۔

سوال نمبر 147) پروفیسر صاحب ظفر صاحب کو یہ بھی اعتراض ہے کہ They have been performing Hajj or Umra after earning from alcohol business.

جواب: جیسے مین نے کہا کہ اصولاً اگر دیکھا جائے تو اس کے بغیر گزر ہو سکتی ہے۔ مگر ظفر صاحب کو ایک بات میں کہنا چاھتا ہوں He is like a journalist یہ بڑے حساس ھیں، ظفر صاحب بہت زیادہ حساس ھیں۔ He is very intelligent اور کبھی کبھی یہ تنقید میں شاید ان کو یہ اندازہ نہ رھے کہ وہ خود بھی کبھی کبھی ان حالات سے گزرتے ھیں کہ ان کا بھی تقوی' بڑا مشکوک ہو جاتا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ غیبتِ خلق کی بجائے میں مروّت کے متعلق شیخ عبدالقادر جیلانی کا قول ضرور quote کروں گا۔ آپ فرمایا کہ مروّت یہ ہے، ظفر صاحب سُن لیجئے گا، کہ مروّت یہ ہے کہ جب تُو اپنے کسی مسلمان بھائی کو خطاکار دیکھے تو پہلے اپنے اللہ کا شکر ادا کر کہ تم میں یہ خطا نہیں ہے پھر اس کے لیئے دعا کر کہ اللہ اسے بھی اس خطا سے نجات عطا فرمائے۔

سوال نمبر 148) پروفیسر صاحب یہ ایک personal سا question ہے، آپ کی اجازت سے میں پڑھے دیتا ہوں۔ کہتے ھیں کہ ھمارا بڑا بیٹا عرفان نواز امریکہ میں اعلی' تعلیم کے لیئے گیا ہوا تھا تو وھاں کسی case میں گرفتار ہو گیا ہے۔ ہم چھ سات ماہ سے آپ کی ذاتی ملاقات کے لیئے کوشش کر رھے ھیں مگر مل نہیں پا رھے۔ صرف تھوڑا سا وقت دے دیں تا کہ ذاتی ملاقات ہو سکے۔

جواب: آپ انہیں کہہ دیں کہ اپنے بیٹے کو آیتِ کریمہ بھیج دیں اور وہ مسلسل پڑھے۔ انشاء اللہ تعالی' العزیز اگر بہت زیادہ سیریس مسلہ نہیں ہے جیسے drugs’ trafficking ہے، تو انشاء اللہ بہت جلد وہ رھا ہو کر ان کے سینے سے آ لگے گا۔ البتہ اسے تاکید کر دیں کہ دن مین کم از کم تین سو مرتبہ آیتِ کریمہ ضرور پڑھے۔

سوال نمبر 149) Please eleborat the concept of parda for women according to Islam. If woman does not cover her head but dressing up decently. Is she concider sinful and is she still sign of temptation?

جواب: خواتین و حضرات! میں امریکہ میں تھا اور ورجینیا میں تھا۔ کچھو ڈاکٹروں سے میری ملاقات ہو رھی تھی۔ وہ سارے کے سارے بہت شریف لوگ تھے۔ ایک locale سی بنی ہوئی تھی اور اس میں سارے ڈاکٹر ھی تھے۔ تو ایک مسلمان ڈاکٹر نے مجھ سے پوچھا کہ پروفیسر صاحب یہاں تو لوگ بہت ھی decent ھیں، بڑے ھی صاف ستھرے ھیں اور ھم ایک دوسرے کو جانتے بھی ھیں، کوئی پرابلم بھی نہیں ہے اگر میں پردہ اس طرح کا نہ کروں تو کوئی مسلہ تو نہیں ہے؟ میں نے کہا بی بی کوئی مسلہ نہیں ہے مگر ایک مسلہ ضرور ہے کہ اگر میں دور سے آ رھا ہوں اور تم اگو ان لوگوں کے ساتھ کھڑی ہو تو میں یہ کبھی نہیں کہہ سکتا تم مسلمان ہو۔ اگر میں دور سے آ رھا ہوں اور تم نے حجاب کیا ہو ہے تو دور سے پتا لگ جائے گا کہ یہ مسلمان ہے۔

خواتین و حضرات! پردے کا بنیادی مقصد پہچان ہے۔ مسلمان عورت کا تشخّص اور پہچان۔ بنو قریظہ میں جب واقعہ پیش آیا کہ ایک مسلمان عورت یہودی کے پاس گئی سودا سلف لینے تو اس نے دست درازی کی کوشش کی۔ اس عورت نے ایک مسلمان کو مدد کے لیئے پکارا۔

مسلمان نے یہودی کو قتل کر دیا یہودی نے اپنے حمایتی بلائے انہوں نے مسلمان کو شہید کر دیا۔ جب یہ سب حضورؐ کے سامنے پیش ہوا اور جب حضورؐ نے وجہ پوچھی تو یہودیوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ ہمیں کیا پتا تھا کہ یہ مسلمان ہے؟

She was almost looking like other women

تو ہمیں نہیں پتا تھا کہ یہ مسلمان ہے۔ یہ واقعہ گزر چکا۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ کا اگر آپ وہ جملہ پڑھیں جو انہوں نے اُمّ المومنین سوداؓ سے کہا، تو فرمایا . . . اے سوداؓ میں پہچان گیا ہوں آپؓ کو۔ دراصل پردہ کا ایک بنیادی مقصد تھا اور وہ پہچان کے لیئے تھا۔ ایک مسلمان عورت باقی اھلِ کفر سے یا اسمبلی سے علیحدہ پہچانی جائے۔ پہچان کی یہ علامت اتنی موثّر ہے کہ آپ کو پتہ ہو گا کہ ایک دفعہ ایک ہوٹل میں ڈاکہ پڑا۔ کچھ حبشیوں نے وہ ڈاکہ ڈالا اور کافی بڑا ڈاکہ تھا۔ ڈاکوؤں نے وہاں کافی لوٹ مار کی۔ ان محصور لوگوں میں ایک حجاب والی خاتون بھی تھی۔ ایک ڈاکو ڈاکہ مارتے مارتے اس کے پاس آیا اور بولا

sister you be a one side I am a muslim, sister you be a one side.

تو وہاں بھی پہچان گیا کہ یہ مسلمان عورت ہے، اس کا لحاظ کر دوں۔ ڈاکو کہنے لگا کہ میں ایک مسلمان ہوں اس لیئے تجھ پہ نہیں ڈاکہ لگ سکتا۔ تو اگر ایک مسلم سوسائٹی میں، جنرل مسلم سوسائٹی میں بھی اگر آپ دیکھیں تو یہ جو پردہ ہے یہ حجاب ہے اس طرح سے ہمارے ہاں رائج نہیں ہے جییسے اسلام میں ہے۔ ہمارے ہاں ہندوؤں سے آیا اور ہندوؤں کے حجاب کی روایات انتہائی rigid اور نحوست کی حد تک عورتوں کو قید کرنے والی تھیں۔ جو ان کی روایاتا تھیں وہ خوف کی علامت تھیں۔ ہندوؤں میں عورت خوف کی علامت ہے۔ مردوں نے اپنے chauvinistic تصرّف کی وجہ سے عورتوں میں جو خوف پیدا کیا اس میں سے ستّی ورتہ کے خوف آئے، پتی ورتہ کے خوف آئے اور

They did not allow them

جیسے ان کے ہاں شادی کے موقع پہ بولا جاتا ہے کہ ایک دفعہ جو گئی تو ساری زندگی کے لیئے گئی۔ مثلاً آپ یہ محاورہ بھی اگر دیکھو جو آپ کی سوسائٹی میں مستعمل ہے کہ " ڈولی گئی ہے اب لاش ہی آئے گی " اب لاشیں ہی آتی ہیں۔ ویسے معاشرہ اتنا بگڑ گیا ہے کہ ڈولی جاتے ہیں لاش آ جاتی ہے۔

خواتین و حضرات! میں نہیں سمجھتا کہ ہم ان ساری باتوں کو normal گن سکتے ہیں۔ اسلام میں عورتیں بہت نارمل تھیں۔ اسلام میں خولہ بنتِ ازورؓ اجنادین کی جنگ لڑ رہی ہے اور اکیلے پڑ رہی ہیں۔ خولہ بنتِ ازورؓ اپنے بھائی کو چھڑوانے کے لیئے پورے رومن دستے پہ حملہ کر کے ان کو چھڑوا کر لے آتی ہیں۔ اسلام میں یرموک میں خالد بن ولیدؓ جب آٹھ تلواریں توڑ کر واپس آتا ہے تو پکار کر کہتا ہے " کون ہو جو اپنی تلوار کا حق مجھ سے ادا کروائے گا " یہ تلوار مانگنے کا ایک انداز ہے۔ خالد بن ولیدؓ پکار کے کہتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے اپنی تلوار کا حق ادا کرائے گا؟ تو ھندہ زوجہ ابو سفیانؓ خیمے کی چوب تھامے آ گے کھڑی تھی، اس نے کہا کہ تم کیسے کمانڈر ہو کہ تمہارا لشکر بھاگ رہا ہے۔ خالد بن ولیدؓ کی آنکھوں میں خون اُترا ہوا تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ چپ کر اے بدبخت ورنہ ان کے ساتھ تیری گردن بھی اُڑا دوں گا۔ پھر ھِندہ نے اس پہ صبر نہیں کیا، ھِندہ نے خالد کو جب اتنا بے خوف لڑتے دیکھا تو اس نے خیمے کی چوب اٹھا کر آواز دی کہ لعنت تم جیسے لشکریوں پر جس کا کمانڈر اس طرح بے جگری سے لڑ رہا ہو اور تم جنگ چھوڑ کے بھاگ رہے ہو۔ اس دن یرموک کی final day کی جنگ تھی جس میں زبرکتر سپاھیوں سے مسلمان فوجی لڑ رہے تھے۔ آپ دیکھو، ھماری تاریخ میں آپ کو ایسی لازوال مثالیں مل جائیں گئیں۔

آپ حضرتِ خنسہؓ کا واقعہ اٹھا کے دیکھ لو۔ وہ عرب کی شاعرہِ عظیم ہے، خوبصورت ترین شاعرہ ہے، نفیس شاعرہ ہے۔ جب اُحد والا یہ واقعہ گزرا، اس کے چار بیٹے شہید ہوئے۔ وہ باربار میدانِ جنگ میں جا کر خبر لیتی اور یہ پوچھتی کہ میرے بیٹوں کی چھوڑو، مجھے یہ بتاؤ کہ کیا محمدؐ زندہ ھیں؟ جن ان سے کہا جاتا کہ محمدؐ زندہ ھیں تو وہ کہتی کہ اگر رسول اللہؐ زندہ ھیں تو مجھے اپنے بیٹوں کی موت کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ پہچانی نہیں جاتی یہ عورتیں۔ کیا ان کے چہرے نظر نہیں آتے تھے؟ کیا خنسہؓ پہچانی نہیں جاتی تھیں؟ کیا خولہ بنتِ ازورؓ پہچانی نہیں جاتی تھیں؟ خولہ کے بارے میں ایک جملہ لکھا ہوا ہے کہ اُس دن اُس نے چہرہ نقاب سے چھپایا ہوا تھا۔ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا تھا۔ اگر چہرہ نہ چھپاتیں تو پتا لگ جاتا کہ یہ خولہ بنتِ ازورؓ ہے۔ مگر خالد بن ولیدؓ کو پہچاننے میں دشواری اس لیئے ہوئی اس دن اُنہوں نے چہرہ نقاب میں چھپایا ہوا تھا۔

And I know that مسلمان عورت کی یہ جو پہچان مقدّر ہوئی اس کے تفاخر کے لیئے، اس کی انداز کے لیئے، اس کے فیشن کے لیئے، اس کے style کے لیئے اور اس کے علیحدہ تشخّص کے لیئے ہوئی۔ میں نے امریکہ میں بھی دیکھا ہے کہ ہندو عورتیں جب باھر نکلتی ھیں تو اپنے مخصوص سٹائل سے نکلتی ھیں، ھندوستانی لباس پہن کر جاتی ھیں۔ اسی طرح یہ یہودی عورتوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے مخصوص سٹائل سے جاتی ھیں۔

must we try to mixup with the other nations as other nations are

یہ نہیں سمجھ آتی کہ ہم شاید اپنے وجود کو غیر اھم سمجھتے ھیں۔ آج کل نقاب کے اوپر فرانس میں جو کچھ ہو رہا ہے، درحقیقت یہ نقاب جس کے اوپر بحث ہو رہی ہے یہ اسلام کا مسلہ نہیں ہے۔ ہاں یہ تو ضرور کہا جائے گا کہ سر ڈھانپنا اور گریبان ڈھانپنا مسلمان کا مسلہ ہے، مگر اس طرح کے نقاب اوڑھنا مسلمان کا مسلہ نہیں ہے۔ اس دن آپ اس تفنّن کو کیا کہو گے کہ فرانس bane کرتا ہے، انگلینڈ اجازت دیتا ہے اور شام bane کر دیتا ہے۔ مملکتِ شام کا فتویٰ' آ گیا کہ یونیورسٹیوں میں کوئی خاتون اس طرح منہ نہیں ڈھانپے گی۔ سو خواتین و حضرات میرا خیال ہے کہ شاید آگے چل کر خواتین خود ھی یہ فیصلہ کر لیں کہ ہم نے سر کتنا ڈھانپنا ہے اور کتنا نہیں ڈھانپنا۔ اللہ کا حکم بس دو چیزوں پہ مشتمل ہے، سر ڈھانپو اور وہ بڑا ضروری ہے، وہ بہت ضروری ہے۔ میں خواتینِ محترمات سے خصوصی گزارش کروں گا کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کھانے پینے کی اشیاء میں ان کے بال چلے جاتے ھیں، بڑا بُرا حشر ہوتا ہے۔

سوال نمبر 150) کرنل رانجھا: بعض لوگوں کو کسی حال میں کوئی جینے نہیں دیتا، کسی نے کہا ھے کہ

عقل کے سوگ مار دیتے ھیں　　　عشق کے روگ مار دیتے ھیں

آپ خود تو کوئی نہیں مرتا　　　دوسرے لوگ مار دیتے ھیں

اپنے صدر مملکت (آصف علی زرداری) کو ھی لیجیئے میرا خیال ھے کہ کوئی شخص اگر ملامت سے ولی بن سکتا تو He would have been one out of them انہوں نے اپنے body parts donate کرنے کا اعلان فرمایا ھے۔ ھمارے پاس یہ question آیا ھے کہ کیا انسانی جسم کے اعضاء donate کرنا جائز ھے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں بتا دیجیئے۔
جواب: Well

میرا تو خیال ھے کہ یہ کوئی اسلامی مسلہ ھی نہیں ھے۔ آپ کچھ بھی کر سکتے ھو، جیسے جنگِ بدر میں چار بندے پانی کے طلب گار تھے۔ آپ ایثار میں کچھ بھی کر سکتے ھو۔ ایک نے کہا پہلے اس کو پانی پلایئے، دوسرے نے کہا پہلے اس کو پلایئے حتّی' کہ ایثار میں چاروں شہید ھو گئے اور شاید پانی کسی کے نصیب میں نہ ھوا۔ تو ایثار میں تو آپ کچھ بھی کر سکتے ھو۔ یہ کوئی ایسا مسلہ نہیں ھے کیونکہ حساب کتاب کے جو مسائل ھیں ان کا اس مسلے سے کوئی تعلق نہیں ھے۔ اللہ وہ ھے جو جہنم میں ھزاروں بدن بدل دے گا، جنت میں بدل دے گا، قبر میں بدل دے گا۔ تو میرا نہیں خیال کہ اس قسم کا کوئی مسلہ وموجود ھے کہ آیا یہ جائز ھے یا غلط ھے۔ یہ تو ایک فضول سی کاوش ھے۔ ھاں ایک خطرہ ضرور موجود ھے۔ میرا تو خیال ھے سب سے بڑا خطرہ یہ ھے کہ زرداری صاحب کے دل اور گردے لگیں گے کس کو؟ کیا ایک کافی نہیں ھے؟ (قہقہہ)

سوال نمبر 151) پروفیسر صاحب کیا عشق کا concept صرف خدا کی ذات تک محدود ھے یا کوئی انسان کسی انسان سے بھی عشق کر سکتا ھے؟
جواب: خواتین و حضرات! میرا خیال ھے کہ ایک basic emotion ترقّی کرتا کرتا، literate ھوتا ھوا خدا تک چلا جاتا ھے۔ مگر جب وہ basic emotion ھے تو basic emotion کی ترقّی ظاھر ھے کسی object سے ھو گی، کسی نہ کسی شے سے ھو گی اور کسی نہ کسی انسان سے ھو گی۔ جونہی یہ سلسلے مختلف قسم کی توڑ پھوڑ اور شکست و ریخت کے بعد آگے جاتے ھیں، ان میں depth پیدا ھوتی ھے، تجربات میں وسعت پیدا ھوتی ھے، خیالات میں معنویّت آتی ھے تو

The maturity of the basic emotionality if it is educated ends up with God

مگر راستے میں تو بہت منزلیں آئیں گئیں، بہت ساری چیزیں ایسی آئیں گئیں جہاں اس کا emotions concentrate کرے گا، رُکے گا، چاھے گا، نفرت کرے گا۔ آگے چلتے چلتے وہ جب mature ھو گا، refind ھو گا تو پھر اس کو خدا ضرور ملے گا۔ حواسِ خمسہ سے آگے جب emotions پہنچتا ھے تو مابعد طبیعات کے کائناتی مالک کی طرف جاتا ھے۔ وہ اللہ کو ذاتِ مبارکہ ھے۔

سوال نمبر 152) پروفیسر صاحب صافی اور صوفی میں کیا فرق ھے؟ اس میں اس بات کی وضاحت فرما دیں کہ ان دونوں میں افضل کون ھے؟
جواب: صافی تو ھمدرد کی دعا ھے، خون صاف کرنے والی۔ (قہقہہ) اگر آپ غور کرو تو ایک صوفی کا قول ھے

" اَلصَّفَاءُ صِفَتُ الاَحبَاب وَھُمْ شَمُوسُ بِالَاَسَحَاب " کہ صفائے قلب اللہ کے دوستوں کی صفّت ھے اور یہ وہ سورج ھے جس پہ بادلوں کے سائے نہیں پڑتے۔ تو صوفی بھی صفاء سے ھے اور صافی بھی صفاء سے ھے۔ جیسے مصفحیء خون بھی صفاء سے ھے۔ تو ان سب میں کوئی خاص فرق نہیں ھے۔ آپ یہ کہو گے کہ صفائے قلب صوفی کی ایک صفّت ھے، اس میں اور بھی خصوصیات آ سکتی ھیں، اس میں اور بھی ایسی صفّات آ سکتی ھیں۔

سوال نمبر 153) ولی اور استاد میں کون افضل ھے؟
جواب: ولی بڑا استاد ھوتا ھے، جیسے میں پہلے کہہ رھا تھا کہ ایک اَن پڑھ بھی ولی ھو سکتا ھے۔ ضروری نہیں ھے کہ ایک ولی بہت پڑھا لکھا ھو اور ٹیچر ھو۔ ھمارے پاس ایک حدیث موجود ھے، رسول اکرمؐ نے فرمایا ایک دن اللہ نے کہا اے موسیٰ آج میں بیمار ھوں، تو حضرت موسیٰ آج میں بیمار ھوں، تو حضرت موسیٰ نے کہا کہ یااللہ تو بھی بیمار پڑتا ھے؟ اللہ تعالی' نے فرمایا ۔ ۔ ۔ ھاں! جب میرے دوست بیمار ھوتے ھیں تو میں بھی بیمار ھو جاتا ھوں۔ حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ یااللہ تیرا کوئی دوست ھے زمین پر؟ فرمایا ھاں! ایک ھے، تُو جا اور اس کی تیمارداری کر، اس کا خیال رکھہ تو موسیٰ گئے اور پتا چلا وہ ایک موچی ھے، وہ ادھر بیٹھا ھوا تھا۔ آپؑ گئے تو وہ کافی بڑا، جہازی سائز کا جوتا آگے رکھہ کر رو رھا تھا۔ آپ نے دیکھا وہ کہہ رھا تھا کہ یا اللہ مجھے تیرے پاؤں کا سائز نہیں پتا لیکن میں نے ممکنہ حد تک کوشش کی ھے اور یہ جوتا بنایا ھے۔ وہ زار و قطار رو رھا تھا کہ اگر میری صحت ٹھیک ھوتی تو میں ضرور اس کو مزید خوبصورت کرتا۔ پھر حضرت موسیٰ کو خیال آیا کہ ایک سادہ لوح آدمی اپنے جذبوں میں کسی پیغمبر کے emotions کی برابری کر سکتا ھے۔ وہ اللہ کے دوستوں میں آ سکتا ھے۔ وہ پیغمبر نہیں ھو سکتا مگر اخلاص اور محبت میں ایک ایسا qualitative comparison پیدا ھو جاتا ھے جو اَن پڑھ اور پڑھے لکھے میں برابر ھو سکتا ھے۔

اب دیکھو یہ فراست میں بھی ھے۔ بعض اوقات پڑھا لکھا بندہ اتنا فریس نہیں ھوتا جتنا ایک پنڈ کی چوپال میں چارپائی پر بیٹھا ایک پرانا بڈھا ھوتا ھے۔ وہ ایسا ایسا remark دیتا ھے کہ جو انسانی فطرت پر بالکل حرفِ آخر ھوتا ھے۔ بعض اوقات پڑھے لکھے بھی اتنی بڑی بڑی غلطیاں کرتے ھیں کہ ھم سوچتے ھیں کہ ان مین عقل کیوں نہیں آئی۔ تو جو basic چیزیں ھیں وہ کسی میں بھی پیدا ھو سکتیں ھیں۔ جو موروثی اوصاف ھوتے ھیں وہ کسی بھی انسان میں موجود ھو سکتے ھیں۔ اس لیئے کوئی بندہ، کوئی بھی بندہ اللہ کا ولی ھو سکتا ھے۔ استاد البتہ تعلیمات سے آراستہ ھوتا ھے۔ وہ ایک different job ھے۔ یہ بہت خصوصی مقام ھے۔

سوال نمبر 154) پروفیسر صاحب رمضان کی آمد آمد ھے اور اسی حوالے سے ایک سوال ھے۔ سورۃ البقرۃ کیا آیت نمبر ایک سو چوراسی کا حوالہ دیا گیا ھے۔ " اور جو لوگ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ھوں پھر روزہ نہ رکھیں تو ان کے ذمّے فدیہ ایک مسکین کا کھانا ھے" کیا مذکورہ آیت میں تندرست مسلمان کو بھی روزہ میں چھوٹ دی گئی ھے؟ جیسے بیماری اور سفر مین آدمی پر رعایت ھے۔ کیا وہ بھی روزہ کا فدیہ ادا کر سکتا ھے؟ اس سال رمضان بہت گرمی میں آ رھا ھے اور لوڈ شیڈنگ بھی اپنے عروج پر ھے۔

جواب: مدت ھوئی خواتین و حضرات کہ یاد نہیں کوئی روزہ چھوڑا ھو، جب سے ھوش سنبھالا ھے مکر فی الحال اس آیت سے فائدہ اٹھانے کی پوری کوشش کروں گا۔ میں ویسے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ' کی ذات کا بڑا شکر گزار ھوتا ھوں کہ اے اللہ آپ نے ھمارے لیئے زندگی بہت آسان کر دی ھے۔ یہ جو آیت ھے اس پر فقہاء نے بڑی بہت تقسیم رکھی، کئی ایک نے بڑی میم میخ نکالی۔ مگر جب قرآن ایک wide statement دے دیتا ھے تو اس پر آپ کا حق ھے کہ اسے اِس معنی میں استعمال کریں یا اُس معنی میں استعمال کریں۔ اگر آپ اِس کو اِس معنی میں استعمال کرتے ھو جس میں ایک فقیہہ نہیں کرتا تو بھی آپ فائدے میں ھو۔ کیونکہ آپ کو غلط نہیں کہا جا سکے گا۔ اس کی وجہ یہ ھے کہ جو اِس کے معنی ھیں اگر اس میں کوئی اشتباہ پیدا ھو جائے یا غلطی پیدا ھو جائے اور ھو سکتا ھے کہ دو امامین اس پر اختلاف کر جائیں تو کوئی بندہ کسی بھی رُخ پہ جائے اس کی سزا نہیں ھو گی۔

because it is difference of interpretation

آیت بڑی واضح ھے۔ بہت ھی واضح ھے کہ اگر کوئی روزہ نہ رکھے تو اس کا فدیہ ایک مسکین کا کھانا ھے۔ البتہ روزہ نہ رکھنے اور روزہ توڑنے میں بڑا فرق ھے۔ روزہ توڑنے کی کڑی وعید ھے۔ اگر نہ رکھنا ھو تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دو

" ٱلَّذِينَ يُطِيقُونَهُۥ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِينٍ [سُورَةُ البَقَرَة: 184] "

تو بڑے بڑے فقہاء نے کہا کہ یہ نارمل آدمی پہ لاگو نہیں ھوتا مگر خواتین و حضرات جو میں بات کہہ رھا ھوں یہ ذرا فقہاء سے تھوڑی different ھے دیکھنا یہ ھے کہ ھمارے روزے کی وقعت زیادہ ھے یا طعامِ مسکین کی زیادہ ھے؟ کیا ھمارے روزے کا ثواب کسی بھوکے کو کھانا کھلانے سے زیادہ ھے؟ اگر میں ایک Individual act سے روزہ رکھ کے ثواب کما لوں، کیا اس کا ثواب زیادہ ھے یا میں ایک بھوکے کو کھانا کھلاؤں اور فدیہ دوں تو اس کا اجر زیادہ ھے؟ اگر آپ مجھ سے پوچھتے ھو تو میرا خیال ھے طعامِ مسکین کا صلہ جو ھے اس سے زیادہ ھے۔ اس روزہ رکھنے سے زیادہ ھے۔ ایک value ھے جو میں inside exercise کر رھا ھوں۔ ایک value ھے جو میں out side خلقت میں exercise کر رھا ھوں۔ اس کا ثواب یقیناً زیادہ ھے۔ کیونکہ اللہ کو اگر دو بہترین خصلتیں پسند ھیں تو ان میں کھانا کھلانا بھی ھے۔ کیا آپ نے دیکھا نہیں جہاں بھی صدقہ ھے، جہاں بھی فدیہ ھے، کھانا کھلاؤ، کہیں دس کو کھلاؤ، کہیں ساٹھ کو کھلاؤ تو خداوندِ کریم نے اس معاشرتی قدر کو آپ کے ذاتی اوصاف سے بالا رکھا ھے۔ اس لیئے میں نہیں سمجھتا کہ فقہاء کا یہ ترجمہ درست ھو گا کہ بھلے چنگے آدمی کو یہ نہیں کرنا چاھیئے۔ مگر بھلے چنگے آدمی کو بھی عذر چاھیئے۔ کیا وہ تسلیم کرتے ھوئے عذر رکھتا ھے یا اس institution کو سرے سے مانتا ھی نہیں۔ اگر کوئی مسلمان اس institution کو مانتا ھے، روزوں کو مانتا ھے، روزوں کے ثواب مانتا ھے، پھر اس سے پہلو تہی کرتا ھے اور اس کے عذر کے طور پر صدقۃً ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ھے تو میرا خیال ھے کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مسکراتے ھوئے) اس سال میں تو ایسے تیس مسکین ڈھونڈھ رھا ھوں۔ دیکھو ھماری عادتیں بڑی عجیب سی ھوتی ھیں۔ I don't know what you hav ein your habbits? مگر میرا تو خیال ھے کہ میں آتھ یا سات برس کا تھا تو تب سے روزے رکھنے شروع کیئے اور آج تک تصوّر میں نہیں ھے کہ اتنی بڑی زندگی میں کوئی روزہ چُھوٹا ھو۔ مگر اکثر میں سوچتا ھوں کہ کیا میں نے یہ قوتِّ ارادی سے رکھے ھیں یا مجھے مشق ھو گئی ھے؟ تو میں سمجھتا ھوں کہ ھمیں مشق ھو گئ ھے، تواتر سے اس ضِمن میں ایک اور احساس بھی ھوتا ھے، ایک nostalgia

NOSTALGIA: A feeling of pleasure and sometimes slight sadness at the same time as you think about things that happened in the past

دورانِ سفرِ یادِ ماضی ایک خوشگوار احساس اور بعض اوقات ھلکی سی اُداسی کی کیفیت

جو روزہ نہ رکھنے سے پیدا ھوتا ھے، یعنی اگر آپ کا روزہ چُھوٹا، مجھے اس کا تو پتہ نہیں ھے مگرمجھے خوف آتا ھے، اس اداسی سے جو روزہ نہ رکھنے سے پیدا ھوتی ھے۔ اس لیئے میں رکھے جا رھا ھوں۔ (مسکراتے ھوئے) میں کوشش تو کروں گا ایک آدھ اِمکان پیدا کرنے کا مگر اللہ تعالیٰ' آپ کو توفیق بخشے، اگر by chance کوئی روزہ چُھوٹ جائے تو ایک مسکین کو ضرور کھانا کھلا دیں۔

سوال نمبر 155) پروفیسر صاحب یہ ایک سوال کیا گیا ھے کہ پچھلے دنوں ایک ٹی وی چینل پر کچھ علمائے کرام نے ایک حدیث کی تصدیق کی تھی جس کا مفہوم یہ ھے کہ اگر ثواب کی نیّت سے کسی جگہ جانا چاھیں تو دو جگہیں ھیں، ایک مسجدِ حرام اور دوسری مسجدِ اقصیٰ'، اس کی حقیقت کیا ھے؟ اور یہ بھی بتا دیجئے کہ اگر یہ حدیث ٹھیک ھے تو کیا ھم اولیاء اللہ کے مزاروں پر جو ثواب کی نیّت سے جاتے ھیں وہ بھی درست ھے؟

جواب: دو مسجدوں کی طرف سفر کے متعلق جو حدیث ھے، مستند ھے، مشہور ھے، متواتر ھے، حسن ھے، صحیح ھے۔ اس میں ھر گز دوسری کوئی رائے نہیں کہ اللہ کے رسولؐ نے ثواب کی نیّت سے دو مسجدوں یعنی مسجدِ حرام اور مسجدِاقصیٰ' کی طرف سفر کا حکم دیا ھے۔ مگر جو دوسرا question ساتھ attach کیا ھوا ھے کہ کسی بزرگ کے مزار پر جانا درست ھے یا نہیں؟ ایک تو وہ مساجد میں نہیں آتے secondly وہ شاید ھمارے اخلاقی فرائض میں ضرور آتا ھے۔ ایک مسلمان کے فریضے میں یہ شامل ھے کہ میں ویسے ھی قبرستان سے گزرتے ھوئے فاتحہ پڑھ لیتا ھوں۔ اس کا ثواب بانٹتا ھوں اگر مجھے یقین ھے کہ اس رستے میں کوئی خدا کا ولی سویا ھوا ھے تو میرے دل میں زیادہ اخلاص ھو گا، زیادہ شوق ھوگا، فاتحہ پڑھنے کا یا محبت رکھنے کا۔ جہاں تک مزارات پہ جانا، فاتحہ پڑھنا، اور دعا مانگنے کا تعلق ھے تو اس میں کیا حرج ھو سکتا ھے؟ میں آپ سے ایک بات کہوں

Why should we create those probles?

کہ جب تک آپ force نہ کرو ان کے مطالب میں کفر نہیں آتا۔ آپ کھینچاتانی کرو گے ناں، اور بڑی باتیں اس میں ڈالو گے تو کفریہ کلمات ایسی کوئي اصطلاح شاید نکل ھی آئے۔ مثال کے طور پر آپ کو کوئ شخص کہے کہ آپ مزاروں پر جا کر پیروں سے مانگتے ھو، تو آپ اس

سے کہو کہ میں نہیں مانگتا، میں اللہ سے مانگتا ہوں۔ وہ کہیں گے ۔ ۔ ۔ نہیں تم جاتے ھی اسی لیئے ہو۔ آپ لاکھ کہو کہ یار میں، میں نہیں جاتا، میں دعا مانگنے جاتا ہوں تو وہ آپ کو اِدھر اُدھر کے corners میں مجبور کرے گا۔ جب اس موقع پہ آجائے تو آپ کا غصّہ کہتا ھے کہ ٹھیک ھے یار میں جاتا ہوں تُو جو مرضی سمجھ لے۔ تو یہ ساری باتیں جاھلانہ مبارزتِ علم سے پیدا ھوتی ھیں۔ The fact is آپ گزر رھے ہو، آپ کو سیّدِ ھجویر کا مزار نظر آیا، آپ کو معلوم ھے کہ وہ بڑے نیک بندے تھے، اللہ کے بڑے اعلیٰ' بندے تھے۔ کیا آپ یہ نہ چاھو گے کہ خدا کے اس بندے کے لیئے فاتحہ پڑھ لوں، دعا کر لوں۔ پھر اس قسم کی کوئی دعا بھی مانگ لو کہ یا شیخ یا حضرت میں اللہ سے دعا کرتا ہوں، آپ بھی دعا کریں کہ میرا اللہ میری یہ ضرورت مجھے عطا فرما دے۔ اس میں کہاں سے کفر آ جاتا ھے؟

It is difficult, very difficult

ہو سکتا ھے کہ ھماری language میں فرق پڑ جاتا ہو۔ دعا کی language میں ہو سکتا ھے کبھی فرق پڑ جاتا ہو۔ مگر ھمیں قرآن نے بتا دیا ھے کہ کیسے دعا مانگنی ھے؟ قرآن نے کہا ھے کہ اے نبیؐ جب یہ لوگ تمہارے پاس آئیں اور ھم سے اپنی گناھوں کی مغفرت مانگیں، تُو بھی اِن کے لیئے دعا کرے تو ھم بخشنے والے ھیں۔ بڑا سادہ سا طریقہ ھے۔ کسی مزار پر جاؤ تو یہی طریقہ ھے جو اللہ نے قرآن میں بتایا ھے، اے نبیؐ اگر لوگ مجھ سے مغفرت کی دعا مانگیں، مجھ سے توبہ کریں اور تو بھی ان کے لیئے دعا کرے تو ھم بخشنے والے ھیں۔ سو ھم نے دعا مانگنے کا طریقہ یہی دیکھا ھے کہ آپ جب کہیں جائیں تو ایک تو مرحوق کو تھوڑی سی نطرِ ثواب کرو، فاتحہ پہنچاؤ، اخلاص پڑھو ارو پھر اللہ سے دعا مانگو کہ یااللہ میں آپ سے یہ آرزو کر رھا ہوں پھر آپ کہیں یا شیخ آپ بھی میرے لیئے دعا طلب کردو میر مقصد کے حصول کے لیئے، تو اس میں کسی قسم کے کفر کی آلائش نہیں آتی۔ بڑا نیچرل ھے۔ ویسے بھی اگر دیکھو تو کوئی مسلمان کفر میں ملوّث ہونا پسند نہیں کرتا۔ چاھے وہ بریلوی ھے، دیوبندی ھے، اھلحدیث ھے۔ اس سے پوچھو تو سہی کہ خدا کتنے ھیں؟ اس سے پوچھو تو سہی جس بزرگ کے مزار پر تُو جا رھا ھے کیا یہ خدا ھے؟ اگر وہ دونوں کا جواب دے کہ خدا ایک ھے اور یہ خدا نہیں ھے تو آپ کہاں سے فتویٰ' لگاؤ گے؟ کیا اپنے ذھن کے آسیب کو اس پر مسلّط کر دو گے تو یہ رسم شروع سے ھی غلط ھے۔

سوال نمبر 156) پروفیسر صاحب یہ امامِ مہدیؑ کے بارے میں سوال ھے کہ جو freedom flotilla کا واقعہ ہوا تھا اس سے جو strategic change آئی ھے پورے region میں تو اس سے کیا آپ سمجھتے ھیں کہ حضرت امام مہدیؑ کا ظہور قریب آن پہنچا ھے اور یہ بھی پوچھا گیا ھے کہ امامِ مہدیؑ کے والدین کا نام کیا ہو گا؟

جواب: حدیث میں حضرت امامِ مہدیؑ کا نام محمد ابنِ عبداللہ آیا ھے۔ میں ایک بات بتاؤں کہ مہدیؑ کا تصوّر inflate ہوا ھے۔ تصوّرِ مہدیؑ inflate ہو گیا ھے۔ جس کو ھم نے اپنے ذھنوں سے، اپنے جذبات سے، اپنے خیالات سے بہت زیادہ طاقت دی ھے۔ اِک تو وہ اثنائے عشریہ یا شیعہ امامیہ میں وہ آخری امام ھیں جو حاضر ھیں اور وقت پر ان کا ظہور ھے۔ مگر اھلسنت اور جو دیگر طبقات ھیں وہ بھی امامِ آخرالزمان کے قائل ھیں۔ وہ کہتے ھیں کہ ان کے وجودِ مسعود کا آمد، ورود جو ھے ایک خاص وقت میں دجال کے خلاف اُمّت کی امامت کے لیئے ھے۔ میں جب ان تمام باتوں کو پڑھتا ہوں تو سوچتا ہو کہ جی یہ بہت ساری غیر فطری چیزیں امام کے ساتھ کیوں نتھی کی جائیں۔ سوال یہ پیدا ھوتا ھے کہ

Why we attach unnatural importances?

اصل میں بخاری کا جو جملہ میں نے دیکھا ھے، میرا خیال ھے وہ مکمل ھے کہ زمانہء آخر میں مسلمانوں کے گروہ کا سردار ایک نیک مسلمان ہو گا۔ میرا خیال ھے یہ مہدی کا سب سے مکمل تصوّر ھے۔ وہ امامِ آخرالزماں ھیں، ھماری محبتیں اور عقیدتیں ان کو جو مرضی رنگ دے دیں مگر politically, militarily مہدی اس شخص کو کہیں گے کہ جو زمانہء آخر میں اس اُمّت کو lead کریں گے، نیک ہوں گے۔ ان کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو گا۔ وہ عین ممکن ھے جیسے روایات میں بھی ھے کہ وہ اھلِ بیت میں سے ہوں۔ بہت ساری روایات اس پر متّفق ھیں کہ وہ آلِ رسولؐ میں سے ہوں گے۔ بالکل ایسے ہو سکتا ھے۔ اس میں کوئی اجنبیت نہیں ھے۔ وہ قیادت کریں گے مگر ان کے بارے میں مزید روایات ھیں کہ وہ اس کو ظاھر نہیں کریں گے، اس کو show off نہیں کریں گے، قیادت کی حرص نہیں کریں گے۔ بلکہ لوگوں کے اصرار سے بچ کر چھپ کر گوشہ نشین ھونے کی کوشش کریں گے۔ حتّیٰ' کہ خدا ان پہ علامتِ فتح کو نازل کرے گا۔

خواتین و حضرات! یہ سب سے بڑی بات ھے، کوئی بھی شخص مہدیؑ ھونے کا دعویٰ' کر سکتا ھے، اس میں مسئلہ ھی کوئی نہیں ھے اب بھی بہت سارے مہدی موجود ھیں۔ انڈیا میں دو چار موجود ھیں، کوئی پاکستان میں دو چار دعویدار ھیں اور کچھ ادھر پہاڑوں میں لڑ رھے ھیں، کوئی زمین پر لڑ رھے ھیں۔ مہد ہونا There is nothing strange about it ھر دور میں مہدی پیدا ھوتے رھے ھیں۔ مہدیء سوڈان ھے، جان پور کے مہدی آئے اور بہت سارے لوگوں نے انہیں مانا بھی۔ اب سوال یہ ھے کہ مہدیؑ کون ھے؟

خواتین و حضرات! مہدیؑ کا مقام بڑا سادہ ھے۔ اللہ نے کہا میں نے فیصلہ کیا ھے کہ میں قومِ عالین کو رسوا کروں گا۔ اللہ نے کہا کہ میں نے فیصلہ کیا ھے کہ میں فراعنہء مصر کو، قومِ عالین کو رسوا کروں گا۔ پھر موسیٰؑ کو حکم دیا ۔ ۔ موسیٰؑ اُٹھ اور جا ۔ ۔ موسیٰؑ نے کہا اے اللہ میاں مروائے گا مجھے، ایک تو میں نے اُن کا قتل کیا ہوا ھے اور پھر میں اکیلا، اوپر سے میری زبان ٹھیک نہیں، تو یہ آپ کیا کہہ رھے ہو؟ تو فرمایا موسیٰؑ میرے پیغمبر ڈرا نہیں کرتے، میں جو ساتھ ہوں۔ پھری تاریخ نے شاھد ھوئی، یدِبیضا کے کرشمے دیکھے گئے اور عصائے موسیٰؑ نے بڑے کرشمے دکھائے، پھر قطعِ سمندر ہوا، پھر جو کچھ بھی ہوا، بڑے کارنامے ھوئے۔ اس لیئے کہ خدا موسیٰؑ کے ساتھ تھا۔ تو مہدی تو بڑے پیدا ھوں گے مگر خواتین و حضرات مہدیؑ وہ ھے جس پہ دستِ پروردِگار ہو گا، بس مہدی تو پہلے بھی پیدا ھوتے چلے آئے ھیں، لیکن زمانہء آحر میں خدا کا ھاتھ جب کسی فرد پہ آ جائے گا اور پتا لگ جائے گا کہ اس شخص کو نہ تو مغلوب کیا جا سکتا ھے اور نہ شکست دی جا سکتی ھے۔ یہ اللہ کی طرف سے فتح کے عَلم لیکر اُٹھا ھے، غلبے کی بشارت اسے دی گئ ھے تو پھر وہ مہدیؑ ہو گا اور اس کو ڈھونڈھنا مشکل نہیں ہو گا، یہ میں آپ کو بتا دوں۔ باقی پیچیدگیوں سے ھمیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ کہاں سے آئیں گے، کدھر جائیں گے، یہ وہ لوگ جانیں جو ان مسائل میں الجھے ھوئے ھیں۔ ھمیں تو پتہ ھے اور بس اتنا یقین ھے کہ زمانہء آخر میں اللہ کا ھاتھ ایک فردِ واحد پہ آئے گا، وہ فردِ واحد **مہدیؑ** ھے اور جس پر اللہ کا ھاتھ آ گیا اسے قومِ عالین رسوا نہیں کر سکتی۔

That's all

سوال نمبر 157) سر اس سوال کا دوسرا حصّہ بھی ہے کہ جو freedom flotilla کا واقعہ رونماء ہوا اور اس سے جو پورے region میں strategic change آئی ہے اس کا کیا کوئی تعلق ہے مہدیٔ آخرالزماں کی آمد سے؟

جواب: خواتین و حضرات! وہ freedom flotilla والا واقعہ بہت strange سا واقعہ تھا۔ اس لیئے کہ میں ایک حدیث پڑھا کرتا تھا اور سچ پوچھیئے تو میں اس ضِمن میں بڑا پریشان تھا۔ اس حدیث کے بارے میں مجھے کوئی سمجھ نہیں آتی تھی۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ جب مسلمان قسطنطنیہ کی فتح سے فارغ ہوں گے اور ابھی انہوں انے ھتھیار درختوں سے لٹکائے ہوں گے کہ خبر آئے گی کہ دجال نکل آیا۔ میں سوچتا تھا کہ قسطنطنیہ تو ترکی ہے اور ترکی کی فتح کا کیا مطلب

Since when Turkey will be a part of the battle

اور ایک آگے بڑھنے والے ھر اوّل دستوں کی طرح وہ اسرائیل سے لڑے گا، کب لڑے گا؟ کیسے لڑے گا؟ کوئ سمجھ نہیں آ رھی تھی۔ تو ٹائم کی اس determination میں سب سے بڑی پرابلم جو میں face کر رھا تھا وہ یہی تھی کہ یہ ھو ھی نہیں سکتا۔ اسرائیل کے اٹھارہ تو ڈیفنس معاھدے ھیں ترکی کے ساتھ، تو میں سوچا کرتا تھا کہ یہ کیسے ھو گا؟ عربوں کے ساتھ ویسے ھی Turks کی تب سے enmity ھے جب سے Lawrence of Arabia نے فساد کا بیج بویا تھا

I would not understand

کہ یہ کیسے ھو گا؟ مگر جب freedom flotilla والا واقعہ پیش آیا تو باقی لوگوں کی طرح میرا بھی چودھواں طبق روشن ھو گیا۔ آنِ واحد میں situation بدل گئ، اور ترکی ایک determined مسلم force کی طرح سامنے آیا۔ اس نے Anti Israel posture اختیار کیا۔ دفاعی معاھدے ٹوٹ گئے اور ابھی تک وہ اس کے انتقام میں determined ھے۔

خواتین و حضرات! وہ اسرائیل پر ضرور چڑھے گا اور اسرائیل کے دانت ضرور کھٹّے کرے گا۔ ھو سکتا ھے کہ شاید نکال بھی دے کیونکہ بہرحال وہ غلام قوم نہیں ھے، وہ ایک جنگجو قوم ھے۔ جب اسرائیل اس سے مار کھائے گا تو موصوف دجال باھر نکل آئے گا اور جنگِ عظیم سوم اپنے وسط میں پہنچ جائے گی۔ پھر مہدیؑ بھی ھوں گے اور ان کے ساھ اللہ کے بہت سارے بندے بھی ھوں گے۔ اس میدانِ قتال سے کچھ عرصے بعد نزولِ حضرتِ عیسی علیہ السلام ھو گا۔ یہ بات پوری ھوگی کہ جو جنگ شروع ترکی کرے گا اسے ختم پاکستان کرے گا۔ اس لیئے آپ فکر نہ کرو، صرف ذرا مولویوں سے بچو۔ حضرت عیسی'علیہ السلام کے لشکر تک جانا ھے تو ادھر سے ذرا بچے رھو۔

پانچھویں نشست کا اختتام

و۔ سوالات و جوابات کی نشست – ڈاکٹر جلیل کے ساتھ 17 رمضان [22 سوالات]

سوال نمبر 158) حضرت ذالنونؒ المصری سے کسی نے پوچھا کہ صوفی کا انجام کیا ھے یا اس کی منزل کیا ھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب وہ وھاں پہنچ جائے جہاں وہ ھونے سے پہلے تھا۔ پروفیسر صاحب سے گذارش ھے کہ اس قول کی وضاحت فرما دیں۔
جواب:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِ
رَّبِّ أَدۡخِلۡنِى مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَأَخۡرِجۡنِى مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَٱجۡعَل لِّى مِن لَّدُنكَ سُلۡطَـٰنًا نَّصِيرًا

بہت ساری کہاوتیں ایسی ھیں جو بہت ساری غلط فہمیوں کو جنم دیتی ھیں۔ اس کا مختصر مصللب یہ ھے کہ جیسے شاعر نے کہا ۔ ۔ ۔ ۔
"ے مرا کے کاش کہ مادر نہ زادے "

اے کاش! کہ مجھے ماں نہ جنتی، مجھ پر کوئی حساب کتاب نہ ھوتا، میں کسی مخمصے میں نہ پڑتا، میں accountability کے اس ھولناک دائرے میں نہ آتا، مجھ پر اللہ کی نظر، تنقید اور احتساب سے نہ آتی۔ ذالنونِ مصریؒ کہہ رھے ھیں کہ جب میں نفی سے اثبات کو آ رھا تھا، عدم سے وجود کو آ رھا تھا، جب میں بالکل ابتدائے حال میں تھا اس وقت میری زندگی نہ کسی حساب سے آشنا تھی نہ کسی پریشانی کا شکار تھی، مجھ پر کسی قسم کا بوجھ نہ تھا۔ قراۃالعین طاھرہ کا بڑا خوبصورت شعر ھے:

بجوابِ طبلِ الستِ تو زے دلا چُو قوسِ بلی' زدم

جب سے میں نے بلا کا جواب دے دیا الستِ بربکم کا جواب دے دیا، جب سے میں نے بلی' کہہ دیا

ھمہ خیمہ زد با درِ دلم سپاہِ غم و خشم و بلا

تب سے آج تک میرے دل کے دروازے پر غم و خشم و بلا کو فوجوں نے ڈیرے ڈال دیئے ھیں۔

تو مختصراً مطلب یہ ھے کہ ذالنونِ مصری کہتے ھیں کہ کاش میں میثاق کی حالت میں چلا جاتا، اس وقت جب میں نے بلی' کہہ کر سانس لیا تھا، میں اللہ کو جان چکا تھا اور میرے اوپر کوئی احتساب کی نظر نہ تھی مگر جب سے وہ دنیا میں آیا ھے اب ذوالنونؒ کی جان بھی نہیں چھوٹ سکتی، نہ میری جان چھوٹ سکتی ھے اور نہ آپ کی۔

So now we are accountable and answerable for our deeds, thoughts and ideals.

ڈاکٹر جلیل: استاد نے جواب کو بہت سادہ کر دیا میں اس کو دوبارہ پیچیدہ کر دیتا ھوں کہ جنیدِ بغدادؒ کہتے ھیں کہ منزل یہ ھے کہ تو اپنی شناخت حاصل کر لے وجود میں آنے سے پہلے، اور پھر پلٹ اور اس دنیا میں ایک اعتدال سے بھری ھوئی زندگی گزارے۔ زندگی کا مقصد یہ ھے کہ وہ تمام آلودگیاں اور تمام احجاب جن کا واسطہ اس زندگی سے ھے، ان سے جدا ھو کر اپنی اصلی شناخت کا ادراک ھو، پہچان ھو، پھر ایک Mystic اپنی نارمل زندگی میں واپس پلٹ آتا ھے۔ شیخ عبدالقادر جیلان نے بھی اپنی چہل قاف کی آخری لائن میں اشارہ کیا کہ میری ھستی سے مشابہ ایک ستارہ کہیں دور آسمانوں میں ھے۔ ایسا لگتا ھے کہ اس کائناتِ رنگ و بُو کے وجود میں آنے سے پہلے ھم سب ایک واضح شناخت رکھتے تھے، ھمارے یہاں آنے سے پہلے، اس کی پہچان کرنا اور اس کے مطابق زندگی کو بسر کرنا شاید یہی ایک صوفی کی زندگی کا مقصد ھونا چاھیئے۔

سوال نمبر 159) حضرت علی بن عثمان الھجویریؒ کا قولِ مبارک ھے کہ راستے اور دروازے کی کوئ اھمیت نہیں جب تک آپ کا مقصد آپ کے سامنے نہ ھو اس کی وضاحت فرمائیں۔
جواب: دیکھیں قرآنِ حکیم میں اللہ کہتا ھے

" وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَـٰمِ دِينًا فَلَن يُقۡبَلَ مِنۡهُ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان: 85] " (اگر میرے پاس کوئی اسلام کے سوا کسی رستے پہ چل کے آیا تو میں اسے قبول نہیں کروں گا)

اسی لیئے میں یہ بنیادی بات کہتا ھوں کہ اگر چھ ارب لوگوں میں ایک بھی اللہ کا ولی نہیں ھے تو یہ بات قابلِ تسلیم ھو گی اور اگر چھ ارب لوگوں میں ایک بھی اللہ کا ولی ھوا تو وہ مسلمان ھو گا۔ اس لیئے کہ جو گیٹ ھے یا راستہ ھے اس پر اللہ نے لائن لگادی ھے۔ مجھے اگر

بدھسٹ بن کر خدا ملتا، مجھے ہندو بن کے خدا ملتا، مجھے کرسچن بن کے خدا ملتا تو میں اسلام کی کچھ بندشیں قبول ھی نہ کرتا، یہ روزے ھی قبول نہ کرتا، کیا ضرورت تھی چھوڑو جی خاصی تپش ھو جاتی ھے شام کو۔ مگر مسلہ یہ ھے کہ انسان کو مذھب کی تلاش کرنی ھے یا اللہ کی تلاش کرنی ھے؟ زمانے بھر میں جب انسان آیا ھے اور جب تک یہاں پہنچا تمام شریعتیں بدلتی رھتی ھیں مگر مذھب کا ایا مقصد کبھی نہیں بدلا اور وہ تھا اللہ کی تلاش کرنا، اللہ کو پانا، اللہ کی جستجو کرنا، اللہ سے محبت رکھنا۔ یہ مذھب کا ایک بنیادی مقصد تھا جو کبھی بھی نہیں بدلا۔ اب فرض کرو آج کے دن بھی ھم تک اگر مذھب پہنچا ھے تو اس وجہ سے نہیں پہنچا کہ یہ رسم و رواج کا مجموعہ ھے۔ ھم رستے میں نہیں بیٹھے ھوئے بلکہ ھم اس راستے سے اپنی منزل کی جستجو کر رھے ھیں اور منزل صرف اور صرف اللہ کی ذاتِ مبارک ھے، اس کا قرب ھے، اس کی ھمسائیگی ھے اور اس کی محبت ھے۔ یہ نہیں کہ ھم نے اسلام پر بھروسہ کیا مگر اسلام چونکہ اللہ کا پسندیدہ راستہ ھے تو اگر میں مختصر کہوں تو یوں کہوں گا کہ اسلام مجبوری ھے اور اللہ انتخاب ھے۔ مذھب مجبوری ھے اور مذھب میں پھر مذھبِ اسلام آپ کے لیئے لازم ھو جاتا ھے۔ اس لیئے کہ خداوندِ کریم نے دو مرتبہ فرمایا ھے کہ

" إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلۡإِسۡلَـٰمُ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان: 19] " (میرے نزدیک صرف ایک دین ھے اور وہ اسلام ھے) پھر فرمایا

" وَمَن يَبۡتَغِ غَيۡرَ ٱلۡإِسۡلَـٰمِ دِينً۬ا فَلَن يُقۡبَلَ مِنۡهُ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان: 85] " (اگر اسلام کے سوا کوئی کسی اور راستے پہ چل کر میرے پاس آیا تو میں اسے قبول نہیں کروں گا)

اس لیئے اس سوال کو وضاحت حاصل ھے کہ منزل جو ھے اللہ ھوتی ھے، اُس کا رسولؐ ھوتا ھے اور رسول اللہؐ کی مطابقت سے ھم اللہ کے رستے پر گامزن ھوتے ھیں۔ مذھب صرف ایک Way to God ھے۔

It is not the destination.

ڈاکٹر جلیل: الفاظ اظہار کا بڑا کمزور ذریعہ ھوتے ھیں، یہ ممکن نہیں ھوتا کہ ایک فقرے میں ایک بات کو اس طرح سے سمو دیا جائے کہ اس کی تمام dimentions cover ھو جائیں۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ مجھے مختصر اور جامع الکلام بنایا گیا ھے، جس کا مطلب یہ تھا کہ آپؐ کو ایسا کلام عطا کیا گیا، یہ والی بات جو میں نے کی ھمارے لیئے مشکل ھے۔ ھمیں آنؐ کے کلام میں نظر آتی ھے، آنؐ کی زبان سے کئی مبارک فقرے ادا ھوئے جو اِن موضوعات کو جن کے بارے میں آپؐ نے وہ فقرے فرمائے، پوری طرح سے کوّر کرتے ھیں یا اُن کا nutshell ھمیں دیتے ھیں۔

سوال نمبر 160) حضرت بہاؤالدین نقشبندیؒ کا قول ھے کہ خدا خاموشی ھے اور اسے خاموشی سے ھی حاصل کیا جا سکتا ھے۔ وضاحت فرمایں۔

جواب: دیکھیں میرا خیال ھے کہ اللہ اس سے Agree نہیں کہرتا۔ اللہ کے جو چھ بڑے نام ھیں ان میں اسمِ سمیع اسمِ علیم نمایاں ھیں۔ وہ سنتا ھے اور بات کرتا ھے، قدیر ھے، متکلم ھے۔ اس لیئے اس سوال کی گنجائش ھی نہیں بنتی۔ خدا خاموشی نہیں ھے، خدا زندگی تخلیق کرنے والا ھے، زندگی کا شور تخلیق کرنیوالا ھے، سمندروں کے تلاطم تخلیق کرنے والا ھے، پرندوں کی چہچہاھٹ پیدا کرنے والا ھے۔ خدا بات کرتا ھے، بات سنتا ھے اور کہتا ھے کہ

" لِّيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ۬ وَيَحۡيَىٰ مَنۡ حَىَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ۬ وَإِنَّ ٱللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ [سُوۡرَةُ الأنفَال : 40] "

اللہ سنتا بھی ھے اور علم والا بھی ھے۔ اللہ کا بہت بڑا نام ھے جو تین ناموں میں ھے وہ قدیر ھے، وہ متکلّم ھے، وہ کلام کرتا ھے۔ یہ جو سب سے پہلی زندگی کی آبشار ھے جو چل رھی ھے اور گر رھی ھے وہ اس کے پہلے حکم سے جاری ھوئی، جب اس نے ایک بات کہی کہ

" ۔ ۔ ۔ كُن فَيَكُونُ ۔ ۔ ۔ " (ھو جا چل پڑ، تو یہ چل رھا ھے)

" إِنَّمَآ أَمۡرُهُ ۥۤ إِذَآ أَرَادَ شَيۡـًٔا أَن يَقُولَ لَهُ ۥ كُن فَيَكُونُ [سُوۡرَةُ يسٓ : 82] " (یہ نظامِ زندگی اسی وجہ سے رواں دواں ھے۔ اس کے کلام کا محتاج ھے)

ڈاکٹر جلیل: میں نے عرض کیا تھا کہ الفاظ اظہار کا بڑا کمزور ذریعہ ھوتے ھیں اور خاص طور پر جب نوبت ترجمہ تک پہنچ آئے تو حالات اور بھی خراب ھو جاتے ھیں۔ میرا خیال ھے کہ اس قول کو کسی غلط طریقہ سے ترجمہ کیا گیا ھے۔ بہاؤالدین نقشبندیؒ کا قول ھے، ھو سکتا ھے یہاں silence سے مراد composition ھو، understanding ھو، یا depth ھو، گفتگو اور کلام نہ ھو۔ لیکن جس نے ترجمہ کیا اس کو شاید مناسب لفظ نہ ملا ھو۔ یہ میرا خیال غلط بھی ھو سکتا ھے لیکن بہت دفعہ ایسا ھوتا ھے کہ بڑے اعلی' درجے کے اقوال جب ترجمہ کے عمل سے گزرتے ھیں تم جو آپ کو ملتا ھے وہ اصل بات سے بالکل بھی تعلق نہیں رکھتا۔

سوال نمبر 161) حضرت فذیل بن ریاضؒ کا قول ھے اللہ جب کسی کو دوست بناتا ھے تو اس کو ابتلاء و آزمائش میں ڈال دیتا ھے اور جب کسی کو دشمن ٹھراتا ھے تو اسے کثرتِ دنیا عطا کرتا ھے۔ وضاحت فرمائیں۔

جواب: ڈاکٹر جلیل: اب یہ قول بھی اسی کی ایک مثال ھے کہ

words are in isolation-poor medium of expression

یہ بات صحیح ھے کہ ایسا بھی ھو سکتا ھے لیکن ایسا نہیں ھوتا۔ آزمائش کے بہت سارے pattern ھیں۔ قرآن نے کہا کہ بعض کو دے کر آزماتا ھوں، بعض کو نہ دے کر آزماتا ھوں پھر فرمایا کہ بعض ایسے ھیں کہ ان سے لے لوں تو مجھے چھوڑ جائیں، بعض ایسے ھیں ان کو دے دوں تو وہ مجھے چھوڑ جائیں۔ اللہ آزمائش کے petterns کو بندوں کے ساتھ match کرتا ھے۔ دوسری آیت ھے کہ ھم کسی نفس پہ اس کی ھمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ اس لیئے ھر آدمی کے لیے ھر ٹیسٹ نہیں ھوتا اور ھر ٹیسٹ ھر آدمی کے لیئے نہیں ھوتا۔ یہ بات کچھ حالات مین صحیح ھے کہ اللہ بعض اوقات جیسا کہ قرآن میں کہتا ھے کہ اگر ھمیں مسلمانوں کے دل ٹوٹنے کا صدمہ نہ ھوتا، ایک مصلحت

درپیش نہ ہوتی تو ہم کفار کے دروازے اور کھڑکیاں بھی سونے چاندی کے کردیتے۔ وہ قرآن میں یہ بھی کہتا ہے کہ جنہوں نے مجھ سے دنیا مانگی اِنہیں دنیا خوب دوں گا مگر آخرت میں اِن کا کوئی حصّہ نہیں اور جنہوں نے دونوں مانگیں ان کو دونوں دوں گا۔ تو کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ جو آزمائش کا پیڑن ہے

in isolation yes it does exist but this is not the only pattern of examination

حضرت عثمانِ غنیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بہت زیادہ صاحبِ مال تھے۔ اِن کو کثرتِ دنیا اور کثرتِ مال میسّر تھی جو ان کے ایمان کی تقویّت کا باعث بنی اور حضورؐ کی ایک حدیث ہے کہ اس پر رشک ہے جس کی عمر زیادہ ہے اور وہ نیکیاں کرتا ہے، اور جس کے پاس مال زیادہ ہے وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ قول غلط نہیں ہے لیکن ہمیں ایک سوچ کے عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس قول کی تمام dimentions کا جائزہ لے کر ایک مکمل رائے تک پہنچ سکتے ہیں۔

سوال نمبر 162) I came out of 'Baa – Yazidiyat' as, a snake from its skin. When I looked, I saw the lover, beloved and the love are one because in that stat of unification all can be one حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول ہے، میں اپنی (بایزیدیت) ذات کے حصار سے اس طرح نکلا جیسے سانپ اپنی کینچلی اُتارتا ہے۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ عاشق، معشوق اور محبت ایک ھی پیکر میں ڈھل چکے تھے کیونکہ اس لمحہء وصال میں دوئی کا تصوّر مٹ جاتا ہے۔ وضاحت فرمائیں۔

جواب: سکر کی statement اور صحو کی statement میں کچھ فرق ہوتا ہے۔ سکر کی statement جسے آپ statement of ecstasy بھی کہہ سکتے ہو، جیسے (مسکراتے ہوئے) ابھی مجھ سے حسبِ منشا لفظ ھی نہیں نکل رہا تھا۔ سکر کی statement میں بعض اوقات اتنا غلبہ ہوتا ہے کہ کوئی جملہ ھی صحیح نہیں نکل رہا ہوتا۔ کہنا کچھ ہوتا ہے یا بہت زیادہ خوشی میں ایسی بات واقع ہو جاتی ہے کہ کہنا کچھ ہوتا ہے اور منہ سے الفاظ نکل کچھ جاتے ہیں۔ جیسے حضورؐ نے فرمایا کہ صحرا میں ایک بدو کا اونٹ گم ہو گیا، سامان بھی گم ہو گیا اور کچھ بھی پاس نہیں رہا۔ بڑا بیزار اور زندگی کی محرومیوں کا شکار جب وہ افسوس کر رہا تھا تو اچانک اس کا اونٹ اس کے مال سمیت واپس آ گیا۔ وہ اتنا خوش ہوا کہ اس نے کہا اللہ میں نے تم پر بہت احسان کیا، بجائے یہ کہتا کہ اے اللہ میاں تُو نے مجھ پر بہت احسان کیا۔ اس نے کہا کہ اللہ میں نے تم پر بہت احسان کیا اور میرا اونٹ مجھے مل گیا۔ تو بعض اوقات سکر کی statement ایسی ہوتی ہیں جو آدمی کو اچنمبھے میں ضرور ڈال دیتی ہیں۔ حیران کن باتیں لوگ ان سے بری غلط قسم کے تصوّرات کی تفویض رکھتے ہیں۔ بایزیدؒ کہہ رہے ہیں کہ میں اپنی جِلد سے نکل گیا جیسے سانپ کینچلی سے نکلتا ہے، یعنی جب میں نے اپنے نفس کو مارا اور اپنے نفس کو تکلیف دی میں اپنے وجودِ مادیت سے نکلا، میں اپنی روح کے مقام تک پہنچا تو میں اس طرح بدلا جیسے سانپ اپنی کینچلی بدل لیتا ہے۔

اگر محاورتاً دیکھا جائے تو شاید ایسی statement اتنی صحیح نہیں ہوتی۔ کیونکہ سانپ کینچلی بدلنے کے باوجود سانپ ھی رہتا ہے۔ مگر بایزیدؒ اس مقام کا Mystic ہے کہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں نے جب ریاضت کی، مجاھدہ کیا تو حضرت بایزیدؒ کا قول ہے کہ محبت اسطرح ہے کہ جب میں چالیس برس اللہ کو تلاش کیا اور نفس مارا، اپنے اوپر جبر کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے میری تلاش میں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ جس سے محبت رکھتے ہو وہ پہلے سے آپ کی تلاش میں ہوتا ہے، وہ آپ کو ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ قرآن کی ایک آیت شہادت دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ' نے تخلیقات بنائیں اور انسان کو قائم کیا اس کو ایک مقصد دیا اور انسان سے اپی پہچان طلب کی، تو جب انسانوں نے اس کی طرف اُنس سے، محبت سے رجوع نہیں کیا تو خدا ایک جملہ بولتا ہے

" يَٰحَسۡرَةً عَلَى ٱلۡعِبَادِۚ . . . [سُوۡرَةُ یسٓ: 30] " (اے لوگو مجھے تم پر حسرت آتی ہے)

کہ میں نے سب کچھ تمہارے لیئے کیا اس کے باوجود تم نے میری قدر نہ جانی، میری طرف توجہ نہ کی، مجھ پہ محبت کی نظر نہ کی اور تم دنیا کی شہوات کے اسیر ہو گئے۔ کاش تم جانتے کہ متاع دنیا سے کہیں زیادہ خوبصورت چیزیں ہیں جو دامنِ پروردِگار میں نظر آتی ہیں۔

But you did not ralize it

ہماری حسّیات immediate کو بڑھتی ہیں اور immediate سے آگے جو حُسن و جمال کی دنیا ہوتی ہے اس تک نہیں پہنچتیں۔ یہی ایک basic قصور ہے عجلت اور immediacy کا۔

ڈاکٹر جلیل: استادِ محترم نے ابھی سکر کی بات کی تو میں آپ کن انہیں سوالوں میں سے ایک statement سناتا ہوں یہ typically سکر کی حالت میں کی گئی بات ہے

He prases me and I prais Him. He worships me and I worship Him. How can He be independent when I help Him and assist Him, In my knowing I creat Him

بعض اوقات ہمارا مشاھدہ، ہمارا vision ہمارے علم سے بڑھ جاتا ہے۔ ہماری understanding جب ہمارے مشاھدے سے پیچھے رہ جاتی ہے تو ہم اسے الفاظ نہیں دے سکتے، جب الفاظ نہیں دے سکتے، تو ایسے الفاظ دیتے ہیں جو صحیح نہیں ہوتے۔ میری کوئی حیثیت نہیں کہ کسی کے بارے میں رائے دوں۔ Probably کسی ایسے experience سے گزرے، کوئی ایسا مشاھدہ ہوا جس کے دوران وہ اپنی شناخت کھو بیٹھے، اور انہوں نے گمان کیا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں وہ میں ہوں اور جو میں دیکھتا ہوں وہ " وہ " ہے۔

یہ ایک ناقص تصوّر ہے، خدا ایک ذاتِ واحد ہے اور ہمار حصّہ نہیں ہے نہ ہم اس کا حصّہ ہیں، البتہ ہم اس کی تخلیق ہیں وہ خالق ہے۔ یہ بات بڑی واضح ہونی چاھیئے اور جتنی اچھ طرح یہ بات دماغ میں رہے تو بہت سارے ایسے مغالطے اور misconceptions پیدا ہونے سے رک جاتے ہیں۔ اگر آپ اسے as a basic principle ذھن میں رکھیں ہم مخلوق ہیں، اس کے علاوہ ہمیں کوئی نسبت اس سے نہیں ہے، اگر ہے تو محبت کی۔ یہ نہیں کہ ہم " وہ " ہیں اور وہ " ہم " ہیں۔ یہ بہت ساری غلط فہمیوں کا جنم دیتی ہے اور لوگ ساری عمر ان غلط فہمیوں میں گزار دیتے ہیں۔

سوال نمبر 163) Love is sweetness but its inner realities have bewilderment in its nature ابو علی الدقاقؒ کا فرمان ھے کہ محبت مٹھاس ھے مگر درحقیقت استجاب ھے۔ وضاحت فرمائیں۔
جواب: ڈاکٹر جلیل: محبت مٹھاس ھے لیکن درحقیقت استجاب ھے، مٹھاس تو ھے مگر حجاب ھے۔ آپ اس کو مجاز میں لینا جاھتے ھیں یا حقیقت میں لینا چاھتے ھیں؟ دونوں صورتوں میں آپ لے سکتے ھیں۔ حقیقت کے معنوں میں یہ ھو گا کہ حجاب کا اٹھنا مقصود نہیں ھے، ھمسائیگی مقصود ھے اور ھمسائیگی مٹھاس ھے۔ اگر آپ کو خدا کی ھمسائیگی نصیب ھو گئ تو اس کیفیتِ قلب و دماغ نصیب ھو گی جس کو لوگ مقاشفہ کہیں، serenity کہیں، bless کہیں، آپ جو مرضی نام دے لیں البتہ ھمسائیگی ھر شخص کو اپنی حیثیت کے مطابق نصیب ھوتی ھے۔ حیثیت شاید تھوڑا سا rude لفظ ھو گا، آپ اسے مناسبت کہہ سکتے ھیں۔ استاد سے ھم نے شعرسنا کہ

ؔ وہ کچھ اس طرح سے ائے مجھے اس طرح سے دیکھا   میری آرزو سے کم تر میری تاب سے زیادہ

اب ھم سوال تو بہت بڑے دیدار کا، جلوے کا یا مقاشفے کا کرتے ھین لیکن کیا ھم اس کی سکت بھی رکھتے ھیں؟ بہرحال جب بھی مقاشفہ نصیب ھو وہ شہادت بھی ھے اور اطمینان بھی ھے۔ لیکن حجاب پھر بھی برقرار رھتا ھے۔ مکمل حجاب کا اٹھنا شاید ممکن نہیں کیونکہ جب قیامت کے دن جب خدا کا دیدار نصیب ھو گا تو رسولؐ نے فرمایا کہ تم خدا کو اس طرح سے دیکھو گے جیسے تم بادلوں کے پیچھے چاند کو دیکھتے ھو۔

پروفیسر صاحب: حضرات یہ لفظ typically تصوّف کے لفظ ھیں جیسے bewilderment کا لفظ، تو اس لفظ کا مطلب ھے حیرانی کہ میں جتنا اس کے اندر گیا، جتنا جذبہ محبت میں آگے بڑھا میری حیرانی میں اضافہ ھوا۔ یہ ایک انسانی vision پہ نہیں بولا جا سکتا اگر فرض کرو کے کوئ کہے کہ میں معشوقِ زمینی کے ساتھ وابستہ ھو تو پھر حیرانی کی بجائے بچے بڑھیں گے، اگر شادی ھو گئ تو۔ دراصل یہ اسی حقیقتِ کُبری' کی طرف اشارہ ھے کہ جب اللہ تعالی' کے ساتھ محبت ھوتی ھے تو جوں جوں خدا کا کرم اس کے اوپر کھلتا ھے تو بندہ اللہ تعالی کو اور زیادہ دیکھتا ھے، اس کے زیادہ کرشمانِ قدرت دیکھتا ھے، تو اس کی حیرانی میں اضافہ ھوتا ھے۔

ؔ کئ بار اس کی خاطر ذرّے ذرّے کا جِگر چیرا   مگر یہ چشمِ حیراں، جس کی حیرانی نہیں جاتی

کہ انفس و آفاق میں اتنی گہرائیاں اور گِیرائیاں نظر آتی ھیں کہ بندہ حیران ھو جاتا ھے۔ چھوٹی اور مختصر بات آپ کو بتادوں۔ آج کل سائنسز ھمیں ان حیرانیوں سے آشنا کرا رھی ھیں جن سے پہلے ھم تصوّف کے ذریعے حیران ھوتے تھے۔ اب آپ دیکھیۓ کہ آپ کی زمین ایک چھوٹا سا cosmos ھے۔ پہلے ھمارا خدا کا تصوّر کتنا مختصر سا ھوتا تھا۔ ایک جابر ذات، ایک قدرت جو زندہ کرتی ھے، جو مارتی ھے، مگر جب سے کائنات کھلی ھے تو پتہ لگتا ھے ھمارے اس سورج جیسے دو ارب سورج موجود ھیں اور دو ارب Glaxies موجود ھیں۔ فاصلے اتنے زیادہ کہ چشمِ تصوّر سے بالا ھیں اور حیران کن کائناتوں کے پس منظر جب کھل رھے ھوں تو اتنی بڑی microcosm میں ھمارا وجود صرف اتنا ھے جیسے دنیا بھر کے ریگستان اکٹھے ھو جائیں تم ھمارے وجود کی حیثیت ریت کے ایک ذرہ کے برابر ھے۔ تو پھر اس بیچارے ذرّے نے حیران نہیں ھونا تو کیا ھونا ھے۔ تو اتنی بڑی حیرتوں میں ھمیں کوئ اعتبار حاصل ھے تو وہ یہ اتنی بڑی کائنات کا حالق پھر بھی ھم سے کوئ اُنس رکھتا ھے اور ھم اُس سے اُنس رکھتے ھیں۔

" فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَذِكۡرِكُمۡ ءَابَآءَكُمۡ أَوۡ أَشَدَّ ذِكۡرٗاۗ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 200] " (مجھے اس طرح یاد کرو جسطرح اپنے آباؤاجدا کو یاد کرتے ھو، محبت سے، پیار سے، اُنس سے)

" لَن تَنَالُواْ ٱلۡبِرَّ حَتَّىٰ تُنفِقُواْ مِمَّا تُحِبُّونَ [سُوۡرَةُ آل عِمرَان : 92] " (تم کبھی برات نہیں پا سکتے، جب تک مجھ سے اسطرح پیار نہ کرو، جب تک تم اپنی پیاری چیزوں کو ترک نہ کرو گے)

جب تک تم اپنی محبتیں ترک نہ کرو گے تب تک تم میری محبت نہیں پا سکتے۔ تو پتا یہ لگتا ھے کہ اس کائنات کی وسعتوں کو اگر کوئی چیز جوڑنے والی ھے تو اللہ کی محبت ھے، بندے کی عقیدت ھے، اسکی عبودیّت ھے۔ یہی وہ چیزیں ھیں جن سے اس کائنات میں واحد منسلک سلسلہء حیات بنتا ھے ورنہ تو ویرانیاں ھی ویرانیاں ھیں۔

ڈاکٹر جلیل: دو شعر مجھے یاد آ رھے ھیں اگر غلط پڑھوں تو آپ تصیح فرما دیجیۓ گا۔

ھم سمجھتے تھے کہ قیامت ھے فراقِ یار   تجھ سے مِل کر بھی حشر یہی برپا دیکھا

ھر لحظہ نیا طُور نئی برقِ تجلّی   اللہ کرے مرحلہء شوق نہ ھو طے

سوال نمبر 164) کیا اللہ سے محبت کرنے والے میں اللہ کے اوصاف پیدا ھو جاتے ھیں؟
جواب: ڈاکٹر جلیل: درسِ قرآن میں ایسا ھی ھے کہ میں اس کے ھاتھ بن جاتا ھوں، میں اس کی زبان بن جاتا ھوں، اور پھر کہا اللہ کے رسولؐ، آپؐ نے نہیں، وہ کنکریاں ھم نے پھیکیں تھیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ھوتا کہ آدمی کلّي طور پر رؤف و رحیم ھو جاتا ھے۔

پروفیسر احمد رفیق: حضراتِ محترم آپ نے تین اصطلاحات سُنی ھوں گئیں جو اکثر آپ کو اھلِ تصوّف کے ھاں ملتی ھیں۔ فنافی الشیخ، فنافی الرسولؐ اور فنافی اللہ، اصل میں اس اصطلاح کا مطلب یہ ھے کہ شروع شروع میں شاگرد اپنے استاد کی تقلید کرتے ھیں، اس کی approach پسند کرتے ھیں، حتّی' کہ آپ نے دیکھا کہ بعض گدّیوں پہ سارے لوگ ایک جیسے لباس، ایک جیسے بال، ایک جیسی زلفیں، اب فنافی الشیخ کا تصوّف پگڑیوں میں چلا گیا ھے، ھری پگڑیاں، کالی، پیلی پگڑیوں کے جو آپ کو نظر آتے ھیں۔ آج کل اک استاد کی ظاھری حالت گم ھو جانے کا مطلب فی الشیخ سمجھا جاتا ھے۔ مگر اس کا اصل مطلب یہ تھا کہ ھم اپنے کردار کو اپنے استاد کے کردار کے ساتھ identify کریں، اُس کی خوبیاں حاصل کرنے کی کوشش کریں، اُس کی عادات، اُسکے فضائل، اُس کی نرمی، اُس کا انداز، اِس کو ھم فنافی الشیخ کہتے ھیں۔ پھر جب فناالشیخ سے اگے گزریں تو ظاھر ھے کہ کائنات کا ایک عظیم ترین استاد موجود ھے۔ اللہ کے رسولؐ تو پھر فنافی الرسولؐ کا مطلب یہ ھے کہ

We try to identify with our prophet

حدیث آپ پڑھیں گے، قرآن پڑھیں گے، تو آپکو ایسی عاداتِ رسولؐ سے شناسائی ہو جائے گی، جن کو آپ جب اپنے باطن میں پیدا کریں گے تو ہولے ہولے آپ کی مشابہتِ رسول اللہؐ کے کردار سے ہوتی چلی جائے گی۔ اور شاید اس سے آگے لوگ فنافی الرسولؐ ہوتے ہیں، تو وہ فنا اللہ ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اللہ کے رسولؐ کی عادتیں اللہ کی عادتیں تھیں اور اللہ کی عادتیں اللہ کے رسولؐ کی عادتیں ہیں۔ جیسے اُمّ المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہؐ کا اخلاق کیسا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تم قرآن نہیں پڑھتے، جیسے قرآن تھا، جیسے اللہ نے کہا ویسے رسولؐ تھے اور جیسے رسولؐ تھے ویسے آپ نے بننے کی کوشش کی۔ تو فنافی الشیخ، فنافی الرسولؐ اور فنااللہ میں ایک دوسرے میں گم ہونے سے مراد یہ بالکل نہیں ہے کہ آپ اس کے اندر رگوں چلے جاتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے شیخ کی عادات و خصائل کا نقل کرتے ہیں یا ان کو دل سے قبول کرتے ہوئے اپنے کردار میں ان عادات کو اجاگر کرنے کو محبتِ شیخ کہتے ہیں۔

ڈاکٹر جلیل: آپ لوگوں سے درخواست کروں گا اس صبر کی دعا کریں جو استاد کو میسّر ہے اور افطاری قریب ہونے کے باوجود وہ تفصیلی جواب آپ کو دیتے ہیں جبکہ ہم جیسے لوگ جو فکری تساھل کا شکار ہیں وہ بھاگنے کو پوری کوشش کرتے ہیں۔

سوال نمبر 165) چہرے کا Sketch بنانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا کوئی ایسی حدیث ہے جو اس کی ممانعت کرتی ہو؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: اللہ کے رسولؐ کے اقوال کو سمجھنے کے لیئے انتہائی ضروری ہے کہ ان کے پیچھے نہاں نیّات کو سمجھا جائے، میں یہ فقرہ انگلش میں اپنے استاد سے سنا تھا کہ

To understand deeds of the Prophet you must understand the intentions of the Prophet pbuh

اگر آپ اللہ کے رسولؐ کی نیّات پر غور نہیں کریں گے اور ان کو اس طرح بعینہٖ Follow کرنے کی کوشش کریں گے تو بڑی مضحکہ خیز صورتِ حال پیدا ہو گی جیسے اگر آپ سب لوگ سنّت پوری کرنے کے لیئے مسواک کی تلاش میں صبح نکل جائیں (جیسے ایک دفعہ پروفیسر صاحب نے فرمایا تھا) اور یہ بات بھول جائیں کہ سنّت کا مقصد دانتوں کی صفائی تھا نہ کہ اس مسواک کا in particular استعمال۔ اسی طرح اللہ کے رسولؐ نے جب منع فرمایا تصویروں سے، تماثیل سے، تو اس وقت معاشرے میں بت پرستی اتنے عروج پر تھی کہ اُنہیں کوئی بہانہ چاھیئے تھا کسی کو پوجنے کا جیسے ہم شوگر کے مریض کو کہتے ہیں کہ چینی کے نزدیک بھی نہیں جانا تو ان کے لیئے (تصویر کشی) اتنی مہلک تھی۔ اُن میں شرک کی pontency اتنی زیادہ تھی کہ اللہ کے رسولؐ نے انتہائی احتیاط کو مقدّم جانا اور وہ پردے بھی پھڑوا دیئے جن پر کچھ تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ لیکن ہمیں کچھ ایسی احادیث بھی ملتی ہیں کہ بعض میں حضورؐ نے ان پہ اسطرح سے گرفت نہیں کی۔ قرآن میں بھی ذکر ہے کہ حضرت سلمانؑ تماثیل بنوایا کرتے تھے۔ تو basically

" انّماالاعمال بالنیّات " جو حدیث ہے (انسان کے اعمال کا دارومدار اس کی نیّتوں پر ہے) اس کے تناظر میں بعض احادیث بہت ساری حدیثوں پہ حکمران ہوتی ہیں جیسے اس حدیث کو حکمران احادیث میں سے، میں سمجھتا ہوں کہ بہت ساری حدیثوں کو سمجھنے کے لیئے اس حدیث کی طرف دیکھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جن سے اللہ کے رسولؐ نے منع فرمایا ہے بعض اوقات وہ ایک ایسا problem (مسلہ) تھا کہ اللہ کے رسول نے اس problem سے بچنے کے لیئے ان سے منع فرما دیا اب آپ دیکھیئے اس وقت آقا و رسولؐ ہوں تو کیا وہ گھوڑے پہ سوار ہونا پسند کریں گے؟ یقیناً نہیں وہ خود فرماتے ہیں کہ میں سہولت اور آسانی والا رستہ پسند کرتا ہوں تو اس وقت اگر تصویر کے بغیر پورے معاشرے کی سیکیورٹی خطرے میں ہو آپ کو پتا ہو کہ

law and order disturb

ہو جائے گا۔ اگر آپ کو identification میسّر نہیں ہے تو آپ کو تصویر کھینچوانی پڑے گی۔ اب ضرورت exceed کر گئی ہے اور ایک لوکل situation اس وقت تھی تو میرے خیال میں میری رائے ہے اس وقت اگر کوئی sketch بنواتا ہے تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ Unless کہ اسکا مقصد اس کی کوئی عبادت ہو یا پرستش ہو۔ یہ میری رائے ہے پروفیسر صاحب اس کا وضاحت فرما دیں۔

پروفیسر احمد رفیق: بنیادی طور پر اگر آپ دیکھیں کہ اللہ کے ناموں میں ایک نام ہے " هُوَ ٱللَّهُ ٱلۡخَٰلِقُ ٱلۡبَارِئُ ٱلۡمُصَوِّرُ‌ۖ [سُوۡرَةُ الحَشر : 24]
" کہ وہ تصویر کش ہے۔ قرآنِ حکیم میں اللہ کہتا ہے کہ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، اسی طرح ظاھر ہے اللہ ایک کام جو بڑے شوق سے آپ کے بارے میں کر رھا ہے اس سے شاید آپ کو اس طرح منع نہیں کر رھا جسطرح اُسے اصولاً کرنا چاھیئے کہ یہ گناہ ہے کیونکہ ظاھر ہے کہ ہم سب جانتے ہیں کہ خدا مصوّر ہے، وہ تصویر کھینچ رھا ہے۔ پرانے زمانے میں تصویر کھینچنے کا رواج تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دورۂ فلسطین کے دوران ایک راھب نے وہ تمام تصاویر پر دکھائیں جو پیغمبران اکرام بی بنی ہوئی تھیں مگر جب تصویر بمعنیٰ عبادت ہو جائے تو وہ یقیناً ایک جرم بن جاتا ہے۔ جب تصویریں عبادات کے کام آنا شروع ہو جائیں اور بعض اوقات انسان ایک تصویر کو impression سے بڑھ کر زیادہ اہمیت دینا شروع ہو جائے تو اس پر concentration وارد ہو جائے گی تو وہ یقیناً ایک general attraction سے بڑھ کر obsession بن جاتا ہے اور obsession انسان کے ذھن کی ایک بیماری ہے تو ایسے Sketch کو پسند نہیں کیا جا سکتا۔ اگر آپ نے غور کیا ہو تو ابھی یورپ میں Sketches کی وجہ سے ھمارے اور یورپین کے درمیان جنگ شروع ہو گئ تھی اس میں انہوں نے رسولؐ کے Sketches بنائے

Now they are not called to be the general sketches

یہ کوئی تعریفیہ sketches نہیں تھے۔ یہ caricatural تھے، استہزائیہ sketches تھے۔ اب اس کا جواب دینے کے لیئے مسلمان کیا کرتا؟ مسلمان کے پاس تو چارہ ھی کوئی نہیں کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ سے بھی اتنی محبت کرتا ہے۔ چلو حضرت عیسیٰؑ کے اسکیخ بنا کے دے دیتا تا کہ ان کو بھی تھوڑا غصّہ آئے مگر سوال یہ ہے کہ ان کو تو اتنی عقیدت ھی نہیں اپنے Prophet کے ساتھ، وہ تو اپنے Prophet کو ہر جائز اور ناجائز کام کے لیئے استعمال کرتے پھرتے ہیں۔ ان کو کوئی اتنی عقیدت نہیں، جتنا ھمیں اپنے رسولؐ کے ساتھ پیار ہے اور جتنا عشق ھمیں رسول اللہؐ سے ہے، چاھے وہ ظاھراً ہے یا باطن ہے اتنا کسی مذھب والے کو اپنے پیغمبر سے نہیں ہے۔ اب دیکھیں

مہاتماسدھارتابُدھا نے جب وفات پائ تو انہوں نے ایک بہت بڑا order چھوڑا جسے ہم Mahayana order کہتے ھیں جس میں کوئ تصویر نہیں، کوئ بت نہیں، کوئ figure worship نہیں اور یہ بُدھ مَت کے سچّے پیروکار ھیں۔ مگر جب اشوکا کا زمانہ آیا جو کہ

major most corrupter of Bhuddhisam

تھا، وہ تعریف کی بجائے لعنت کا مستحق ھے کیونکہ میرے خیال میں اسی نے بُدھ مَت کا اصل کلچر کرپٹ کردیا، اسی نے بُت متعارف کروائے، اُسی کے وقت میں مہاتما بُدھ کی پرستش شروع ہو گئ اور Mahayana Group بالکل غائب ہو گیا اور اس وقت پوری دنیا میں Mahayana Group بُدھ مَت کی نمائندگی کر رہا ھے۔ تو یہ تصویر یا تصویر کشی اس وقت تک تو ٹھیک ھے جب تک غالب کے شعر میں

ے سیکھے ھیں ماہ رخوں کے لیئے ھم مصوّری   تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاھیئے

اگر بات اس سے آگے بڑھ جائے تو فطرتاً گناہ ہو جاتی ھے۔

Even bittest or slightest vanity can destroy good

ایک چھوٹا سا دکھاوا یا نفس کا بہکاوا تمام نیکیوں کو برباد کر سکتا ھے۔ لیکن Vanity یا غرور ایک بڑا وسیع لفظ ھے، مطلب یہ کہ اس میں بہت ساری چیزیں آ جائیں گئیں لیکن ھمیں اس میں یہ دیکھنا پڑے گا کہ کیا ضرورت vanity کہلائے گی؟ کیا آسائش vanity کہلائے گی یا نمائش vanity کہلائے گی؟ ضرورت اپنی جسامت کے اعتبار سے عمر کے اعتبار سے معاشرے کے اعتبار سے ایک فرد سے دوسرے فرد تک بدلتی چلی جاتی ھے۔ میرے خیال میں vanity کا اطلاق اس وقت ہو گا جب یا تو آپ چیزیں اپنی ضرورت سے زیادہ رکھیں گے یا آپ کوئ اپنی چیز دکھاوے کے لیئے، کسی کو نیچا دکھانے کے لیئے یا پروجیکشن کے لیئے دکھائیں گے۔ جس کی ایک مثال حدیث میں ملتی ھے کہ کچھ اصحاب حضورؐ کے پاس آئے اور کہا کہ یا رسول اللہؐ عرب کے روٴساء کا طریقہ ھے کہ جب چلتے ھیں تو اپنے لباس کو لمبا رکھتے ھیں، وہ زمین پر دور تک گھسیٹتا ھے چلا آتا ھے اور جس کا لباس جتنا دراز ہوتا ھے اس سے اس کی وجاھت اور اس کے مرتبے کا اظہار ہوتا ھے، جسے انگریزی میں ھم کہیں گے

This is kind of status symbol in the society

تو آپؐ نے فرمایا جس شخص نے ٹخنوں سے نیچے تک اپنا لباس لٹکایا وہ ٹخنے جہنم میں جائیں گے۔ اسطرح کی چار پانچ احادیث ھیں۔ ایک حدیث ھے کہ ی بات سُن کر جضرت ابوبکر صدیقؓ، حضورؐ کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہؐ میرا لباس تو ویسے ھی لٹکا رھتا ھے۔ آپؐ نے فرمایا یہ تمہارے لیئے نہیں ھے۔ البتہ ایک حدیث میں واضح طور پر حکم ملتا ھے جب کوئ پریکٹس status symbol بن جائے اور دیکھنے والے یہ محسوس کریں کہ اس کا تعلق اشرافیہ یا اعلیٰ طبقے سے ھے تو یقیناً وہ نفس کا بہکاوا ھے۔ other than that اسلام میں کوئ رھبانیّت نہیں ھے اور vanity کا لفظ ھم اچھے لباس پہ استعمال نہیں کر سکتے۔ حضورؐ نے اچھا لباس پہننے کو کہا، پہنے ہوئے دیکھا تو پسند کیا اور فرمایا اللہ تجھے نصیب کرے، تُو اسے پہنے، یہ تجھ پہ ختم ہو جائے یعنی اسے استعمال کر کے نیا لباس پہنے۔ نئے لباس سے اللہ کے رسولؐ نے منع نہیں فرمایا، اچھے کھانے سے منع نہیں فرمایا۔ قرآن میں ھے کھاوٴ پیوٴ اور اسراف نہ کرو، تو vanity کا اطلاق ھم عیسائیت کے معنوں میں نہیں کر سکتے۔ Vanity کا اطلاق اسی صورت میں ہو گا جب اس کے پیچھے مقصد کسی نفس کی تسکین ہو گا۔ خواہ وہ دکھاوا ہو، خواہ وہ status symbol ہو، خواہ وہ اپنی بہت زیادہ دولت کا اظہار ہو۔

سوال نمبر 166) سانحہء سیالکوٹ کے تناظر میں کیا ھم انقلابِ فرانس کی طرف بڑھ رھے ھیں؟

جواب: نہیں، نہیں *(مسکراتے ہوئے)* انقلابِ فرانس ان چیزوں پہ نہیں آیا تھا۔ انقلابِ فرانس کی تعریف یہ ھے کہ غریبوں کا انقلاب تھا جو بدترین قسم کی شہنشاھیت پر ختم ہوا، یہ نیپیو لین بونا پارٹ کی شہنشاھیت پہ ختم ہوا actually اگر دیکھا جائے تو یہ ایک incident ھے، اس کی کچھ Psychological reasons ھیں اور نہ دیکھا جائے تو ایسا لگتا ھے کہ یہ incident میڈیا میں تک طرفہ quote ہوتا رھا۔ ھمارے میڈیا کی جو حالت ھے آپ جانتے ھیں، بعض اوقات یہ ایک ملین ڈالر سٹوری پھینکتے ھیں۔ ان کے لیئے یہ ساری چیزیں sellable ہوتی ھیں۔ ایک بہت بڑا حادثہ ہوا، مگر اس حادثے میں ھم اگر nutshell نکالیں تو
It was occurred because of the inefficiency of Police department

جیسے ان لڑکوں نے کیا،
They came and fired at the mob

ان میں ایک بندہ مر گیا، تین زخمی ہوئے، رات گئے اطلاع ملی کہ ان زخمیوں میں سے مزید ایک اور نے دم توڑ دیا ھے۔

I don’t know exactly but this is what exactly the news is that they fired first

جس کے نتیجے میں ایک لڑکا دوسری طرف سے مارا گیا۔ ظاھر ھے as a reaction انہوں نے ان پر حملہ کرنا ھی کرنا تھا۔

There was no reason

پولیس کا حق یہ تھا، اب شاید پولیس کم تھی یا وہ ڈر گئ تھی ان نے ان بچوں کو protection نہیں دی۔ پھر public justice ہوا،

as people would say it was a public justice

مگر پبلک جسٹس کبھی بھی نارمل نہیں ہوتا۔ اگر آپ دیکھیں جس انقلابِ فرانس کی یہ reference ھے اس میں دن کے جج رات کو مقتول ہوتے تھے اور رات کے جج صبح کے مقتول ہوتے تھے۔ یعنی وہ ججز (judges) جو فیصلہ سنا رھے ہوتے تھے تو دوسرے جج رات کو ان کی گردنیں اتار رھے ہوتے تھے۔ پھر جو رات کو Judgment سنا رھے ہوتے تھے صبح ان کی گردنیں اتر رھی ہوتی تھیں۔ ابھی وہ نوبت تو نہیں آئی مگر ایک بحران نظر آ رھا ھے جو ھمارے تمام ڈیپارٹمنٹس میں دیکھا جا سکتا ھے۔ law and order کی سچّوایشن انفرادی حد تک ھے۔

ہمارے قانونی احکامات درست نہیں ھیں۔ ایک فرد کے لیئے ایک اسپیشل آرڈر ایشو ھو جائے تو اس کی خاطر بڑا کچھ کر دیتے ھیں مگر قومی سطح پر یا معاشرتی سطح پر
Law and order probably does not exist

ھر با اختیار اپنی مرضی کے مطابق فیصلے کرتا اور کرواتا ھے۔ ھماری حالت اگر کچھ مشابہہ ھے تو وہ سقوطِ غرناطہ سے ھے۔ اگر آپ نے Fall of Granada پڑھی ھو، اگر غرناطہ کا زوال دیکھا ھو تو آپ کو علم ھو گا کہ اس میں صبح کو ایک چوروں کا ٹولہ آتا تھا اور پہلے لوگوں کو پھانسی چڑھا دیتا تھا کہ ھم سب سے ایماندار ھیں۔ شام کو پھر انہیں قتل کیا جاتا تھا، پھر نیا ایماندار ٹولہ اٹھتا تھا۔ اُمید تو ھے کہ ان ٹولوں کو تواتر عید کے بعد ختم ھو جائے گی،
I am very sure that Pakistan will be getting very stable situation

اور عید کے بعد آپ کو بہت بہتر حالات سے واسطہ پڑے گا انشاء اللہ۔

سوال نمبر 167) کیا یہ ممکن ھے کہ آپ تفسیر قرآن پر مشتمل کوئی کتاب تحریر فرمائیں؟

جواب: پورے قرآن کی تفسیر کرنےکا میں آپ کو چھوٹا سے مسلہ بتا دوں
I can not do that

کیوں کہ بہت ساری چیزیں جو مجھے آسانی سے سمجھ آ جائیں گی میں تو ان میں سے با آسانی گزر جاؤں گا اور میرا خیال ھو گا کہ آپ بھی گزر گئے ھیں۔ تو میں خیال کروں گا کہ اس کی تفسیر کی ضرورت نہیں ھے۔ مگر جب کسی جگہ تفسیر کی ضرورت پڑے گی جیسے میں قرآن کی پہلی آیت پڑھتا ھوں

" ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلْعَـٰلَمِينَ [سُوۡرَةُ الفَاتِحَة : 2] "

تو جتنی بھی تفاسیر جو اس وقت موجود ھیں مجھے ان سے اختلاف ھوتا ھے کیوں کہ جب ھم کہتے ھیں وہ رب العلمین ھے تو پھر عالمین کی ھر چیز کا رب ھونے کا مطلب، ھر چیز کے رزق کی ذمّہ داری ھونے کا مطلب خالی انسان نہیں ھے افراد نہیں ھیں۔ ھر وہ چیز اللہ تعالیٰ' نے تخلیق کی اس کا کوئی نہ کوئی رزق مقرّر کیا پھر وہ سورج کا رب العلمین ھے جس کو کم از کم 18000 ایٹم ایک لمحے، ایک ثانیے میں پھٹ کر خوراک مہیا کرتے ھیں۔ پھر وہ چاند کا بھی رب العلمین ھے جس کو وہ سورج سے چمکنے کی ضیاء دے کر اس کا رزق مہیا کرتا ھے۔ تو وہ چاند کا بھی رب العلمین ھے جس کو وہ سورج سے چمکنے کی ضیاء دے کر اس کا رزق مہیا کرتا ھے تو ھر چیز کے رزق کی نوعیت بھی بدل جاتی ھے اور یہ ضروری نہیں کہ یہ کھانا پینا جو ھمارا ھے اسی قسم کا سب کا رزق ھو جیسے Polynation کے طریقے ھیں، انسانوں، جانوروں، اور پرندوں کے ذرائع پیدائش ھیں۔ اسی طرح خوراک کے بھی مختلف ذرائع ھیں۔ کسی کا ھو سکتا ھے ایک ھلکی سی شعاع، کسی کا بادل کا ایک قطرہ جو سیپ کے منہ میں جا کر موتی بنتا ھے اور اسکی خوراک کا سبب بنتا ھے۔ اس لیئے جب میں تفسیر پہ اتروں گا۔

If I suppose to explain Quran the way God is

تو میرا خیال ھے پھر بڑی مشکل ھو جائے گی، تو پھر ایک نہیں دس ھزار ایسی زندگیاں ھوں تو بھی پوری نہیں ھو سکتیں۔ قرآن ھمیشہ by parts اترتا ھے پڑھتے تو رھتے ھو آپ اسے مگر سمجھ by parts آتا ھے۔ ھم روٹین میں پڑھنے والے جب بہت زیادہ قرآن شریف پڑھتے رھتے ھیں تو یہ ضروری نہیں کہ ھر آیت آپ کو فوری طور پہ سمجھ آ جائے۔ ھاں اللہ کے مرضی ھے کہ کسی وقت اللہ تعالیٰ' آپ کے دل پہ ایک قرآنی آیت کی تفسیر و تاویل اتار دیتا ھے۔ خدا یہ غلط نہیں کہتا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جائے تو ان کی آنکھیں بھیگ جاتیں ھیں، ان کی جلد کے رونگٹے کھڑے ھو جاتے ھیں اور وہ خوفِ خدا یا محبتِ خدا سے کانپتے ھیں۔ یہ صحیح بات ھے مگر یہ ھوتا اسطرح ھے کہ جیسے خواجہ شہاب الدین سہروردیؒ نے کہا کہ قرآن پڑھتے ھوئے تجلّیات اور لمحات کبھی کبھی اترتے ھیں۔ کوئی لمحہ ایسا آ جاتا ھے کہ آپ کو قرآن کی کوئی آیت چھو جاتی ھے اور یہ چھو جانا بڑا عجیب سا ھے۔ یہ ایسے ھی ھے جیسے سمندر میں اچانک ایک مچھلی ابھری، اب آپ کانٹا لیے تو نہیں بیٹھے ھوتے کہ اسی وقت وہ مچھلی پکڑلو اس لیئے وہ نکل جاتی ھے۔ جو شخص آگاہ ھے وہ اس دل کے سمندر سے ابھرتے ھوئے خیال کو تھام لیتا ھے جو قرآن کی تلاوت سے اس کے دل میں اٹھتا ھے۔ اور اس کو ھی قرآن کو پڑھنا کہتے ھیں اور یہ تفسیر ذرا جدا ھوتی ھے۔ باقی وہ لوگ بڑی ھمّت والے ھیں جو قرآن کی تفاسیر لکھتے ھیں میرا خیال یہ کہ اگر کوئی شخص لفظ بہ لفظ ایک اچھے ترجمے سے قرآن کو ترجمہ کر دے
That is enough

اور ایک ھے بھی ایسا، میں خود بھی وھی پڑھ رھا ھوں، امید ھے آپ بھی اگر آپ کو choice ھو تو آپ وہ ضرور لے لیئے یہ اشرف بک ڈپو کا قرآن ھے۔ اس کو تفسیر باالحدیث یہتے ھیں۔ اگر آپ یہ لے سکتے ھو تو آپ لے لیں اس میں بڑا اچھا ترجمہ ھے اور زیادہ confuse نہیں کرتا۔ مطالب آپ نے خود دیکھنے ھوتے ھیں۔

سوال نمبر 168) یہ کیسے معلوم کیا جا سکتا ھے کہ کوئی عمل خالص اللہ کی رضا کے لیئے ھے یا محض نفس کی پیروی کے لیئے ھے؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: میں صرف یہ کہنا چاھتا ھوں کہ جب مجھے خود یہ محسوس ھوتا ھے تو میری approach یہ ھوتی ھے کہ اے اللہ میں تیرے لیئے کام کرنا چاھتا ھوں اور اگر میری نیّت میں اخلاص نہیں ھے اور میں اس سے آگاہ نہیں ھوں تو اس میں اخلاص ڈال دے، اور اگر میں اخلاص مانگتے ھوئے بھی کسی چھپی ھوئی دعا کا شکار ھوں تو مجھے اس سے نجات دیدے۔ میں تو اپنی گیند پوری طرح سے خدا کی کورٹ میں پھینک دیتا ھوں کہ آپ ھی میری نیّت کے جاننے والے اور آپ ھی میری نیّت دینے والے ھیں، آپ ھی توفیق دینے والے ھیں۔ آپ میرے عمل کو خالص اپنی رضا کے لیئے کر دیجیئے۔ یہ تو دعا کا مرحلہ ھے،

اب سوال یہ ھے کہ آپ کو پتا کیسے چلے گا؟ اگر آپ نے آم نہ کھایا ھو اور میں آپ سے کہوں کہ وہ میٹھا ھوتا ھے، آپ مجھے کہیں کہ مٹھاس کو describe کرو، میں دنیا جہان کے الفاظ لے آؤں تو بھی میں بیان نہیں کر سکتا کہ آم کا ذائقہ کیسا ھوتا ھے۔ وہ چینی کیطرح ھوتا ھے، شرینی کیطرح ھوتا ھے یا انگور کیطرح ھوتا ھے؟ کیونکہ اللہ تعالیٰ' نے شرینی میں اتنی اقسام رکھی ھیں کہ ان میں تفریق کرنا مشکل ھے۔ اسی طرح ھر عمل کے بعد ھمیں ایک مخصوص indication ملتی ھے جو اس عمل کے رخ کا تعیّن کرتی ھے۔ کسی عمل کو خالص اللہ کی رضا کے لیئے کرنے پر جو indication ملتی ھے اسے ھم اطمینان کی کیفیت سے تعبیر کرتے ھیں۔ جب کوئی کام خالص اللہ کے لیئے کیا جاتا ھے تو اس کے بدلے ھمیشہ اطمینانِ قلب نصیب ھوتا ھے۔ بعض اوقات indication کے حوالے سے میرا خیال ھے کہ

perception کرنے والے پر بھی منحصر ہوتا ہے کہ وہ کیسے اس کو perceive کرتا ہے، کیسے اس کو read کرتا ہے، جیسے اگر مجھے اردو نہ آتی ہو تو میں اردو میں لکھی گئی تحریر کو نہیں پڑھ سکتا، تو وہ experience pacific ہوتا ہے لیکن ایک اطمینان کی کیفیت ضرور ہوتی ہے۔

سوال نمبر 169) انسان کا سب سے بڑا دشمن نفس انسان ہے، نفس انسان کی مخالفت کیونکر ممکن ہے؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: دیکھیئے جی یہ بہت بڑا سوال ہے، یہ اس بات پر منحصر ہے کہ آپ کس چیز کی مخالفت کرنا چاھتے ہیں مثال کے طور پر اگر کسی نے مجھے تھپڑ مارا اور مجھے غصّہ آ گیا اور میں اس کو تھپڑ مارنا چاھتا ہوں، اِس کو کنٹرول کرنا تو بڑا آسان ہے مجھے واضح نظر آ رھا ہے کہ اُس کی اِس حرکت کی وجہ سے میرے اندر ایک نفسی ردِعمل پیدا ہوا ہے، اور میں اگر خدا کو یاد کرتے ہی رک جاتا ہوں اور خدا میرے ذھن میں آئے اور میں یہ کہہ کے کہ، میں خدا کے لیئے رک گیا تو

It is so easy to do

لیکن بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ آپ کسی کی مدد کر رہے ہوتے ہیں، تو آپ کو پتا نہیں ہوتا کہ آپ اس کی مدد کر رہے ہیں یا اس کا نقصان کر رہے ہیں۔ اسی طرح میں نے ایک ٹیسٹ رکھا ہوا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ میں اس ٹیسٹ میں پاس ہو گیا ہوں لیکن میں نے بہرحال ٹیسٹ رکھا ہوا ہے کہ اگر مجھے کسی کی کامیابی پہ خوشی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ میں اچھے حال میں ہوں، اور اگر میں کسی کی خوشی پہ ویسی خوشی محسوس نہ کروں تو میں سمجھوں گا کہ میں برے حال میں ہوں، اسی طرح کسی کی ناکامی پر مجھے مسرّت یا relaxation کا احساس ہو تو میں برے اور کمینے حال میں ہوں۔ اس طرح بہت ساری ایسی conditions ہیں جن کے لیئے آپ کو

different kinds of test

رکھنے پڑیں گے۔ اسی طرح آپ میں کوئی جبلّت ہے جس سے آپ واقف ہیں۔ فرض کریں جنسی جبلّت ہے اور آپ برسوں سے اس سے واقف ہیں اس کے لیئے میں strategy develop کروں گا۔ فرض کریں ایسا ماحول تھا جس کی وجہ سے بدجبلّت مجھ پر حاوی ہو گئ تو میں ایک حکمتِ عملی طے کروں گا کہ میں اس ماحول کو اپنے اوپر نہ آنے دوں یا اپنے آپ کو اس ماحول میں لے کو نہ جاؤں۔ اسی طرح ایک ایسا ماحول ہے جس میں مجھے اس جبلّت پر حاوی ہونے میں مدد ملتی ہے تو میں اس ماحول میں جاؤں گا۔ وہ ماحول کیا ہے؟ سورۃ اخلاص بڑھ سکتا ہوں، انا ربی غفور الرحیم پڑھ سکتا ہوں، میں اپنی خوراک میں اعتدال لا سکتا ہوں، اور میں ورزش کر سکتا ہوں۔ تو یہ وہ strategies ہیں جو میں ایسی کیفیت کے بارے میں استعمال کر سکتا ہوں جو میرے نفس کا مستقل روّیہ ہے۔ اس کا اصلی حل نکاح ھی ہے، ایک بھی ہے، دو بھی ہیں، تین بھی ہیں، چار بھی ہیں۔ تو اس طرح جو مسلہ ہے اس کے مطابق آپ

specific strategy develop

کریں گے۔ کچھ transient ہوں گئیں، کچھ permanent ہوں گئیں اور کبھی ایسا بھی ہو گا کہ آپ کو اطمینان ہو جائے گا کہ میں نے اس جبلّت پر دسترس پالی ہے۔ جونہی آپ کو تھوڑا اطمینان ہو گا آپ کے check and balance تھوڑے کمزور پڑیں گے تو وہ جبلّت ایک مکّار سانپ کیطرح جو سردی کی وجہ سے ٹھٹھرا ہوا تھا، حدّت پا کر دوبارہ آنکھیں کھولے گا اور پھر جب آپ جبلّت کا شکار ہوں گے تو پھر آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ ایک نئ situation ہے اور اس کے لیئے میں نے کیا پیش بندی کرنی ہے۔ مختصراً آپ اپنے نفس کا مصالعہ کرتے ہیں، اپنی کمزوریوں کو بھانپتے ہیں، ہو سکتا ہے کسی کو نمود و نمائش کا شوق ہو، کسی کو شوق ہو کہ لوگ میری بات سنیں تو میرے خیال میں ایسا شخص اچھی بات کرنا شروع کر دے تو نفس برا تنگ ہونا شروع ہو جائے گا۔ اگر کسی کو شوق ہو اُس کی بات سنی جائے تو وہ اللہ اور رسولؐ کی اور نفس کے خلاف باھیں شروع کر دے گا تو شاید نفس خوش نہ ہو۔

سوال نمبر 170) قرآن کی کون سی English Translation پڑھی جائے؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: قرآن کی جتنی بھی English translations میں نے دیکھی ہیں ایمانداری کی بات یہ ہے کہ میں ساری میں سے کوئ بھی نہیں پڑھی۔ میں نے خاص خاص topics کے لیئے ان کو دیکھا، خاص خاص آیات کے لیئے دیکھا، مجھے بار بار کہنا پڑتا ہے کہ کہیں آپ غلط فہمی میں نہ پڑ جائیں۔ لیکن I was disappointed کیوں کہ وہ subjects میرے subjects سے related تھے۔ میں ان subjects کے بارے میں جانتا تھا۔ وہ translations بڑی poor تھیں۔ پھر ایک صاحب ہیں حسین عبدالرؤف ان کی ایک کتاب ہے جو قرآن کی language کے بارے میں وہ اگر آپ بڑھیں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ قرآن میں بعض مقامات ایسے نازک ہیں، جہاں پہ آپ کو بڑی اختیاط سے translate کرنا پڑتا ہے۔ میں مفسّر کا نام نہیں لوں گا، پروفیسر صاحب چاھیں تو لے لیں، انہوں نے قرآن کی آیت کو translate کرتے ہوئے، جس میں اللہ کہتا ہے ھم نے ان پر طُور کھڑا کر دیا تو مفسّر کہتا ہے کہ ان کو محسوس یوں ہوا کہ ان پر پہاڑ کھڑا کر دیا، گویا مفسر کے نزدیک خدا کے لیئے محال تھا کہ اس پہاڑ کو اٹھاتا۔ اسی طرح کئ اور translations ہیں جہاں مترحم اپنی بشری بخیلی کے باعث خدا کے کام کو minimize کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اس لیئے آپ کو translation کوئ بھی پڑھیں، علی یوسف صاحب کا ہے، اسّد صاحب کا ہے، Pickthall کا بھی ہے، اب کوئ بھی translation پڑھیں لیکن کوئی بھی ایسی آیات جہاں محکمات نہیں ہیں، بات واضح نہیں ہے، وھاں دو، تین تراجم دیکھیں۔ صرف اس آیت کا ترجمہ سمجھ لیں، آپ کو پوری عربی بھی جاننا ضروری نہیں صرف اس آیت کے بارے میں Arabic grammar کے principles جاننا ضروری ہیں، ان کو دیکھ لیں اور دو، تین مترجم دیکھیں، آپ کو بات سمجھ میں آ جائے گی۔ بات وھی ہے اللہ نے قرآن میں دو، تین جگہ وعدہ کیا اگر تم کوشش کرو گے تو میں رستہ دکھا دوں گا۔

So God is obliged to guide you if you are in search of God

آپ کو بالکل نا اُمید ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر آپ کو سمجھ نہ آئے تو بھی خدا کو پسند ہے آپ کا کوشش کرنا۔ جب آپ کوشش کرتے ہیں تو ایک scientific psychological fact ہے کہ جب آپ کسی مسلہ پر concentrate کر رہے ہوتے ہیں، آپ کو سمجھ نہیں آ رھا ہوتا تو اس وقت دماغ میں کچھ cell کچھ neurons کچھ نئے tracks بن رہے ہوتے ہیں۔ آپ ایک مسلے پہ دو دن غور کر کے تھک جاتے ہیں، exhaust ہو جاتے ہیں، saturate ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں I can not understand it دو دن کے بعد آپ کتاب بعد میں کھولتے ہیں آپ کو answer پہلے ھی مل چکا ہوتا ہے۔ چونکہ آپ کا دماغ اس پہ work کر رھا ہوتا ہے، پھر خدا کی توفیق اس مین شاملِ حال ہوتی ہے، تو

آپ بڑے بڑے سوال پہ مسکرا اٹھتے ھیں، کہ اتنا سادہ سا تھا اس کا جواب، اتنا سادہ جس کے لئے میں نے اتنی تگ و دو کی لیکن وہ تگ و دو ضروری تھی، تبھی یہ آپ کو سادہ سا جواب آپ کو نصیب ھوا۔ اگر آپ نے تگ و دو نہ کی ھوتی تو آپ کو شاید وہ سادا سا جواب سمجھ میں ھی نہ آتا۔ آپ نے ان امکانات پر غور نہ کیا ھوتا، Do(s) and don't(s) *(ڈُوز اینڈ ڈونٹس)* نہ دیکھے ھوتے تو آپ کو وہ جواب کبھی بھی سکون اور اطمینان نہ بخشتا۔ بنے بنائے، سُنے سُنائے، جواب بعض اوقات آپ کو وہ مزا نہیں دیتے۔ کھانا پکا کے کھانے میں جو مزا ھے شاید وہ پکے پکائے کھانے میں نہ ھو۔

سوال نمبر 171) اِمام مہدیؑ کا ظہور کب ھو گا؟

جواب: ڈاکٹر جلیل: میں اس کے بارے میں اتنا ھوی جانتا ھوں کہ احادیث اور روایات سے ھمیں پتہ چلتا ھے کہ ایک ایسا شخص جو آلِ رسولؐ سے ھو گا اور اس کا نام بھی آپؐ کے نام پر ھو گا۔ وہ ایک اچھا حکمران ھو گا، اس سے زیادہ میرے خیال میں، میں نے پروفیسر صاحب سے یہ بھی سنا ھے کہ ھمیں بہت زیادہ description نہیں ملتی کہ وہ آپ کی اولاد میں سے ھو گا، آپ کے نام پہ ھو گا اور ایک اچھا حکمران ھو گا۔ اس کا ظہور کب ھو گا؟ اس کے بارے میں مجھے علم نہیں۔ حضرت علیؓ کا قول ھے کہ وہ ایسی بے قراری کا عالم ھو گا جیسے کوئی دلہن اپنے خاوند کے بارے میں سوچ رھی ھوتی ھے کہ وہ کیسا نکلے گا۔ وہ ایک ابتلاء و آزمائش کا عالم ھو گا کہ لوگ کہہ اٹھیں گے کہ کوئی ھو، وہ کچھ ایسی کیفیت ھو گی۔

پروفیسر احمد رفیق: آپ نے دیکھا ھو گا کہ کوئی شخص اگر کوئی چیز بہتر جانتا ھے تو ھم بھی سارے کے سارے اس سے استفادہ کروں تو

There is nothing like that concept of Mehdi (Reformer)

دراصل قوموں کے زوال میں کسی مسیحا کا تصوّر ان کے جذباتی اور اخلاقی زندگیوں کا حصّہ ھوتا ھے۔ موسی بن نصیر غرناطہ سے نکل گیا، وہ وادی الکبیر میں ڈوب کے شہید ھو گیا مگر تین سو برس تک غرناطہ کی وادیاں اس کے واپس آنے کے خواب دیکھتی رھیں۔ یہ ھوتا ھے کہ جب انسان یا قوم کسی پریشانی میں ھوتی ھے تو ھماری collective unconsciousness ھمیں رستہ دکھاتی ھے، غموں سے نکلنے کا کوئی رستہ دکھاتی ھے۔ وہ اگر مذھب ھو تو بہت اچھا ھے اور اس میں حضرتِ مہدیٔ کا تصوّر کوئی آج آپ کے لئے نیا نہیں ھے ھر زمانے میں تھا۔ اگر آپ غور کریں تو آج سے ایک ھزار سال پہلے حضرتِ مہدیٔ کی کیا ضرورت تھی۔ اگر آج نہیں ھے پھر بھی جب عباسی خلفاء کا زمانہ تھا تب بھی فاطمی تصوّر جو تھا امام مہدیٔ کا، زندہ تھا اور

through out the ages

جب مہدیٔ نہیں آئے تو پھر ایک فرقہ جس کو ھم اِمامیہ کہتے ھیں انہوں نے حضرت اِمام کا امامِ حاضر اور غائب قرار دیا۔ تو مہدیٔ کہیں گئے تو ھیں نہیں، مسلمانوں کے ایک طبقے کے مطابق وہ ھر وقت حاضر ھیں مگر غائب ھیں۔ ایک طبقے کے مطابق انہوں نے ظہور سے وجود میں آنا ھے۔ But the fact is کہ اگر میں تمام rely کروں احادیث کے اذکار پر تو کچھ اقوال ایسے ھیں جو مہدیٔ کے بارے میں یقینی ثبوت ھیں اور ان میں سے حضورؐ کی سب سے بڑی حدیث ھے کہ اس امت کا کیا حال ھے جس کے شروع میں، میں ھوں اور اشارہ کیا بنو عباس کی طرف، جس کے بیچ میں تم ھو اور جس کے آخر میں مہدیٔ ھے۔ ظاھر ھے کہ یہ ایک مستند ترین حدیث ھے جس سے پتا لگتا ھے کہ مہدیٔ ضرور ھے، مہدیٔ نے ھر حال میں آنا ھے اور وہ ضرور ھے۔ اس میں آگے جا کے مسلم میں جیسے آپ کے نسب کی تخصیص موجود ھے اور کہا کہ وہ آلِ محمدؐ میں سے ھوں گے۔ اُن کا نام آپؐ کے نام پر ھو گا۔ مگر بخاری اس میں صرف ایک جملہ specify کرتا ھے کہ زمانۂ آخر میں مسلمانوں کے گروہ کا سردار ایک نیک انسان ھو گا۔ میرا خیال یہ ھے کہ اگر خلاصہ نکالا جائے مہدیٔ کا اور اگر miracles چیزیں ھٹا دی جائیں تو بخاری کی یہ statement ان پر پوری اترتی ھے کہ زمانۂ آخر میں مسلمانوں کو lead کرنے والہ ایک نیک مسلمان ھو گا۔ اس میں ایک بات یاد رکھیئے کہ نیکا مسلمان ھم کسے کہتے ھیں؟ یہ برِصغیر میں جون پور کے مہدی سے لے کر بے شمار مہدی آٹھ یا دس تو میں ابھی آپ کو گنوا سکتا ھوں۔ ھر دور میں کوئی نہ کوئی مہدی پیدا ھوتا رھا، اس کے متبّعین بھی ھوئے، اس کو ماننے والے بھی ھوئے اور پھر مہدی مارے بھی گئے۔ کئ سارے پیچ میں بیچارے مہدی مارے بھی گئے۔ سوال یہ ھے کہ مہدیٔ کون ھے؟ تو حضرات! ایک بات یاد رکھیئے بڑی مختصر سی بات ھے کہ

Nobody can bring a revolution the time of which is not come

کوئی شخص وہ انقلاب نہیں لا سکتا جس انقلاب کا وقت ابھی نہ آیا ھو۔ کوئی شخص فتح اور نصرت نہیں پا سکتا، خدا جس کا ساتھ نہ دے۔ تو مہدیٔ کے آنے میں بھی یہ دو حقیقتیں حائل ھیں، ایک اس کے انقلاب کے آنے کا وقت، ایک خدا کے ساتھ دینے کا وقت۔ آپ کو یاد ھے کہ جب اللہ نے ایک فیصلہ کیا کہ ھم نے قومِ عالین کو رسوا کرنا ھے، ھم نے قومِ فراعنۂ مصر کو رسوا کرنا ھے تو آپ نے موسیٰؑ سے کہا کے موسیٰؑ جا اور اس قوم کو سبق دے جو باز آئیں تو ٹھیک ورنہ ان کو تباہ و برباد کر دیے۔ موسیٰؑ نے عرض کی کہ اے اللہ میں نے ان کا بندہ مارا ھوا ھے، مجھے تو آپ مروا دو گے، یہ مجھ سے انتقام لیں گے، مجھے قتل کر دیں گے۔ تو اللہ نے فرمایا کہ موسیٰؑ کیا میں تمہارے ساتھ نہیں ھوں؟ حضراتِ گرامی! یہ بات یاد رکھنا کوئی مُلّا، کوئی مولوی، کوئی مجاھد کسی قسم کی کوئی achievement نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ جو اللہ نے موسیٰؑ سے کہا ۔ ۔ ۔ " کیا میں تیرے ساتھ نہیں ھوں " اللہ اگر کسی کے بھی ساتھ ھو گا وہ فتح مند ھو گا، وہ فتح یاب ھو گا، وھی اِمامِ وقت ھو گا، وھی مہدیٔ آخر زمان ھو گا۔

That is all which I know about this discussion

سوال نمبر 172) امریکہ میں ایک institute ہے جو 1992 میں establish ہوا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ امریکن آرمی اس کو support کر رہی ہے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ ایسی radiation بنانے میں کامیاب ہو جائیں جو ہوا کا رخ موڑ سکتی ہوں، جس کو وہ بادل لانے والی ہوا پہ پھینکیں گے۔ جس سے اگر وہ چاہیں تو کسی ایک علاقے میں زیادہ بارشیں ہو سکتی ہیں۔ امریکی میڈیا میں اس کی بہت ساری reports موجود ہیں۔ دوسرا Earth plates کے حوالے سے ان کے پاس ایسی rays بھی موجود دھیں جو زمین کے اندر Earth plates کو حسبِ منشاء move کر سکتی ہیں۔ نیز کہا جاتا ہے کہ انہوں نے Ozone Layer میں کوئ آگ جیسی strength ڈھونڈھ لی ہے۔ میرا آپ سے سوال یہ ہے کہ کیا یہ قانونِ قدرت میں مداخلت نہیں؟ کیا واقعی یہ ممکن ہے؟ اور اگر ممکن ہے تو اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: ماشاء اللہ پہلی بات سے مجھے یہ نظر آیا کہ آج کل جو بارشیں زیادہ ہو رہی ہیں یہ بھی امریکہ کی وجہ سے ہیں اور اگر ایسا ہے تو میں امریکہ کا بڑا فین ہو جاؤں گا کیونکہ بارشیں مجھے بہت ہی پسند ہیں۔ But the fact is کہ یہ ساری ایجادات ہوں گی، ضرور ہوں گئیں۔ دجل بہت بڑا دعوی' ہے، خدائی بہت بڑا دعوی' ہے اور جب کوئ شخص جو اپنی ذات کو محورِ کائنات قرار دے کر اور اپنے آپ کو بلندتر کر، اپنے آپ کو خدائے مطلق کہے گا تو ضروری نہیں کہ وہ جو خدا کا انکار کر رہا ہے اپنے آپ کو خدا کہے۔ وہ صرف یہ کہے گا کہ خدا نام کی کوئی چیز تمہیں اختیار کے لیئے چاھیئے۔

We as human being are God, and we human are Gods and out of these human beings, I as human being is the most important so I am the God.

اگر دیکھا جائے تو Neo Darwinian concept جو دنیا میں چل رہے ہیں، یہ بالآخر انسان کی خدائ پہ منتج ہوں گے اور انسان کو خدا قرار دیا جائے گا۔ اب ان ساری چیزوں کے ہوتے ہوئے آپ سوچتے ہو کہ مداخلت کہاں ہے؟ ہمارے پاس ایک ایسا لائحہ عمل ہے، چاھے صدیاں بیت جائیں، انسان اس کے آگے نہ ٹھر سکے گا۔ With utmost progress ہم نے شاید ایک دو ستاروں سے سرگوشیاں کی ہیں۔ مریخ سے کیں، چاند سے کیں تو دلیل وھیں پہ آ کر ٹھرے گی جو حضرت ابراھیمؑ نے نمرود کو دی تھی۔

" وَإِذۡ قَالَ إِبۡرَٰهِـۧمُ " کہ میرا اللہ تو مشرق سے سورج نکالتا ہے اور اگر تو واقعی خدا ہے تو مغرب سے نکال دے۔ جوں جوں ہم span کو وسیع کریں گے ایک محدود پیمانے پر اس چھوٹے سے گھر میں تو میں بھی اپنے آپ کو خدا سمجھتا ہوں۔ ایک پاکستان کی حد تک تو زرداری صاحب بھی خدا بنے ہوئے ہیں اور اگر دنیا کو لے لیا جائے تو شاید امریکن بھی خدا ہوں۔

But this span is too short

اور کائنات بہت بڑی اور بہت وسیع ہے۔ خدا جس دعوے پہ بیٹھا ہے اگر اس کی اوسط نکالی جائے تو

Out of billions and trillions years of life spans

ابھی ایک ذرے نے یہ جراتِ اقتدار کی ہے کہ میں بھی کسی قابل ہوں کہ خدا کو چیلنج کر سکتا ہوں۔ اس لیئے میرا خیال کہ

There isn’t options, any chance اور chances

کوئ نہیں ہیں۔ ھاں یہ ہے منصور حلاج کی طرح کوئ دعوی کر کے سر کٹوالے تو الک بات ہے، ویسے نظر تو آ رہا ہے، آگے مرنے جینے کے وقت آ رہے ہیں۔ تو میرا خیال اس دعوے کا نتیجہ ہم غریبوں کو بھگتنا پڑے گا۔ باقی یہ کہ

Nobbody can challenge the supreme authority

اگر اللہ اتنا معمولی ہوتا، اتنا ڈرا ہوا ہوتا، اتنا کمزورر ہوتا تو انسان کو عقل ھی نہ دیتا۔ ظاھر ہے کہ اس نے عقل دی، اس کے نتائج دیکھے، اسکی maximity جانچ لی پھر کہا اچھا جا ناز کر لے اپنے اوپر۔ اس نے انسان کو عقل عطا کر دی۔ He is the creater یہ بہت بڑا فرق ہوتا ہے اور جو مخلوق ہے وہ کہاں تک پر پھیلائے گی؟ کہاں تک جرائتیں اور وسعتیں ماپے گی؟

Just a part of his imagination, a wing, ultimately we are.

اس لیئے کہ ایک آنکھ جھپکنے سے کائنات بدل جاتی ہے، اللہ خیر رکھے۔

سوال نمبر 173) قرآن مین یا آیت ہے کہ ھم تمہیں آزمائیں گے، خیر سے بھی، شر سے بھی۔ خیر سے آزمائش کیسے ہو سکتی ہے؟

جواب: میرا خیال یہ ہے کہ عقل جب بھی ترقّی کرتی ہے progress کرتی ہے، خیر و شر دونوں instruments نظر آتے ہیں۔

Goodness is not what you think is goodness and bad is not bad what you think is bad, if any God orders me that these things are bad, maybe an other society considers those very things as virtues.

تو اچھائ اور برائی کی تمیز میں ھمارے پاس کوئ باقاعدہ لائحہ عمل کوئ ایسا hard rule نہیں ہے۔ ہم کُتا نہیں کھا سکتے، ہم بلّی نہیں کھا سکتے، میرے ھمسایہ ممالک چین اور کوریا میں سب کھاتے ہیں۔ ھمیں جس چیز سے کراھت آتی ہے اور جس کے احساس سے شاید ھمارے دل الٹ جائیں، ان کے دل رغبت سے ان چیزوں کو لپکتے ہیں۔ تو اچھائ برائ یہ ساری کی ساری چیزیں آپ کی اس Commitment کا حصّہ ہیں جس میں آپ کسی حقیقت کو مان کر کچھ چیزوں کو اچھا اور کچھ چیزوں کو برا سمجھتے ہیں۔ میں اللہ کو مان کر شراب نہیں پیتا، میں اللہ کو مان کر سور نہیں کھاتا، میں اللہ کو مان کر بہت سارے ایسے کاموں سے اجتناب کرتا ہوں حالاکہ میرے جیسے ھزاروں لاکھوں، کروڑوں انسان ہیں جو انہی کاموں کو بڑے شوق سے پورا کرتے ہیں۔ سو ھمیشہ ایک ذھنی فیصلہ اور قوّتِ ارادی آپ کے لیئے حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسے لندن سے کسی نے پوچھا کہ پروفیسر صاحب ہم وہ Hot dogs کھا لیں جس میں

سور کے گوشت کی آمیزش ھوتی ھے۔ میں نے کہا کھا لو، تو کہنے لگا ۔ ۔ ۔ نہیں نہیں ۔ ۔ ۔ یہ آپ کیا کہہ رھے ھیں؟ میں نے کہا میں کہہ رھا ھوں ھاں، کھا لو، وہ بولے ۔ ۔ ۔ جی وہ ۔ ۔ ۔ اللہ نے نہیں منع کیا؟ میں نے کہا اللہ سے محبت ھے تو نہ کھاؤ،

It is very simple thing

آپ کے حرام کے ہزاروں فیصلے بہت سادہ ہوتے ھیں۔ ان میں آپ پہ کوئ جبر نہیں ھوتا، کسی معاشرتی ضرورت کے مرھونِ منّت نہیں ھوتے۔ مگر جب آپ اللہ کو جانتے ھو، پسند کرتے ھو اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرنا چاھتے ھو تو پھر آپ کو خیر و شر میں فرق نظر آنا شروع ھو جاتا ھے۔ میرے لیئے خیر صرف وہ ھے جس کے لیئے اللہ نے مجھے حکم دیا ھے۔ جس سے اس نے مجھے منع فرمایا ھے وہ شر ھے۔ حضرات! افطاری کا وقت بہت قریب ھے تو میں اسرار صاحب سے ضرور کہوں گا کہ آپ سے دو باتیں بھی کریں اور اپ کو بڑی اچھی دعا سے بھی آشنا کریں۔ اس سے پہلے کہ میں مائیک اسرار صاحب کے حوالے کروں، میں ایک نقطہ ضرور واضح کرنا چاھوں گا۔ کارِخیر میں آزمائش کو نوعیت اس طرح ھو سکتی ھے کہ کوئ نیک آدمی کسی بدی کو ترک کر کے اپنے آپ کو بہتر سمجھنے لگتا ھے۔ تو وہ نماز پڑھ کر خدا سے دور ھو جاتا ھے اور ایک آدمی گناہ کر کے احساسِ گناہ کے سبب خدا کے قریب ھو جاتا ھے۔ اس لیئے خیر و شر دونوں ھو آزمائش بن جاتے ھیں۔

اسرار احمد کسانہ: پروفیسر صاحب کا اور ڈاکٹر جلیل صاحب کا بھی شکریہ کیونکہ یہ جو آج interaction ھوا ھے، یہ بڑا unique اور rare ھے کیونکہ ھم لوگ پروفیسر صاحب کی گفتگو سنتے رھتے ھیں مگر ڈاکٹر جلیل صاحب کے ساتھ اس طرح interaction آج بڑی دیر کے بعد اصیب ھوا ھے تو ڈاکٹر صاحب شکریہ اور آپ سب کا بھی شکریہ جو اس محفل کے لیئے تشریف لائے ھیں۔ دعا تو مجھے، تو ایک ھی آتی ھے جو میں TV پر بھی کبھی کبھی کر لیا کرتا تھا کہ " میری ذات کے لیئے کافی ھے کہ میں تیرا ھی بندہ ھوں اور میرے فخر کے لیئے کافی ھے کہ تو ھی میرا پروردگار ھے۔ تُو بالکل اسطرح ھے جسطرح میں چاھتا ھوں اور مجھے بھی اسطرح بنا دے جس طرح تُو چاھتا ھے۔ "

سوال نمبر 174) یہ رمضان کا دن ھے، زکو'ۃ کا ٹائم ھے، تو کسی نے سوال کیا تھا کہ ھبّہ کا مطلب میں نے اپنی طرف سے دیکھا تھا وہ گفٹ کرنا ھے، اگر کوئ پانچ سال کا بچہ ھے آپ اس کے نام اپنے دس لاکھ کر دیتے ھین کہ یہ میں نے اسے ھبّہ کردیا ھے اور انھین آپ use نہیں کرتے اس پر زکو'ۃ نہیں ھو گی؟
جواب: وہ ملکیت ھے خواہ ھبّہ ھو یا غیر ھبّہ، اس کی زکو'ۃ ھو گی۔ اس آدمی پر نہیں ھو گی جس نے ھبّہ کر لیا ھے اور اگر یہ بچّے ی ملکیت ھے تو بچّے کی طرف سے اس کا والد زکو'ۃ دے گا۔ امام ابو یوسف کے بارے میں کتاب الخراج مشہور ھے کہ جب زکو'ۃ کے دن قریب آتے تھے تو وہ سارا مال بیوی کے نام ھبّہ کر دیتے تھے اور جب زکو'ۃ کے دن نکل جاتے تو اسے واپس لے لیتے۔ ایسی باتوں سے شاید انسانی قوانین سے تو بچا جا سکتا ھے مگر اللہ کی یاداشت اتنی کمزور نہیں ھے۔ یہ زکو'ۃ نہ دینے کا ایک انتہائ ناقص طریقہ ھے۔ اس کو مثال نہیں بنایا جا سکتا، اس کو شروع ھی سے ختم کیا جا سکتا ھے۔

Any such thing which is gifted to the people either it is forever, tax will be applied on it.

اگر وہ بچّے کو دے کر ختم کر دے تو ھم اس کی نیّت پہ شک نہیں کر سکتے، مگر یہ نہ ھو کہ زکو'ۃ کے مہینے کے بعد وہ پھر واپس لے لے۔ جیسے امام ابو یوسف کیا کرتے تھے۔ اسی صورتِ حال میں اسکی اجازت نہیں دی جا سکتی۔

سوال نمبر 175) اگر واپس نہ لی جائے تو زکو'ۃ کون دے گا؟
جواب: پھر تو زکو'ۃ اس بچّے کی طرف سے ھو گی جسے اللہ تعالی' نے شروع سے اتنا مالدار بنا دیا ھے۔

سوال نمبر 176) اگر بچّہ چھوٹا ھو تو؟
جواب: چاھے چھوٹا ھو۔ زکو'ۃ کے لیئے عمر تو نہیں دیکھی جاتی، زکو'ۃ تو پیدائشی بھی ھو سکتی ھے۔ زکو'ۃ کے لیئے عمر کی کوئ قید نہیں اگر وہ جانتا ھے کہ وہ صاحبِ ثروت ھے تو اس کو کہا جائے کہ اللہ میاں کے لیئے اس میں سے کچھ دو تو وہ دے گا۔ اس بحث میں میرا ذاتی تجربہ کافی دلچسپ ھے۔ پچاس ساٹھ سال تک میں زکو'ۃ کے قابل ھی نہیں تھا۔ سچّی بات پوچھو تو اب آ کر یہ مسائل اٹھ رھے ھیں اور میں بھی اس کے متعلق غور کر رھا ھوں، مگر میرے خیال میں یہ معاملات مولوی صاحبان کے لیے زیادہ توّجہ طلب ھیں، انہوں نے کچھ اپنا حصّہ بھی لینا ھوتا ھے، اس لیئے ان کے لیئے وہ کافی بہتر ھوتا ھے۔

سوال نمبر 177) مولوی نے ھی جواب دیا تھا کہ جائز ھے۔ اس نے جب یہ پوچھا کہ ھبّہ، گفٹ ھے تو اس نے کہا کہ بچّہ زکو'ۃ نہیں دے گا۔
جواب: زکو'ۃ بچانے کے بھونڈے طریقے ھیں اور کچھ بھی نہیں ھے۔

سوال نمبر 178) کہا گیا کہ اللہ تعالی' کی مرضی کے بغیر ایک پتا بھی نہیں ھلتا، یہ بھی ھے کہ اسلام میں خودکشی حرام ھے، جب اگر عزارائیل آئے تو اس نے اللہ کے اِذن سے جان نکالی، تو پھر یہ حرام کیوں قرار دی؟
جواب: اصل میں خودکشی کے پیچھے چند بنیادی محرکات ھوتے ھیں اور یہ سوچوں کا single pattern نہیں ھوتا۔ جیسے ان خودکش حملہ آورں میں چل رھے ھیں۔ کچھ لوگ نفسیاتی طور پر چند مخصوص سوچوں کے آسیب کا شکار ھو جاتے ھیں، جہاں ان کو allure کیا جاتا ھے۔ البتہ کچھ لوگ اعلی' مقاصد کی خاطر خودکشی کرتے ھیں، ایسا بہت خال خال ھوتا ھے۔ اسی طرح جاپان میں خودکشی (ھاراکاری) رسم کے طور پر رائج ھے۔ اُن کے بارے میں مشہور ھے کہ کوئ دوست ملاقات کے لیئے نہیں آیا تو اپنی زندکی کا مقصد نہیں سمجھا اور چھلانگ لگائ اور مر گئے۔ But most probably کچھ ایسی خودکشیاں ھوتی ھیں جن کو خودکشی کہنا بڑا مشکل ھوتا ھے، جیسے psychosis اور neurosis میں ھوتا ھے۔ اس کی مزید تفصیل آپ کو ڈاکٹر صاحب بہتر بتا سکتے ھیں۔ کچھ خودکشیاں ایسی ھیں جہاں آپ کو inoculate کیا جاتا ھے، پروپیگنڈا کیا جاتا ھے، جہاں آپ کے دماغ کو ماؤف کر کے غور و فکر کی صلاحیتوں کو ختم کر کے آپ کو خود کشی کا تاثر دیا جاتا ھے۔ ایسے خودکشی کے بہت سارے pattern ھیں۔ ھم ھر ایک خودکشی پر ایک جیسا حکم نہیں رکھتے۔ قبل اس کے کہ شرعی حکم لگایا جائے، ھمیں فیصلہ کرنا ھو گا کہ خودکشی کی نوعیت کیا ھے؟ کیا اس سے بچا جا سکتا تھا؟ کیا اس کا ذھن اگر سالم ھوتا، نفیس ھوتا، پورا ھوتا تو وہ یہی فیصلہ کرتا؟ اللہ کوی ایک بات آپ کو یاد ھے کہ اللہ کہتا ھے " کوئ ذی ھوش انسان

خود کشی کا فیصلہ نہیں کر سکتا " ظاہر ہے اس کے دماغ میں خرابی ہو گی، اس کو ورغلایا گیا ہو گا، اس کو fixation دی گئ ہو گی یا اس کو paralyzed کیا گیا ہو گا۔ جب انسانی ذہن نارمل کیفیات سے ہٹ جاتا ہے تو وہ خودکشی کرتا ہے۔

ڈاکٹر جلیل صاحب: سر اصل میں آپ سے پوچھا یہ تھا کہ اگر سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے تو یہ کیسے ہوتا ہے؟ تو میرے بھائ! اللہ کی مرضی دو طرح سے ہوتی ہے، ایک بلاواسطہ اور دوسری بالواسطہ۔ زندگی میں سارے نتائج قوانین پر عمل کرنے سے یا قوانین پر عمل نہ کرنے سے ظہور میں آتے ہیں اور خدا انہیں اپنا اس لیئے کہتا ہے کہ اسی کے بنائے ہوئے قانون کے ماننے یا نہ ماننے سے ظہور میں آتے ہیں۔ جیسے قرآن میں واضح ہے اللہ نہیں گمراہ کرتا ظالموں کو مگر وہ اپنے ظلم کے سبب خود ھی گمراہ ہو گئے۔ تو ہمارے اندر ایک ایسا سسٹم موجود ہے کہ ہمارے ایکشن اور ہماری choices تمام نتائج کو جنم دیتا ہے۔ اللہ جب ان کو claim کرتا ہے کہ میری مرضی سے ہوئے تو وہ گویا یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ تم نے میرے کچھ اصولوں سے انحراف کیا اور کچھ ایسے اصولوں کی اتّباع کی جن کا یہ لازمی نتیجہ تھا۔

پروفیسر احمد رفیق اختر صاحب: حضراتِ محترم روزہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے، اللہ تعالی' ہمارے اس روزے کو قبول فرمائے اور ہمارے اس طرح مِل بیٹھنے کو قبول فرمائے اور ہمارے افطارکو قبول فرمائے۔

There is no time left

ایک گھنٹہ ھوتا ہے مغرب کا۔ کھا کر پڑھو یا چکھ کر یا نماز پڑھ کے کھا لو،

It is up to you

مگر آدھے گھنٹے سے لے کر پونے گھنٹے تک آپ کے پاس وقفہ ھوتا ہے آپ آرام سے کھا پی کر بھی نماز پڑھ سکتے ھو یا نماز پڑھ کر آرام سے کھا سکتے ھو۔ یہ آپ پر منحصر کرتا ہے۔

چھٹی نشست کا اختتام

ز۔ پروفیسر احمد رفیق اختر کے ساتھ ایک غیر رسمی نشست [45 سوالات]

سوال نمبر 179) کچھ آپ کے بچپن اور خاندان سے متعلق بات ہو جائے پہلے۔
جواب: بچپن ۔ ۔ ہاں کر لیتے ھیں بچپن کی باتیں۔ کوئی ایسا واقعہ مجھے یاد نہیں جو قابلِ ذکر ہو سوائے اس کے کہ میرا خاندان بہت بڑا تھا بالکل " ٹالسٹائ " کے کسی ناول میں پیش کئے گئے خاندان کی طرح۔ خاندان میں بہت سارے افراد ہوں تو مسائل بھی بے شمار ہوتے ھیں اور ان مسائل کے حوالے سے گھر کا ھر فرد اپنا ردِعمل منفرد انداز میں ظاھر کرتا ھے اور میرا ردِعمل یہ تھا کہ میں کوئ بھی ردِعمل ظاھر کرنے کی بجائے پڑھائ کیطرف نکل گیا۔ اس کو آپ فرار نہیں کہہ سکتے۔ اپنی پوری زندگی میں نے کبھی فرار یا پناہ کی طلب محسوس نہیں کی کیونکہ میں اس چیز کو انسان کی سب سے بڑی بزدلی سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے حالات کا سامنا کرنے کی بجائے راہِ فرار کے اختیار کو ترجیح دے۔ میری زندگی میں ایسا وقت کبھی نہیں آیا کہ جب میں نے اپنے مسائل کو کھلی آنکھ سے نہ دیکھا یا پرکھا ہو۔ اسی وجہ سے میری زندگی میں جو سب سے کم عنصر ھے ڈپریشن کا ھے سوائے اس کے کہ گاھے گاھے میری زندگی میں اداسی کا کوئ ایک آدھ دن گزرا ہو۔

سوال نمبر 180) ابھی یہ بچپن میں؟
جواب: شروع سے لے کر آج تک۔ شروع میں دراصل مطالعہ کی ترغیبات اتنی طاقتور تھیں کہ انہوں نے مجھے کسی اور طرف دیکھنے ھی نہیں دیا۔ میرے خاندان میں پڑھنے لکھنے کا رحجان ابھی نیا نیا تھا۔ جیسے کے عام طور پر متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے خاندانوں میں ہوتا ھے۔ میرے دادا مولوی محمد اسماعیل کا شمار معززینِ علاقہ میں ہوتا تھا۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ایک مثالی شخصیت کے مالک تھے یا دوسروں کے لیئے ایک مثال تھے۔ کیونکہ اگر کوئ لوکل کونسل کا چیئرمین ہو جائے یا اس نے ایک دو مساجد تعمیر کروائ ہوں تو میں نہیں سمجھتا کہ اسے کوئ

High sign of respectability

سمجھوں گا۔ عام طور پر میرے خاندان کے بزرگ بڑے سخت مزاج، غصّے والے اور محنتی تھے۔ یوں سمجھ لیجئے کہ جلال و اکرام اکٹھے چل رھے تھے۔ ان کے ساتھ اس کے علاوہ میں نہیں سمجھتا کہ میرے خاندان کے حوالے سے کوئ انتہائ غیر معمولی بات موجود ھے۔ سوائے اس کے کہ میرے دادا اور خاندان کے دیگر بزرگ حضرت خواجہ مہر علی شاہ کے حلقہء ارادت میں شامل تھے۔ اب میں یہ رائے دے سکتا ہوں کہ گزشتہ ایک صدی میں اگر اس خطّے میں حقیقی معنوں میں کوئ صوفی بزرگ گزرے ھیں تو وہ حضرت خواجہ مہر علی شاہؒ (گولڑہ شریف والے) کی ذاتِ گرامی ھے۔ ھم صوفیا کرام کے مقام کو ان کے کلام کی وجہ سے جانتے ھیں۔ ایک پیمانہ ہوتا ھے کہ کوئ صوفی کس لہجے میں کس انداز میں بات کرتا ھے اور اس کی باتوں میں شناخت کتنی ہوتی ھے۔ اس لحاظ سے مجھے برِصغیر میں گزشتہ ایک صدی کے دوران سوائے خواجہ مہر علیؒ کے کوئ اور حقیقی صوفی دکھائ نہیں دیتا۔ ان کے ایک ایک جملے میں وہ فراست نظر آتی ھے جو خواجہ جنیدؒ کے کلام میں ھے یا جو ھمیں پیر عبدالقادرؒ کے ہاں یا حضرت علی بن عثمان ھجویریؒ کے ہاں نظر آتی ھے۔ میرے دادا کا اپنے استاد اور مرشد سے بڑا قریبی اور قلبی تعلق تھا۔ اور انہیں حضرت خواجہ مہر علیؒ سے بہت عقیدت اور محبت تھی۔ اس کے علاوہ کوئ خاص چیز نہیں تھی۔ بس یہ ھے کہ پرانے لوگ کہتے ھیں کہ انہوں نے آٹھ یا نو برس کی عمر میں نماز بڑھنا شروع کیا اور تہجد گزار تھے۔

سوال نمبر 181) بچپن میں آپ کی وابستگی تھی اپنے دادا کے ساتھ؟
جواب: نہیں بالکل نہیں۔ (ھنستے ھوئے) بالکل بھی نہیں تھی۔ کیونکہ میرے دادا قہرمان تھے۔ وہ اتنے غصّے والے تھے کہ کوئ ان کے نزدیک جانے کی جرات بھی نہیں کرتا تھا۔ حتّی' کہ ان کے بچّے بھی ان کے قریب جانے سے گھبراتے تھے بلکہ دست بستہ حاضری دیا کرتے تھے۔ دادا نے شہر (گوجر خان) میں ایک بڑی مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا تھا اور ایک مسجد انہوں نے خود تعمیر کروائ تھی۔ بعد میں اسی مسجد میں ان کی قبر بھی بنی۔ میرے خیال میں یہ بھی ایک فطری سی بات ھے کہ جو شخص مسجد تعمیر کروائے تو اس کی آخری آرامگاہ بھی اسی مسجد میں بنا دی جائے۔

سوال نمبر 182) بزرگوں کا ادب یا ڈر تو اس وقت ھمارے کلچر کا ایک حصّہ بھی تھا؟
جواب: کلچر کا حصّہ ضرور تھا مگر بظاھر میرے والد میرے دادا سے اتنا ڈرتے تھے تو ھماری کیا مجال تھی کہ ان کے قریب جاتے۔ خیر میرے ساتھ شاید یہ ھوا کے بہت زیادہ مطالعہ کی وجہ سے میری اپروچ دوسروں سے مختلف ہو گئ تھی۔ میں اپنے دادا سے اتنا ڈرتا نہیں تھا لیکن ان میں کوئ ایسی خاص بات بھی نہیں تھی کہ میں ان کے قریب جا کر ان سے کچھ سیکھنے کی کوشش کرتا۔ تاھم میں ان کی ایک خوبی کا ضرور معترف ہوں اور وہ خوبی تھی ان کی جرات مندی جو خاص طور پر غریبوں کے حقوق کے لیئے ھوا کرتی تھی۔ وہ غریبوں کی بات کسی کے بھی سامنے کرنے سے نہیں گھبراتے تھے۔ وہ جب لڑنے پر آتے تھے تو انہیں اس بات کی قطعاً کوئ پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ان کا مدِّ مخالف کون ھے۔ اس حوالے سے وہ بے دریغ قسم کے جنگجو تھے۔ اسطرح کہا جا سکتا ھے کہ مجھے اپنے دادا کے کردار کا یہ وصف ھمیشہ بہت اچھا لگا۔ غالباً بعد میں آ کے میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ وصف میرے اندر بھی پیدا ہوا ھے۔ انتہائ ناپائیدار اور نا خوشگوار حالات میں جب میں گورنمنٹ کالج لاھور گیا تو میرا واسطہ بڑے بڑوں سے پڑا۔ مجھے اچھی طرح یاد ھے کہ میری ایک جانب اس

وقت کے چیف جسٹس کے بیٹے بیٹھتے تھے تو دوسری جانب گورنر مشرقی پاکستان منعم خان کے بیٹے بیٹھا کرتے تھے۔میں کبھی ان سے مرعوب نہیں ہوا۔

سوال نمبر 183) کون سے چیف جسٹس کے بیٹے؟

جواب: جسٹس کیانی اس وقت چیف جسٹس تھے۔ بعد میں چیف جسٹس کے بیٹے میرے بہت اچھے دوست رہے تو یہ فطری سی بات ہے کہ متوسط یا غریب گھروں کے بچے جنھوں نے ابھی اختیار یا اقتدار کا ذائقہ نہ چکھا ہو یا جو بہت سی چیزوں کی اھمیت سے واقف نہ ہوں اور وہ تعلقات اور روابط کی دنیا میں جا نکلیں تو وہ صاحبانِ اقتدار و اختیار کے متاثرین میں ضرور شامل ہو جاتے ہیں۔ لیکن میرے ساتھ ایسا نہیں ہوا کیونکہ یہ چیز مجھے شاید میرے دادا سے ملی تھی۔ بہرحال اس وقت بندے کے ذہن میں ایک احمقانہ تناؤ موجود ہوتا ھے۔ جب وہ کسی کے سامنے احساسِ کمتری کا مظاھرہ نہیں کرتا۔ حالانکہ احساسِ کمتری اس میں ضرور موجود رھتا ھے۔

سوال نمبر 184) حیرت ھے آپ کبھی ڈپریشن میں مبتلا نہیں ہوئے؟

جواب: اپنی ساری عمر میں مجھے کوئی ایک دن بھی یاد نہیں پڑتا جو میں نے ڈپریشن میں گزارا ہو۔ غوروفکر کرتے ہوئے ضرور گزارا ھے، سوچتے ہوئے ضرور بسر کیا۔ بعض اوقات الہیات اور الہامی فکروں میں ضرور وقت گزارا ھے۔ کیونکہ میرے سامنے مسائل بہت بڑے تھے۔ مجھے یاد ھے کہ عالمِ جوانی میں مجھے یہ خیال ضرور آیا کہ زندگی کی ترجیہات کیا ہونی چاھیں؟

سوال نمبر 185) گویا آپ کے مسائل عام نوجوان سے مختلف تھے؟

جواب: اس کی وجہ یہ تھی کہ شاید میں بہت کچھ پڑھ چکا تھا۔ یہ دعویٰ' آپ کو شاید بہت مغرورانہ لگے مگر حقیقت یہی ھے کہ میں جب میٹرک میں تھا تو اس وقت تک میں نے " موپاساں " کے سارے افسانے بھی پڑھ رکھے تھے۔ حدیثِ بخاری بھی پڑھ رکھی تھی، مائیکل شولوخوف کو بھی پڑھ رکھا تھا اور اگر سچ پوچھو تو فلسفے میں بھی دست و بازو کھول کر مار رہا تھا۔ تو لگتا ایسے ھی ھے کہ مجھے اتفاق سے جگہ ایسی نصیب ہو گئی کہ جہاں دنیا کی بہترین کتب مجھے مطالعے کے لیئے میسّر آئیں۔ میں انہیں دیمک کی طرح چاٹ گیا۔ ایسا کم کم ھی ہوتا ھے کہ کوئی بچّہ اتنی چھوٹی عمر میں اتنی بڑی بڑی کتابیں اور ادق موضوعات پڑھ چکا ہو۔ مگر یہاں میں آپ کو ایک بات مزے کی بتاتا چلوں کہ میں کوئی بہت اچھا طالب علم نہیں تھا۔

سوال نمبر 186) میٹرک سے پہلے یا بعد میں؟

جواب: میٹرک سے پہلے اور بعد میں بھی۔ میٹرک میں یہ تھا چونکہ امتحانات کے لیئے وقت کم ہوتا ھے، اس لیئے میں نے دو تین ماہ کے لیئے ٹیوشن محض ایک نالائقی کی وجہ سے لی تھی ورنہ مجھے اس کی کوئی خاص خواھش یا ضرورت نہ تھی۔ میں نے کبھی بھی سائنس نہیں پڑھنی چاھی، جیسا کہ والدین کی خواھش تھی کیونکہ اس وقت دو ھی پروفیشن سب سے اچھے سمجھے جاتے تھے، انجینئرنگ اور میڈیکل، تو میرے والدین نے مجھے سائنس کی طرف ھی دھکیل دیا۔ اس حوالے سے میرے اور میرے والد صاحب کے درمیان بہت سے اختلافات بھی ہوئے۔

سوال نمبر 187) دوسرے بہن بھائیوں کی نسبت آپ کی طبیعت جدا تھی؟

جواب: ھاں جی یہ ہوتا ھے، ھم لوگ دس بہن بھائی تھے اور ایک کے سوا ماشااللہ سب حیات ھیں۔ ہوتا کچھ یوں ھے کہ ھر بچّہ اپنے خاندان کی روایات کو اپنے انداز میں ری ایکٹ کرتا ھے، مثلاً دس بچّوں میں اگر کوئی چیز پوری نہیں ہو رھی تو جو بچّے محروق رہ جاتے ھیں وہ اپنے اندر احساسِ محرومی پالنا شروع کر دیتے ھیں لیکن میرے ساتھ ایسا نہیں ہوتا تھا کہ مجھے کبھی احساسِ محرومی ہوا ہو کیونکہ میں بہت پڑھ چکا اور میں جانتا تھا کہ جو کچھ اس وقت ھمیں نصیب ھے اگر یہ بھی نہ ہوتا تو اس صورت میں بھی ھمیں گزارا تو کرنا ھی پڑتا تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں بہت سارے محرومیوں کے مارے ہوئے لوگوں کی زندگیاں پڑھ چکا تھا۔ یہ شعور اور حقیقت شناسی مطالعہ نے عطا کی تھی۔

سوال نمبر 188) تو کیا آپ خود کو ان حالات کے حوالے سے مس فٹ نہیں سمجھتے تھے؟

جواب: ھرگز نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس میں اپنے بہن بھائیوں کے مقابلے میں خاندان میں سب سے زیادہ مقبول تھا۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ میرے اردگرد موجود لوگ کسی بھی مخلصانہ مشورے یاتجویز کے لیئے مجھ پر انحصار کرتے تھے۔ ہوتا دراصل یہ تھا، اور آج بھی ہوتا ھے، کہ لوگ جب بھی کسی مصیبت یا مشکل میں مبتلا ہوتے ھیں تو اپنے مسائل کے حل کے لیئے مجھ سے مشورہ ضرور کرتے ھیں۔

سوال نمبر 189) لوگوں کو کیسے پتہ چل جاتا تھا اگر وہ آپ سے بات کریں گے تو اس مسلہ کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکل آئے گا؟ کیا لوگ آپ کی ذات میں کوئی خاص کشش محسوس کرتے تھے؟

جواب: میرا خیال ھے میں جس ماحول میں بھی گیا زیادہ دیر خفیہ نہیں رہ سکا۔ وجہ اس کی یہ ھے کہ نہ چاھتے ہوئے بھی کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ھیں، جس کے باعث لوگوں کو احساس ہو جاتا ھے کہ یہ شخص عام لوگوں سے ذرا ھٹ کر ھے۔

سوال نمبر 190) کوئی ایسا واقعہ جس سے پہلی مرتبہ آپ کو یہ احساس ہوا ہو کہ میں آشکار ہو گیا ہوں؟

جواب: *(قہقہہ لگاتے ہوئے)* آشکار اس طرح ہوا کہ میرے والد کو بھی نہیں پتا تھا کہ میں نے تین چار قسم کے مخفی علوم میں درجہء کمال حاصل کر رکھا ھے۔ میرے والد میرے دادا کی طرح بہت سخت گیر انسان تھے۔ میں اپنے والد صاحب سے اتنا ڈرتا تھا کہ اینٹ پر اینٹ رکھ کر گھر جایا کرتا تھا۔ آپ کو پتہ ھے کہ اینٹ پر کیوں رکھتے ھیں؟ یہ دراصل ایک پرانا ٹوٹکا ھے جب باپ بہت سخت ہو تو بچے گھر میں داخل ہوتے ہوئے اینٹ پر اینٹ رکھ کر جاتے ھیں تا کہ باپ سے سامنا ہونے کی صورت میں لڑائی نہ ہو۔ ایک دن صبح سویرے میرے والد صاحب نے جگایا اور بڑے غصّے اور سختی سے کہا کہ " تم نے کیا تماشا پھیلا رکھا ھے؟ " میں نے کہا کہ میرا قصور کیا ھے؟ جو آپ مجھ پہ خفا ہو رھے ھیں؟ انھوں نے کہا کہ " باھر نکلو اور دیکھو کہ دروازے پر کتنے لوگ کھڑے ھیں اور کہتے ھیں کہ خواجہ صاحب سے ملنا ھے " میں خود نکل کر گیا ہوں مگر وہ لوگ کہتے ھیں کہ ھم آپ سے نہیں، آپ کے صاحبزادے سے ملنا چاھتے ھیں۔ یہ سب کیا تماشا ھے؟ میں نے کہا اچھا جی میں دیکھتا ہوں۔ باھر گیا تو دیکھا کہ باھر بہت سے لوگ جمع تھے۔ میں نے ان کے آنے کا مقصد دریافت کیا تو کہنے لگے کہ ھم لوگ آپ سے " قسمت " کے بارے میں پوچھنے آئے ھیں۔ چونکہ شروع سے ھی میرا کام رضا کارانہ ہوتا تھا۔ میں تجربات کیا کرتا تھا۔ درحقیقت میں سچائی کی تلاش میں تھا۔ اس حوالے سے میں تجرباتی مراحل سے گزر رھا تھا۔ میں یہ جاننے کی کوشش کر رھا تھا کہ الہیاتی، الہامی، اخلاقی اور جنرل سسٹم آف Prophetic Languages ھیں۔ ان میں کیا فرق ھے؟ میں دیکھ رھا تھا کہ جو لوگ کہتے ھیں کہ

پامسٹری، علم الاعداد وغیرہ میں بڑی سچائی ھے تو اس کو پرکھنے کے لئے مجھے ایک عملی میدان درکار تھا۔ اکثر یہ ھوتا تھا کہ لوگ مجھ سے کوئی بات دریافت کرتے تھے تو میں انہیں کچھ نہ کچھ بتا دیا کرتا تھا اور جو کچھ میں انہیں بتاتا تھا وہ اتفاقاً درست نکلتا تھا۔ اتفاقاً اس لیئے کہہ رہا ھوں بعد میں مجھے اس کا پورا طریقہ کار یا Methodology سمجھ میں آ گئی۔ نتیجہ یہ تھا کہ لوگ میرے بارے میں خیال کرنے لگے کہ یہ " دانائے روزگار " ھے۔ مجھے اپنی تعریف سننا کبھی اچھا نہیں لگتا تھا تو میں اس پر تنقید بھی کرتا تھا۔ میں آپ کو ایک بات بتاتا ھوں مجھے مغرب کا انداز و معیارِ تنقید تو پسند ھے، مجھے مغربی فکر اچھی نہیں لگتی۔ میرا خیال یہ تھا کہ مشرق میں مغرب کے مقابلے میں کہیں بہتر اور طاقتور فکر موجود ھے جو آپ کو سوچنے سمجھنے کی زیادہ تحریک اور ترغیب دیتی ھے۔ لیکن معیار اور اندازِ تنقید مغرب کا زیادہ ترقّی یافتہ ھے۔ اس لیئے ھمارا کوئی بڑے سے بڑا دانشور بھ چلا جائے تو وہ اس کا احاطہ کر لیتے ھیں۔ آپ انہیں مات نہیں دے سکتے لیکن وہ آپ کو ضرور مات دے سکتے یا حیران کر سکتے ھیں، میں نے خاص طور پر دیکھا کہ سیاسی حوالے سے اھلیانِ مغرب اتنے کمینے یا cheap ھیں کہ ایک لمحہ نہیں گزرتا اور وہ بات کی تہہ تک پہنچ جاتے ھیں، اپنی filing مکمل کر لیتے ھیں، بالکل شیطان کیطرح۔ شیطان کو میں سمجھتا ھوں کہ وہ بڑی ھی چالاک مخلوق ھے۔ ھزارھا سال سے ھماری فائلیں اس کے پاس موجود ھیں۔ ھمارے ماں باپ، دادا، پڑدادا کی فائلیں اس کے پاس موجود ھیں۔ اسے کسی کو دھوکا دینا ھوتا ھے تو وہ یہ کام At random نہیں کرتا بلکہ اس کے برعکس وہ ایک پرفیکٹ ٹیکنالوجسٹ ھے مثلاً (کسی کی طرف اشارہ کرتے ھوئے) یہ صاحب بہت زیادہ حساس طبع ھیں تو شیطان ان کی حساس طبع کو ھی نشانہ بنائے گا۔ ان کے احساسِ ملکیت پر وار کرے گا۔ ان کو وھیں مارے گا جہاں سے یہ کمزور ھیں۔ خیر جب میں معیارِ تنقید کے حوالے سے دیکھتا تھا تو مجھے سب سے پہلے اپنے آپ پر نظر رکھنے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی اپنا ناقد میں خود ھی بن گیا۔ میں چیزوں کا تقابل کرنے، ان کا مطالعہ کرنے اور پھر انہیں سمجھنے کے کوشش کرتا تھا۔

سوال نمبر 191) تو کیا آپ قیافہ سے ادراک تک پہنچے ھیں؟
جواب: نہیں یہ سارے کام ایک ساتھ چل رھے تھے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں آھستہ آھستہ آگے بڑھ رھا تھا۔ میری شدید خواھش اور کوشش یہ تھی کہ کسی طرح حقیقتِ مطلق سے آشنا ھو جاؤں۔ درمیان میں کوئی حادثہ نہیں پیش آیا۔

سوال نمبر 192) آپ نے کہا کہ طریقہء کار اگرچہ بعد میں سمجھ آیا لیکن کام میں نے پہلے ھی شروع کر دیا تھا تو کیا آپ اس کو الہام کہیں گے؟
جواب: اس بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں پروردگارِ عالم کی جگہ بات نہیں کر سکتا۔ لیکن اتنا مجھے ضرور علم ھے کہ میرا ذھن صرف ایک تجسس کا شکار تھا۔ حضرت عمرِ فاروقؓ کا قول ھے اور ان کا یہ قول میرے لیئے ھمیشہ مشعلِ راہ رھا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے، " ھم دھوکا نہیں دیتے مگر دھوکے کی ھر قسم پہچانتے ھیں "۔ میں آپ کو ایک بات بتاؤں کہ میں کلمہ طیّبہ کا بھی پڑھتا تھا تو مجھے بہت عجیب سا لگتا تھا کہ کلمہ کی ابتداء اثبات کی بجائے نفی سے کیوں ھوتی ھے؟

" لَآ اِلٰہَ " کیوں؟

تو پھر میرے ذھن میں ھمیشہ یہ بات آئی کہ خدا کہتا ھے کہ مجھے ماننے سے پہلے جو چیزیں غیرِ خدا ھیں پہلے انہیں چیک کر لو، ان کو دیکھ لو، ان کو اپنے باطن سے نکال لو۔ تم نے غیرِخدا کو ختم کر دیا تو تم خودبخود مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔ بہت بعد میں آ کر میں نے اپنے کسی لیکچر میں ایک جملہ کہا تھا کہ " تحقیق و جستجو اور علم کاوشیں اگر فطرتاً آگے بڑھتی ھیں تو ان کا انجام خدا ھے اور اگر کوئی شخص بتدریج ترقّی کرتے ھوئے خدا تک نہیں پہنچتا تو اسے چاھیئے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کی اپروچ یا اندازِ فکر میں کہاں غلطی رہ گئی ھے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی عجیب و غریب واقعہ نہیں پایا، جس طرح لوگ عجیب و غریب واقعات کو فٹ کرتے ھیں۔ میرا خیال یہ ھے کہ بالکل فطری انداز میں آگے بڑھتے ھوئے زندگی میں جو بھی ناکامیاں یا محرومیاں سامنے آئی ھیں ان کا سامنا کرتے ھوئے اپنے ردِعمل کا اظہار کرنا ھوتا ھے۔ لیکن میں نے وہ ردِعمل ظاھر نہیں کیا۔ میں آج بھی یہ سمجھتا ھوں کہ آج بھی اگر میرے ساتھ کوئی غلط طرزِعمل اختیار کیا جاتا ھے تو میں یہ نہیں دیکھتا یا سوچتا کہ " میرے ساتھ ھی ایسا کس نے کیا " اس کی بجائے میں یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ھوں کیا میں واقعی اس کا مستحق تھا؟ اس چیز کو جانچنے اور سمجھنے کی کوشش کرتا ھوں۔

سوال نمبر 193) جب آپ نے مرحلہ وار آگے بڑھنا شروع کیا، تو کیا پھر آپ سچ بولنے پر بھی آمادہ رھتے تھے؟
جواب: میرے خیال میں میرے سچ بولنے کے بہت سے لوگ گواہ ھونگے۔

سوال نمبر 194) بچپن میں ماں باپ کے سامنے بھی سچ بولتے تھے؟
جواب: میں ضرورتاً کبھی کبھی جھوٹ سے شغل کیا کرتا تھا مگر عام طور پر سچ ھی بولتا تھا۔ بعض اوقات دو دوستوں کو ملانا ھوتا تھا جو آپس میں بہت زیادہ ناراض ھوں تو میں کسی ایک کے پاس جا کر اسے بتاتا تھا کہ کل میری ملاقات دوسرے دوست سے ھوئی تھی اور وہ تمہاری بہت تعریف کر رھا تھا، تو وہ نہیں مانتا تھا میں اسے دو چار داستانیں سناتا تھا اور شام تک وہ میری بات کا یقین کر لیتا تھا۔ دونوں پھر سے دوست بن جاتے تھے۔ چاھے اگلے دن ھی وہ دونوں مجھ سے ناراض ھو جاتے۔ میرا خیال یہ ھے کہ ایک بات جو میں نے اللہ سے سیکھی ھے کہ اگر کوئی منفی چیز مکمل طور پر منفی انداز میں جاری رکھی جائے تو آگے جا کر اس کا مثبت نتیجہ نہیں نکلتا لیکن اگر کسی منفی کام کے پیچھے کوئی مثبت ارادہ یا سوچ ھو تو وہ کام منفی ھوتے ھوئے بھی مثبت ھو جایا کرتا ھے۔ لیکن یہ کام ھر کسی کو زیب نہیں دیتا، جیسے اللہ تعالیٰ' نے حضرت یوسفؑ کو ان کے بھائی بنیامین کو اپنے پاس روکنے کی ٹیکنیک بتائی کہ ان پر چوری کا الزام لگا کر انہیں اپنے پاس روک لیں۔

سوال نمبر 195) یعنی مصلحتاً جھوٹ بولا جا سکتا ھے؟
جواب: نہیں، نہیں۔ جھوٹ بولا نہیں جا سکتا۔ دیکھیں میں صرف ایک ذات کو ھی جانتا ھوں جنہوں نے کبھی مذاقاً بھی جھوٹ نہیں بولا اور حیران کن بات یہ ھے کہ سرکارِ رسالت مآبؐ نے کبھی بھی جھوٹ کا سہارا نہیں لیا۔ میرے نزدیک اگر اللہ تعالیٰ' نے اپنے بندوں میں کسی کو سچ کا معیار بنایا ھے تو وہ رسول اللہﷺ کی ذاتِ اقدس ھے۔ میں آپ کو ایک حیران کن حدیث سناتا ھوں، رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ " اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ اُحد پہاڑ سونے کا ھو گیا ھے تو اس بات پر یقین کر لینا لیکن اگر کوئی کہے کہ کسی شخص کی فطرت بدل گئی ھے تو اس بات پر ھرگز یقین نہ کرنا۔ " آپ حیران ھوں گے کہ اُحد پہاڑ کے اندر سے سونا نکل آیا ھے۔ یعنی اللہ کے رسولﷺ نے اگر کوئی بات مثال کے طور پر بھی کی ھے تو اس کا سچ ھونا یقینی امر ھے۔ سچائی اگر کسی ذات میں تکمیل پاتی ھے تو وہ رسولِ محترمﷺ کی ذاتِ اقدس ھے۔

سوال نمبر 196) گویا جبلّت تبدیل نہیں ہو سکتی؟
جواب: اس میں ایک استثنا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو جبلّت بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔ دیکھیں اللہ تعالی' نے انسان کے نظام بنا دیئے، سسٹم سیٹ کر دیئے، تو پھر اللہ اس میں کسی قسم کی مداخلت کی اجازت نہیں دیتا۔ مگر ایک شق اس نے (اللہ تعالی' نے) اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اگر کوئی چیز اس کے تحت آ جائے تو پھر اسے روگ بھی کوئی نہیں سکتا۔ اللہ کہتا ہے کہ قواعد و ضوابط

(Rules and Regulations) یہ سب اپنی جگہ ٹھیک ہے۔ مثال کے طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ " موت کا ایک دن متعین ہے " لیکن میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ ترجمہ: " میرا رب جو چاہے کر سکتا ہے " جب میرا رب اس exception کو پلٹتا ہے تو پھر کوئی چیز فکس نہیں رھتی۔ موت برحق ہے مگر یہ کہنا کہ موت کا ایک دن متعین ہے یہ درست نہ ہو گا۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک بار، دو بار دعا کرنے سے موت ٹلتی رہے مگر یہ طے شدہ امر اور لازم ہے کہ آخرش مرنا ہے۔ انسان کو موت ضرور آئے گی مگر اللہ تعالی' کا اختیار اور مرضی ہے کہ وہ جب تک چاہے اس کو ٹالتا رہے کیونکہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالی' نے یہ بات کہی ہے " قومِ یہود سے پوچھو کہ اگر ہزار برس یہ لوگ زندہ رھیں گے تو کیا مریں گے نہیں؟ اب دیکھیئے کہ ان ہزار برسوں کے درمیان کئ بار موت آ سکتی ہے مگر اللہ تعالی' جب تک چاہے اسے ٹالتا اور موخّر کرتا رہے۔

سوال نمبر 197) تو پھر لوحِ محفوظ پر کیا لکھا ہے؟
جواب: لوحِ محفوظ میں سب کچھ لکھا ہے، اس میں آپ کے نام کے ساتھ آپ کی پیدائش کے ساتھ، آپ کی زندگی کے مختلف ایونٹس یا واقعات کے آگے لکھا ہوا ہے کہ

The man is going to quit (آپ مر جائیں گے)

میں اس چیز کو موت نہیں کہتا بلکہ جیسا کہ سٹیج پر ہوتا ہے، ایک جانب سے اداکار داخل ہوتے ہیں اور دوسری جانب سے نکل جاتے ہیں۔ میں آپ کو حدیثِ مبارک سناتا ہوں جو آپ بلکہ پوری دنیا کے لیئے انتہائ حیران کن بات ہے، یہ اللہ کے رسولؐ کا وہ علم ہے جو کسی اور بندۂ خدا کے سان و گمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ مشرق ہو یا مغرب، رسول اکرمؐ نے فرمایا " ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالی' دنیا کی عمر آدھا دن بڑھا دے " صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا " یارسول اللہؐ آدھے دن سے کتنی مدّت مراد ہے؟ " تو آپؐ نے فرمایا " پانچ سو برس " آپ کو پتہ ہے کہ پانچ سو برسوں میں کیا کچھ ہو سکتا ہے؟ ان پانچ صدیوں میں کتنی نسلیں اور کرۂ ارض پر آئیں گئیں؟ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ جیسے ہم لوگ انہی پانچ سو برسوں میں سے گزر رہے ہیں۔ کیونکہ " دانیالؑ کی پیش گوئ کے مطابق ہم اپنا وقت پورا کر چکے ہیں، اور اب ہم اس پانچ سو برس کے عرصے میں سے گزر رہے ہیں۔ جس کے متعلق رسولِ اکرمؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔ اب دیکھیں کہ جو اللہ بغیر کسی کوفت اور تردّد کے پانچ سو برس دنیا کی زندگی میں اضافہ کر رہا ہے۔ تو اس عرصہ کے لیئے اسے کتنی نئ تخلیق کرنا ہوں گی۔ اس کے لیئے زندگی کو Manage کرنا ہو گا۔ اس کے رزق کا اہتمام کرنا ہو گا۔ اللہ کے لیئے فرد کی زندگی اور موت کی کیا حیثیت ہے؟ اس لیئے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ لوگ جس شخص کی نیکیوں کی وجہ سے اس کی زندگی کی دعائیں کرتے ہیں تو اللہ تعالی' اس شخص کی زندگی بڑھا دیتا ہے۔

سوال نمبر 198) آپ کو اس کا تجربہ ہے؟
جواب: یوں محسوس ہوتا ہے کہ میرے چند مخلصین نے میری عمر پر بھی ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ اس وقت میری عمر 33 سال تھی کہ امریکہ سے ایک صاحب میرے پاس آئے، وہ صاحب ماہرِ خامریات (Enzymologist) تھے۔ نئ نئ پی ایچ ڈی کی تھی، ویسے وہ پتھالوجسٹ بھی تھے۔ میں کچھ بیمار تھا۔ انہوں نے میرا معائنہ کیا اور کہنے لگے کہ آپ زیادہ سے زیادہ تین ماہ اور زندہ رھیں گے۔ میں نے پوچھا کہ کیا کروں؟ سگریٹ نوشی ترک کر دوں؟ میرے دوست نے جواب دیا کہ اب چاہے سگریٹ چھوڑ یا نہ چھوڑ کوئ فرق نہیں پڑے گا۔ میں نے اس سے کہا کہ ٹھیک ہے یار میں نے تیری بات سن لی۔ جب میں واپس آیا تو میں نے سوچا کہ میرے پاس تو یہی ایک علّت ہے سگریٹ کی - - - اور یہ کہہ کہتے ہیں کہ اسے بھی چھوڑ دو اور میں نے ابھی بہت سارے برانڈ کے سگریٹ چکھے بھی نہیں۔ میں نے سوچا کہ دوسرے برانڈز کے سگریٹ بھی تو پینے چاھیں، اس طرح میں نے مزید سگریٹ پینا شروع کر دیئے۔ میں نے خوب سگریٹ پیئے۔ کوئ پانچ سات برس اسی طرح گزر گئے۔ پھر میرا وھی دوست امریکہ سے واپس آیا اور مجھے دیکھ کر حیرت سے کہنے لگا،

‘Your are still alive?’

میں نے جواب دیا ’And Healtheir‘ (تم ابھی زندہ ہو؟ - - - جی - - - اور پہلے سے زیادہ صحت مند بھی ہوں) تو میرا دوست مجھ سے پوچھنے لگا کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ تم بچ گئے؟ کیا تم نے سگریٹ چھوڑ دیئے؟ تو میں نے کہا - - - I smoked a little تو اس نے ماتھے پر ہاتھ مار کر کہا - - او میرے خدایا! اس کا مطلب ہے کہ تمباکو ھی تمہارے لیئے شفا بن گیا۔ میں نے پوچھا کیسے؟ تو کہنے لگا کہ تمباکو bronchodilator بھی ہے۔ یہ زندگی کا اپنا انداز اور تسلسل ہے۔ اب دیکھیں نا بہت سارے ایسے لوگ موجود ھیں جنہوں نے ساری عمر ممنوعات یا مکروھات کو ھاتھ نہیں لگایا ھوتا مگر وہ ایسے لوگوں سے بہت پہلے مر گئے جنہوں نے ساری عمر طرح طرح کے ممنوعات اور مکروھات کو ھاتھ سے جانے نہیں دیا۔

سوال نمبر 199) گورنمنٹ کالج کے بعد کہاں گئے پڑھنے کے لیئے؟ بننا کیا چاھتے تھے؟
جواب: میں نے انگلش لینگوئج اینڈ لٹریچر میں پوسٹ گریجوایشن کی۔ اس وقت ھمارے پاس اتنے آپشن بھی نہیں ھوتے تھے۔ اس وقت سب سے آسان اور اچھی ملازمت یہی سمجھی جاتی تھی کہ ایف اے کرنے کے بعد فوج میں چلے جاؤ کیونکہ ان دنوں سب سے معزز اور قابلِ احترام ادارہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ پوسٹ گریجوایشن کے بعد " سول سروسز " میں جا سکتے تھے۔ میں اگر اپنی زندگی کے بارے میں بتاؤں تو میرا سفر ایک سیرِعلمیہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام ’Mysticism‘ دراصل ایک ذھنی کیفیت سے دوسری ذھنی کیفیت میں داخل ھونے کا نام ہے۔ یہ جو ادھر ادھر گھومنے پھرنے والے درویش یا ملنگ ھیں تو میرے لیئے ان کو صوفی کہنا ایک عذاب سے کم نہیں۔ کیونکہ میں جانتا ھوں کہ نہ ان لوگوں کے پاس علم ہے اور نہ ھی شناخت۔ میرا خیال ہے کہ جب ہم ظاھری علوم کی انتہا کو پہنچتے ھیں تو ایک Metaq Physical علم کی طرف جانے کے لیئے ھمیں بہت ساری سمجھ بوجھ اور انڈرسٹینڈنگ کی ضرورت ھوتی ہے۔ بات کو جاننا آسان ہے مگر خدا کے طریقہ کار کو سمجھنا اور اس کے مطابق آگے بڑھنا بہت مشکل ہے۔ پوسٹ گریجوایشن کے آخری سال میں مجھے ایک نہایت سنجیدہ نوعیت کے مسلے کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ اس کیفیت کو " انقباضِ قلب " کہہ سکتے ھیں مجھے کسی چیز

سے خوشی اس لیئے نہیں ہوتی تھی کہ مغربی علوم کی شناسائی مکمل ہو چکی تھی۔ ان کے فلسفہ و تاریخ اور دینیات کم میں نے 'Out of the way' جا کے ان علوم کی تحصیل کی تھی۔ میرے سامنے ایک سوال تھا کہ اکر علم ھی غرض و غایتِ عمل ھے تم پھر، امن نصیب کیوں نہیں ہوتا؟ ان دنوں، 1960 سے 1970 کے درمیان، وجودیٹ کا فلسفہ سامنے آ رھا تھا اور اس کے ساتھ 4 مزید فلسفیانہ اندازِ فکر بھی ابھر رہے تھے۔ ان سب میں قدرِمشترک یہ تھی کہ یہ سب خدا کے خلاف جا رہے تھے۔ میرا خیال یہ تھا کہ اگر 6 ارب انسان یہ کہیں کہ خدا ھے تو بھی میں ان کی ھاں میں ھاں ملاتے ھوئے نہیں کہوں گا کہ خدا ھے، کیونکہ یہ

Merit of intellect and intelligence

نہیں بنتا تھا۔ میرا خیال یہ تھا کہ جب تک آپ مکمل تحقیق و جستجو نہیں کر لیتے اس وقت آپ کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ھوتا کہ خدا ھے یا نہیں ھے؟ لیکن جو سنجیدہ ترین نوعیت کا سوال میرے ذھن میں آیا، اور میں سمجھتا ھوں کہ یہ سوال سب کے ذھن میں آنا چاھیئے اور میں حیران ھوتا ھوں کہ یہ سب کے ذھن میں کیوں نہیں آتا؟ میرے ذھن میں یہ خیال ھمہ وقت موجزن رھنے لگا کہ مین کس چیز کے لیئے زندگی گزار رھا ھوں؟ کون سی قدر ایسی پائیدار ھے کہ جس کے لیئے میں اپنی زندگی بسر کر رھا ھوں؟ وہ آخر کیا چیز ھے؟ مرتبہ؟ مال؟ عزّت؟ دولت یا شہرت؟ چونکہ اس وقت تک ساید " سدھارتھ بدھا " کی روایات کو دیکھتا ھوا سوچ رھا تھا کہ ان کو جن چیزوں نے ترکِ دنیا پر مائل کیا، اور میں آپ کو بتاؤں کہ ان کے ترکِ دنیا کی وجوھات بہت ٹھوس اور معقول تھیں، میرے خیال میں وہ یہ سمجھنے کی کوشش کر رھے تھے کہ آخر وہ کون سا پائیدار عمل ھے جس سے ھماری نگاہ روشنی پاتی ھے؟ مگر جس سوال کا سامنا " بدھا " نہیں کر سکا اس کا سامنا مجھے کرنا پڑا۔ وہ سوال یہ تھا کہ ایک طرف ھماری تمام تر ترجیہات دنیا سے آگے نہیں بڑھتیں اور دوسری طرف ھماری ترجیحات بالائے کائنات چلی جاتی ھیں۔ ھم لوگوں کو ایمان ورثے میں ملا۔ میں نے اپنے نبیؐ کی باقی سچائیاں دیکھی ھوئ تھیں۔ میں ان کی بتائ ھوئ اس سچائ کو تحقیق میں ضرور لانا چاھتا تھا مگر میں اس کو reject کرنے کو تیار نہیں تھا۔ چاھے ساری دنیا کے فلاسفر بھی اس کو مسترد کر دیں۔

سوال نمبر 200) آپ کو کوئ ڈر تھا؟

جواب: ڈر نہیں تھا۔ یہ میرا تجسس تھا۔ آپ کے پاس صداقت کو پرکھنے کا صرف ایک طریقہ ھے کہ آپ ماضی میں جاتے ھو۔ ابھی میں دیکھتا ھوں کہ جاوید غامدی صاحب فرماتے ھیں سورۃالفیل میں جو واقعہ بیان ھوا ھے وھاں ابابیلیں نہیں تھیں، بلکہ ابراہہ کا لشکر کسی مرض میں مبتلا ھو گیا تھا۔ تو میں سمجھتا ھوں کے آپ کو یہ کہنے کا کوئ حق نہیں کہ وھاں ابابیلیں نہیں تھیں، کیونکہ آپ اپنے موقف کے حق میں کوئ گواھی نہیں رکھتے جبکہ میرے پاس تو اس واقعہ کے عینی شاھدین کے بیانات موجود ھیں۔ میرے پاس پو اس عرب شہزادے کا لکھا ھو قصیدہ موجود ھے جو اس نے اپنی عورت یا محبوبہ کے لیئے لکھا تھا۔ وہ شہزادہ بتاتا ھے کہ وہ ھاتھی والوں کے پاس گیا اور ان کو بتایا کہ یہ ابراھیم کے خدا کا گھر ھے، اس پر چڑھائ مت کرنا، مارے جاؤ گے۔ اس کے بعد وہ شہزادہ بتاتا ھے کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑوں میں چلا گیا اور پھر انہوں نے ابراہہ کے لشکر پر پرندے اڑتے ھوئے دیکھے اور پھر اس لشکر کی تباھی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

یہ اصول ھے تمام قانون کا اور تمام تاریخ کا کہ کسی بھی واقعہ کی صداقت کو پرکھنے کے لیئے اس واقعہ کے عینی شاھدین کا ھونا ضروری ھے۔ اچھا اپ ذرا مصر کی طرف نگاہ دالیئے، آج کا انسان کس طرح کہہ سکتا ھے کہ دریائے نیل دو حصّوں میں تقسیم ھوا تھا یا نہیں؟ ادھر ایک آدمی تو نہیں تھا۔ وھاں بارہ لاکھ یہودی موجود تھے *(بابِ گنتی کے مطابق)* جو حضرت موسیٰؑ کے ساتھ تھے۔ بارہ لاکھ کی اگر آپ مثبت شہادت نہیں گنتے کہ یہ واقعہ ھوا تھا تو ایک شہادت منفی گن لو کہ وہ واقعہ رونما نہیں ھوا تھا۔

یہ ھمارے جو لوگ ھیں ناں، آج کے دانشور، ان کے پاس تنقید کا کوئ معیار نہیں۔ قرآن کی باتوں کو " اساطیر الاولین " قرار دینے والوں کے پاس خود کوئ دلیل نہیں ھوتی۔ آج اگر ایک واقعہ رونما ھوتا ھے تو کل کلاں اسے ثابت کرنے کے لیئے دو گواہ تو چاھیئے ھوتے ھیں اور یہاں تو بارہ لاکھ لوگوں کی گواھی میسر ھونے کے باوجود کس بنیاد پر قرآن کی باتوں کو اساطیر الاولین قرار دیا جاتا ھے۔ آپ یہ تو کہہ سکتے ھیں کہ ھمیں علم نہیں کہ یہ واقعہ کیونکر رونما ھوا لیکن آپ اس واقعہ کے وجود سے ھی کیونکر انکار کر سکتے ھیں۔ یوں میں اس بات پر تیار نہیں تھا کہ اکثریت کی ھاں میں ھاژ ملاتے ھوئے میں خدا کے ھونے یا نہ ھونے کا یقین کر لوں۔ پھر میں نے آٹھ برس تحقیق و جستجو کرتھے ھوئے چند سوالات کے جوابات ڈھونڈھنے میں صرف کر دیئے۔ میرا سب سے پہلا سوال یہ تھا کہ میں اس دنیا میں آزاد آیا ھوں کہ غلام آیا ھوں؟ میرا خیال تھا کہ اگر خدا ھے تو میں آزاد نہیں ھوں۔

سوال نمبر 201) تو پھر جواب ملا؟

جواب: بالکل ملا اور بہت ھی مثبت ملا، حتّمی اور فائنل جواب ملا۔ یہ کوئ میرے اندر کی یا میرے وجدان کی گواھی نہیں کہ خدا ھے بلکہ روزِ روشن کی طرح عیاں ھو گیا کہ خدا ھے اور میں اس کے مجود کو ایک External Argument کے ذریعے ثابت کر سکتا ھوں کہ خدا ھے۔ اصل بات یہ ھے کہ ھر زمانے میں خدا اپنے ھونے کی دلیل سے ھی زندہ ھوا۔ اس وقت کے بنائے ھوئے جو پیرامیٹرز تھے آج تک ان کو گوئ سائنسدان، کوئ دانشور، کوئ فلسفہ توڑ نہیں سکا۔ اگر کوئ یہ کارنامہ سرانجام دے سکتا تو میں آج بھی خدا کو چھوڑنے کو تیار ھوں۔

I am always ready to learn.

سوال نمبر 202) گھر کے معاملات چلانے کے لیئے پیسے کی لامحالہ ضرورت ھوتی ھے، آپ نے تو قناعت کر لی، گھر والے کیا کرتے ھیں؟

جواب: کچھ عرصہ قبل مجھ سے کسی نے پوچھا تھا خدا کا فضل کیا ھوتا ھے؟ تو میں نے انہیں جواب دیا تھا اور اسی جواب میں آپ کا جواب بھی مضمر ھے " جب اللہ آپ کو ایسی عزّت دے جو خلق کی محتاج نہ ھو، ایسا رزق دے جو اسباب کا محتاج نہ ھو، ایسا ایمان دے جس میں آزمائش نہ ھو تو سمجھو کہ اللہ تعالیٰ' نے اپنا فضل کر دیا ھے۔ " یوں سمجھ لیجیئے کہ میرا رزق اسباب کا محتاج نہیں ھے۔ میں تسبیح بتانے کے پیسے نہیں لیتا ھوں۔ ابھی دیکھیں کہ میری 20 کتابیں شایع ھو چکی ھیں اور میرا ناشر جو کچھ مجھے دے جاتا ھے میں رکھ لیتا ھوں۔ مین نے کبھی اس سے پوچھا نہیں، کبھی اس سے معاوضہ طلب نہیں کیا۔

سوال نمبر 203) آپ کی اهلیہ نے بھی کبھی تقاضہ نہیں کیا؟
جواب: وہ اس حوالے سے مجھ سے دو هاتھ آگے هیں۔ همارے گھر میں شروع سے هی یہ عادت هے سب اچھا کھانے والے هیں اور ایک وقت میں سب اچھا کھائیں گے لیکن اس کیساتھ دوسرے وقت بھوکا بھی رھنا پڑے تو بھوکا بھی رہتے هیں۔

سوال نمبر 204) کیا واقعی ایسا وقت آتا هے کہ جب آپ لوکوں کو بھوکا رهنا پڑے؟
جواب: بالکل آتا هے۔ بلکہ یوں هوتا هے کہ جس رات هم دوسو بندوں کو کھانا کھلاتے هیں اگلی صبح هم لوگوں کو بھوکا رهنا پڑتا هے اور ایک دوسرے سے پوچھتے هیں کہ رات کے کھانے میں سے کچھ بچا هوا هو تو اس سے منہ کا ذائقہ هی بدل لیں۔ یہ بات همارے ساتھ بالکل فطری هے۔ آج هی کا واقعہ دیکھیں، میرے ایک ملنے والے لاهور سے آ رهے تھے۔ انهوں نے مجھ سے پوچھا لاهور سے کوئی چیز منگوانی هے تو بتا دیں۔ مجھے لاهور کے چنے بہت پسند هیں لیکن میں نے منع کر دیا کہ اس کی کیا ضرورت هے اور اپ مجھے محسوس هو رها هے، چنے منگوا هی لینے چاهئے تھے۔

سوال نمبر 205) بچوں کی بھی تو خواهشات هوتی هیں؟
جواب: بچوں کو ان کی مرضی کی چیزیں مل هی جاتی هیں مگر میں آپ کو ایک بات بتاتا چلوں کہ میرے بیٹے عبداللہ نے " شریعہ لا " میں گریجوایشن کی۔ اس کے بعد کمپیوٹر سائنس میں ایم ایس سی کی۔ وہ مجھ سے پیسے مانگتا هے، میرے پاس هوتے هیں تو دے دیتا هوں اور اگر میرے پاس نہیں هوتے تو کہتا هے کہ کوئی بات نہیں رهنے دیں۔ اس کبھی اصرار نہیں کیا۔ میں نے کبھی اس سے انکار نہیں کیا۔ میں نے عبداللہ سے کہا جہاں دل چاهتا هے نوکری کر لو۔ وہ کہتا هے کہ مجھے ایک دوکان بنادیں میں تھوڑا بہت رزق اپی مرضی سے کماتا رهوں گا۔ تسبیح وہ مجھ سے زیادہ کرتا هے۔ ماشاء اللہ اس کی تعلیم موزوں هے، میرے خاندان میں ٹیچنگ کا رحجان بہت زیادہ هے، هم لوگ فطری طور پر هی شاید ٹیچنگ سے وابسطہ هیں۔

سوال نمبر 206) فلم وغیرہ دیکھتے هیں؟
جواب: بہت شوق سے دیکھتا هوں۔ میں رات کو تسبیح کرتا هوں اور اس سے پہلے پانچ یا چھ سو لوگوں سے ملنا ملانا بھی رهتا هے تو جب میں بہت تھکا هوا هوتا هوں تو میں کوئی دھماکہ دار قسم کی فلم دیکھتا هوں۔

سوال نمبر 207) سلطان راهی کی فلمیں دیکھتے هیں؟
جواب: نہیں میں اردو، پنجابی اور خاص طور هندوستانی فلمیں نہیں دیکھتا اس کی وجہ یہ هے کہ بھارتی فلموں کا موضوع یا تھیم ایک هے اور هماری فلموں کا تکنیکی معیار ویسے هی بہت گھٹیا هے۔ اب انگریزی فلمیں بھی بکواس هو چکی هیں۔ کبھی کبھار کوئی ایک آدھ اچھی انگریزی دیکھنے کو ملتی هے۔ ابھی رات کو میں The Book of Eli دیکھ رها تھا۔

سوال نمبر 208) گانے وغیرہ سنتے هیں؟
جواب: گانے نہیں سنتا شروع سے هی۔ بس اگر کوئی بہت اچھا لگ گیا تو ایک آدھ منٹ کے لیئے سن لیتا هوں اس سے زیادہ میری استطاعت نہیں هے۔

سوال نمبر 209) اس کے علاوہ تفریح کس طرح کرتھے هیں؟
جواب: میں اکثر فارغ نہیں هوتا، اگر کبھی فراغت ملے تو ٹی وی وغیرہ دیکھ لیتا هوں، (اپنے کمرے میں بڑے سے ٹی وی کیطرف اشارہ کرتے هوئے) یہ ٹی وی دیکھ رهے هیں مجھے الیکڑانک Gadgets کا شوق هے۔ کوئی نئی چیز آ جائے میں بڑے شوق سے خریدتا هوں۔

I even buy thenm at the cost my existence

میرا ٹی وی مجھے رات کو جگائے رکھتا هے۔ اس کی یہی بات مجھے پسند هے۔

سوال نمبر 210) اپنے لیئے لباس کا خود انتخاب کرتے هیں؟
جواب: میں اپنے لباس کا ڈیزائن خود سوچتا هوں۔

سوال نمبر 211) زمانے کے حساب سے لباس کا انتخاب کرتے هیں؟
جواب: اگر زمانہ مجھے وقت دیتا تو میں زمانے کو بہت پیچھے چھوڑ چکا هوتا۔ کیونکہ میرے خیال میں جدّت اور ندرت میری رگ رگ میں بھری هوئ هے۔ میں نوجوانوں کے طور طریقوں سے، ان کے انداز و اطوار سے، ان سے زیادہ واقف هوں۔ میں نے ان لوگوں کے آسیب پڑھے هوئے هیں، مجھے علم هے کہ ان کی راهیں کہاں سے شروع هو کر کہاں پر ختم هوتی هیں۔ میں جہاں بھی جاؤں اپ میرے اردگرد هزاروں نوجوانوں کو دیکھیں گے اور اسی وجہ سے مجھے ان لوگوں سے بہت زیادہ انس هے۔ میں سمجھتا هوں کہ ان نوجوانوں نے آگے چل کر اساسی نوعیت کا کام کرنا هے۔ میں چاهتا هوں کہ میرے نوجوان دوست دو چیزوں کے اثرات سے محفوظ رهیں۔ ان پر سیکولرازم کا اثر نہ هو اور نہ هی مُلّا کا۔ ان کو صرف اور صرف مسلمان هونا چاهیئے۔ ان کی شناخت میں مسلمان هونے کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں هونی چاهیئے۔ اللہ کا شکر هے هم اس حوالے سے درست سمت کی طرف بڑھ رهے هیں۔

سوال نمبر 212) خوشبو کون سی پسند کرتے هیں؟
جواب: میری خوشبو کا معیار تو بہت فضول هے، مگر باهر سے جتنی بھی آتی هو بڑی جعلی هوتی هے تا هم مجھے "شینل 5" (Chanal 5) بہت پسند هے۔

سوال نمبر 213) همارے هاں صوفی ازم میں داڑھی اور عمامہ کو لازم و ملزوم سمجھا جاتا هے۔ کیا لوگ ایک کلین شیو صوفی سے مل کر چونکتے نہیں هیں؟
جواب: پہلے لوگ ضرور چونکتے تھے لیکن اب نہیں۔ دراصل همارا جو روایتی مُلّا هے اس نے داڑھی کو بڑی شدّت سے رائج (Establish) کیا هوا هے۔ میں بھی داڑھی کی عزّت کرتا هوں اور باریش حضرات سے مجھے محبت هے مگر مجھے ایک بات کبھی سمجھ نہیں آئ کہ آپ اس سنت کو باقی تمام سنتّوں سے بالا تر کیوں سمجھتے هیں؟ ایک عملی سنّت جو آپ کی زندگی اور کردار میں کام آتی هے جو آپ کو

مسلمان بننے کی اصل اہلیت بخشتی ہے اس کو نظرانداز کردیا جاتا ہے اور اس کے برعکس داڑھی جیسے ایک خارجی مظہر یا External Feature کو کس طرح پورا اسلام قرار دے دیتے ہیں۔ کسی زمانے میں داڑھی مسلمان کے کردار اور پوری زندگی کی نمائندگی کرتی تھی اب وہ بات تو رہی نہیں۔ اکثریت کو دیکھیں تو آج داڑھی تعصّب، کم علمی اور عقائد کی بے جا سختی کی علامت بن چکی ہے۔ اب اس کے ساتھ میری وابستگی نہیں رہی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سنّتِ رسولؐ علم ہے۔

سوال نمبر 214) حروفِ مقطّعات پر آپ نے تحقیق کی ہے، ان کے بارے میں تو یہ حکم تھا کہ ان کی تشریح نہیں کیجا سکتی؟

جواب: حکم تو خیر نہیں کہا جا سکتا، البتہ حروفِ مقطّعات کے حوالے سے اقوال بھی بہت کم ہیں۔ زیادہ اقوال حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہیں۔ اور میری جب باری آئ تو میں بھی یہی سوچ رہا تھا، میں نے اللہ تعالی' سے عرض کی کہ جب سارا قرآن ہمارے سمجھنے کے لیئے نہیں ہے تو پھر بہت سارے قرآن کی ہم سے جواب طلبی بھی نہ کرو۔ میں بھی بہت چالاک تھا، اس لیئے میں نے عرض پیش کی تھی۔ میں نے کہا کہ اللہ میاں کل کو آپ کہو گے کہ یہ تمہارے سمجھنے کے لیئے تھا کیونکہ باربار آپ قرآن میں یہی فرمارھے ہو یہ تمہارے سمجھنے کے لیئے ہے تو قرآن میں سے اگر کوئ بات یا اس کا کوئ حکم ہماری سمجھ میں نہیں آتا تو اس کے لیئے ہمیں ذمّہ دار نہیں ٹھرایا جا سکتا، لیکن میں ساتھ ساتھ ان حروف پھر غور و فکر بھی کر رہا تھا۔ تو مجھے پھر اللہ کریم نے مہربای فرمائ اور بہت ساری باتیں کھلنا شروع ہو گئیں، اور یوں آہستہ آہستہ یہ ایک بہت بڑا

Pattern of Knowledge وجود میں آگیا۔ اس پر میں نے ایک لیکچر دیا ہے۔ جو شاید چودہ سو برس میں پہلی مرتبہ دیا گیا ہو۔ متشابہات پر میں نے لیکچر دیا ہے ان کی General form کے علاوہ ان کی Particular form یعنی حروفِ مقطّعات پر یہ لیکچر ہے اس میں، میں نے بڑے سنجیدہ انداز میں کچھ باتوں کو زیرِبحث لایا ہوں۔ ھاں حروفِ مقطّعات کے حوالے سے زیادہ بات اس لیئے نہیں کہ اناڑیوں کے ھاتھ میں یہ علم suffer کرتا ہے۔ اور لوگ پھر اٹکل پچوؤں سے کام لینا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح یہ علم ایک خطرناک توارد ذہنی کا شکار ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر 215) اللہ تعالی' یہ فرماتا ہے کہ ھر ذی روح کو میں نے پیشانی یا (Fore Brain) سے تھام رکھا ہے، تو پھر ایسی صورتحال میں انسانی آزادی اور ارادہ کہاں گیا؟

جواب: ھمیں اصل میں یہ دیکھنا ہے کہ کون سے افعال میں ھم آزاد ہیں اور کون سے افعال سرانجام دینے میں ھمی آزاد نہیں ہیں۔ ھمیں اپنا

Area of freedom تلاش کرنا پڑتا ہے، جب تک ھمیں اپنی آزادی اور اختیار کی حدود کا پتا نہیں چل جاتا اس وقت تک ھم اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ کیونکہ پروردِگارِعالم نے انسانوں کو بہت سے کاموں کے طرف لے جانا ہوتا ہے۔ دراصل سارے انسان دنیا میں آتے آزمائش کے لیئے ھی ہیں، کوئ غربت میں آزمایا جاتا ہے تو کوئ امارت میں اور کوئ متوسط میں۔ اب اللہ کا طریقہء کار یہ ہے کہ فرض کریں اگر متوسط درجے کے معیار سے آپ کی آزمائش کی جانی ہے تو اس کے لیئے وہ پروفیشن بنائے گا، آج سے اگر سو برس پہلے دیکھو تو زیادہ تر پروفیشن جو آج موجود ہیں، ماضی میں ان کا کوئ وجود نہیں تھا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا پہلے پروفیشن تخلیق کرتا ہے پھر لوگوں کو ان کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ Drive ہے۔ اگر خدا یہ کام نہ کرتا تو یہ Drive ختم ہو جائے۔

پھر سوچیئے کہ بچھو پڑا رھے اور کبھی بھی نہ کاٹے، سانپ کے متعلق بھی ایسی ہوی صورتحال ہوتی تو پیشانی سے تھامنا دراصل ایک ریموٹ کنٹرول ہے جس کو اللہ تعالی' قائم رکھتا ہے۔ اس ریموٹ کنٹرول کو آپ کے انتخاب اور آپ کی آزادی سے کوئ تعلق نہیں۔ یہ زندگی میں آسانیاں پیدا کرنے کے لیئے ہے تا کہ زندگی چلتی رھے، کاروبارِ حیات جاری و ساری رھے۔ کسی قسم کی مزاحمت سامنے نہ آئے، کوئ دنیا میں آنے، یہاں سے جانے یا کسی خاص مقام پر سے گزرنے سے انکار نہ کر دے، یہ کنٹرول وہ انسان کے ھاتھ میں دے سکتا تھا۔ لامحالہ یہ کنٹرول اور اختیار اس کے پاس ھی رھنا تھا۔ میں آپکو ایک چھوٹی سی بتاتا ہوں، یہ آج ھم انسان جو بڑے سیانے ہو گئے ہیں لیکن جب اس نے انسان کو زمیں پر بھیجا تھا، پیدا کیا تھا، تو اس وقت نہ بڑے بڑے کاروبار تھے نہ پیشے تھے تو اللہ تعالی' کو وسائل بھی پیدا کرنے تھے تا کہ بندہ کھاتا پیتا اور اپنی دیگر ضروریات پورا کرتا رھے۔ سمندر بنانے تھے جہاں سے مچھلیاں پکڑ کر انسان کھاتا تھا، پھر اس نے انسان کو اوزار بنانے سکھائے وغیرہ وغیرہ اور آج اس دور تک آ پہنچے کہ جب عقل بہت ترقّی کر چکی ہے، شاطر ہو چکی ہے لیکن یہ عقل کتنی ناقص ہے جو ھم نے یہ سوچنا شروع کر دیا ہے کہ

we make it all

ابھی تو نینوٹیکنالوجی (Neno Technology) آ رھی ہے جس کے خالق یہ کہتے ہیں کہ اس ٹیکنالوج کو مدد سے انسان جو کچھ سوچے گا بنالے گا۔

سوال نمبر 216) آپ تو کلوننگ کو قُربِ قیامت کی نشانیوں میں شمار کرتے ہیں مگر آج سائنسدان " کریگ وینٹر (Craig Venter) مصنوعی خلیئے کے دعوے کر رھا ہے۔

جواب: کلوننگ دراصل دجّال کی نشانی بلکہ دجّال کی اصل نشانی ہے۔ کلوننگ کا پہلا تجربہ ہونے سے تقریباً چھ ماہ قبل میں نے اپنے ایک لیکچر میں حدیثِ رسولؐ کی روشنی میں کہا تھا کہ انسان، انسان کا ھمشکل تیار کرنے پر قدرت حاصل کر لے گا۔ ابھی بھی میرے پاس کچھ ایسے اشارات موجود ہیں جنھیں میں انگلینڈ اور امریکہ میں زیرِ بحث لایا تھا اور مغرب کے دانشوروں نے کہا تھا کہ

'Still we do not have the option'

بلکہ میں نے سب سے پہلے اس دنیا میں یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ دنیا صرف ایک ھی نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی کئ دنیائں ہیں اور یہ تصوّر میں نے اپنی طرف سے پیش نہیں کیا تھا بلکہ یہ تصوّر تو میں نے قرآن سے اخذ کیا۔ اکثر لوگ اس وجہ سے مجھ پر تنقید کرتے ہیں بلکہ باقاعدہ میرے خلاف ہو جاتے ہیں کہ میں کسی بزرگ کو بیچ میں چھوڑتا ھی نہیں۔ اب بات یہ ہے کہ انسانی حوالے سے میں کسی کی عزّت تو کر سکتا ہوں، کوئ بڑے صاحب ہیں، کوئ مولانا ہیں، مگر جہاں تک قرآن کی تشریح کی بات ہے بارہ سو سال تک قرآن کو نظرانداز کیا گیا۔ بارہ سو سال تک بہت بڑے بڑے نام ھمارے سامنے آتے ہیں۔ ھمیں کچھ پسند ہوں گے اور کچھ ناپسند اور بعض نام تو

ایسے ھیں جن کا نام لیتے ھوئے فرشتے بھی وضو کرتے ھوں گے، مگر سچی بات ھے کہ ان میں سے کئی لوگ بڑے نالائق لوگ تھے۔ میں آپ کو ایک چھوٹی سے بات بتاتا ھوں۔ حضرت ابنِ عباسؓ کے بعد ھمیں واضح طور پر نظر آتا ھے معتزلہ، ماتریدیہ، اعشاریہ اتنے زیادہ دانشور، خاص طور پر یونانی علوق کے تراجم کے زیراثر رھے۔ اس دور کے دانشوروں میں ابنِ سینا اور فارابی جیسے بڑے بڑے نام دکھائی دیتے ھیں مگر ان لوگوں نے قرآنِ حکیم کے معانی و مفاھیم کو سمجھنے کی بجائے یونانی علماء کے بیان کردہ غلط سلط نظریات کو اپنا لیا۔ ظاھر ھے جب یونانی علماء اور اغیار کے نظریات کو قبول کریں گے، ان پر ایمان لے آئیں گے تو پھر وھی حال ھو گا جو سرسیّد کا ھوا تھا۔ اغیار کی رائے کو درست ثابت کرنے کے لیئے قرآن کو تبدیل کیا جانے لگا۔ قرآن کے معنی میں تحریف و تبدّل کا آغاز ھو گیا۔

میں آپ کو اس کی ایک مثال دیتا ھوں، پندرہ سو برس قبل مسیحیت میں بطلیموس (Ptolemy) نے پہلا جدولِ شمسی مرتّب کیا۔ اس نے کہا کہ زمین ساکت ھے اور باقیا کائنات اس کے گرد گھوم رھی ھے۔ " بطلیموس " کی یہ رائے چلتی گئ اور اسے سچ سمجھا گیا۔ تا آنکہ 1542ء میں " کوپر نیکّس " (Coperrnicus) نے کہا کہ بطلیموس کا نظریہ غلط ھے۔ کوپر نیکّس کی رائے یہ تھی کہ سورج ساکت ھے اور باقی کائنات اس کے گرد گھوم رھی ھے۔ زیادہ دور کی بات نہیں 1980ء تک تک ھمیں بھی اپنی درسی کتب میں ایک فقرہ لکھا ھوا ملتا تھا کہ کائنات میں کچھ ثوابت ھیں اور کچھ سیّارے ھیں۔ آیئے اب قرآن سے رجوع کرتے ھیں حیرت کی بات ھے کہ قرآن ان دونوں غلط نظریات سے پاک ھے

(ترجمہ) اور ھم نے سورج اور چاند کو مسخر کر دیا اور یہ سب ایک وقتِ مقرّرہ تک چلتے رھیں گے۔

اس کا مطلب یہ ھوا کہ کائنات میں کوئی بھی چیز ساکت یا جامد نہیں ھے۔ سوال یہ ھے کہ مسلمانوں کی تاریخ کے بڑے بڑے ناموں نے قرآن پر یقین نہیں کیا۔ اس کے فرمان پر ایمان نہیں لائے۔ بارہ برس تک کسی مفسّرِ قرآن یا کسی عالم نے قرآن کے اس فرمان پر توّجہ دینے کی ضرورت ھی نہیں محسوس کی۔ 1980ء کے عشرے میں آ کر " ھبل " دوربین خلا مین لگ گئ، کائنات کے جائزے شروع ھوئے اور بالآخر اس قانون کی تصدیق ھو گئ کہ کائنات کی ھر چیز گردش میں ھے۔ کائنات میں گچھ بھی ساکت و جامد نہیں۔ آپ کو اندازہ ھے کہ ھمارے " نامور مسلمان سائنسدانوں اور علماء " کی وجہ سے بحثیت مسلمان قوم کیا نقصان اٹھانا پڑا؟ اس کا جواب یہ ھے کہ ھم پورے بارہ سو سال کے خسارے میں چلے گئے۔ بات یہیں ختم نہیں ھوتی، ابتدائے حیات کی بات کیجاے تو کسی نے کہا کہ زندگی آگ سے بنی، کسی نے کہا کہ مٹی سے اس کی تشکیل ھوئ، کسی نے عناصرِاربعہ کو ابتدائے حیات کا ماخذ قرار دیا اور قرآن نے کیا ارشاد فرمایا؟ اللہ تعالی' فرماتے ھیں " ھم نے تمام حیات کو پانی سے پیدا کیا " اگر ھمارے دانشور، سائنسدان اس وقت اگر قرآن پر یقین رکھتے اس کے فرامین کو سمجھتے تو آج ھم بارہ سو برس حیاتیات کے شعبے میں دیگر مذاھب کے ماننے والوں سے آگے ھوتے۔ بارہ سو برس ھم علمِ فلکیات میں دنیا سے آگے ھوتے۔ مسلمانوں پر سب سے بڑا سانحہ گزرا کہ انہوں نے قرآن پر دیگر علوم اور اغیار کے نظریات کو ترجیح دی۔

ایک صاحب اُٹھے *(غلام احمد پرویز)* اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابوذرؓ کی بیان کردہ حدیث غلط ھے، جس میں رسولِ محترمؐ نے فرمایا " ابو ذرؓ پتا ھے یہ سورج کہاں جاتا ھے؟ ابوذرؓ نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ ھی بہتر جانتے ھیں۔ نبیؐ نے فرمایا کہ سورج عرش کو پہنچتا ھے تو پھر اسے حکم دیا جاتا ھے کہ واپس لوٹ جاؤ، پھر ایک دن سورج کو حکم دیا جائے گا کہ تم نے واپس نہیں لوٹنا۔ اس حدیثِ مبارکہ پر غلام احمد پرویز نے بہت شور مچایا کہ یہ حدیث خلافِ واقعہ ھے۔ سائنسی اعتبار سے درست نہیں ھے وغیرہ وغیرہ۔ اگر موصوف صبر کر لیتا تو شاید اسے اس حدیث کو صداقت کا پتہ چل جاتا۔ موصوف نے اعتراض کیا کہ سورج کی تو ایک ھی گردش ھے جس کی وجہ سے صبح و شام پیدا ھوتے ھیں لیکن بعد میں جب سائنس نے مزید ترقّی کی کائنات کے مزید رازوں سے پردہ اٹھا تو پتہ چلا کہ سورج کی گردش تین اقسام کی ھے، ایک تو بیرونی گلیکسی میں، دوسری وہ گردش ھے جس سے صبح و شام ظھور میں آتے ھیں اور ایک اس کی " ھرکولین " گردش ھے، اس گردش کے تحت سورج 150 میل کی رفتار سے گھومتا ھوا جس مقام تک پہنچتا ھے اس کا نام سائنسدانوں نے 'Solar Apex' رکھا ھے اب Apex کا ترجمہ " عرش " کے علاوہ کیا ھو سکتا ھے۔ یہ حال تھا ھمارے سائنسدانوں اور دانشوروں کا۔

سوال نمبر 217) آپ کا قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کا انداز عام لوگوں سے کس طرح مختلف ھے؟

جواب: بس میرے پڑھنے اور سمجھنے کا انداز جدا تھا۔ میں جب بھی قرآن شروع کرتا ھوں تو پڑھتا کہ

" الٓمٓ (١) ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ لَا رَيۡبَۛ فِيهِۛ (٢) [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 1، 2] " (یہ وہ کتاب ھے جس میں کوئ شک و شبہ نہیں)

اس میں دو چیزیں مجھے پہلے تنگ کرتی ھیں کہ خدا نے Negetive Confirmation سے آغاز کیوں کیا؟ اس کی بجائے خدا نے یہ کیوں نہیں فرمایا کہ

" . . . نَزَّلَ ٱلۡكِتَٰبَ بِٱلۡحَقِّۗ . . . [سُوۡرَةُالبَقَرَة : 176] " (ھم نے یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی)

اس کا حق تو یہ بنتا ھے کہ وہ اتھارٹی ھے اور وہ یہ کہہ سکتا ھے کہ دیکھو یہ کتاب میں نے حق کے ساتھ نازل فرمائ ھے۔ اس کے برعکس حدا ایک عجیب و غریب جملہ بول رھا ھے۔ خدا کی چال تو لوگوں کی چال سے بہت اعلی' ھے، بہت ھٹ کر اور بہت مختلف ھوتی ھے۔ اس لیئے وہ ھر چیز کے داؤ پیچ کو اچھی طرح جانتا ھے اسی لیئے تو کہتا ھے کہ

" الٓمٓ [سُوۡرَةُ البَقَرَة : 1] " اس کتاب میں کوئ شک نہیں، دوسرے لفظوں میں خدا انسان سے سوال کرتا ھے " کیا تمہیں اس کتاب میں کوئ شک ھے؟ " یہ ایک نہایت ھی نفیس قسم کا چیلنج ھے جو خدا نے ھر اس شخص کے سامنے رکھ دیا ھے جو قرآنِ حکیم کو پڑھنا اور سمجھنا چاھتا ھے۔

سوال نمبر 218) آپ کسی مفسّر کی لکھی ھوئ تفسیر پڑھتے ھیں؟

جواب: میں کسی کی لکھی ھوئ تفسیر نہیں پڑھتا مگر خوش قسمت سے میرے پاس قرآنِ شریف کا ایک ایسا نسخہ موجود ھے جو ھم عجمیوں کے لیئے بہت مددگار ثابت ھوتا ھے۔ میں عربی اتنی نہیں جانتا کہ " لسان العرب کا دعوی' کروں۔ مجھے قرآنِ مجید کو سمجھنے کے لیئے اس کے ترجمے کی ضرورت ھوتی ھے۔ میرے پاس جو قرآنِ مجید کا نسخہ موجود ھے اس کی دو اھم خوبیاں ھیں پہلی خوبی اس نسخے کی یہ ھے کہ اس کا ترجمہ رفیع الدین احمد نے کیا ھے، مزے کی بات یہ ھے کہ ساتھ دوسرا ترجمہ نواب وحیدالزمان وحیدی نے کیا ھے۔ نواب وحیدالزمان چونکہ مقامی ھیں تو یہاں آ کے ھی بھٹہ بیٹھ جاتا ھے اور ایسا اس لیئے ھوتا ھے کہ اگر کسی جگہ اللہ تعالی'

کسی چیز کے متعلق فرماتا ھے کہ یہ " لغو " بات ھے، تو شاہ رفیع الدین احمد اس کا ترجمہ " لغو " یا " فضول " بات ھی کریں گے۔ مگر جب وحیدالزمان ترجمہ کریں گے کہ خدا کہتا ھے کہ یہ لوگ " بکواس " کرتے ھیں۔ اب آپ دیکھیں کہ بکواس ایک پرسنل لفظ ھے جو ھم اپنے کسی مخالف سے کہتے ھیں۔ اب اللہ تعالی' کسی کو یہ نہیں فرماتے کہ " بکواس بند کرو " کیونکہ یہ ایک مقامی لفظ ھے، اس لیئے اس کی بجائے خدا یہ کہتا ھے کہ " لغو بات " ھے یا " بے ھودہ " بات ھے۔ زبان کے استعمال میں ھمیں کافی محتاط رھنا پڑتا ھے۔ شاہ رفیع الدین کا کام اس حوالے سے بے مثال ھے۔ انہوں نے ترجمہء قرآن میں کوئ کمی بیشی نہیں کی اور اس کی وجہ یہ ھے کہ انہیں عربی زبان پر مکمل عبور حاصل تھا۔ ان کے ترجمے کی دوسری صفت یہ ھے کہ جب کسی آیت کا ترجمہ کرتے ھیں تو اس کے ساتھ منسلک احادیث بھی بیان کرتے ھیں۔ اس کو تفسیر باالحدیث کہتے ھیں۔

سوال نمبر 219) کیا آپ غوروفکر سے ھی اس مقام تک پہنچے یا آپ نے بھی مراقبے یا چلّے وغیرہ کیئے ھیں؟

جواب: ناں ناں! استغفراللہ، استغفراللہ ۔ ۔ ۔ میں تو ان چیزوں کا قائل نہیں ھوں۔ میں نے اس قسم کی کوئ ریاضت نہیں کی۔ بات یہ ھے کہ میں پھر آپ کو حدیثِ پاکؐ سناتا ھوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ " ایک لمحے کا تفکّر تمہاری ستر برس کا ریاضت اور عبادت سے بہتر ھے " عملی عبادات جو بھی ھیں یہ مشقوں میں آتی ھیں۔ آپ پانچ نمازیں اکٹھی نہیں پڑھ سکتے، خلوص سے یا ایک انداز سے نہیں پڑھ سکتے۔ فجر کی کسلمندی اپنی جگہ ھے اور ظہر کا عجزِبدن اپنی جگہ، عصر کی جلدیاں اپنی جگہ، مغرب کی خوابناکیاں اپنی جگہ اور عشاء کے تساھل اپنی جگہ۔ یعنی پانچ نمازیں اکٹھی کوئ بھی نہیں پڑھ سکتا۔ اس کے لیئے آپ کو جسمانی طور پر عادت ڈالنی پڑتی ھے اور اللہ تعالی' نے نماز کی صورت آپ کو ایک عذر بخشا ھے کہ " یار پانچ وقت میرے حضور آجانا کہ میرے پاس تمہاری بخشش اور معافی کا کوئ عذر رہ جائے " اللہ کو اس بات سے کوئ غرض نہیں کہ آپ نماز کیسے یا کس انداز میں پڑھ رھے ھیں۔ اگر آپ باب الایمان بحاری دیکھیں تو پہلی حدیث میں صحابہ کرامؓ گلّہ کر رھے ھیں کہ " یارسول اللہؐ نماز میں وسوسے بہت آتے ھیں " آقاؐ نے فرمایا عینِ ایمان ھے۔ تمام نماز کے وساوس نماز کا قیام توڑنے کے لیئے ھوتے ھیں کہ اللہ تعالی' نے نماز کے بارے میں ایک ھی پابندی لگادی کہ " قیام، قیام اور قیام " نماز قائم کرنے کا حکم دے کر گویا اللہ تعالی' فرماتا ھے " یار یہ ایک بہانہ ھے میرے لیئے تمہیں بخشنے کا۔ ظاھر ھے جب تم آؤ گے نماز کے لیئے تو تب تمہارا کوئ مخالف بھی اعتراض نہیں کے گا کیونکہ نماز اللہ کے سوا کسی اور کے لیئے نہیں ھوتی۔ یوں میرے پاس ایک عذر ھو گا تمہیں بخشنے کا۔ تو نماز کی پابندی انسان کا بخشش کا عذر ھے اور اس کے علاوہ میرا خیال ھے کہ عملی طور پر بہت ھی مشکل ھے کہ انسان کو ایک ایسا سجدہ میسّر آ جائے جو مکمل خلوص اور حضورِ دل سے کیا گیا ھو۔ اقبال نے صحیح کہا ھے کہ

؎ وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ھے　　　　ھزار سجدوں سے دیتا ھے آدمی کو نجات

یقین کیجیئے کہ ایک سجدہ واقعی بہت مشکل سے ملتا ھے، جس میں خلوص مکمل سپردگی، وابستگی محبت یا حود سپردگی کی کیفیت آ جائے۔

سوال نمبر 220) ابھی آپ نے پانچ نمازوں کے وقت، انسان کی نفسیاتی حالت یا مختلف کیفیات کا ذکر کیا، کیا آپ نہیں سمجھتے کہ اس مصروفیت کے دور میں نماز کی بروقت ادائیگی مشکل ھوتی ھے؟

جواب: آپ جانتے ھیں کہ

‘Love’s labours is always sweet’

یقین کیجیئے کہ اللہ تعالی' کا تمام دباؤ محبت پر ھے۔ میں ابھی کل ابنِ ماجہ کی ایک حدیث سنا کر آیا ھوں۔ اللہ کے رسولؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمہاری تہجّد، تمہارے نوافل، تمہارے صدقات، تمہاری نمازوں اور تمہارے روزوں سے افضل ھو؟ اصحابِ رسولؐ نے عرض کی ۔ ۔ ۔ یا رسول اللہؐ ارشاد فرمائے، فرمایا " آپس میں محبت رکھو " آپ بتائے کہ جس مذھب کا اوّل و آخر ھی محبت ھو اس کو Saint Valentine کا طعنہ کیا دے گا؟ ایک ایسی حدیث آئ کہ جس سے اصحابِ رسولؐ بے حد و حساب خوش ھوئے۔ ھمارے ھاں کٹر اور ضدی قسم کے علماء نے مذھب کو ٹون (Tone) یا اس کا لہجہ تبدیل کر دیا ھے۔

سوال نمبر 221) اس کا مطلب یہ ھے کہ آپس میں محبت نماز سے افضل ھو گی؟

جواب: افضل نہیں ھو گی۔ جو حدیثِ مبارکہ کے الفاظ ھیں وھی Maintain کیئے ھیں میں نے۔ میرے خیال میں محبت ان عبادات کو Compensate کر دیتی ھے۔ میں آپ کو بتاؤں کہ محبتوں میں بھی Competition ھوتا ھے۔ محبتوں میں بھی آپ افضل ترین محبت کو ترجیح دیتے ھو اور اللہ تعالی' کی محبت سے افضل اور اعلی' محبت کسی کی ھو سکتی ھے؟ اللہ تعالی' قرآنِ حکیم میں ارشاد فرماتا ھے کہ تم ھرگز نہیں پاسکتے میری محبت کو جب تک اس کے لیئے اپنی باقی محبتوں کو قربان نہ کردو۔ ھم یہ نہیں کہتے انسان سے محبت افضل ترین ھے یا اعمال سے بڑھ کر ھے مگر اللہ سے جو محبت کی جاتی ھے اس کی وجہ کوئ انسانی قربت یا ساتھ کا حصول نہیں ھوتی۔ جب آپ کو اللہ سے محبت ھو گی تو سارا رنگ

" صِبۡغَةَ ٱللَّهِ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ ٱللَّهِ صِبۡغَةٗ وَنَحۡنُ لَهُۥ عَٰبِدُونَ [سُوۡرَةُ البَقَرَة " 138] "

اللہ کا رنگ اور کیا اللہ کے رنگ سے بہتر بھی کوئ رنگ ھے؟ عبادت تو اس کو کہتے ھیں، محبت تو اس کو کہتے ھیں یہ ضروری ھے مسلمانوں کے لیئے، سب سے پہلی محبت جو ھے وہ اللہ کی، اس کے بعد محبتوں کا سیلاب نیچے کو اُترے گا۔ اللہ کی محبت مسلمان کا کلچر ھے اور لوگوں سے محبت اس کی تہذیب۔

سوال نمبر 222) کیا نیّت عمل کو Compensate کر سکتی ھے؟

جواب: آپ غور کرو حدیثِ رسولؐ کی روشنی میں اصل میں کٹرپن جو ھے اس کا براہِ راست مکالمہ مذھب کی فطرت سے ھوتا ھے۔ یہاں ھمیں علماء کی تردید اس طرح نہیں کرنی چاھیئے ہ کہیں نماز نہ پڑھیں۔

" اَلۡحَمۡدُ لِلَّه " اگر میں بھی چاھوں تو میں یہ کہوں گا جو باھوش ھیں ان کو نماز پڑھنی چاھیئے ان کا اصول البتہ وہ نہیں ھے، جو ھمارے علماء بتاتے ھیں۔ اصول یہ ھے کہ اللہ مجھ سے یہ پوچھنے کا حق رکھتا ھے کہ جو تم مجھ سے دعوی' محبت رکھتے ھو میرے حکم کو کیونکر نظرانداز کر سکتے ھو۔ دیکھو میں ایک خصوصی حیثیت کے لیے جدوجہد کر رھا ھوں۔ اللہ کے قُرب کے لیئے کوشاں ھوں، تو مجھے کہا

جاتا ھے کہ پرائمری کلاس پاس کیئے بغیر تم براہِ راست پی ایچ ڈی میں تو نہیں آ سکتے۔ تم ابتدائے حال کو یسے رخصت کرو گے؟ یہ پانچ چیزیں جو ابتدائے مذھب میں ھیں ان کو Over importance مل رھی ھے، اور یہ

Over importance ھمارے ان علماء نے دی ھے، جو اخوان المسلمین، تحریکِ محمدیہ اور جماعتِ اسلامی میں شامل ھیں۔ ایک بات جو آپ کو بہت غور سے سننی ھے وہ یہ ھے کہ کسی مسلمان نے یہ بات نہیں کہی بلکہ ایک غیر مسلم مغربی دانشور نے کہی ہے اور اس کی یہ بات سو فیصد درست ھے، اس کے خیال میں مسلم قوانین بیس فیصد قرآنِ حکیم اور اسّی فیصد حدیثِ مبارکہ کی روشنی میں وضع کیے ھیں۔ جب ھم داخلی عبادت کو آتے ھیں تم ھم کہتے ھیں ک بیس فیصد ایمان جو ھے اس کی بنیاد خانجی ھے اور اسّی فیصد کی بنیاد داخلی تربیت پر ھے۔ اس اسّی فیصد داخلی تربیت کا تو کوئ نام و نشان نہیں رھا، اس ساری جنگ میں کچھ عقلوں نے دباؤ ڈالا، کچھ مُلّا کے کٹرپن اور کم علمیوں نے کہ ھم اس اسّی فیصد داخلی تربیت اور ایمان اور اسلام کے دور سے دور ھو کر بیس فیصد کے لیئے جنگ و جدل میں مصروف ھیں۔

سوال نمبر 223) اسّی فیصد اسلام سے آپ کی کیا مراد ھے؟ اس کی تربیت کسطرح ھونی چاھیئے؟

جواب: لاعلمی، ھوس، جھوٹ، نفاق، انسانی ھمدردی یہ اتنی ساری چیزیں جو آپ کے اندر موجود ھوتی ھیں آپ کی جبلّی اقدار کی، نفس جن کا مجموعہ ھے۔ میں نفس کی تشریح اس طرح کرتا ھوں کہ نفس دراصل جبلّتوں کے ایک پیکٹ یا مجموعہ کہ نام ھے۔ آپ کی جو بنیادی جبلّتیں ھیں نفس اس کا حاصلِ قسمت ھے۔ نفس کسی نہ کسی صورت میں آپ کو اکساتا رھتا ھے۔ پھر نفس کی اپنی نزاکتیں ھیں، اس میں نرگسیّت ھے، نمائش پسندی ھے، پھر اس کی مزید نفسیاتی الجنھیں ھیں، جو جبلّتوں سے بنتی ھیں۔ آپ اسّی فیصد اسلام کو بھول کر بیس فیصد پر کیا دعوئے اخلاص رکھتے ھیں؟ میں یہ نہیں کہتا کہ بیس فیصد اسلام کو فراموش کردیں۔ کیونکہ وہ تو بنیاد ھے، آپ کو علم ھے کہ شرع کیا ھے؟ طریقت کیا ھے؟ شرع کی تعریف تو بہت ھی سادہ ھے۔ کم سے کم زادِ راہ جس سے آپ منزل تک پہنچ سکیں یہ ھے شرع کی تعریف۔ اب ظاھر ھے اگر آپ کو کچھ نہیں آتا اور سیدھے سادے مسلمان ھیں،

آپ کا آئ کیو (IQ) نہیں ھے مگر آپ ان عبادات کی پابندی کرتے ھیں تو اللہ بھی انہیں قبول کرتا ھے، اور آپ کو جنّت عطا کرتا ھے۔ دیکھیئے اگر سولہ کروڑ مسلمان ھیں اور یہ سب کے سب عبادات کر رھے ھیں تو یہ سب لوگ جنّتی ھو سکتے ھیں، ان کو کوئ مشکل نہیں آئے گی، لیکن ان سولہ کروڑ میں سے کم از کم ایک کروڑ تو ایسے نکلیں گے کہ جو ذرا بہتر کی خواھش رکھیں گے، شاید دینی علوم کے حصول کی خواھش رکھیں گے۔ اس سے پھر ممکن ھے کہ کوئ ایک آدھا لاکھ ایسے نکلیں جو ایسے نکلیں، جو خدا کی محبت اور قُربت کے خواھشمند یا دعویدار ھوں۔ کسی بھی مسلمان معاشرے کے اوپر کسی ایک خدا شناس کا ھونا لازم ھے اور اگر آپ ان سکولوں کی بات کرتے ھیں تو مجھے ان سکولوں کی موجودگی پر کوئ اختلاف یا گلّہ نہیں۔ لیکن ان سکولوں سے پوچھنا چاھیئے کہ تم کن الجھنوں اور چکروں میں پڑے ھو؟ تم سب کے سب مل کر بھی ایک خدا شناس پیدا کرنے سے کیوں قاصر ھو؟ تمہاری ترجیحات غلط ھو چکی ھیں۔

آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک شریعتیں بدلتی رھیں، کمی بیشی ھوتی رھی، حلال و حرام کی تخصیص جاری رھی مگر بنیادی مقصد کبھی تبدیل نہ ھوا اور وہ بنیادی مقصد ھے خدا تک پہنچنا، خداشناس ھونا، اگر مذھب میں سے خداشناسی کو نکال دیا جائے تو یہ محض رسم و رواج کا اِک مجموعہ اور ترکِ عقل ھو جاتا ھے۔ یہی ایک چیز تھی کہ اللہ نے ایک مذھب دیا لوگوں کو جب Nostalgia محسوس ھو اپنے گھروں میں جائیں سوچیں، غوروفکر کریں تو انہیں خدا تک پہنچنے کا کوئ راستہ مل جائے۔ اس لیئے قرآنِ حکیم میں اللہ تعالی' نے جب باقی ادیان کو منسوخ کیا تو فرمایا " اب مجھ تک (خدا تک) پہنچنے کا راستہ اسلام ھے۔ " یہ کوئ متعصّبانہ بیان نہیں تھا۔ لوگوں کا خیال ھے اس حیاتِ مبارکہ کے نزول سے باقی تمام مذاھب اور ادیان کو Discord کر دیا گیا ھے، ایسی بات نہیں ھے فرق صرف اتنا ھے کہ وہ ابتدائ تعلیمات تھیں اور اسلام ھر حوالے سے مذھب اور دین ھے۔

ظاھر ھے کہ ایم اے پاس کرنے کے بعد اپنی نیم پلیٹ پری یہ نہیں لکھتے کہ پرائمری جماعت آپ نے فلاں سکول سے پاس کی ھے، کیونکہ آپ پرائمری جماعت سے گزرتے ھوئے اعلی' ترین ڈگری حاصل کر چکے ھیں۔ آج دین مکمل کر دیا گیا اور نعمت تمام کر دی گئ، پیغام بھی مکمل ھوا اور پیغمبر بھی پورے کر دیئے گئے۔ اب آپ کو اس بات کی قطعاً کوئ ضرورت نہیں ھے کہ آپ ابتدائ علوم کی طرف رجوع کریں۔ اگر آپ کو شرحِ موسویؑ کے دس احکامات پڑھنے ھیں تو وہ قرآنِ کریم میں موجود ھیں۔ اگر آپ کا خیال ھے کہ قومِ یہود کو اللہ تعالی' نے دس احکامات (Ten Commandments) دیئے تھے تو قرآنِ کریم میں بھی موجود ھیں۔ اگر اس عیسائیت کے متعلق بات کی جائے تو جو احکامات حضرت عیسیٰؑ کو دیئے گئے وہ بھی قرآن شریف میں موجود ھیں۔ اب آپ کو ابتداء کیطرف پلٹنے کی ضرورت نہیں ھے۔ مذھب آدمؑ سے لے کر محمد رسول اللہؐ تک فطری انداز میں ترقی کرتے ھوئے آگے بڑھا ھے، اسلام تک آتے آتے دین اور مذھب مکمل ھو گیا ھے۔ اب اگر میں اس زمانے میں جب مجھے علم ھے کہ انامک ویٹ تبدیل کرنے سے کسی دھات کی خاصیت یا ھیت تبدیل ھو جاتی ھے تو مجھے کیا ضرورت ھے کہ میں جابر بن حیّان کے کیمیائ نسخے ڈھونڈھتا پھروں؟ یہ سوائے وقت کے ضیاع کے اور کیا کہلائے گا؟

پھر اللہ تعالی' قرآن میں آگے جا کر فرماتا ھے کہ اب اگر تم اسلام کے علاوہ کسی مذھب کے ذریعے مجھ تک انے کی کوشش کرو گے تو میں قبول نہیں کروں گا۔ اتنے واضح حکم کے باوجود ھمارا احمق سیکولر جو ھے باقی مذاھب میں تصوّف ڈھونڈھتا پھرتا ھے۔ بلکہ آپ دیکھیئے کہ انسان دوست رحجانات، تصوّف یا خداشناسی کا نام دیا گیا ھے۔ اگر مادام ٹریسا نیک تھیں اور اس نے انسانیت کی بڑی خدمت کی ھے تو زمین نے اسے قائدہ دے دیا ھے، اس کی بڑی عزّت ھوئ ھے، لوگ اس کی آخری آرامگاہ پر جا کر دعا مانگتے ھیں اور پھول بھی چڑھاتے ھیں۔ مگر اسے ھم خداشناسی نہیں کہہ سکتے کیونکہ اب اگر کہا جائے کہ 6 ارب انسان خدا کو نہیں مانتے تو یہ بات سچ ھو سکتی ھے کیونکہ ھو سکتا ھے کہ 6 ارب انسانوں میں سے ایک بھی خداشناس موجود نہ ھو مگر ایک بھی خداشناس موجود ھوا تو مسلمان ھو گا۔ مسلمان کے علاوہ کوئ بھی خدا کو نہیں پا سکتا۔

دینِ توحید رکھنے والے دیگر مذاھب کے جو لوگ ھیں وہ خداشناسی کا دعوی' نہیں کر سکتے۔ سوال ھی پیدا نہیں ھوتا کیسے ھو سکتا ھے؟ وہ خدا کو تو ایک مانتے ھیں، یہ کیسے ممکن ھے کہ آپ مجھے تو مانیں میرے وجود کا اقرار کریں لیکن میرے بہترین دوست کے وجود سے منکر ھوں۔ حج کیا ھے؟ حج سارے کا سارا ایک دوست کی سنّت ھی تو ھے۔ خدا کو اپنے دوست بہت ھی عزیز ھیں۔ جب لوگوں نے کہا کہ صفا اور مروہ میں ابراھیمؑ موجود ھی نہیں تھے آپ ھمیں ادھر کیوں دوڑاتے پھرتے ھو؟ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ھے کہ جب لوگوں نے کہا کہ جب صفا و مروہ میں تو ابراھیمؑ نہیں، باقی تو تمام سنّتِ ابراھیمیؑ تھ تو اس میں نہیں ھے تو پھر ھمیں صفا اور مروہ کے درمیان کیوں دوڑاتے ھو تو قرآن میں اللہ تعالی' نے فرمایا کہ صفا و مروہ بھ شعائر ھیں۔ اللہ کے کہنے کا مطلب یہ ھے کہ بہتر

دوست کے ساتھ جو چھوٹی چھوٹی چیزیں یا باتیں منسوب ھیں میں ان کا بھی لحاظ رکھنے والا ھوں۔ اتنی اچھی دوستی والا تو اور کوئ ھے ھی نہیں۔ اسی لیئے جو اللہ، ودود ھے وھاب ھے۔

جب اللہ تعالی' فرماتا کہ بعض دلوں پر میں نے مہر لگا دی ھے تو پھر انسان کی اس دعا کے کیا معنی یا حقیقت رہ جاتی ھے کہ یااللہ مجھے صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ یہ عقیدہ انتہائ ناقص ھے کہ اللہ تعالی' نے سب سے پہلے کہا کہ مخلوقات کے پاس چوائس نہیں تھی، حقِ انتخاب نہیں تھا۔ یعنی پیدا ھونے کی چوائس نہیں تھی۔ اگر پوچھا جاتا کہ تم نے پیدا ھونا یا نہیں ھونا تو بہت سے سیانے لوگ ویسے ھی بھاگ جاتے، پیدا ھونے سے انکار کر دیتے کہ کوئ ضرورت نہیں کہ اپنے آپ کو اتنے بڑے رسک میں ڈالیں، پریشانی میں مبتلا کر لیں یہ چوائس ھمارے پاس نہیں تھی۔ خدا کے پاس انسان کو پیدا کرنے کا حق تھا۔ آپ دیکھیں تو کہ کوئ تصویر، مصوّر سے یہ نہیں کہہ سکتی کہ تم نے مجھے کالا کیوں بنایا یا پیلا کیوں کیا؟ مگر اس کے باوجود اللہ اتنا مہربان اور کریم ھے کہ اس نے اپنے اس جبر کو کوّر (Cover) کیا۔ اس نے کہا کہ چونکہ تمہارے پاس یہ حق نہیں تھا کہ اپنی مرضی یا ارادے سے پیدا ھوتے بلکہ مین نے اپنی مرضی اور اپنے ارادے سے تمہاری تخلیق کی ھے اس کے بعد میں نے انسان پر جبر کے طور پر ایک چیز اپنے اوپر لازم کر لی۔ اللہ تعالی' فرماتا ھے کہ میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ھے کہ میں ھر حال میں اپنی مخلوق پر رحم کروں گا۔ میں نے غلبہ دیا اپنی صفّتِ رحمت کو اپنے جلال پر اپنے غضب پر، آپ ذرا بتا دیجئے کہ رحمت میں دوزخ آ سکتی ھے؟ نہیں آ سکتی۔ اصل میں آپ گناہ و ثواب کی اس اصطلاح کو بدل دیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ ایک

Community of high cyber creation

جیسے ملائکہ تھے، جیسے ملائکہ میں یاداشت (Memory) نہیں تھی، سمجھ بوجھ یا simulation نہیں تھی۔ بہت ساری Powers نہیں تھیں۔ آپ کو سمجھ آ جائے گا کہ ملائکہ نے اللہ تعالی' کو کیا جواب دیا تھا؟ اے پروردِگار تُو پاک ھے، ھمیں تم بس اتنا ھی علم ھے جتنا کہ تُو نے ھمیں بتایا ھے، فیڈ کیا ھے۔ ھم فقط اتنا ھی جانتے ھیں اس سے زیادہ یا کم نہیں جان سکتے۔ یہ جس کو انسان کو Artificial Inteligence دی گئ تھی، ایک نیا تجربہ کیا تھا، اللہ نے کہا کہ انسان کو خود میں نے اپنے ھاتھ سے بنایا، اسے عقل عطا کی فیصلہ کرنے کی صلاحیت بخشی، اس کو ماضی دیا، مستقبل دیے دیا، حال دے دیا، پوری قوّت اور صلاحیت عطا کردی علم حاصل کرنے کی، سیکھنے کی تو یہ دیگر مخلوقات سے آگے بڑھ گیا، قوّت میں آگے برھ گیا، زبان کے حوالے سے ترقّی کر گیا، ڈیزائن میں آگے بڑھ گیا، تخلیقی کام میں آگے بڑھ گیا یہ سعادت Establish کر کے اس نے کہا کہ میں مخلوق میں تنوع پیدا کر سکتا ھوں، اس میں تبدیلی لا سکتا ھوں۔ یہ آدمی تو گئ گزری عقل ھے جو آج تک یہ سمجھتا ھے کہ میں اس کائنات میں اکیلا ھوں آج کے انسان کو تو اس کی نرگسیت کہا گئ ھے۔ اسے تو اس کے باوجود لذّت لے ڈوبی ھے حالانکہ حقیقت یہ ھے کہ بہت ساری مخلوقات میں سے انسان محض ایک مخلوق ھے۔ 13 لاکھ مخلوقات انسان کے نیچے موجود ھیں، یہ جو دانشور، تو فرشتوں کو بھی نہیں مانتے، جنّات کے وجود سے بھی انکار کریں گے۔

بشکریہ فیملی میگزین

____________ ساتویں نشست کا اختتام ____________

تمّت بالِخیر

میرا یہ کام نذر رسولﷺ ھے، اللہ تعالی' قبول فرمائے، (آمین ثم آمین)

شکریہ: دعاوں میں یاد رکھیئے گا۔

دُعاؤں کا طالب: صلاح الدین میر (کمپوزر ¦ Composer) miristhere@yahoo.com

پروفیسر احمد رفیق اختر کی کتابیں

- مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ۱ : کشتِ زر بار، پسِ حجاب، بست و کشاد، اُٹھتے ہیں حجاب آخر
- مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ۲ : حقیقتِ منتظر، یہ آسماں بھی رستہ ہے، جہاں سورج نہیں ڈھلتا، پیمانِ ازل
- مجموعہ پروفیسر احمد رفیق اختر ۳ : اسلام اور عصرِ حاضر، احسنِ تقویم، علمت
- کشتِ زر بار
- مقدمۃ القرآن
- جہاں سورج نہیں ڈھلتا
- یہ آسماں بھی رستہ ہے
- پیمانِ ازل
- اٹھتے ہیں حجاب آخر
- پسِ حجاب
- حقیقتِ منتظر
- بست و کشاد
- اسلام اور عصرِ حاضر
- احسنِ تقویم
- علمت
- چراغِ سرِ راہ
- نقوشِ سدرۂ جمال
- ماورائے سراب
- سلطانِ نصیر
- **Prof. Ahmad Rafique Akhtar:** **Mystery Behind the Mystic**

Rs.

www.sang-e-meel.com
ISBN-10: 969-35-2309-1
ISBN-13: 978-969-35-2309-6
9 789693 523096
www.sang-e-meel.net

www.alamaat.com